# فہرست مضامین کتاب حیات ولی


| مضامین | صفحہ |
|---|---|
| تمہید کتاب یا دیباچہ | ۱-۸ |
| **پہلا حصہ** | |
| مناقب عارف باللہ حضرت مولنا شاہ ولی اللہ صاحب کے اجداد عظام کے سلسلے کا تفصیلی ذکر۔ شاہ صاحب کے جد اعلیٰ قطب شیخ شمس الدین مفتی کا ہندوستان میں آنا اور شہر رہتک میں توطن اختیار کرنا وغیرہ ........ .. | ۱ |
| سادات عرب کی رہتک میں اقامت | ۱ |
| شعائر اسلام کا رہتک میں رواج پانا۔ | ۲ |
| شہر رہتک کی مختصر تاریخ ..... .. | ۲ |
| رہتک کی وسعت اور اسکا عروج | ۲ |
| شہر رہتک کا تنزل . .. .. .. | ۳ |
| انساب شیخ شمس الدین مفتی کی اولاد کا شجرۂ نسب .. .. .. .. | ۴ |
| شیخ شمس الدین کا طرز معاشرت .. .. | ۵ |
| شیخ شمس الدین عربی النسل تھے .. .. | ،، |
| شیخ شمس الدین مفتی کی موثر زندگی ... | ،، |
| ہندوستان میں سب سے پہلا کالج .. | ۶ |
| شیخ شمس الدین مفتی کے ظاہری و باطنی علوم | ۷ |
| صاحب کا ایک عجیب و غریب اور حیرت انگیز واقعہ .. .. .. .. .. | ۷ |
| شیخ کمال الدین مفتی .. .. .. .. .. | ۸ |
| شیخ کمال الدین مفتی کی تاریخی زندگی | ۹ |
| شیخ قطب الدین کے واقعات .. .. | ۹ |
| قطب الملک کے حالات۔ آپ کی جوانی میں تعلیم۔ علم حدیث کی تحصیل اور اسی سے دلچسپی آپکی خوش الحانی | ۱۰ |
| شیخ عبد الملک کا وعظ آپکے وعظ و تبلیغ کا اثر اور انتقال .. .. .. .. | ۱۱ |
| شاہ ولی اللہ صاحب کے خاندان کے علم و فضل کی نسبت ایک مشہور فاضل کی رائے | ۱۲ |
| جناب قاضی بدھا۔ آپ کی خوش اخلاقی | ۱۳ |
| تعلیم و تربیت۔ انتقال ....... | ۱۴ |
| قاضی قاسم کے واقعات .. .. .. | ۱۴ |
| شیخ مسکین کے حالات . .. .. .. | ۱۴ |
| شیخ یونس کے سوانحات ... .. .. | ۱۴ |
| شیخ کادن صاحب کی کیفیات ... | ۱۵ |
| شیخ کمال الدین کی مختصر لائف .. .. | ۱۵ |
| شیخ نظام الدین کی ابتدائی ہسٹری۔ | ۱۵ |
| شیخ محمود کے واقعات .. .. .. .. | ،، |
| شیخ آدم کے حالات .. .. .. .. | ،، |
| شیخ محمود کا منصب قضا چھوڑ کر اعمال سلطانیہ میں مشغول ہونا .. .. .. | ۱۶ |
| شیخ احمد کی مختصر لائف .. .. .. | ۱۷ |
| شیخ منصور کا ذکر . . . . . . | ۱۸ |
| شیخ معظم کا مجمل تذکرہ .. .. .. | ۱۸ |
| شیخ اعظم صاحب کا حال .. .. .. | ،، |
| شیخ عبد الغنی کا ذکر .. .. .. .. | ۱۸ |
| جلال الدین اکبر بادشاہ کا دربار ملکی حکومت اور علمی برکت کا مقابلہ .. .. .. .. | ۱۹ |
| شیخ عبد الغنی صاحب کی دربار اکبری میں عزت و وقعت .. .. .. .. | ۲۰ |
| شیخ عبد الغنی صاحب کی اکبر سے رنجش | ۲۰ |
| چتوڑ کی مہم کا تذکرہ .. .. .. .. | ۲۰ |
| فتح چتوڑ کی نسبت ایک عجیب واقعہ .. | ۲۱ |
| جلال الدین اکبر کی مدارات شیخ عبد الغنی کیساتھ .. .. .. .. .. | |
| شیخ عبد الغنی صاحب کی علمی زندگی اور روحانی حیات کی ایک عجیب و غریب مثال | |
| شیخ حسین صاحب کی تاریخی زندگی پر ایک سرسری نظر .. .. .. .. .. | ۲۲ |
| شیخ محمد راجہ کے حالات .. .. .. | ۲۵ |
| شیخ عبد الغفور کے سوانحات ... | ،، |
| شیخ اسمٰعیل کے مجمل حالات . .. .. | ،، |
| شیخ معظم کے مفصل حالات .. .. .. | ۲۶ |
| شیخ معظم کی شجاعانہ زندگی .. .. .. | ،، |
| شیخ معظم کی بہادرانہ کوششوں کے چند واقعات .. .. .. .. .. | ۲۷ |
| شیخ معظم کی شجاعانہ کوششوں کے نتائج | ۳۰ |
| آپکی بیدریغ شجاعت کا ایک حیرت انگیز واقعہ | ۳۱ |
| شیخ کا عقد سید نور الجبار کی عصمت مآب صاحبزادی سے .. .. .. .. | ۳۳ |
| سید نور الجبار کے حالات پر اجمالی نظر .. | ،، |
| شیخ معظم کی اولاد ذکور .. .. .. | ،، |
| شیخ وجیہ الدین صاحب شہید یعنی جناب مولنا شاہ ولی اللہ صاحب کے جد امجد کے دلچسپ واقعات .. .. .. .. | ۳۴ |
| شیخ وجیہ الدین کے ابتدائی حالات آپکی علمی ترقی | ،، |
| طرز معاشرت۔ عادات و خصائل۔ فیاضی | ۳۵ |
| آپ کا زمانہ شباب احتیاط و تورع آپکے | ۳۶ |
| اتقاء و پرہیزگاری کی چند مثالیں .. .. | ،، |
| نصفت پسندی و نرمی .. .. .. | ۳۸ |
| آپکو فطرۃً فنون سپہگری سے زیادہ تعلق تھا | ۳۸ |

| مضامین | صفحہ |
|---|---|
| شیخ عبدالرحیم صاحب کے پیر جناب حافظ | |
| سید عبداللہ قدس سرہ کے مختصر حالات | ۱۲۹ |
| سید عبداللہ کا ابتدائی زمانہ ...... | 〃 |
| سید عبداللہ کا شیخ اویس کی خدمت | |
| میں پہنچنا اور انکی کا حقہ خدمت کرنا | ۱۳۰ |
| سید عبداللہ کا شیخ آدم کی صحبت و | |
| خدمت میں تشریف لیجانا ...... | 〃 |
| سید عبداللہ کی خوش لحنی آپکے باطنی | |
| تصرفات کی عجیب و غریب مثالیں | ۱۳۱ |
| بزرگ سید کا انتقال اور آپکی وصیت | ۱۳۲ |
| خواجہ خرد کے ابتدائی حالات و واقعات | 〃 |
| خواجہ خرد اور آپکے برادر خواجہ کلان | |
| میں موازنہ ...... | ۱۳۳ |
| خواجہ خرد کی کرامات کے دلچسپ واقعات | ۱۳۳ |
| خواجہ خرد کے عام اخلاق اور دستور عمل | |
| عادات کی چند مثالیں ...... | ۱۳۴ |
| خلیفہ ابوالقاسم اکبر آبادی قدس سرہ | |
| کی تحصیل علوم ۔ طالب علمی سے | ۱۳۶ |
| خلیفہ ابوالقاسم کا توکل اور اسپر ایک | |
| نہایت وزنی ریمارک ...... | ۱۳۷ |
| آپ کا سفر حج کے ارادہ سے گھر سے | |
| نکلنا اور اثنائے سفر میں لوگوں کا | |
| آپ کی کرامات و خوارق عادات کا مشاہدہ | |
| کرنا اور سفر کی مفصل کیفیت ...... | ۱۴۰ |
| جناب شیخ عبدالرحیم صاحب نے جن بزرگوں | |
| سے اجازت عامہ حاصل کی انکی مختصر فہرست | ۱۴۰ |
| خلیفہ ابوالقاسم اکبر آبادی کی اجازت | ۱۴۱ |
| سید عبداللہ کی اجازت ...... | 〃 |
| شیخ عبدالرحیم کی سید عظمت اللہ سے | |
| ملاقات اور بزرگ سید کی آپکو اجازت نامہ | |

| مضامین | صفحہ |
|---|---|
| عطا کرنیکی کیفیت ...... | ۱۴۲ |
| شیخ عبدالرحیم کی اہل اللہ اور مجذوبوں | |
| سے ملاقات ۔ اور آپکی منو مجذوب سے ملاقات | ۱۴۴ |
| آپ کا موضع میرواڑہ میں تشریف لے | |
| جانا اور وہاں ایک مشہور مجذوب سے ملنا | ۱۴۵ |
| شیخ عبدالرحیم صاحب کے عام اخلاق و | |
| عادات اور فضل و کمال ۔ شیخ کی صرف | |
| و نحو ۔ آپکی حدیث و فقہ ۔ تفسیر دانی | ۱۴۶ |
| شیخ عبدالرحیم کے علم حدیث کی اشاعت | |
| پر ایک فاضل اجل کا ریویو ...... | ۱۴۸ |
| شیخ کا ادب مناظرہ ۔ شاعری علمی نکتہ سنجی | ۱۴۹ |
| آپ کی ذہانت و طباعی کی ایک مثال | ۱۵۰ |
| آپ کا تفرس و کشف اور باطنی قوت کے | |
| چند واقعات ...... | 〃 |
| شیخ کی صداقت ۔ شیخ کا فتاوی عالمگیری | |
| کی نظر ثانی پر مامور ہونا اور اس کے | |
| مصنف کی لغزش پر تنبیہ حاصل کرنا ۔ | ۱۵۳ |
| شیخ کی پیشینگوئی اور اس کا ظہور صدق | ۱۵۴ |
| شیخ کی ایک اور پیشین گوئی ...... | ۱۵۵ |
| آپکی فراست ۔ عام اخلاق ۔ طرز معاشرت | |
| اور آپ کی فیاضی ...... | ۱۵۶ |
| آپ کا طرز لباس ۔ آپکا تعامل ...... | ۱۵۷ |
| شیخ کے تصرفات و کرامات کے چند واقعے | ۱۵۸ |
| آپ کی ایک اور عجیب کرامت ...... | ۱۵۹ |
| شیخ کی کرامت کے متعلق ایک اور دلچسپ | |
| واقعہ ...... | ۱۶۰ |
| شیخ کا ایرانی روافض سے مذہبی مناظرہ | ۱۶۱ |
| شیخ کی فراست کا ایک تعجب خیز واقعہ | ۱۶۲ |
| آپ کی قبولیت دعا ۔ لوگوں کا حسد | ۱۶۳ |
| شیخ پر لوگوں کا جادو کرنا ...... | ۱۶۴ |

| مضامین | صفحہ |
|---|---|
| شیخ کی صحبت کا اثر ...... | ۱۶۵ |
| شیخ کے ملفوظات کی فہرست ...... | ۱۶۶ |
| شیخ کے مکتوبات پر مولف کی رائے | ۱۷۳ |
| شیخ کی کئی بیبیاں تھیں ...... | ۱۷۴ |
| شیخ کی اولاد ذکور کا مجمل ذکر ...... | ۱۷۵ |
| شیخ کا انتقال ...... | 〃 |
| ابتدائی مرض کی کیفیت اور شیخ کے | |
| انتقال کی تاریخ ...... | ۱۷۶ |
| **باب دوم** | |
| شیخ ابوالرضا محمد ۔ آپ کی ولادت | ۱۷۷ |
| آپکی طفولیت کے حالات تعلیم و تربیت | ۱۷۸ |
| علوم باطنی کی تحصیل و تکمیل آپکی عزلت گزینی | ۱۷۹ |
| شیخ ابوالرضا محمد کا ایک ابتدائی واقعہ | |
| انہی کی زبان سے | ۱۸۰ |
| شیخ کا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بیعت کرنا | 〃 |
| آپکا حلیہ مبارک ۔ فضل و کمال ذوق علمی | ۱۸۱ |
| آپکا موثر وعظ فصاحت ۔ بلاغت | ۱۸۲ |
| شیخ کی علمی مجلسیں آپکی ذکاوت و اخلاق | ۱۸۳ |
| آپکی مستغنی المزاجی استقلال ثابت قدمی | ۱۸۴ |
| شیخ کا تورع و احتیاط ۔ حدیث نبوی کی عظمت | ۱۸۵ |
| آپکے تصرف و کشف کے واقعات ...... | ۱۸۶ |
| باطنی توجہات کی چند مثالیں ...... | ۱۸۹ |
| آپکے مکتوبات و ملفوظات اور بعض مسودات | ۱۹۱ |
| حضرت شیخ عبدالاحد کا خط آپکے نام | ۱۹۱ |
| شیخ ابوالرضا محمد کا جواب ...... | ۱۹۲ |
| شیخ عبدالاحد سرہندی کا ایک اور خط | 〃 |
| شیخ ابوالرضا محمد کا جواب ...... | ۱۹۳ |
| مرزا محمد سرہندی کا ایک رقعہ شیخ کے | |
| نام اور آپ کا جواب ...... | 〃 |
| شیخ کا ایک خط مرزا موصوف کے نام ۔ | ۱۹۴ |

| مضامین | صفحہ |
|---|---|
| ایک اور خط .. .. .. .. | ۱۹۵ |
| شیخ عبد الحفیظ کے نام شیخ کا ایک اور خط | ″ |
| شیخ عبد الحفیظ کے نام دوسرا خط | ″ |
| حدیث قفت یا محمد کی عجیب و غریب تفسیر .. .. .. | ۱۹۶ |
| آیۂ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ کی تفسیر اور ولایت کبریٰ کے فرائض کی تقسیم | ″ |
| شیخ ابو الرضا محمد کی ایک بسیط تقریر | ۱۹۷ |
| شیخ کی انشا پردازی، تصوفی تحقیقات | ۱۹۸ |
| بسم اللہ الرحمن الرحیم کی دلکش تفسیر | ″ |
| شیخ کے حکیمانہ اقوال و نصیحت آمیز دلاویز فقرے .. .. | ۲۰۰ |
| شیخ کے انتقال کی کیفیت .. .. | ۲۰۵ |
| آپکے انتقال کی تاریخ .. .. | ۲۰۷ |
| شیخ کی اولاد کا ذکر .. .. | ۲۰۸ |
| **چوتھا حصہ** | ۲۰۹ |
| عارف باللہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب .. .. .. | ″ |
| تمہید باب .. .. .. | ″ |
| شاہ صاحب کے حالات پر سرسری نظر | ۲۱۰ |
| شاہ صاحب کی پولیٹکل لیاقت پر ایک قابل مصنف کا ریویو .. .. | ۲۱۱ |
| شیخ عبد الحق محدث دہلوی اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کا علمی موازنہ .. | ۲۱۲ |
| شاہ صاحب کی نسبت ایک اور فاضل مورخ کی رائے .. .. | ۲۱۳ |
| شاہ صاحب کی عظمت و وقعت علمائے وقت کے دلوں میں .. .. | ″ |

| مضامین | صفحہ |
|---|---|
| شاہ صاحب کے منصبی فرائض .. .. | ۲۱۴ |
| آپکے اخلاق و عادات .. .. .. | ۲۱۵ |
| شاہ صاحب کا ضبط اوقات .. .. | ″ |
| شاہ صاحب کی علمی ترقی .. .. .. | ″ |
| شاہ صاحب کا مرجع خواص و عوام اور علما فضلا کے معتقد علیہ تسلیم کیے جاتے | ۲۱۶ |
| شاہ صاحب کی ولادت پر علماء حال کے مبشرات .. .. .. | ۲۱۷ |
| آپ کی ولادت کی صحیح تاریخ .. .. | ۲۱۹ |
| آپ کا زمانہ طفولیت .. .. | ۲۲۰ |
| شاہ صاحب کی تربیت .. .. | ۲۲۱ |
| شاہ صاحب کی تعلیم .. .. | ۲۲۲ |
| آپ کا ازدواج اور ان اسرار و نکتوں کی تفصیل جو عجائبات ازدواج میں مضمر تھیں .. .. .. | ۲۲۳ |
| شاہ صاحب کی علوم تفسیر و حدیث کی تکمیل میں کوشش | ۲۲۴ |
| شاہ صاحب چودہ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوچکے تھے .. .. | ۲۲۵ |
| ان علوم کی فہرست جو آپنے صرف اپنے والد بزرگوار سے سبقاً سبقاً حاصل کیے | ۲۲۶ |
| شاہ صاحب کے درس علوم کا آغاز .. | ۲۲۸ |
| مدرسہ رحیمیہ اور اسکی تاریخ .. .. | ۲۲۹ |
| شاہ صاحب کی طالب العلموں کیساتھ فیاضی اور مہمان نوازی .. .. | ۲۳۰ |
| آپ کا تکمیل حدیث کے شوق میں سفر عرب کا ارادہ کرنا .. .. | ۲۳۱ |
| دہلی کے مولویوں کی شاہ صاحب سے رنجش .. .. .. | ۲۳۲ |
| شاہ صاحب کا حرمین محترمین میں تشریف | |

| مضامین | صفحہ |
|---|---|
| لے جانا اور مشائخ عرب سے ملاقات | ۲۳۳ |
| آپ کا شیخ محمد وفد اللہ مکی کی درسگاہ میں پہنچکر سند حدیث حاصل کرنا .... | ۲۳۴ |
| شیخ ابو طاہر کردی مدنی سے تحصیل سند | ۲۳۵ |
| شیخ ابو طاہر کی درسگاہ میں حالات صوفیہ پر بحث .. .. .. .. | ۲۳۶ |
| شاہ صاحب نے شیخ ابو طاہر سے سند حدیث کے علاوہ خرقہ صوفیہ بھی حاصل کیا تھا .. .. .. | ۲۳۷ |
| شاہ صاحب کا شیخ تاج الدین قلعی حنفی کی خدمت میں حاضر ہوکر سند حدیث حاصل کرنا .. .. .. | ۲۳۸ |
| شیخ تاج الدین قلعی کی ایک عجیب و غریب حکایت شاہ صاحب کی زبانی سے | ۲۳۹ |
| ان مشائخ عرب کے مختصر حالات جن کے ذریعہ سے شاہ صاحب کو خرقہ صوفیہ پہنچا | ۲۴۰ |
| شیخ احمد صاحب شناوی قدس سرہ کے حالات .. .. .. | ۲۴۲ |
| شیخ احمد قشاشی قدس سرہ العزیز کے واقعات .. .. | ۲۴۳ |
| سید عبد الرحمن صاحب اویسی مشہور بمحجوب کے حالات و واقعات .. .. | ۲۴۴ |
| شمس الدین محمد بن علاء بابلی قدس سرہ کا تذکرہ .. .. .. | [illegible] |
| شیخ عیسیٰ جعفری مغربی قدس سرہ کے واقعات .. .. .. | ۲۴۸ |
| شیخ ابراہیم کردی مدنی قدس سرہ کا تذکرہ .. .. .. | ۲۴۹ |
| شیخ حسن عجیمی رحمۃ اللہ علیہ کا حال | ۲۵۴ |
| شیخ حسن عجیمی کی بے مثل تواضع .... | ۲۵۵ |

| مضامین | صفحہ |
|---|---|
| شیخ حسن عجیمی کا اپنے مشائخ کی نسبت احترام .. .. .. .. | ۲۵۵ |
| شیخ احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر | ۲۵۷ |
| شیخ عبد اللہ بن سالم البصری ثم المکی کا حال .. .. .. .. | ۲۵۸ |
| شاہ ولی اللہ صاحب کی واپسی سفر کے حالات .. .. .. .. | ۲۶۱ |
| شاہ صاحب کے عام اخلاق و عادات | ۲۶۲ |
| آپ کا زمانہ بچپن .. .. .. .. | ۲۶۳ |
| عالم شباب۔ زمانہ شیخوخت .. | ۲۶۴ |
| شاہ صاحب کے فضل و کمال .. .. | ۲۶۵ |
| شاہ صاحب کے علمی کارنامون پر ایک تذکرہ نویس فاضل کی رائے .. .. | ۲۶۶ |
| آپ کی علمی اشاعت کی مثال .. | ۲۶۷ |
| آپ کی علمی فیاضی .. .. .. | 〃 |
| آپ کی طباعی۔ فہم و فراست .. | ۲۶۸ |
| شاہ صاحب کی دانشمندی کا ایک حیرت انگیز واقعہ .. .. .. | 〃 |
| آپکے علوم باطنیہ کی تشریح .. .. | ۲۶۹ |
| شاہ صاحب کی مذہبی تاریخ .. .. | ۲۷۰ |
| شاہ صاحب کا طریقہ تعامل اُن ہی کی زبان سے .. .. .. .. | ۲۷۰ |
| شاہ صاحب کا تصوفی طریقہ اُن ہی کے الفاظ سے .. .. .. | ۲۷۱ |
| آپ کی انشا پردازی .. .. .. | ۲۷۳ |
| شاہ صاحب کا زور تقریر .. .. | 〃 |
| آپ کی خوش تقریری .. .. .. | ۲۷۴ |
| آپ کی فصاحت و بلاغت .. .. | 〃 |
| شاہ صاحب کی شاعری .. .. | ۲۷۵ |
| آپکا ایک قصیدہ معارف نما مضمون | 〃 |

| مضامین | صفحہ |
|---|---|
| شاہ صاحب کی ایک بےمثل غزل ... | ۲۷۶ |
| آپ کی ایک نہایت عمدہ تضمین .. | 〃 |
| آپ کی ایک اور غزل .. .. .. | 〃 |
| ایک غزل مزاحفات بحر بسیط سے جو فارسی مین نہایت کمیاب ہے .... | ۲۷۷ |
| رباعیات بعض قواعد سلوک کے بیان مین .. .. .. .. .. | 〃 |
| آپکے مختلف اشعار۔ افراد متنوعہ .. | ۲۷۹ |
| شاہ صاحب کے مکاتیب .. .. .. | ۲۸۰ |
| آپ کا پہلا خط شیخ ابراہیم صاحب مدنی کے نام .. .. .. .. | ۲۸۱ |
| آپ کا دوسرا خط شیخ جمال الدین ابوطاہر کردی مدنی کے نام .. .. | ۲۸۳ |
| آپ کا تیسرا خط شیخ ابوطاہر کے نام | ۲۸۴ |
| شاہ صاحب کا چوتھا خط .. .. | ۲۸۵ |
| آپ کا پانچوان خط شیخ ابراہیم کے نام .. .. .. .. .. | ۲۸۷ |
| آپ کا چھٹا خط شیخ وفد اللہ مکی کے نام .. .. .. .. .. | ۲۸۸ |
| آپ کا ساتوان خط بعض دوستون کی جانب .. .. .. .. | 〃 |
| شاہ صاحب کا آٹھوان خط .. .. | ۲۸۹ |
| آپ کا نوان خط .. .. .. .. | ۲۹۰ |
| شاہ صاحب کا دسوان خط معین الدین سندہی کے نام .. .. .. | ۲۹۱ |
| مولانا عبد القادر جونپوری کا خط حضرت شاہ صاحب کے نام .. .. | ۲۹۲ |
| شاہ صاحب کا جواب .. .. | ۲۹۳ |
| جناب شاہ ولی اللہ صاحب کی بعض تصانیف کی مفصل فہرست .. .. | ۲۹۵ |

| مضامین | صفحہ |
|---|---|
| فتح الرحمن فی ترجمۃ القرآن .. .. | ۲۹۶ |
| فوز الکبیر شرح فتح الکبیر .. .. | ۲۹۸ |
| فتح الخبیر .. .. .. .. | ۲۹۹ |
| مصفی شرح موطا .. .. .. | 〃 |
| مسوی شرح موطا .. .. .. | ۳۰۱ |
| حجۃ اللہ البالغہ .. .. .. .. | 〃 |
| عقد الجید فی احکام الاجتہاد و التقلید | ۳۰۵ |
| ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفا ... | 〃 |
| قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین | 〃 |
| فیوض الحرمین .. .. .. .. | ۳۰۹ |
| الدر الثمین فی المبشرات للنبی الکریم | ۳۱۱ |
| تاویل الاحادیث .. .. .. .. | 〃 |
| انفاس العارفین .. .. .. | 〃 |
| شرح رباعیتین .. .. .. .. | ۳۱۲ |
| قصیدۃ الحبیب النعم فی مدح سید العرب والعجم .. .. .. .. | |
| سطعات .. .. .. .. .. | ۳۱۳ |
| انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ .. | 〃 |
| چہل حدیث .. .. .. .. | 〃 |
| جوامع شرح حزب البحر .. .. | ۳۱۴ |
| شاہ صاحب کی باقی تصانیف کی مجمل فہرست .. .. .. .. | 〃 |
| شاہ صاحب کی وفات .. .. .. | ۳۱۷ |
| شاہ صاحب کی اولاد کا شجرہ نسب | ۳۱۹ |
| **دوسرا باب** | ۳۲۰ |
| جناب شاہ عبد العزیز صاحب | 〃 |
| آپ کا بچپن .. .. .. .. | ۳۲۱ |
| آپ کی تعلیم و تربیت .. .. .. | 〃 |
| آپ کی ذہانت و طباعی .. .. | ۳۲۲ |
| آپ کی شیوا بیانی .. .. .. | 〃 |

| مضامین | صفحہ |
|---|---|
| شاہصاحب کی ہمہ دانی … | ۳۲۲ |
| شاہ صاحب کی علوم سے فراغت | ۳۲۳ |
| آپکی تواریخ وجغرافیہ دانی … | ״ |
| آپ کا تبحر … | ۳۲۴ |
| آپ کی شستگی تقریر … | ۳۲۵ |
| آپ کی وقعت لوگون کے دلون مین | |
| کہان تک تہی … | ״ |
| منصب وعظگوئی … | ۳۲۶ |
| آپ کا حافظہ … | ״ |
| شاہ صاحب کی متانت وظرافت | ۳۲۷ |
| شاہصاحب کا وعظ اور طرز بیان | ״ |
| آپکے تلامذہ کی مختصر فہرست … | ״ |
| آپ کی قادر الکلامی اور انشاپردازی … | ״ |
| شاہ صاحب کا خط مولوی محمد عثمان | |
| کشمیری کے نام … | ۳۲۹ |
| آپ کا خط مولوی محمد عاشق کے نام | ۳۳۱ |
| آپ کا غیر منقوطہ خط | ۳۳۲ |

| مضامین | صفحہ |
|---|---|
| آپ کا ایک اور خط شاہ اہل اللہ | |
| کے نام … | ۳۳۲ |
| ایک اور خط آپ کا شاہ اہل اللہ | |
| کے نام … | ۳۳۳ |
| ایک اور مکتوب شاہ اہل اللہ کے نام | ״ |
| ایک اور خط شاہ اہل اللہ کے نام | ۳۳۵ |
| مناقب حیدریہ پر آپکا ایک ریویو | ۳۳۷ |
| دہلی کے وصف مین آپکے چند ابیات | ״ |
| آپ کی اولاد … | ۳۳۸ |
| آپ کی تصانیف کی فہرست … | ״ |
| آپ کی تواریخ انتقال … | ۳۴۲ |
| آپ کا مرض وفات … | ۳۴۲ |
| مولانا شاہ رفیع الدین صاحب … | ۳۴۳ |
| آپ کی سلامت روی … | ۳۴۵ |
| آپ کا باطنی فیض … | ״ |
| آپ کا ضبط اوقات … | ״ |
| حقیقت نفس مین شاہ ولی اللہ صاحب | |

| مضامین | صفحہ |
|---|---|
| کا قصیدہ اور اسپر شاہ رفیع الدین | |
| صاحب کی تخمیس … | ۳۴۶ |
| آپ کا قصیدہ معراج کے بیان مین | ۳۴۷ |
| شاہ رفیع الدین صاحب کی اولاد … | ۳۴۸ |
| مولوی مخصوص اللہ صاحب … | ״ |
| جناب مولانا شاہ عبد القادر صاحب | ۳۴۹ |
| آپ کا رعب وہیبت … | ۳۵۰ |
| آپ کا استغنا … | ״ |
| آپ کا ترجمہ قرآن … | ۳۵۱ |
| جناب مولانا شاہ عبد الغنی کا مختصر | |
| حال … | ۳۵۲ |
| جناب مولانا شاہ اسمٰعیل صاحب شہید | ۳۵۲ |
| رحمہ اللہ کے مختصر حالات تاریخ ولادت | |
| تعلیم تربیت۔ حدیث مین کمال ذوق | |
| وطباعی۔ فقہ دانی۔ تصنیفات وعظ | |
| جہاد وغیرہ … | ۳۵۸ |
| خاتمۃ الکتاب | ۳۵۹ |


## فہرست مضامین نوٹ جو علم حدیث کی تعریف و اقسام مین کتاب ہذا کے بعض موقعون پر لکھے گئے ہین جنکی تعداد ۲۱۴ ہے


| مضمون | صفحہ |
|---|---|
| شیخ ہیبت اللہ انصاری اور شیخ | |
| ابو الفتح کا باہمی معاہدہ … | ۱۰۷ |
| جناب شاہ ولی اللہ صاحب کا ریویو | |
| کتاب عین العلوم پر … | ۱۰۸ |
| شیخ محمد عاقل صاحب کے انضباط | |
| اوقات … | ״ |

| مضمون | صفحہ |
|---|---|
| عالمگیر مذہبی تقدس کے پابندی کے | |
| علاوہ اہل اللہ کا بڑا شائق تھا … | ۱۱۱ |
| عالمگیر کا شیخ عبد الرحیم کی ملاقات | |
| مین اصرار کرنا اور آپکا اس سے احتراز کرنا | ۱۱۲ |
| قاضی اسلم صاحب کے مختصر سوانح | |
| عمری … | ۱۱۷ |

| مضمون | صفحہ |
|---|---|
| بزرگ قاضی علاوہ علوم ظاہری کے | |
| باطنی علوم کا بھی کافی حصہ رکھتے تھے | ۱۱۸ |
| بحث وجود مین قاضی صاحب کی ایک | |
| بسیط تقریر … | ۱۱۹ |
| خواجہ خرد صاحب کے اساتذہ کی خدمت | ۱۲۳ |
| سید عبد اللہ صاحب کی مختصر لائف | ۱۲۶ |

| مضامین | صفحہ |
|---|---|
| شیخ آدم کے دو خط بزرگ صاحب کے نام .. .. .. .. .. | ۱۲۷ |
| حضرت امیر ابو العلی کی سوانح عمری | ۱۳۶ |
| سید عظمت اللہ کے مختصر حالات | ۱۴۲ |
| شاہ ولی اللہ صاحب کے مذہب پر ایک فاضل کی رائے .. .. .. | ۲۳۱ |
| شاہ ولی اللہ صاحب کے ترجمہ قرآن پر دہلی کے مولویون کے اعتراضات کی بوچھاڑ اور عام رنجش | ۲۴۲ |
| شیخ محمد وفد اللہ کے واقعات .. .. | ۲۴۳ |
| شیخ ابو طاہر رحمۃ اللہ علیہ مدنی کے حالات .. .. .. .. .. | ۲۳۵ |
| شیخ تاج الدین صاحب رحمہ اللہ کے سوانح عمری .. .. .. .. .. | ۲۳۸ |
| درس کے طرق جو علماے حرمین مین مروج ہین .. .. .. .. | ۲۵۴ |
| ضبط حدیث کے طریقے .. .. | ۲۵۹ |
| علم تصوف کی تاریخ اور اُس کے موجدون کا تفصیلی ذکر .. .. .. .. | ۳۰۷ |
| صوفیون کے عقاید .. .. .. | ۳۰۸ |
| تصوف کے بانی اور اُن کی فہرست | ۳۰۸ |
| صوفیون کے مجمل اصول .. .. .. | ۳۱۰ |
| علم حدیث کی مشہور و مستند کتابون کا ذکر .. .. .. .. .. .. | ۳۱۵ |
| محدثون کی مجمل فہرست .. .. .. | ۳۱۶ |
| شیخ احمد بن محمد انصاری الیمنی الشروانی کے مختصر حالات .. .. .. .. | ۳۲۷ |
| مولٰنا محمد اسحاق صاحب مہاجر مکی ولادت .. .. .. .. .. | ۳۳۰ |


## تمام ہوئی فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# تمہید

یہ امر عموماً تسلیم ہے کہ مشرقی تعلیم کا سیلان سوانحات قدیمہ کی اشاعت مین نہین علوم کی جان اور فنون کی روح کہنا کسیطرح نازیبا نہوگا روز بروز حیرتناک ترقی کر رہا ہے۔ اور واقعات گزشتہ کو تاریخی جامہ پہنانے مین ہر وقت اور ہر آن سرگرم ہے۔ بزرگان دین اور ائمہ مذہب کے واقعی حالات جو ایک عرصہ سے فسانون کے تیرہ و تاریک بھول بھلیون مین کرم شب تاب یا چراغ سحری کی طرح ٹمٹماتے نظر آرہے تھے اور مسلمان قوم کے سچے واقعات مذہبی فسانون کے دھندلے غبار مین صبح کے جھلملاتے ستارون کی صورت مین عنقریب بے نور ہونے والے تھے اُنپر تاریخی روشنی چمکانے مین انتہا سے زیادہ جد و جہد کر رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخ عالم کی مختلف شاخون مین دنیائے اسلام جسقدر بلحاظ اپنی ذاتی خوبیون کے معزز و ممتاز ہے اُسیقدر تواریخی حصہ مین اُسکا سرمایہ بہت کچھ جمع ہوگیا ہے اور روز بروز ہوتا جاتا ہے۔ لیکن اگر اسے غلط خیالی پر محمول نکیا جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ دنیائے اسلام مین جسقدر تاریخی حصہ کے روشن اور چمکیلا کرنے مین نہایت مستعدی اور سرگرمی کیساتھ کوشش کیجا رہی ہے اُسیقدر مبالغہ آمیزی اور مدحیہ الفاظ سے اُسے دھندلا اور مکدر کیا جا رہا ہے۔ اب زمانہ کی کتاب کا وہ ورق بالکل الٹ دیا گیا ہے کہ اکابر دین اور معززین مذہب کی عزت و وقعت صرف تعریفی الفاظ اور مدحیہ جملون مین منحصر سمجھی جائے بلکہ وہ زمانہ آگیا ہے کہ اُنکے اصلی اور واقعی حالات زندگی سے کمال تحقیق کیساتھ بحث کیجائے اور نہایت آزادی کیساتھ ہر پہلو کو میزان تواریخ مین وزن کرکے دودھ اور پانی کے اجزا کو کیمیائی قوت سے الگ الگ کرکے دکھا دیا جائے۔

دنیائے اسلام مین باوجودیکہ تاریخی سرمایہ بہت کچھ جمع ہے۔ مگر افسوس سے دیکھا جاتا ہے کہ اُسے عمل مین لانے والے بہت کم لوگ ہین۔ اکثر طبیعتین تحصیل علوم سے بالکل ہٹ گئی ہین اور روز بروز ہٹتی چلی جاتی ہین ان مین اسقدر بھی لیاقت و استعداد نہین دیکھی جاتی کہ ایک نہایت سہل اور معمولی تاریخ کا مطالعہ کرکے مقتدایان قوم اور مذہبی پیشواؤن کی سیرت و خصلت معلوم کر سکین۔ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ ملک مین ایسی طبیعتین بکثرت موجود ہین جو اپنے معمولی مذاق اور عام دلچسپی کے مطابق بھی اپنے خاندانی بزرگون کے حالات سے واقف نہین ہین اور نہ واقف ہونا چاہتی ہین۔

ایسی بے توجہی اور عام بدمذاقی طبع پر کبھی اسطرف خیال ہی نہین دوڑ سکتا کہ موجودہ زمانہ کے لوگ مقتدایان مذہب

اور اکابر سلف کے واقعات کو سرسری اور اجمالی نظر سے دیکھیں یا انکے حالات سے محدود واقفیت حاصل کریں
میرا سلسلۂ خیالات جہان تک میری مدد کرتا ہے مین سمجھتا ہون اسیقدر بزرگان اسلام کے پاک نامون کی شہرت اور انکے
مذہبی تقدس کا آج عالم میں چرچا پھیلا ہوا ہے وہ گزشتہ زمانہ کے لحاظ سے ہی ورنہ ہماری قوم کے اُن نوجوانون کو جن پر جدید
علوم اور نئی تحقیقات کی روشنی پڑ چکی ہے۔ اُن مقدس اور برگزیدہ ناموروں کے تواریخی حالات زندگی تو الگ رہے اُن کے
نامون سے بھی پورے طور پر واقفیت نہین ہے۔ ایسی حالت مین بجز اسکے اور کوئی تدبیر بن ہی نہین آتی کہ مصلحان قوم کے
تاریخی واقعات اور مذہبی پیشواؤن کے کارنامے اردو کی عام اور سلیس زبان کے سانچہ مین ڈھال ڈھالکر ملک و قوم مین شائع
کیئے جائین تاکہ موجودہ زمانہ کے وہ لوگ جو اکابر دین کے واقعات پڑھنے کی دل سے خواہش رکھتے ہین اُنکے معاشرتی اور تمدنی
حالات سے بخوبی واقف ہو جائین۔

اُن اعجوبۂ روزگار نئی روشنی کے دلدادون اور جدید تحقیقات کی بھول بھلیون مین مرغشتے والون پر صرف تعجب
بلکہ تعجب کیساتھ حیرت ہوتی ہے جو تاریخی فن کو نہایت حقارت اور بے وقعتی کی نظر سے دیکھتے ہین اور دنیا کے نامور
مشہور ائمہ مذہب کے نصایح آمیز حالات اور تعجب انگیز واقعات کو ملک و قوم کے مختلف مذاقون کا بازیچۂ اور قلم کے عام
شہسوارون کا جولانگاہ سمجھتے ہین اور نہ صرف اسی پر اکتفا کرتے ہین بلکہ انہین بیکارون کا شغلہ اور ہاتھ پاؤن توڑنے ہوؤن
کی دل لگی کا سامان بتاتے ہین۔ حالانکہ جن لوگون کے دماغ صحیح۔ خیالات روشن نظرین بلند تجربے وسیع عقل شاہد
سلیم ہین۔ انہین وضاحت کیساتھ معلوم ہے کہ فن تاریخ ہی ایک ایسا عجیب و غریب فن اور معلومات کا ذریعہ ہے جس پر آدمی
غور کرنے سے ابدی زندگی حاصل کر سکتا ہے۔

علامہ ابن اثیر جزری مصنف کامل التواریخ جس کی ہمعصری پر ابن خلکان جیسے مؤرخ کو بہت بڑا فخر تھا اپنی تاریخ
کے دیباچہ مین تاریخ و سکے فوائد بیان کرتے ہوئے یون ریمارک کرتا ہے کہ "جو لوگ علم و فضل کے دعویدار ہین اور جنہین اپنے
تبحر اور عقل پر بڑا افتخار اور فخر کیساتھ دعوی ہے وہ بایں خیال علم تاریخ کی طرف التفات نہین کرتے ہین کہ اُس سے کوئی مفید اور اطمینان
بخش نتیجہ حاصل نہین ہوتا۔ غایۃ ما فی الباب یہی کہ کچھ قصص و حکایات معلوم ہو جائین۔ کچھ عجیب و غریب اور دلچسپ باتین
سننے مین آجائین۔ اسکے علاوہ کوئی اور معتدبہ فائدہ حاصل نہین ہوتا۔ اور جب یہ ہے تو ایسے علم کی تحصیل مین کوشش کرنا
سرتاسر تضیع اوقات ہے۔

لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ ضعیف اور کمزور خیال اُن ہی لوگون کا ہے۔ جن کے دماغ سست اور آئینۂ عقل نہایت کدر
اور دھندلا ہو رہا ہے۔ کیونکہ جو لوگ عقل سلیم اور طبع مستقیم رکھتے ہین وہ خوب جانتے ہین کہ تاریخی فوائد نہ صرف دنیاوی

حالات ہی میں فائدہ بخش ثابت ہوتے ہیں بلکہ انفرادی نوازبھی ہمیں بہت کچھ نظر آتے ہیں بشرطیکہ عمیق اور غور بین ذہنی نظروں سے دیکھے جائیں سب سے مفید اور نتیجہ خیز یہ بات ہے کہ ایک مورخ کی عمر کا دائرہ ایسا وسیع اور فراخ ہو جاتا ہے کہ اہل دنیا میں سے کسی کی اسقدر طولانی زندگی کا ہونا محال اور سخت محال ہے۔ اس سے ہماری یہ مراد نہیں ہے کہ اسکی حقیقی زندگی اسقدر طول طویل ہو جاتی ہے۔ بلکہ اس سے یہ مراد ہے کہ ایک بہت بڑی عمر والے آدمی کی طولانی زندگی کا نتیجہ اسکے اور کوئی نتیجہ نہیں نکلتا کہ چند واقعات اسکی یادگار ہوتے ہیں جنہیں وہ اپنے زمانہ میں پاتا اور انسے تجربہ حاصل کرتا ہے۔ وہ گزشتہ ایام کے ان واقعات سے جو اسکے زمانہ زندگی میں گزرے ہیں زیرکی اور دانائی پیدا کرتا ہے۔ جسکو تجربہ حیات اور حاصل زندگی کہتے ہیں جو ایک مورخ کو تھوڑی سی زندگی میں حاصل ہوتی ہے

اس لحاظ حقیقت میں ایک تجربہ کار مورخ کو وہ زندگی حاصل ہو جاتی ہے جسے اصلی حیات سے تعبیر کر سکتے ہیں وہ شخص جسنے گزشتہ واقعات کو کانوں سے سنا اور جسکی زندگی میں ان واقعات کا سماں آنکھوں کے تلے پھر گیا۔ دونوں بالکل ایک ہی شخص کے حکم میں ہیں بلکہ ایک مورخ کو جن صراحت اور بسط وتشریح کیساتھ وہ حالات معلوم ہوں گے اس قدر شرح وبسط کیساتھ اسے معلوم نہیں ہو سکتے۔ جو اس وقت موجود ہوگا۔

یہ محض ناممکن ہے کہ ایک زمانے میں موجود ہونے والا شخص تمام جزئی واقعات کا عالم ہو جائے زیادہ سے زیادہ اسقدر ہو سکتا ہے کہ بڑے بڑے واقعات اور عظیم الشان حالات اسکی آنکھوں کے سامنے گزر جائیں اور انہیں کے ساتھ اسکی واقفیت محدود ہو بخلاف اس شخص کے جو تاریخی صفحات کی ورق گردانی کرتا اور ہر واقعہ کو غور سے دیکھتا چلا جاتا ہے جب ایک مورخ کسی زمانے کی تاریخ یا اکابر دین میں سے کسی بزرگ کی لائف پڑھ ڈالتا ہے تو گویا اسکے تمام جزئی وکلی واقعات کا مجموعہ اسکی نظروں تلے پھر جاتا ہے اور اس جلسہ میں نہ صرف شریک ہی ہوتا ہے بلکہ اسکی سوسائٹی کا ایک معزز وممتاز ممبر قرار پاتا ہے۔ اور اسی لحاظ سے ہم کہتے ہیں کہ مورخ کی زندگی ایک اصلی زندگی ہے۔

تاریخ کا دوسرا فائدہ جو پہلے سے زیادہ نتیجہ بخش اور مفید ہے یہ ہے کہ وہ مقتدر سلطنتوں اور با اختیار جماعت حکومتوں کیلئے ایک نہایت دانشمند مشیر ہے۔ وارثان تاج وتخت اور ارباب مملکت شاہان سلف کے جور اور ظالمانہ برتاؤ پر مطلع ہوتے اور انکے ناجائز اور قبیح افعال سے آگاہ ہو کر اپنی خرابی وبدنامی سے حذر کرتے ہیں اور انکے ناشایستہ افعال سے متنفر ہو کر اپنی رعیت وسلطنت سے خرابیوں اور بدنامیوں کے دور کرنے میں انتھک کوششیں کرتے ہیں۔ ان کی دور اندیشی اور عاقبت بینی تاریخ نہ صرف شاہان سلف کے ناجائز کاروائیوں پر اطلاع دیتی ہے بلکہ ان بڑے بڑے ہنگاموں اور مصیبت کے لشکر ٹوٹ پڑنے اور قیامت زا حوادثات کے پیش آنے کے وقتوں میں انہیں بڑا جری بڑا صابر بڑا مدبر بنا دیتی ہے

جن اصولوں کو شاہان اولوالعزم نے نہایت نازک اور خطرناک موقعوں میں جاری کیا تھا تاریخ ہی ایک ایسی عقلمند دوست ہے جو جانگزا حوادثات اور جگرخراش مصائب کیوقت اُس صبر و استقلال کا سبق دیتی ہے جسکی وجہ سے شاہان سلف نے اپنی کامیابی کے عالیشان جھنڈے ہر چہار طرف گاڑدیے اور علم فتح کے پھریرے مشرق سے مغرب تک اڑادیے اگر غور سے دیکھا جائے تو کشورکشائی کی پیچیدہ اور تنگ و تاریک راہیں فن تاریخ ہی سے طے ہوسکتی ہیں اور گزشتہ فرمانرواؤں کی دانشمندیوں اور تجربہ کاریوں کے نمونے تاریخ ہی کے صفحات میں نہایت روشن اور جلی صورت میں نظر آتے ہیں تاریخ ہی ایک ایسی شفیق و مہربان اُستاد ہے جو انجام بین اور دوراندیشی کا عمدہ فن تعلیم کرتی ہے کس لیے کہ بہت سے ناعاقبت اندیش اور انجام بینی پر نظر نہ کرنے والوں کے نہایت خطرناک واقعات اُس نے اپنے صفحات پر دکھلائے ہیں۔

تاریخ میں سب سے زیادہ نشاط انگیز اور دلچسپ صفت ہی وہ یہ ہے کہ ایک مورخ جب کسی علمی مجلس میں شریک ہوجاتا ہے تو اہل جلسہ اُسکے گرویدہ ہوجاتے اور اُسکی بے نظیر داستانوں اور حیرت انگیز حکایتوں کو رغبت کے کانوں سے سنتے ہیں اور سنکر حد سے زیادہ مسرور ہوتے ہیں۔ اُسپر وقعت و محبت کی نگاہیں ہر طرف سے پڑنے لگتی ہیں اور وہ اپنے معززین میں امتیازیہ نظروں سے دیکھا جاتا ہے۔ جسطرف نکلجاتا ہے لوگ بڑے جوش مسرت سے اُسکا استقبال کرتے اور اپنے جلسوں کی ایک بہت بڑی دلچسپی کا سامان اُسے قرار دیتے ہیں۔

دنیاوی فوائد کے علاوہ تاریخ میں دینی فائدے بھی بہت کچھ ہیں جن کی مثالیں شرعیات میں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ میں اُن مثالوں کو لکھکر اپنے عنوان کو طول دینا نہیں چاہتا۔ شائقین تاریخ خود ابن اثیر کی تمہید کو ملاحظہ کرسکتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ علم تاریخ ایک ایسا عجیب و شریف اور نتیجہ بخش علم ہے جس سے انسان کو دینی و دنیاوی دونوں طرح کے معاملات میں کافی مدد ملتی ہے۔

بزرگان اسلام اور ائمہ دین کے تعجب خیز کارناموں کے بیان کرنے سے ایک بے لوث غیر متعصب مورخ کا صرف اتنا ہی مقصود ہوتا ہے کہ ابنائے جنس اور ہمعصر لوگوں کو اُنکے واقعی اور نہایت سچے واقعات تمدنی و ملکی حالات علمی و عملی ترقیوں پر عام طور سے واقفیت اور تعارف پیدا ہوجائے اور اس آسانی و سہولت سے عبور ہوجائے جس میں انہیں کوئی وقت اور مشکل اُٹھانی نہ پڑے۔ ساتھ ہی یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ شان تاریخ کیلیے۔ واقعہ کسی زمانہ کا کیوں نہو صدق و سچائی کے رتبہ سے نہ گرے۔ قائل کا اصلی منشاء ہرگز نہ بدلے۔ ایسے تکلفات اور مبالغہ آمیز الفاظ کی بھرتی نہ کی جائے جو اصلی مطلب کو متغیر نہ کردیں۔ جو بات ہو اپنی حد پر ہو۔ جو کلام ہو اپنے موقع پر ہو وہ تاریخیں جو وقتی اغراض

مشین الفاظ سے رنگین کیجاتی ہین اکثر معتبر نہین سمجھی جاتین۔

اِس بات کے ماننے مین ہمین ذرا بھی تردد اور پس وپیش نہین ہے کہ جو معزز و مقتدر حضرات قرون سابقہ مین ہو گزرے ہین اُن کے تاریخی حالات اور کتابی واقعات دنیائے اسلام نہایت وقعت و عزت کی نگاہ سے دیکھ رہی ہے۔ لیکن اسکے ساتھ ہی ہمین یہ کہنے مین ذرا تامل نہین کہ موجودہ زمانے مین جسقدر اُن اولوالعزم اور عظیم الشان حضرات کے تذکرے لوگون کے نزدیک باوقعت اور مسرت بخش ہین جو اپنے زمانے سے زیادہ متصل اور قریب ہین اسقدر قبل کے تذکرے زیادہ دلچسپی کے ساتھ نہین دیکھے جاتے گو وہ فی نفسہٖ اپنے ساتھ دلچسپی کے بہت کچھ سامان کیون نہ لیئے ہوئے ہون۔

اِس بنا پر ہمین ضرور ہے کہ گزشتہ نامورون مین سے صرف اُنہین حضرات کے تمدنی و معاشرتی احوال اور علمی و عملی برکتون کی دلکش اور خوشنما تصویر ملک و قوم کے سامنے کھینچین جو ہمارے زمانے سے زیادہ متصل و قریب ہین اور جنکے مفید اور نہایت کارآمد تصانیف کی حیرتناک شہرت اور عام چرچا موجودہ زمانہ مین گھر گھر پھیلا ہوا ہے۔

جنوری ۱۸۹۹ء مین جب مین نے حیات عزیزی لکھنی شروع کی تو دفعۃً اُس سے میری طبیعت اُچاٹ ہو گئی اور مین نے کتاب کو غیر مکمل اور ناتمام چھوڑ کر قلم ہاتھ سے رکھدیا کیونکہ اس کتاب مین جن واقعات کا مین فوٹو لینا چاہتا تھا وہ بالکل ناقص اور نامکمل فوٹو تھا شاہ عبد العزیز صاحب کے تاریخی واقعات اور آپکے اخلاق و عادات کے متعلق میری واقفیت بالکل سرسری اور اجمالی تھی۔ اور علاوہ واقعات کے علاوہ مزید حالات لکھنے کیلئے جس تاریخی سرمایہ اور معلومات کی ضرورت تھی اور جستجو بھی اتفاقی دقت سے اُسمین کامیاب نہو سکا۔ اس بنا پر مین نے جن واقعات کو قلمبند کیا تھا وہ ہر ایک شخص کے واقعات تھے۔ اُن مین نہ تو کوئی غیر معمولی بات تھی نہ تاریخی حالات مین چندان ندرت و جدت ہی تھی اسلیئے حیات عزیزی کے لکھنے کا میرا بالکل ارادہ نہ تھا

لیکن جب میرے بعض دوستون اور بزرگون کو یہ معلوم ہوا تو اُنہون نے مجھے اِسکے پورا کرنے پر مجبور کیا اور سچ تو یہ ہے کہ خود مجھے بھی اپنی محنت و جانکاہی اور کوشش کے رائگان جانے کا بہت بڑا افسوس تھا۔ یہ سبب تھا جسنے مجھے اُن پریشان اوراق اور نامکمل و غیر مربوط حالات کے ترتیب دینے پر آمادہ کیا۔ ورنہ ایسے معمولی اور نامرتب واقعات کو قلمبند کرنا اور اُنہین سوانح عمری کا لقب دینا مجھے کسیطرح زیبا نہ تھا۔ ایک مشہور اور نامی شخص کے تاریخی واقعات مین جس قسم کی اطلاعین اور یادداشتین ضروری لازمی ہوتی ہین اُن مین سے حیات عزیزی مین ایک چیز بھی نہین ہے۔ البتہ شاہ عبد العزیز صاحب کی طرز معاشرت تمدنی حالت علمی برکت عملی فیاضی کے متعلق چند ایسے واقعات قلمبند کیئے گئے ہین جنسے ناظرین بہت کچھ دلچسپی لے سکتے ہین پس جو شخص اِس کتاب کو بلحاظ تاریخ دیکھنا چاہتا ہے وہ جیسا کہ چاہیئے اِس سے پورا لطف اُٹھا نہین سکتا۔ اور تمام وقتین

اور شکلیں مجھے اسوجہ سے اٹھانی پڑین کہ اس کتاب کے لکھتے وقت میرے پاس تاریخی سرمایہ بالکل موجود نہ تھا جس کا مجھے سخت افسوس ہے۔

ہر چند کہ میری عام واقفیت کے ذرائع اور معلومات کے وسائل اسقدر محدود اور تنگ تھی تاہم جو باتیں میں نے اسمین درج کی ہین انمین سے سب کی نسبت نہین تو اکثر کی نسبت مجھے بالکل یقین ہے کہ انکے متعلق میری جو رائے قائم ہوئی ہے وہ قطعًا صحیح اور یقینی ہے اور اسمین ذرا بھی غلطی کا احتمال نہین۔

غرضکہ حیات عزیزی کی تکمیل کے بعد میرا خیال ہوا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اور انکے معزز و شریف خاندان کے چند اولوالعزم اور ممتاز حضرات کا ایک تذکرہ کسیقدر شرح و بسط کیساتھ لکھون اور اسکے ضمن مین حیات عزیزی کے افسردہ قالب مین ایک تازہ روح پھونکون۔ ہنوز مین انھین خیالات مین مستغرق تھا کہ میرے ان معزز کرمفرمائون اور بزرگوارون نے جنھون نے حیات عزیزی کو نہایت وقعت و قدر کی نگاہ سے دیکھا میرے خیال کی بدل تائید کی۔

مین اپنے ان عنایت فرمائون کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہون جنھون نے میری اس ناچیز تحریر کو قدر کی نگاہ سے ملاحظہ فرمایا۔ گو یہ کتاب اپنے اصلی مضامین اور ان ممتاز و اولوالعزم بزرگوارون کی شان اور بزرگ داشت اور وقعت کے لحاظ سے کتنے ہی قابل قدر و منزلت کیون نہ ہو لیکن جس قلم اور جس دماغ سے وہ مضامین نکلے ہین وہ ہرگز قابل قدر نہین ہوسکتے۔ تاہم لائق بزرگوارون اور قدرشناسون نے مجھ ناچیز کی تالیف کی حد سے زیادہ قدردانی کی اور سیکڑون جلدین دست بدست خرید کین۔

یہ سب کچھ تھا لیکن میری طبیعت کو کسیطرح سکون و اطمینان نہ تھا اور وہی سابق کی دقتین اور مصیبتین ہر وقت اپنا بھیانک اور خوفناک چہرہ دکھا دکھا کر مجھے ہمیشہ دہلاتی اور سخت پریشان کرتی تھین۔ کیونکہ مجھے یقین تھا کہ میرے پاس جسقدر تاریخی سرمایہ موجود ہے وہ اس اہم اور عظیم الشان کام کیلئے کسیطرح کافی نہین ہوسکتا یہی ایک خیال تھا کہ جسنے اول اول مجھے اس ارادہ سے باز رکھا۔ لیکن اسپر بھی میری طبیعت کی خلش اور کرید برابر چلی جاتی تھی بلکہ میرا عزم مستقل ہو چکا تھا کہ جسطرح بن پڑے گا اور جب موقع ہاتھ آئے گا اپنے ارادے کی ضرور تکمیل کرونگا مگر چند در چند اسباب سے دیر ہوتی گئی حتٰے کہ گزشتہ دنون مین مجھے بالکل مایوسی سی پیدا ہوگئی اور میرا وہ مستقل عزم اب ایک نہایت ہی کمزور اور ضعیف سا خیال رہگیا۔

لیکن تھوڑا ہی عرصہ گزرنے نہ پایا تھا کہ پھر ایک عجیب اتفاقی طور پر میرے اس ارادے کو تحریک اور تحریک کیساتھ تکمیل ہوئی۔ قدرتًا چند ایسے اسباب جمع ہوگئے جن کی وجہ سے مجھے بلا تامل قلم اٹھانا پڑا مرزا عبد الغفار بیگ صاحب

مالک فضل الاخبار و پروپرائیٹر افضل المطابع دہلی جو میرے قدیم مہربان اور عنایت فرما دوست ہیں اس جلیل
القدر تذکرہ کی تالیف کے محرک و باعث ہوئے۔

مرزا صاحب موصوف نہ صرف میرے قدیم دوست ہی ہیں بلکہ سچ پوچھیے تو پرانے محسن اور انتہا درجے کے
بہی خواہ ہیں۔ اُنکے احسانات کا میری گردن پر ایسا گرانبار بوجھ ہے جس سے میں کبھی سبکدوش نہیں ہوسکتا۔ میں
چاہتا ہوں کہ اپنی ناچیز تالیفات کا سلسلہ اُن کے نامزد کر کے اُن احسانات کا شکریہ ادا کروں جو بے شمار وقتاً
فوقتاً انکی طرف سے ظہور میں آئے ہیں۔ مگر افسوس اور سخت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ میں اور میری تالیفات ہرگز اس
قابل نہیں کہ اُن کے احسانات کی تلافی کر سکیں۔

مرزا صاحب قطع نظر اسکے کہ علم دوست اور قدردان اہل علم اور عام اخلاق کی مجسم تصویر ہیں۔ بزرگان دین سے
قدرتاً بالکل ایسی ہی محبت و عقیدت رکھتے ہیں جیسے ایک صالح اور سعادتمند اور قابل شخص کو سزاوار ہے۔ یہی وجہ
ہے کہ آپ نے اپنی فیاضانہ ہمت اور اولوالعزمی سے اکابر سلف سے محبت تازہ رکھنے اور اپنے عقیدتمندانہ خیالات
ظاہر کرنے کی غرض سے انکی سوانح عمریاں اور تاریخی حالات زندگی مختلف زبانوں کے قوالب میں ڈھال ڈھالکر ملک و
قوم کے سامنے پیش کیں اور لوگوں کو عام طور پر فائدہ پہنچایا۔ آپ کو بزرگان قوم کے حالات اور انکے عبرت انگیز
کارنامے شائع کرنے کا دلی شوق ہے۔ اور اسی وجہ سے کمترین کو یہ موقع ملا کہ اپنے قدیمی ضعیف اور مردہ خیال میں ایک
تازہ روح پھونکے اور دلی ارادے کو پبلک کے سامنے مرزا صاحب کے وسیلے سے ظاہر کرے۔

اسلامی دنیا بالخصوص مشرقی حصوں نے جسقدر گذشتہ ناموروں خاصکر ائمہ اربعہ اور محدثین کے مبارک ناموں
سے واقفیت اور تعارف پیدا کر لیا ہے اُس سے زیادہ تر موجودہ زمانہ کے لوگ جناب عارف باللہ حضرت شاہ
ولی اللہ صاحب اور اُن کے شریف خاندان کو جانتے ہیں اور اُن کی شان اور بزرگی دہشت اور عزت و وقعت
ہمارے دلوں میں اسدرجہ ہے جس کی وجہ سے ہماری طبیعتیں ایک بے اختیاری جوش کیساتھ انکے حالات اور
واقعات کی طرف متوجہ ہوتی ہیں۔

شاہ ولی اللہ صاحب اور آپکے خاندان کے عظیم الشان ممبروں کے تذکرہ کی نسبت ہماری کیا رائے
ہوسکتی ہے۔ جبکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ان بزرگواروں کے پاک اور مقدس نام تمام ہندوستان بالخصوص دہلی کے بچے بچے
کی زبان پر نہایت وقعت و نیکنامی کے ساتھ جاری ہو رہے ہیں بیشک ایسے دنیا کے مشہور و معروف محدث اور
اُسکے بزرگ خاندان کا تذکرہ ضرور دلچسپ و ندرت انگیز ہوگا۔

ہرچند کہ یہ کام میری لیاقت اور قابلیت سے کہین زیادہ تہا۔ اور مجھے اپنی بے استعدادی اور کم فہمی سے ہرگز امید نہ تھی کہ مین اسپر کامیاب ہوسکون گا۔ لیکن خدا پر بہروسہ کرکے مینے اس کتاب کو لکھنا شروع کیا اور جہان تک میرے امکان مین تہا بہت تحقیق کیساتھ واقعات کو لکھا ہر واقعہ مین تحقیق و تدقیق کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ خدا کا ہزار ہزار شکر ہی کہ اُسنے اپنی بے انتہا عنایت سے مجھی میرے مقصد پہ کامیاب کیا۔ کیا عجب کہ میرے بھائی مسلمان میری اس ناچیز تالیف سے نفع حاصل کرین۔

خداوندا تو میری اس حقیر و ناچیز تالیف کو قبول فرما۔ اور اس کی مقبولیت عام لوگون مین پہیلا آمین ثم آمین۔ واٰخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العلمین ٭

خاکسار خادم الفقراء

**ابو محمد رحیم بخش** مؤلف اعظم التفاسیر حیات عزیزی وغیرہ

# پہلا حصہ

## جناب عارف باللہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے اجداد عظام کے سلسلہ کا تفصیلی ذکر

شاہ ولی اللہ صاحب کے اجداد کا ذکر

قبل اسکے کہ مین جناب فخر المحدثین امام المفسرین عارف باللہ حضرت مولنا **شاہ ولی اللہ** صاحب کے اجداد عظام اور اس محترم و جلیل القدر خاندان کے ممتاز و اولو العزم حضرات کے تفصیلی واقعات جدے جدے عنوانون اور علیحدہ علیحدہ سرخیون کیساتھ بیان کرون زیادہ بہتر و مناسب ہوگا کہ ناظرین تذکرہ کو یہ بات بتادون کہ شاہ صاحب کے معزز و واجب الاحترام اجداد مین سب سے پیشتر کس شیر اسلام نے ہندوستان مین قدم رکھا اور ہندوستان کے کس حصہ مین بساست اختیار کی۔

شیخ شمس الدین مفتی نے سب سے پیشتر شہر رہتک مین اقامت اختیار کی

قدیم تذکرون مین نہایت استناد و وثوق کیساتھ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے اجداد عظام مین سب سے اول جس شخص نے ہندوستان کے ایک معروف و مشہور شہر رہتک نام مین توطن اختیار کیا۔ شیخ شمس الدین مفتی ہین جنکی محتاط زندگی اور انتہا سے زیادہ اتقا و پرہیزگاری نے انکی شہرت دور دور پھیلادی تھی اور جسپر ہمیشہ تاریخی روشنی بڑی تابانی کیساتھ چمکیگی۔

یہ بات نہ صرف تعجب خیز بلکہ سخت افسوسناک ہے کہ ہندی مورخون کی بے توجہی اور لاپروائی سے مجھے معلوم نہین ہوسکا کہ شمس الدین مفتی کس زمانہ مین رہتک تشریف لائے اور کون سے سنہ مین یہان اقامت اختیار کی نہ قدیم تذکرون مین اسبات کا کہین پتہ نشان چلتا ہے کہ اسوقت ہندوستان کس تاجدار کے زیر حکومت تھا البتہ مختلف تحقیقات سے صرف اسقدر ظاہر ہوتا ہے کہ جب فاتحان اسلام کی خونریز تلوارین ایشیائی دنیا مین چمکین اور ان کے ہیبت پیکر گھوڑون کے سمون نے قریبًا تمام مشرقی حصون کو روند ڈالا۔ اور ہندوستان کے طبقات مین اسلام کے شاندار جھنڈے ہوا مین لہرین لینے لگ گئے تو بہت سے

روسائے عرب کی رہتک مین اقامت

شرفا قریش اور روساء عرب نے رہتک شہر مین توطن اختیار کیا جنمین ایک شیخ شمس الدین مفتی بھی تھے خود جناب شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنے جلیل القدر اور نجیب و شریف خاندان کے تذکرہ مین ایک نہایت مختصر

لاجواب کتاب لکھی ہے جسمین شیخ شمس الدین مفتی کا ہندوستان مین آنا اور رہتک مین اقامت اختیار کرنا اور انکی علمی برکت اور فیاضانہ ہمت سے مقدس و پاک اسلام کے واجب الامتثال شعائر کا ہر قی قوت کا جامہ پہنکر اِس ہو ہیسے لیکر اُس سرے تک دوڑ جاتا وغیرہ وغیرہ سرسری طور پر لکھا ہے۔ یہ ایک نہایت ہی لاجواب و بیمثیل کتاب ہے اور اس خاندانی تذکرہ کی بابت جو واقعات و حالات اسمین لکھے ہین لسی اور کتاب مین نہین دیکھے گئے ہین۔ اسمین شاہصاحب نے اپنی پیدایش اور بچپنے کی مختصر کیفیت بڑی خوبی سے لکھی ہے اور اپنے عظیم الشان خاندان کا تذکرہ کسیقدر تفصیل و توضیح کیساتھ ایک نئے پیرایے اور انوکھی طرز مین بیان کیا ہے۔

شعائر اسلام کا شہر رہتک مین رائج پانا

چنانچہ آپ اِس واقعہ کو اپنے پرزور قلم سے یون تحریر فرماتے ہین کہ "یہ یقینی بات ہے کہ ہمارے اجداد عظام مین سب سے پیشتر حضرت شیخ شمس الدین مفتی ہندوستان مین تشریف لائے اور قصبہ رہتک مین بساست اختیار کی" اِس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جناب شیخ شمس الدین مفتی کا ہندوستان مین آنا کفر و شرک کی ابتدائی شکست اور اشاعت اسلام کا پہلا موقع تھا۔ آپ کی دلی عقیدتمندی اور مالی امداد سے اسلام کی غریبانہ حالت کو بہت کچھ عروج اور فارغ البالی حاصل ہوئی۔ حقیقت مین شیخ کا یہ کارنامہ تاریخ اسلام مین نہایت اعلیٰ وارفع درجہ کا ہے جو اسلامی تاریخ مین ہمیشہ اپنی چمک دکھائیگا۔

شہر رہتک کی تاریخ

رہتک ہانسی اور دہلی کے بیچمین ایک قدیم شہر ہے جو دہلی سے تقریباً تیس میل کے فاصلہ پر قبلہ کی جانب واقع ہے۔ جب اسلامی فتوحات نے معراج ترقی پر قدم رکھا اور فاتحان اسلام کفار کے ممالک کو زیر و زبر کرتے ہوئے ہندوستان کیطرف بڑھے اور مشرقی سلطنتون کا جلتا ہوا چراغ اسلام کی تیز فوجی ہوا سے گل ہوگیا تو بہت سے اشراف عرب اور سادات قریش اس شہر مین آبسے۔

شہر رہتک کی سعت اور اُس کا عروج

شہر رہتک اسلامی فتوحات نیز قدامت و تاریخی واقعات کے لحاظ سے ایک یادگار مقام ہے۔

از نقش و نگار در و دیوار شکستہ ✤ آثار پدیدست صنادید عجم را ✤ جو عروج اور ترقی اُس زمانہ مین اسے حاصل تھی ہندوستان کے کسی اور شہر کو بہت کم نصیب ہوئی ہے اس صوبہ مین کوئی شہر و قصبہ ایسا نہ تھا جو وسعت و آبادی اور سرسبزی و شادابی مین اسکی برابری کر سکتا۔ اسکے میدان نہایت وسیع اور خوش منظر و پر فضا تھے اور اسکی چارون طرف نہایت زرخیز مقامات واقع تھے۔ یہان کے باشندے بڑے باوقار اور ممتاز تھے۔ ہنر باکمال اور اہل ہنر کا وجود پایا جاتا تھا جسقدر باشندے تھے سب خوشحال و دولتمند تھے دوکاندار اور پیشہ

حتی کہ قلی اور مزدور بھی نہایت خوش وضع اور پاکیزہ لباس تھے - اطراف کی زمین نہایت میرحاصل تھی اور خود شہر تجارت و فلاحت کا بہت بڑا مرکز تھا - اعتدال آب و ہوا کے لحاظ نیز اسلامی پولٹیکل مصلحتون کے اعتبار سے بھی یہ جگہ نہایت موزون تھی - بُت پرستون کے قدیم معابد اور بتخانے توڑکر نہایت پُر رفعت اور شاندار مسجدین بنائی گئی تھین جنسے ناقوس و قرنا کی بھینے اور بیہودہ صدا کی جگہ دن رات مین پانچ دفعہ اللہ اکبر کی دلچسپ و ہدایت افزا آواز کانون مین گونجتی تھی - اور سرپرستان اسلام کے دلون مین رہ رہکر ایک بے اختیارانہ جوش اور خوش آئندہ شوق پیدا کرتی تھی

کہتے ہین کہ ایک زمانہ مین یہ شہر اس معراج کمال پر پہنچگیا تھا کہ اس صوبہ کا کوئی مقام و موضع اسکے برابر خوش منظر اور دلفریب نہ تھا - جابجا نہایت خوشنما اور شاندار عمارات کا سلسلہ تھا - اور دور تک برابر چلا گیا تھا اسکی وسعت اور تمدن کا اندازہ کافی اور معتدبہ تھا - ہر پیشہ صنعت کی دوکانین مختلف نمونون کی موجود تھین - عام صفائی اور زیب و زینت حد سے زیادہ بڑھی ہوئی تھی یہان کی آب و ہوا نہایت لطیف اور خوشگوار تھی - نہرون کی روانی اور باغون کی فضا قابل تعریف تھی جاڑون کے موسم مین معمولی سردی پڑتی تھی لیکن گرمیون کا موسم اسقدر راحت انگیز اور جان بخش ہوتا تھا کہ بیان نہین ہو سکتا -

لیکن شہر رہتک کی یہ تمام تفصیل لوگون کی زبانی روایت ہے مین نے کسی تاریخ سے اسکی تصدیق و توثیق نہین کی نہ کسی تذکرہ مین مجھے اسکا پتہ لگا - البتہ شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنی قابل قدر تالیف مین ایک نہایت دلچسپ و مختصر ریمارک کیا ہے جسے ہم اس مقام پر نقل کرکے رہتک سے رخصت ہوتے ہین - شاہ صاحب فرماتے ہین کہ "جب ہندوستان کے بلند مقامات پر اسلامیون کی خون آشام تلوارون کی چمک پڑی اور بُت پرستون کے شوالون کی اونچی اونچی چوٹیون کی جگہ اسلام کے عالیشان اور شاندار جھنڈے بڑی خوفناکی کے

شہر رہتک کا تنزل

ساتھ علم ہوئے تو اُس زمانہ مین یہ شہر اس صوبے مین نہایت خوش منظر اور معمور تھا - مگر جس شہر کی خوبصورتی تمام دنیا مین دھوم دھام تھی افسوس ہے کہ زمانہ کی رفتار کیساتھ روز بروز اسکے عروج و ترقی تنزل و پستی سے بدلتے گئے یعنی اسکے بعد جون جون زمانہ گزرتا گیا دن بدن اسکی آبادی و رونق گھٹتی گئی اور اسکی خوبصورتی اور خوشنمائی کو - اُسکی چہل پہل اور عروج کا زمانہ اپنے ساتھ لیتا گیا - اب بجز ایک معمولی قصبہ اور قلیل سی آبادی کے اور کچھ نظر نہین آتا" - اسکی موجودہ ویران حالت دیکھکر اُن اصلی انجنیرون کے امیرانہ شوق پر بہت افسوس ہوتا ہے - جنھون نے اسکا نقشہ بنایا پھر باغات و چشمون سے سجایا تھا -

الغرض جس پاک اور برتر نفس کی بدولت شہر رہتک کی قسمت مین روز ازل سے مشہور معروف ہونا لکھا تھا وہ دنیا کے نامور شیر ملک کے بیٹے اور محمد عطا ملک کے پوتے تھے جنکا نام نامی شمس الدین مفتی تھا اور جنکے سلسلہ مین اخیر عہد مین جناب شاہ ولی اللہ صاحب جیسے فخر خاندان و قوم اور نہایت معزز و ممتاز فاضل پیدا ہوئے۔ چونکہ محمد عطا ملک[1] اور شیر ملک کے حالات زندگی تاریکی مین ہین۔ اسلیئے ہمارا تذکرہ بھی جناب شمس الدین مفتی بن شیر ملک سے شروع ہوتا ہے مین اس مقام پر ناظرین کی آسانی کے لیئے اس خاندان کے ان معزز حضرات کا شجرہ نسب لکھنا مناسب سمجھتا ہون جنکے حالات زندگی سے اس حصہ مین بحث کیجائیگی۔

## جناب شیخ شمس الدین مفتی کی اولاد امجاد کا شجرہ نسب یہ ہے

- شمس الدین مفتی رح[2]
  - کمال الدین
    - قطب الدین
      - عبد الملک
        - قاضی بدہا
          - قاضی قاسم
            - قاضی قادن
            - کمال الدین ثانی
              - شیخ محمود
              - شیخ ادہم
              - نظام الدین
          - قاضی منکن
            - یونس

- شیخ محمود
  - شیخ احمد
    - شیخ منصور
      - شیخ معظم
        - شیخ جمال الدین
        - شیخ فیروز
        - شیخ وجیہ الدین
          - شیخ ابو الرضا محمد
          - شیخ عبد الرحیم
          - شیخ عبد الحکیم
      - شیخ اعظم
      - شیخ عبد الغفور
      - اسمٰعیل
    - شیخ حسین
      - محمد سلطان
      - محمد مراد

[1] ملک کا لفظ ایک تعظیمی لقب اور وزنی خطاب ہے۔ جو اُس عہد مین ایک معزز اور مفخر خاندان و قوم کو گورنمنٹ اسلام کی طرف سے حاصل ہوتا تھا جیسے کہ ہمارے زمانہ مین خان بہادر وغیرہ الفاظ معزز عہدہ دارون اور ممتاز لوگون کے تعظیمی محل مین استعمال کیئے جاتے ہین ۱۲

[2] شمس الدین مفتی کے اگرچہ چند نامور فرزند اور بھی تھے لیکن کمال الدین مفتی کو سب پر ایک قسم کا تفوق ہے۔ باقی فرزندون کے نام بوجوہ تحقیقات سے اب تک معلوم نہین ہوسکے ۱۲ مؤلف

شیخ شمس الدین کا طرز معاشرت

شیخ شمس الدین سنغتی ایک نہایت ہی بزرگ اور فقیہ طبیعت عالم و عابد شخص تھے۔ آپ کے انتہا سے زیادہ بڑھے ہوئے زہد و عبادت کا چرچا گھر گھر پھیلا ہوا تھا اور ضمیری و روحانی جوہروں اور ریاضت و مجاہدات کے کرشموں کے ڈنکے ایک عالم میں بجگئے تھے۔ وہ تمام ربانی لیاقتیں اور روحانی قابلیتیں جو ایک خدا پرست اور ولی کامل میں ہونا چاہئیں سب بزرگ شیخ میں بوجہ احسن پائی جاتی تھیں۔

مجھے بافسوس کہنا پڑتا ہے کہ واجب الاحترام شیخ کے ابتدائی حالات باوجود تحقیقات کے کہیں سے دستیاب نہیں ہوئے اور اگر ہوئے بھی تو ایسے سلسلے سے ہوئے جنپر میں پورا یقین اور کافی بھروسہ نہیں کر سکتا۔ لہٰذا میں یقین و اعتبار سے گرے ہوئے حالات کو بالکل چھوڑتا اور ان حالات کو قلمبند کرتا ہوں جو مجھے قدیم تذکروں اور معتبر مورخوں سے تحقیق ہوئے ہیں۔ امید ہے کہ ہمارے تذکرہ کے ناظرین انہیں بڑی دلچسپی سے پڑھیں گے۔

شیخ شمس الدین سنغتی عربی النسل تھے

محترم و بزرگ شیخ عربی النسل تھے اور عموماً شرفائے قریش میں امتیازیہ نظروں سے دیکھے جاتے تھے نژاد قریش میں سب سے پہلے وہ معزز و بزرگ شخص جنہوں نے اپنے مقدس و پاک نفس سے شہر رہتک کو منور و روشن کیا۔ یہی خدا کے پیارے اور نیک بندے تھے۔ آپ ہی کی ذات بابرکات سے ان اطراف میں شعائر اسلام اور خداوندی قوانین نے نہایت متانت و آزادی کیساتھ اشاعت پائی۔ کفر و بت پرستی کی آگ جو مدت سے ہندوستان میں بڑی تیزی و تندی کیساتھ بھڑک رہی تھی آپکے قوی الانفاس کی برکت سے یک لخت بجھ گئی۔ آپنے اپنے ایمان و ایقان کی بھری ہوئی تلقین سے لوگوں کو دفعتہً خواب غفلت سے چونکا دیا اور ان کے مردہ دلوں میں ایک نئی اور تازہ روح پھونک دی۔ آپکی پُر ہدایت اور سچی تلقین نے تمام ہندوستان کی کایا پلٹ دی۔ اور آپکی روحانی برکتوں اور باطنی فیضوں نے دلونکو نور معرفت سے پُر اور لبریز کر دیا۔ مٹی پتھر اور لکڑی کی ترشی ہوئی اور انگھڑت مورتوں کی پرستش کرنیوالے موحد و خدا پرست ہو گئے۔ اور خدا کی راہ سے ہوئے بھٹکے ہوئے حقیقت و معرفت کے دقایق و نکات بیان کرنے لگے۔ وحشی مہذب بن گئے۔ جہالت کی تاریکی دور ہوئی۔ اور اسکی جگہ علوم و فنون نے ترقی پائی۔ ناجائز قتل زنا چوری۔ شراب خوری۔ قماربازی کے بدلے جن کا

شیخ شمس الدین کی سرسبز زندگی

اثر عام طور پر ان بلاد میں چھایا ہوا تھا خُلق۔ مروت۔ عصمت۔ امانت و دیانت۔ اتقاء و پرہیزگاری کا جلوہ نظر آنے لگا۔ غرضکہ یہ آپ ہی کا معجز نما فیض تھا جو بہت تھوڑے عرصہ میں اسلام نے ہر کی تمام اطراف میں ترقی و تمول پکڑ لیا۔ اور مقدس اسلام کا پُر شوکت و شان ڈنکا نہایت دہشتناکی سے سب طرف بجگیا۔ اسکی ہمعنا ہی

جذبات نے لوگون کو آہستہ آہستہ اپنی طرف کھینچنا شروع کیا اور جنکے پاک نفوس مین کلام ربانی سے کسیقدر
بھی دلچسپی لینی ودیعت رکھی گئی تھی اور تجلیات ربانی کا کچھ پرتو بھی اُنکے مجلّٰہ دل مین پڑ گیا تھا۔ بے اختیار
اسلام کے گرویدہ ہوگئے اور اُسکے قوانین واحکام کے آگے بیچون وچرا تسلیم کی گردنین خم کردین یہ سب کچھ
تھا لیکن ابھی تک سچے اسلام کا نور حقیقی اپنی پوری تابانی کیساتھ نہ چمکا تھا۔ اور ارکان اسلام نے خصوصیت دوام
سے اشاعت نہ پائی تھی بت پرستی کی بیخ و بنیاد پورے طور پر جڑ سے اکھڑی تھی نہ بدعت سنت سے الگ اور
ممتاز کیگئی تھی۔ اسلیئے بزرگ شیخ کو ضرور ہوا کہ کوئی ایسی صورت پیدا کرین جس سے وہ تمام بےعنوانیان مٹ
جائین جو اسلام کے حقیقی نور کیلئے روک ہین حقیقت مین یہ ایک نہایت برتر و بزرگ اور الہامی خیال تھا جو بجلی
کیطرح محترم اور واجب التعظیم شیخ کے دماغ مین کوندا۔ آپنے سوچتے سوچتے آخر اسبات پر رائے قائم کی کہ ایک
مدرسہ کی بنیاد ڈالی جائے جسمین لوگون کو کلام ربانی کی تلقین کیجائے اور وہ ربانی اسرار اور الہامی نکات جو
قرآن وحدیث کے معجز نما الفاظ مین کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے ہین عام لوگون پر ظاہر کیئے جائین۔

ہندوستان مین سب سے پہلا اسلامی کالج

مدرسہ کی بنیاد پڑنی تھی کہ مسلمان جوق جوق آپسے فیض حاصل کرنیکے لیئے آنے لگے۔ گویا اس
تاریخ سے مذہب بت پرستی اور اصول شرک کے ساکن دریا مین ایک عجیب اتفاقی طور سے تحریک اور تحریک
کیساتھ تموج پیدا ہونے لگا۔ لیکن یہ تموج ایک ایسا خفیف وضعیف تموج تھا جو اس عمیق اور عظیم الشان سمندر
مین ذرا بھی محسوس نہوا چونکہ شیخصاحب قوانین فطرت کی باریکیون کو خوب سمجھے ہوئے تھے اور آپکے ضمیر
وروحانی جوہر اپنے مین سکون ووقار کی گہری تہ رکھتے تھے۔ اس لیئے آپ جانتے تھے کہ صدیون کی خرابی جو لوگون
کے دلون مین جم جاتی ہے اُسکا دفعۃً قلع وقمع کرنا مشکل اور بہت مشکل ہوا کرتا ہے۔ ممکن ہو کہ اب نہین تو کسی آئندہ
زمانہ مین اُسکا ضرور اثر پڑے گا پس مجھے اِسوقت کی ناکامی سے کبھی برداشتہ اور شکستہ نہونا چاہیے۔ یہی وجہ
تھی کہ گو شیخصاحب نے اپنی کوششون کو بظاہر ناکامی کی پوشاک پہنتے ہوئے دیکھا۔ لیکن دل مین ذرا بھی خوف
ہراس نہین کیا بلکہ اپنے دلکو اطمینان دلایا کہ گو مجھے بظاہر متواتر ناکامیون کا سامنا کرنا پڑا ہی۔ مگر حقیقت مین
بڑی خوش قسمتی کی بات ہو کہ یہ تمام ناکامیان نہایت مبارک اور خوش آئندہ ہین۔ اسمین ذرا شک نہین کہ ہر طرح
کی بیماری و تکلیف ہمیشہ طبیعت پر شاق وناگوار گزرا کرتی ہو اور آدمی گو کیسا ہی صاحب تحمل ووقار کیون نہو
آخر کار اُسکی طبیعت اکتا جاتی ہے۔ لیکن واقعی بات یہ ہو کہ جس مرض کا انجام صحت ہو گو ابتدا مین مہلک اور موذی
ہی کیون نہو عقلا ہمیشہ ایسے مرض کو مبارک اور خوش آئندہ کہتے چلے آئے ہین۔

الغرض بزرگ شیخ کو اگرچہ اپنے اس ارادہ مین بظاہر ناکامی ہوئی لیکن بڑی خوشی سے کہا جاتا ہی کہ گو آپ کی کوشش مذہب بت پرستی و شرک کے سمندر کی خونی موجون اور خوفناک لہرون سے مقابلہ نہ کر سکی مگر پھر بھی آپنے ایک ایسا بیج بو دیا جو آپ کی آیندہ نسلون کی کوشش سے پھلا پھولا اور نہایت سرسبزی و شادابی کیساتھ لہلہا اُٹھا۔

شیخ شمس الدین کے ظاہری باطنی علوم

جناب شیخ شمس الدین مفتی کی تاریخی زندگی مین جو بات سب سے زیادہ قابل نوٹ ہی وہ یہ ہے کہ آپ جیسے تفسیر و حدیث و فقہ کے علوم مین اجتہاد کا درجہ رکھتے اور ماہرین فن کے زمرہ مین شمار کیئے جاتے تھے ویسے ہی علم ادب اور انشاپردازی مین ضرب المثل تھے۔ علاوہ ازین آپکا ہر ترو پاک نفس روز ازل سے باطنی علوم کا بھی حصہ رکھتا تھا اور ربانی جلال نیپ طور پر آپکے چہرہ پر اپنی تابانی اور درخشانی ڈال چکا تھا غرضکہ دینی و دنیاوی اعزاز و اقتدار کیلئے کوئی ایسی صفت نہ تھی جو فیاض ازل نے آپ سے دریغ رکھی ہو یہی وجہ تھی کہ اُس عہد کی تمام اسلامی مجلسون مین آپکی عزت و توقیر ہوتی تھی اور مذہبی تقدس و دینی اقتدار کی وجہ سے آپکے سامنے سلاطین وقت کی گردنین جھکتی تھین قطع نظر اسکے آپکی محتاط زندگی اور تقوا و پرہیزگاری اور مکارم اخلاق کی شہرت کا سکہ بادو رہتک کے تمام باشندون پر اپنا پورا اثر ڈال چکا تھا اسوجہ سے ہر گلی کوچہ مین آپکی معاشرتی زندگی کی تہ دل سے داد دیجاتی اور بچہ بچہ کی زبان پر آپکا نام بڑی عزت سے لیا جاتا تھا

آپسے بہت سے عجیب و غریب واقعات اور حیرت انگیز حالات صادر ہوئے ہین جنسے تاریخی کتابون کے صفحات ابتک روشن و منور پائے جاتے ہین۔ چونکہ مجھے وہ واقعات لکھکر اپنے بیان کو طول دینا منظور نہین ہے اسلیئے صرف ایک واقعہ پر اکتفا کرنا مناسب سمجھتا ہون۔

شیخ شمس الدین کا ایک حیرت انگیز واقعہ

جناب شیخ شمس الدین مفتی کی حیات مستعار کا وسیع پیمانہ جب لبریز ہو کر چھلکنے کے قریب ہوا تو آپ نے اپنی اولاد و احفاد کو جمع کر کے وصیت کی کہ جب میری روح اس عنصری جسد سے مفارقت کر کے عالم بالا مین پرواز کر جائے تو میری نعش کی تجہیز و تکفین بالکل اُسی طریقے اور طرز پر ہونا چاہیئے جو سنت سے ثابت ہی۔ تجہیز و تکفین کے بعد جنازہ کی نماز نہایت خشوع اور متواضعانہ ہیئت سے ادا کیجائے اس کے بعد میرا جنازہ مسجد مین جو میری خاص عبادت گاہ اور مقام اعتکاف ہے رکھا جائے۔ حاضرین کو چاہیئے کہ تھوڑی دیر کیلئے وہان سے ہٹ جائین اور مسجد کو بالکل خالی کر دین۔ بعد ازان اگر میری نعش پائی جائے تو دفن کرین ورنہ اپنے اپنے گھر واپس چلے جائین اور کسیطرح کا تذبذب و تردد نکرین۔

چنانچہ آپکے انتقال کے بعد لوگون نے ایسا ہی کیا اور آپکی وصیت کی بڑی سرگرمی اور مستعدی کیساتھ

تعمیل کیگئی۔ مسجد کے ایک مختصر گوشہ مین جنازہ رکھا گیا۔ اور تھوڑی دیر کیلئے ساری مسجد خالی کردیگئی پھر جو دیکھا تو جنازے کا نام و نشان تک نپایا۔ حاضرین اس حیرت انگیز واقعہ سے سخت متعجب ہوئے اور تعجب حیرت کو ساتھ لیئے ہوئے واپس آئے۔

اگرچہ حکایت بھی لوگون کی زبانی روایت ہی مین نے کسی قدیم وجدید مستند تاریخ سے اسکی تصدیق نہین کی لیکن مختلف تحقیقات سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اگر یہ واقعہ پیش آیا ہو تو کوئی تعجب حیرت کی جگہ نہین ہی مین نے خاص حضرت شاہ عبد الرحیم صاحب کے واقعات مین لکھا دیکھا ہے کہ جب آپ یہ حکایت سنتے تو نہایت وثوق کیساتھ اسکی تصدیق و تائید فرماتے۔ چنانچہ فاضل اجل جناب شاہ ولی اللہ صاحب اپنی ایک قیمتی تصنیف مین یون تحریر فرماتے ہین کہ "میرے محترم و بزرگوار والد جب یہ حکایت سنتے تو ہمیشہ اسکی توثیق کرتے اور فرماتے۔ مجھے اپنے حافظہ پر پورا بھروسہ ہی اور مجھے یقین ہے کہ مین اپنی یاد مین کبھی غلطی نہ کرونگا۔ اسمین ذرا بھی شبہہ نہین کہ قدیم زمانہ کے سلسلہ چشتیہ کے مشائخ کے حالات و واقعات مین جو کتابین لکھی گئی ہین اور جنمین واقعات کے لحاظ سے نہایت موشگافی اور چھان بین کیگئی ہی ان مین مین نے یہ واقعہ اپنی آنکھ سے لکھا دیکھا ہی گو مین کافی یقین کیساتھ یہ نہین بتا سکتا کہ وہ واقعہ خاص ان ہی بزرگ مفتی صاحب کا ہی جو تقدس اور شریفانہ اخلاق کے مجسم تصویر تھے یا کسی اور بزرگ سے علاقہ رکھتا ہے کیونکہ جہان یہ واقعہ لکھا گیا ہی اُس مقام پر اس اولو العزم اور بزرگ کے نام نامی کی صراحت نہین کیگئی۔

غرضکہ جب واجب الاحترام مخر ہندوستان شیخ اس دار ناپائدار سے عالم بقا مین انتقال کر گئے تو آپکے بزرگ اور عظیم ترین اولاد جناب شیخ کمال الدین مفتی آپکے جانشین قرار دیئے گئے۔ گو شیخ شمس الدین مفتی کی اور بھی اولاد تھی اور سب کی سب نہایت قابل و مذہبی تقدس و علم و فضل کی جیتی جاگتی تصویرین تھین۔ مگر چونکہ شیخ کمال الدین مفتی اپنے والد بزرگوار کی تاریخی زندگی کا پورا حصہ اپنے مین رکھتے تھے اور الولد سر لابیہ کے پورے نمونہ تھے۔ اسلیئے اس معزز اور جلیل القدر خلافت کیواسطے آپ ہی منتخب کیئے گئے

شیخ کمال الدین مفتی

قدیم تذکرون اور کہنہ تاریخون کے صفحات پر عمیق اور غور مین نظر ڈالنے سے اسبات کا بخوبی ثبوت ملسکتا ہی کہ اُس زمانہ مین عام طور پر یہ قاعدہ استعمال مین لایا جاتا تھا کہ مسلمانون مین سے جو محترم محتشم نیک طینت پاک نفس شخص ان جیسے بلاد و صوبجات مین توطن اختیار کرتا اور وہان کے باشندے عموماً اُسکے لاثانی زہد و اتقا اور بے مثل تہذیب و شائستگی کو تسلیم کرتے۔ ملکی سیاست کے متعلق جسقدر اہم امور ہوتے تھے۔ مثلاً قضا۔ احتساب افتا وغیرہ

کے تمام معزز مناصب اور ممتاز عہدوں کیلئے وہی شخص انتخاب کیا جاتا اور یہ قابل عظمت عہدے اُسی تقدس مآب کے تفویض کیلئے جاتے۔

لیکن ان محترم و معزز عہدوں کو کسی شخص یا کسی خاندان کیساتھ مخصوص و محدود نہین کیا جاتا تھا۔ اور کچھ یہی ضرورنہ تھا کہ جو شخص ان جلیل القدر مناصب کے لیئے ایکدفعہ منتخب کرلیا گیا تو اب یہ عہدے نسلاً بعد نسلٍ اُسیکے خاندان مین موروثی قرار دیدیئے جائین۔ خواہ قابل ہون یا نا قابل۔ نہین بلکہ سب سے پہلے یہ بات دیکھی جاتی تھی کہ کیا یہ شخص اُن امور کے سمجھنے اور اُن واقعات کی تہ مین بیٹھ جانے کی قابلیت رکھتا ہے جو ان مناصب سے تعلق رکھتے ہین یا نہین۔ گویا اس منتخب ممبر کیلئے بھی ایک دن اور ایک وقت اُسکی عملی قابلیت اور ذہانت و حافظہ کے امتحان کا ہوتا تھا۔

اسیطرح ان ممتاز عہدون اور جلیل القدر منصبون کیلئے یہ بھی ضرورنہ تھا کہ جو محترم و محتشم شخص ان کیلئے انتخاب کیا جاتا اُسی قاضی اور مفتی اور محتسب کے معزز القاب سے پکارا جاتا۔ بلکہ بغیر ان القاب کی شہرت کے اور بغیر کسی قسم کی ظاہری تخصیص کے اُسکی گورنمنٹ خلائق کا مرجع و مرکز سمجھی جاتی۔

شیخ کمال الدین کی تاریخی زندگی

بڑی خوشی کی بات ہے کہ جناب شیخ کمال الدین مفتی بحکم الولد سرّ لابیہ تقدس اور تمام شریفانہ عادات مہذبانہ اخلاق علم و فضل مین اپنے واجب الاعتصام والد کے بالکل قدم بقدم تھے جو کہ مندی بلند خیالی روشن دماغی دقیق النظری مین جواب نہ رکھتے تھے۔ آپکے مراقبات و مکاشفات اور خداداد تفرس کی ان اطراف مین بہت بڑی شہرت تھی۔ آپکا اکثر وقت یا تو کتب بینی مین صرف ہوا کرتا تھا یا ریاضت و مجاہدات مین۔ شیخ کمال الدین مفتی گو اکہرے بدن کے دُبلے پتلے اور نحیف آدمی تھے لیکن آپ کی متین و وسیع پیشانی اُس عظیم الشان نصیبے کی شہادت دیتی تھی جو آپ کو آئندہ حاصل ہونے والا تھا۔

شیخ کمال الدین کی عام مقبولیت

یہ بات نہ صرف تعجبناک بلکہ حیرت انگیز ہے کہ شیخ کمال الدین مفتی کو بہت تھوڑے عرصہ مین وہ مقبولیت عام حاصل ہوگئی تھی (جسے ربانی مقبولیت سے تعبیر کرسکتے ہین) کہ ان اطراف کے باشندون کا بچہ بچہ آپ کا نام نہایت مقدس اور پاک الفاظ کیساتھ زبان پر لاتا تھا۔

جب جناب شیخ کمال الدین مفتی کی زندگی کا پیمانہ لبریز ہوا اور لبریز ہوکر چھلک گیا یعنی آپکی مقدس روح جہان فانی سے عالم باقی مین انتقال کرگئی تو آپ کے بعد آپکے نہایت لائق اور ہونہار فرزند

شیخ قطب الدین

جناب قطب الدین اس معزز عہدے سے ممتاز کیئے گئے۔ افسوس کہ اس مقدس شخص کے تفصیلی حالات

باوجود تحقیق کے ہمین کہین سے دستیاب نہین ہوئے بلکہ جہان تک تحقیق ہوا ہی صرف مقدر ہوا ہی کہ آپکے انتقال کے بعد آپکے بڑے صاحبزادے عبد الملک جانشین ہوئے اور یہ عظیم الشان منصب اُن کی تفویض مین کیا گیا۔

شیخ عبد الملک

جناب عبد الملک بڑے تیز ہوش اور ذہین و طباع شخص تھے فطرت نے اول ہی روز سے آپکے ضمیر کو ربانی قابلیتون اور روحانی جوہرون سے آراستہ کر دیا تھا اسیلیے روز بروز اور ساعت بساعت روحانی لیاقتین اور الہامی غوامض آپکے پاک اور مقدس نفس سے اپنی اصلی تابانی و درخشانی دکھاتے تھے۔ اِن جیسے بزرگوں کی وجہ سے اب یہ نجیب و شریف خاندان کچھ حد سے زیادہ مقبولِ انام ہو گیا تھا اور اس معزز خاندان کے ہر ممبر کی معاشرت اور تمدنی حالت ایک نرالی اور انوکھی طرز کی ہو گئی تھی۔

شیخ عبد الملک کی روحانی لیاقتین

گو آپنے علوم کی تعلیم روحانی ذریعہ سے حاصل کی تھی اور ربانی جلال کا پورا اثر آپکے دل مین چمک چکا تھا۔ مگر پھر بھی تمام وہ معمولی کتابین جو اُسوقت درس مین شامل تھین اپنے ہی خاندان کے ایک فاضل اجل اور علامہ سے بہت جلد نکال لین چونکہ فطرت نے پہلی ہی سے آپ کا دماغ کامل عقل سے آراستہ کر دیا تھا اسیلیے آپ کو ان معمولی کتابون کا بہت جلد پڑھ لینا کچھ بھی مشکل نہ تھا جب آپ معمولی و رسمی علوم و فنون کی تحصیل سے فارغ ہوئے تو علم حدیث پڑہنا شروع کیا۔ بیشک علم حدیث ایک بڑا سخت اور دشوار گزار علم ہے اِسکی اہمیت اور معنی آفرینی کو کچھ وہی شخص سمجھ سکتا ہے جسنے اِس فن مین لگاو اور مس حاصل ہے لیکن بڑی خوشی سے دیکھا جاتا ہی کہ بزرگ عبد الملک کے سامنے یہ مشکل اور دقت آفرین علم بھی پانی تھا کیونکہ آپکا دل اور دماغ روز اول ہی سے اُن فطرتی جوہرون کی تابانی سے چمک چکا تھا جنھین ربانی بخشش اور فیض خداوندی سمجھنا چاہیے۔

شیخ عبد الملک کی تعلیم

علم حدیث کی تحصیل

آپ کو کلام الٰہی سے بڑی دلچسپی تھی یہی وجہ تھی کہ اکثر اوقات اُسکی تلاوت مین مشغول رہتے۔ اور حاضرین کو اُسکے اسرار و نکات کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ گویا یہ آپ کا وعظ تھا جس سے ہر وقت مجلس گرم رہتی تھی۔ آپ کی مقدس زبان سے جو جملہ اور فقرہ نکلتا تھا وہ ایسا دانشمندانہ اور حکیمانہ ہوتا تھا جس سے فطرت اللہ کا اصلی منشا اور کلام ربانی کا ذاتی مفہوم ظاہر ہوتا تھا۔ آپ کی خوش لہجگی مین وہ مقناطیسی اثر تھا کہ سننے والون کی طبیعتین ایک بے اختیارانہ جوش کیساتھ آپکی طرف مائل و متوجہ ہوتی تہین آپکے لفظ لفظ سے سامعین کے دلون پر ایک چوٹ سی لگتی تھی۔ اور اُنکے جسم کانپ کانپ اُٹھتے تھے۔ اُنپر ایک محویت اور بے اختیاری کیحالت

کلام الٰہی سے دلچسپی

خوش الحانی

طاری ہو جاتی تھی اور اس حالت بیخودی مین اس شدت سے رقت ہوتی تھی کہ پُرنم آنکھون سے آنسوؤن کا دریا بہاتے تھے۔

شیخ عبد الملک کا وعظ

جن باتون کا تذکرہ خصوصیت کیساتھ آپکے وعظ مین ہوا کرتا تھا وہ وحدت پرستی اور اسلام کے ضروری ارکان تھے گو با آپ کو اُس عمارت کا نقش و نگار سے آراستہ و پیراستہ کرنا منظور تھا جسکی بنیاد آپکے مقدس اور اولو العزم جد امجد حضرت شیخ شمس الدین قدس سرہ نے اول روز ڈالی تھی آپ کا سب سے بڑا اور اہم خیال یہی تھا کہ جسطرح سے بن پڑے بُت پرستی کی بیخکنی ہو جائے اور آسمانی شریعت مین جو نفرت انگیز اور بیہودہ رسمین رواج پکڑ گئی ہین دنیا سے نیست و نابود ہو جائین مسلمانون کو اُن ناپاک آلائشون اور نفرتناک بیہودگیون سے پاک صاف کر دیا جائے جنمین وہ صدہا سال سے گرفتار ہین وہ غلیظ و قابل نفرت عادتین جو اُن کے خمیر مین صدیون کی خرابی سے پڑ گئی تہین اور جن منغص بیہودگیون مین وہ ایک دراز عرصے سے مبتلا تھے اُن سے اُنہین اسطرح پاک صاف کر دیا جائے کہ گویا مان کے پیٹ سے آج ہی پیدا ہوئے ہین

شیخ عبد الملک کی تلقین و وعظ کا اثر

حقیقت مین یہ کام ایک بڑا ہی برتر اور اہم کام تھا جسکی تجدید آپنے کی۔ اگرچہ ویسی کامیابی جو در حقیقت ہمین ہونی چاہیئے تھی آپ کو حاصل نہین ہوئی مگر پھر بھی آپ کی اس تعلیم و تلقین نے اپنا قیمتی اثر مسلمانون پر ڈالا اور اُن کے اخلاقی خیالات ایسے نتھر گئے جنپر آج اسلامی دنیا اگر کسیطرح کا فخر کرے تو بیجا نہو گا لیکن

شیخ عبد الملک کا انتقال

یہ افسوس سے لکھنا پڑتا ہے کہ شیخ عبد الملک عمر طبعی کے زمانہ تک پہنچنے سے پیشتر ہی عین اُسوقت مین جبکہ آپ کا عروج کمال شہاب ثاقب کیطرح چمک رہا تھا اس جہان سے تشریف لیگئے یعنی فلک کجرفتار نے قبل اسکے کہ آپ خوشہ مراد کی گلچینی سے بہرہ ور ہو کر اپنی دلی آرزوؤن اور پر شوق تمناؤن پر کامیاب ہون عین عالم شباب مین لقمہ اجل بنا ڈالا حیف صد حیف اسے دنیائے دون اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن۔

ہم پہلے لکھ آئے ہین کہ شہر رُہتک اور اُسکے اطراف و جوانب مین دستور نہ تھا کہ مُلکی سیاست کے اولو العزم عہدے کسی خاص شخص یا کسی مخصوص خاندان کیساتھ محدود ہون اور اُس خاص شخص یا مخصوص خاندان کے علاوہ کوئی اور شخص قضا اور احتساب و افتا کے مناصب کے لیئے انتخاب کی لیاقت نہ رکھتا ہو بلکہ جو محترم و محتشم مُسلمان اس صوبہ مین توطن اختیار کرتا اور اُسے فطرت سے ربانی قابلیتون اور روحانی و ضمیری جوہرون کا حصہ ملتا وہ ان جلیل القدر اور عظیم الشان عہدون سے ممتاز کیا جاتا۔ لیکن اب اس قدر زمانہ گذر جانے اور ان واجب الاعتصام خاندان مین ایسے مقتدر اور محتاط حضرات کے ظہور کرنے سے کلیتہً یہ قانون نافذ ہو گیا کہ قضا و افتا کے معزز

عہد سے اسی شریف و بزرگ خاندان کیساتھ مخصوص و محدود ہون کیونکہ اس زمانہ کے لوگون کو یہ بات یقینی طور پر معلوم ہوگئی تھی کہ فطرت نے جو عزت و شرف اس نجیب خاندان کو دیا ہے دوسرے کو کبھی نصیب نہین ہو سکتا۔ اس معزز خاندان کے حضرات کے ضمیری و روحانی جوہر اپنے مین گہری ممتازیت کی تہ رکھتے ہین۔ اور اُنکے پاک نفوس مین ربانی جلال کا پورا پرتو اپڑ چکا ہے۔ اسلیئے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ اس جلیل الشان خاندان مین آیندہ جسقدر لوگ پیدا ہون گے سب کے سب نہ صرف فخر خاندان بلکہ فخر روزگار ہون گے۔

حقیقت مین اُس زمانہ کے لوگون کا یہ تفرس و قیاس بالکل صحیح اور نہایت قدر و منزلت کے قابل تھا اخیر عہد مین جناب شاہ ولی اللہ صاحب اور اُن کے صاحبزادے جناب شاہ عبد العزیز اور شاہ رفیع الدین و شاہ عبد القادر اور شاہ عبد الغنی اور پوتے شاہ اسمٰعیل صاحب ایسے مقدس و نامور اور مشہور عالم ہوئے جنکی محتاط زندگی اور اتقا و پرہیزگاری اور علمی برکتون نے اُنکی شہرت نہ صرف ہندوستان مین محدود رکھی بلکہ اُنکے تقدس و پاکی کی ناموری نے دور دوران کے خاندان کی شرافت و بزرگی مین اور بھی جان ڈالدی۔ اور جنکی بدولت ہندوستان بالخصوص دہلی کو بہت بڑا فخر حاصل ہوا حق یہ ہے کہ ہندوستان جہانتک اسبات پر فخر کرے بجا ہے کہ اُسنے اپنی نازپرور گودی مین ایک دراز عرصہ تک ایسے ممتاز و معزز بچون کو پالا ہے کہ اُسکے مقابلہ مین کسی ایشیائی ملک کو یہ بات بہت کم نصیب ہوئی ہے۔

ایک فاضل کے خیال کا اظہار

مجھے اس مقام پر اپنے ایک معزز ہمعصر کا خیال ظاہر کرنا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے جس سے میرے بیان کی پوری تائید ہو سکتی ہے۔ "معزز ہمعصر اپنی ایک قیمتی تصنیف مین اس خاندان کے علم و فضل کی شہرت کے متعلق یون ریمارک کرتا ہے کہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب کے خاندان کے علم و فضل کی آوازین ہندوستان کی چاردیواری سے نکلکر مسلمانون کے ممالک روم و شام وغیرہ مین پہنچی تھین اور جس مسئلہ مین مکہ مدینہ کے علما مین جھگڑا ہوتا تھا وہ ثالث بالخیر شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ عبد العزیز کو بناتے تھے۔ ملا رشیدی مدنی اور شاہ عبد العزیز سے جو خط و کتابت ہوئی ہے اُس سے ہم اپنے دعوے کی سند دیسکتے ہین۔ ایک خط مین مُلا رشیدی نے یہ لکھا ہے " شاہ صاحب آپکا کچھ ایسا اثر بلاد اسلامیہ مین ہوا ہی کہ جب کوئی فتوےٰ دیا جاتا ہی اور علما اُسپر اپنی مہرین کرتے ہین تو ہر شخص فتوے مین آپ کی مہر کا متلاشی رہتا ہی۔ اور وہ فتوےٰ جبتک اُسپر آپ کی مہر نہو زیادہ وقعت کی نظر سے دیکھا نہین جاتا اگر آپ یہان تشریف لے آوین تو ہم لوگون کے لیئے بڑے فخر کی بات ہی اور سلطان ٹرکی بھی آپ کی بہت بڑی عزت کرین"۔

اسکے بعد معزز معصر لکھتا ہے۔ اِس خطسے اُس مقبولیت کی پوری پوری کیفیت معلوم ہوتی ہے
جو شاہ عبدالعزیز صاحب کی بلاد اسلامیہ مین بھی اسکو ربانی مقبولیت کہتے ہین اور یہ اعلی علم وفضل کی
الغرض شیخ عبدالملک کے مبارک عہد مین قضاء احتساب اور افتا کے معزز عہدے اس خاندان کے لیے
موروثی حقوق قرار دیے گئے۔ اسلیے آپکے انتقال کے بعد آپکے لائق و عزیز الوجود فرزند جناب قاضی بدھا

قاضی بدھا

نے اپنی موروثی ریاست اور خاندانی حقوق و تعلق کو محفوظ رکھنے کی غرض سے منصبِ قضا اختیار کیا اور مدت
العمر تک مخلوق خدا کے امور کے متکفل و نگران رہے

کچھہ شبہہ نہین کہ اس محترم خاندان مین جسقدر مقدس اور پاک نفس حضرات گزرے ہین سبکے
اخلاق نہایت وسیع اور فیاضانہ تھے غرور و نخوت ترفع اور ظلم ہینی ان مین نام تک کو نہ تھی یون تو آبا
واجب الاحترام خاندان کا ہر ایک ممبر نہایت فیاض اور خوش اخلاق تہا۔ لیکن جو خوش اخلاقی اور فیاضی

قاضی بدھاکی عام خوش اخلاقی

طبعی جناب قاضی بدھا مین پائی جاتی تھی اُسکا ڈھنگ سب سے نرالا اور جدا تہا۔ اگرچہ آپ ایک ایسے
اولوالعزم اور اعلے درجہ کے عہدہ سے ممتاز تھے جسکے آگے زبردست سے زبردست سلطنت کو بھی بجز
گردن تسلیم خم کرنیکے اور کچھ کرتے دھرتے بن نہ پڑتا تہا اور اسکے حق مین آپ کی مخالفت ایک زہریلا اور نہایت
بداثر نتیجہ پیدا کرنے والی تھی۔ لیکن یہ بات نہایت خوشی سے کہی جاتی ہے کہ ہر شخص خواہ وہ کسی رتبہ
کا آدمی ہوتا بغیر کسی ذریعۂ تعارف کے ہر وقت آپسے ملسکتا۔ اور آپ جس تواضع اور خوش اخلاقی سے
اُسکے ساتھ پیش آتے۔ ملنے والا بہت عرصہ تک اُسکا اثر اپنے دلمین محسوس پاتا۔ اِس سے قطعاً ثابت
ہوتا ہو کہ آپکے اخلاق نہایت وسیع اور عام تھے۔ اور اُسکے لیے وسیلۂ تعارف عزت وجاہ کی سفارش
کی کچھہ ضرورت نہ تھی۔

یہ بات بالکل صحیح ہو کہ ابتدا مین قاضی بدھا صاحب نے ظاہری علوم وفنون اور دینی کتب کے مطالعہ
کرنے مین زیادہ محنت نہین کی۔ لیکن جو لوگ قلبی فراست شیب اور ضمیری قابلیتون سے کیقدر بھی واقفیت
رکھتے ہین وہ خوب جانتے ہین کہ جن پاک نفوس کو فطرت کی باطنی قوتون مین درک و مہارت اور اُسکے

قاضی بدھاکی تعلیم

پوشیدہ یا اَن دیکھے جوہرون کا کب مدرجہ علم ہوتا ہے۔ اُنہین علمی ترقی مین زیادہ محنت کرنیکی ضرورت
ہوتی ہے نہ کتب بینی مین زیادہ وقت صرف کرنیکی حاجت۔ جو طبیعتین کہ فطری جوہرون کے نور سے
روشن اور چمکدار ہو جاتی ہین اور اُنپر ربانی تجلیات کا عکس پڑجاتا ہو وہ بغیر کسی محنت و جانکاہی کے

حقائق ربانی کے سمجھنے مین ید طولی رکھتی ہین علی ہذا القیاس بعض وہ طبائع جنہین مطالب الہامی اور مقاصد باطنی اخذ کرنے اور اُنسے مؤثر ہونیکا کافی مادہ پیدا ہو جاتا ہے کتب بینی او رسبق خوانی کیطرف زیادہ متوجہ نہین ہوتین۔

بیشک یہ بات تسلیم کیئے جانیکے قابل ہو کہ جو لوگ کتابی تعلیم حاصل نہین کرتے اُن مین اگرچہ مقاصد فہمی کی لیاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن پھر بھی وہ ایسے قابل نہین ہوتے جیسے کتابی تعلیم حاصل کرنیوالے۔ اِسکے ساتھ ہی یہ امر بھی ماننا پڑے گا کہ محنت ایک ایسی چیز ہے جس سے غبی انسان بھی کچھ نہ کچھ فائدہ اُٹھا ہی لیتا ہے۔ لیکن یہ بات قابل نوٹ ہی کہ لیاقت و قابلیت کتب بینی اور باضابطہ تعلیم حاصل کرنے مین ہرگز منحصر نہین ہے بلکہ ایک ایسا شخص جسنے معمولی تعلیم سے اپنی ذات یا قوم کو فائدہ پہنچایا وہ اُس تعلیم یافتہ سے زیادہ وقعت کی نگاہ سے دیکھے جانیکے قابل ہے جس نے علم مین بہت بڑا تبحر اور ملکہ حاصل کرنیکے بعد اُس سے اپنی ذات یا ملک و قوم کی بہبودی نہین چاہی۔ اسیطرح جن مقدس الفاس لوگون کے دل و دماغ ابتدا ہی سے اُن جوہرون سے آراستہ و مجلا ہو جاتے ہین جنہین فطرت کی خاص بخششین سمجھنا چاہیئے تو اُنہین خود بخود وہ ربانی لیاقتین اور روحانی قابلیتین حاصل ہو جاتی ہین جو نہ کسی سنگین محنت سے حاصل ہو سکتی ہین نہ جانکاہی و جگر خراشی سے نصیب ہونے کی اُمید کی جا سکتی ہے۔

خلاصہ یہ کہ گو جناب قاضی بُدھا صاحب زیادہ لکھے پڑھے نہ تھے لیکن آپ کی فراخ و خوبصورت پیشانی کی تابانی انسانی نظرون کو اسبات کا صاف پتا دیتی تھی کہ اِس معزز شخص کی دماغی قوتون اور قلبی جوہرون کو فطرت کی طرفسے وہ حصہ ملا ہے جو ایک زبردست متبحر عالم جامع فنون کو بہت کم نصیب ہوا ہے بزرگ قاضی بدھا صاحب کے انتقال کے بعد اُنکے دو فرزند باقی رہے جو تقدس پاکی اور شریفانہ عادات کے مجسم تصویر اور آپ کی ایک عظیم الشان یادگار تھے۔ ایک قاضی قاسم جو اپنے واجب الاحترام والد کے انتقال کے بعد اُنکے جانشین اور خلیفہ مقرر کیئے گئے۔ دوسرے شیخ منگن جو انسے زیادہ علمی لیاقت اور باطنی قابلیت رکھتے تھے اور جو نسبتہً باطنی علم کا زیادہ حصہ قدرتی طور پر رکھتے تھے۔ آپکے انتقال کے بعد صرف ایک فرزند یونس نام باقی رہے جو بڑے ہو کر نہایت قابل اور فخر خاندان شخص قرار دیئے گئے۔ واجب الاحترام اور معزز یونس سیرت مین صورت مین اخلاق و عادات مین بالکل اپنے والد بزرگوار

قاضی قاسم

شیخ منگن

شیخ یونس

کے قدم بقدم تھے۔ اُن کی طرز معاشرت اور تمدنی حالت بالکل ایسی ہی تھی جیسی جناب قاضی بدہا صاحب
کی۔ اُس زمانہ کے لوگ صرف اِس لحاظ سے اُن کی اور بھی وقعت و قدر کرتے تھے کہ یہ قاضی صاحب کی
شکل و شباہت سے زیادہ ملتے جُلتے تھے۔ قاضی بدہا صاحب کے فرزند رشید جناب قاضی قاسم صاحب
کے انتقال کے بعد اُن کے دو عزیز الوجود اور گرامیقدر صاحبزادے باقی رہے۔ ایک قاضی قادن
دوسرے شیخ کمال الدین۔ قاضی قادن اور شیخ کمال الدین دونوں محترم بزرگ حضرات اگرچہ علم و فضل
عقل و تمیز۔ ذہانت و طباعی وغیرہ مین مساوی درجہ رکھتے تھے۔ گو بعض بعض خصوصیتون مین ایک
دوسرے سے کسیقدر ممتاز اور مستثنٰے تھے۔ لیکن چونکہ جناب قاضی قادن صاحب شیخ کمال الدین سے عمر
مین کسیقدر بڑے تھے۔ اسلیئے آپ ہی اپنے والد بزرگوار کے انتقال کے بعد اُن کے قائم مقام اور جانشین
قرار پائے اور شہر کی ریاست اور سیاست آپ ہی کے تفویض مین کیگئی۔

قاضی قادن — شیخ کمال الدین

قاضی قادن صاحب ہرچند کہ تمام تذکرون اور تاریخی صفحون مین اسی نام نامی سے یاد کیے
گئے ہین لیکن بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید آپ کا اسم گرامی عبد القادر یا قوام الدین ہوگا جو ایک
زمانہ تک متعصب ہندؤن کی ناآشنا اور جاہل زبان پر جاری ہوتے اور تحریف و تصحیف قبول کرتے
کرتے عبد القادر سے صرف قادن رہگیا۔

قاضی قاسم کے دوسرے صاحبزادے شیخ کمال الدین جو قاضی قادن کے چھوٹے بھائی تھے۔ اور جو
ان اطراف مین علم و فضل کی بہت بڑی شہرت رکھتے تھے۔ اُن کے ہان صرف ایک فرزند پیدا ہوئے
جنکا نام نامی نظام الدین رکھا گیا۔ اور جو بڑے ہوکر علمی فیاضیون اور فطری قابلیتون کے سرچشمہ ہوئے
ان ہی سے شیخ کمال الدین کے انتقال کے بعد اُنکی نسل قایم ہوئی اور آیندہ زمانہ مین اس نسل کے
سلسلہ مین بڑے بڑے عالی وقار اور حوصلہ مند دقیق النظر حضرات پیدا ہوئے

شیخ نظام الدین

محترم قاضی قادن کے انتقال کے بعد دو فرزند آپ کی یادگار مین باقی رہے ایک شیخ محمود۔
دوسرے شیخ آدم جو بہائی خان کیساتھ کمال شہرت رکھتے تھے۔ شیخ محمود اپنے معزز اور واجب الاحترام
قبائل مین بڑے نجیب و شریف اور ممتاز شخص گنے جاتے تھے اور نہ صرف اس جلیل القدر خاندان کے
شرفا آپ کی عظمت و جبروت شان و شوکت کو تسلیم کرتے تھے بلکہ شہر رُہتک اور اسکی اطراف و جوانب
کے تمام اولو العزم اور محترم باشندے پورے درجہ کی تعظیم و توقیر سے پیش آتے تھے۔ چونکہ اس زمانہ مین

شیخ محمود — شیخ آدم

بہت سے خارجی اسباب اور اس بزرگ خاندان کی طبیعت کے مخالف چند ایسے ہی سامان جمع ہوگئے تھے۔ لہذا شیخ محمود کو جو اُسوقت تمام بقیہ خاندان مین امتیازیہ نظرون سے دیکھے جاتے تھے منصب قضا سے کنارکش ہوکر اعمال سلطانیہ مین مشغول ہونا پڑا۔

شیخ محمود کا منصب قضا چھوڑکر اعمال سلطانیہ مین مشغول ہونا

چونکہ فطرت نے پہلے ہی سے جناب شیخ محمود کیلئے تجویز کر رکھا تھا کہ آپ زمانہ کے سرد گرم نرمی و سختی دونون قسم کی کیفیتون سے دلچسپی حاصل کرینگے نیز بہت سے پیچیدہ اور اہم معاملات کی گتھیون کو سلجھانا اور نئے نئے الجھیڑون مین سے موشگافیان کرنا آپکی قسمت مین لکھا جاچکا تھا اسلیئے ضرور تھا کہ آپ منصب قضا کو خداحافظ کہہ ایک ایسا سلسلہ اختیار کرین جس مسلمانون کی آیندہ نسلون کو کچھ فائدہ پہنچ سکے۔ یہ ایک ارادہ تھا جو بزرگ شیخ محمود کے دماغ مین بجلی کیطرح ساعت بساعت اور آناً فاناً کوندرہا تھا اور جسمین ایک عجیب اتفاقی طور پر تحریک اور تحریک کیساتھ تکمیل ہوئی۔ اُس مضمر جوہر نے جو ابتدا ہی سے آپکی طبیعت مین خمیر کردیا گیا تھا دفعۃً زور کیا یک بیک آپکا دل برداشتہ ہوا اور وہ ضعیف سا خیال و تحریک جو بجھی ہوئی چنگاری کیطرح آپکے باطن مین کبھی کبھی اپنا تابانی دکھا جاتی تھی اب ایک نہایت مضبوط اور مستحکم قصد ہوگیا آپنے ہر بات کے چڑھاؤ اُتار اور مخالف و موافق پہلوؤن مین عمیق نظر دوڑاکر اپنے دلمین قطعی فیصلہ کرلیا کہ موجودہ حالت مین زندگی بسر کرنیسے سپاہیانہ زندگی اچھی اور انسب و اولی ہے۔ اس میلان طبع مین بھی بڑے بڑے ربانی اسرار اور فطرتی راز مخفی تھے جسکی خبر ہنوز آپکو بھی نہ تھی۔ اس امر کے تسلیم کرنیسے کسی متنفس کو ہرگز انکار نہین ہوسکتا کہ خداتعالی کو اپنے جس بندہ سے اُسکی زندگی کے آیندہ حصہ مین جیسا کام لینا ہوتا ہے اُسکے لیئے اسباب و سامان بھی ویسے ہی پیدا کردیتا ہے چونکہ آپ مسلمانون کی بہبودی اور ترقی و عروج کیلئے پیش خیمہ قرار دیئے گئے تھے اسلیئے آپکا فرض منصبی تھا کہ اپنے میلان طبع کی متابعت کرین یعنی کوئی ایسی صورت پیدا کرین جس سے مسلمانون کی آیندہ نسلونکو ملک و سلطنت کیطرف سے کافی فائدہ پہنچے۔

ہمین تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ جب شیخ محمود قضا کا عہدہ چھوڑکر اعمال سلطانیہ مین مشغول ہوئے ہین تو انہین بہت سے ایسے جانگزا مصائب اور جگرخراش تکالیف کا سامنا کرنا پڑا ہے جنکا تحمل کبھی بڑے سے بڑے حوصلہ مند سے بھی متصور نہین ہوسکتا لیکن بڑی خوشی کا مقام ہے کہ آپنے تمام مصائب و تکالیف کا بڑی خوشی اور استقلال کیساتھ استقبال کیا اور زندگی کی ناگوار مصیبتین اُٹھاتے اُٹھاتے بھی کبھی آپکی طبیعت اُچاٹ نہین ہوئی اور اسکی بڑی وجہ یہ تھی کہ آپکی پرشوق نظرین ہمیشہ اسطرف پڑرہی تہین کہ چاہے مجھے جسقدر تکلیف پہنچے لیکن مسلمانون کی آیندہ نسلون کیلئے کوئی ایسا سلسلہ قائم ضرور ہوجائے جس سے انہین سلطنت وقت کیطرف سے پورا فائدہ پہنچ سکے اور انکی ترقی و عروج اوج کمال پر پہنچ جائے

ساتھ ہی اُن تمام کامیابیوں کے جو شیخ صاحب کو حاصل ہوئین نہایت تعجب ہے دیکھا جاتا ہی کہ آپ اس ترقی پر بھی اپنے منصبی فرائض بڑی جرأت ودلیری سے ادا کرتے اور ہمیشہ اُن ہی باتون کو استعمال مین لاتے رہے جو آپکے شریف خاندان کیساتھ خصوصیت رکھتی تھین باوجودیکہ آپ سلطنت کیطرف سے ایک معزز عہدہ پر ممتاز تھے اور اُسکی انجام دہی کے ذمہ دار قرار دیدیئے گئے تھے۔ مگر جو طریق آپکے خاندان مین مروج تھے۔ اُن سے سر موتجاوز نکرتے تھے۔ اسی لیئے قدیمی تذکرون مین آپ کی بابت لکھا گیا ہے کہ اگر شیخ محمود کے ظاہری احوال پر سرسری اور اجمالی نظر ڈالی جاتی ہی تو صاف معلوم ہوتا ہی کہ جس قدر خاص شہر رہتک اور اُسکے ضلاع مین صدیق گزرے ہین سب مین آپ ہی کا نمبر اول تھا۔

جناب شیخ محمود جب سن بلوغ کو پہنچے تو آپنے تحفظ نسل کے لیئے ایک نہایت ہی عفت مآب اور شریف خاتون سے نکاح کیا۔ جسکا نام آفریدہ تھا اور جو سونی پت کے سادات واشراف مین سے ایک بڑے شریف ونجیب خاندان کی عورت تھی اس عورت کے بطن سے آپکے ہان ایک سعادتمند اور خوش قسمت لڑکا پیدا ہوا جسکا نام شیخ احمد رکھا گیا۔ اور جو بڑا ہوکر نہایت تیز ہوش اور پیدا مغز صاحب طریقت ہوا۔

شیخ احمد نے بچپنے ہی مین اپنے وطن مالوف کو خدا حافظ کہا تھا۔ اور رہتک سے نکلکر حضرت شیخ عبدالغنی بن شیخ عبدالحکیم کیساتھ نشو ونما پایا تھا۔ بچپن کا زمانہ طے کرکے جب آپنے عالم شباب مین قدم رکھا اور سن بلوغ کو پہنچے تو آپ کی سنجیدہ اور متین پیشانی مین رشد وہدایت کے آثار نہایت درخشانی وتابانی کیساتھ نمایان ہوئے جو قیافہ شناس نظرون کیلئے ایک عظیم الشان واقعہ کی پیشینگوئی کرتے تھے اور جنہین دیکھنے والے فوراً تاڑ جاتے تھے کہ عنقریب ایک وہ زمانہ آنیوالا ہے جسمین دنیاوی جاہ وجلال اور حشمت وشوکت اس ہونہار نوجوان کے قدمون کو بوسہ دینگے اور اس اقبالمند کا پر شوکت ستارہ شہاب ثاقب کیطرح اوج کمال پر چمکے گا۔ خدائی فوج کا جمگھٹا اُسکی رکاب مین ہوگا۔ اور رب الافواج کا ہاتھ ہمیشہ اُسکے سر پر رہے گا۔

شیخ احمد صاحب کا عقد

شیخ عبدالغنی صاحب نے جن کی تربیت وتعلیم مین شیخ احمد اپنی قیمتی زندگی بسر کرتے تھے اپنی خداداد تفرس اور باطنی صفائی سے پہلے ہی معلوم کرلیا تھا کہ یہ لڑکا ہونہار اور انتہا سے زیادہ باوقعت ہی۔ اسی لیئے اُنھون نے اپنی صاحبزادی اُن کے نکاح مین دیکر ایک دراز عرصہ تک اُن کی

تربیت وتعلیم مین حد سے زیادہ مصروف رہی اور کبھی لمحہ بھر کیلیئے بھی اُنکی جدائی اختیار نہین کی لیکن

شیخ احمد کا دوبارہ رہتک مین آنا

جب شیخ احمد جوان ہوئے تو دفعۃً اُنکی طبیعت یہان سے اُچاٹ ہوگئی اور یہی برخاستگی طبع انجام کار اُن کے رُہتک مین دوبارہ آنیکی باعث ہوئی۔

جب آپ رُہتک مین جلوہ آرا ہوئے تو قلعہ کے باہر ایک نہایت عالیشان اور شاندار عمارت تیار کرائی اور اپنے خاندان کے تمام قبائل کو یہان جگہ دی۔

کچھ شک نہین کہ جناب شیخ احمد صاحب کے وہ دلچسپ واقعات جو اُنکی تاریخی زندگی سے تعلق رکھتے ہین نہایت عجیب وغریب واقعات ہونگی۔ اور اپنے ساتھ ندرت مآب حالات کا ایک بیمثل انبار رکھتے ہونگے لیکن مجھے بافسوس کہنا پڑتا ہی کہ شیخ احمد کے اِسکے بعد کے حیرت انگیز واقعات کسی تذکرہ اور تاریخ مین میری نظر سے نہین گزرے۔ نہ کسی ایسے معتبر ذریعہ سے بہم پہنچ سکے جنہین مین اسمقام پر لکھکر ناظرین تذکرہ کو محظوظ کرتا۔

القصہ شیخ احمد کے انتقال کے بعد اُن کے دو فرزند باقی رہے ایک شیخ منصور دوسرے شیخ

شیخ منصور

حسین۔ شیخ احمد کی آیندہ نسلون کا سلسلہ اِن ہی دونون حضرات کی اولاد مین منحصر ومحدود ہی۔ شیخ منصور نہایت متواضع اور خلیق تھے آپکے اخلاق ایسے عام اور وسیع تھے جنہون نے مخالفون کے دلون مین بھی آپ کی کافی جگہ کر دی تھی۔ شجاعت بہادری مین لاجواب اور تحمل ووقار مین بیمثل تھے۔ آپنے اولاً اپنے حقیقی ماموں شیخ عبد اللہ بن شیخ عبد الغنی کی صاحبزادی سے نکاح کیا جو نہایت ذیشعور اور صاحب فہم خاتون تہین۔ اِس عفیفہ اور عصمت مآب خاتون کے بطن سے باجاہ وجلال دو لڑکے پیدا ہوئے

شیخ معظم شیخ اعظم

ایک شیخ معظم دوسرے شیخ اعظم۔ لیکن جب اِس خدا شناس اور رحمدل بی بی کا انتقال ہوگیا تو پھر آپنے ایک اور شریف خاندان کی عورت سے نکاح کیا جسکے بطن سے شیخ عبد الغفور اور شیخ اسمٰعیل پیدا ہوئے۔

شیخ عبد الغنی

شیخ احمد صاحب کے سلسلہ بیان مین جناب شیخ عبد الغنی صاحب کا بھی ذکر آگیا ہی جو شیخ احمد صاحب کے خسر تھے جیسا کہ مین اوپر تفصیل کیساتھ لکھ آیا ہون۔ اِسمقام پر مجھے زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہی کہ قبل اسکے کہ اِس معزز خاندان کے اولوالعزم ممبرون کا تذکرہ ختم کرون شیخ عبد الغنی صاحب کے سوانح عمری کا سرسری اور اجمالی خاکہ کھینچون۔ اگرچہ مجھے شاہ ولی اللہ صاحب کے خاندان کے علاوہ دیگر خاندان کے حضرات کے

واقعات و حالات سے بحث کرنی نہین چاہیئے اور نہ اس قسم کی بحث میرے منصب لحاظ کے مناسب ہے لیکن یہ کیونکر ممکن ہے کہ ایک ایسے نادرہ روزگار کے حالات ظاہر کرنیسے پہلوتہی کرون جو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے خاندان سے نہسہی لیکن اُنکے خاندان سے خاص قسم کا تعلق رکھتا ہو۔ مجھے معزز ناظرین سے امید ہو کہ وہ خارج البحث کے الزام دینے سے معذور رکھینگے۔

شیخ عبدالغنی صاحب ایک بڑے زبردست علامہ اور فاضل اجل تھے۔ آپکی محتاط زندگی تبحر علمی و پرہیزگاری۔ متواضعانہ اخلاق۔ شائستہ و زیبا عادات کی شہرت ایک عالم مین پھیل گئی تھی۔ ہندوستان کا ہر ایک شخص آپ کو ولی کامل سمجھتا تہا۔ جلال الدین اکبر جیسا پرشوکت اور قہار بادشاہ آپ کی عظمت و جبروت اور جاہ و جلال کو تسلیم کرتا اور برسر دربار نہایت عقیدتمندی اور پاک اعتقادی کیساتھ تعظیم دیتا تھا

اگرچہ اس زمانہ مین مسلمانون کی حالت ترقی کنان اوج کمال پر پہنچگئی تہی لیکن افسوس سے دیکھا جاتا ہی کہ اُنکی ملکی ترقی اور شوکت و جبروت کی برقی روشنی کے آگے مذہبی بہبودی اور اسلامی علوم برابر مٹتے جاتے تھے۔ اسمین ذرا بھی شک نہین کہ ہندوستان مین جلال الدین اکبر کی حکومت ایک پرشوکت اور نہایت امن کی حکومت تسلیم کیجاتی ہے۔ لیکن بدقسمتی سے اس حکومت مین بھی مذہبی علوم کے مردہ قالب مین جان نہین ڈالی گئی۔ اور اُسے یون ہی ادہوا چھوڑ کر دنیاوی جاہ و جلال و شوکت و عظمت حاصل کرنیکی طرف توجہ مائل کیگئی۔

ملکی شوکت اور علمی برکت کا مقابلہ

تعجب اور تعجب کیساتھ حیرت سے دیکھا جاتا ہی کہ مقدس پاک اسلام جو فاتحان ہندوستان اس سرزمین مین اپنے ساتھ لائے تھے بجائے اسکے کہ وہ ملکی فتوحات اور اسلامی تاجدارون کی ترقیون کے پہلو بہ پہلو ترقی کرتا اور بغداد و اندلس کیطرح ہندوستان مین اپنی حیرتناک ترقی کا جلوہ دکھاتا۔ اُلٹا کچھ ایسا بے فروغ ہوگیا کہ بس اب بجز نام کے اور کچھ باقی نہین رہا تہا۔ اور اسکی بڑی وجہ یہی ہوئی کہ مذہبی علوم کے آثار دن بدن مٹتے جاتے اور لوگون کو اُنکی طرف توجہ بہت کم ہوتی جاتی تھی گو اسوقت بہت سے حامیان دین و فدائیان اسلام علما موجود تھے جیسے کہ شیخ عبدالغنی صاحب اور اُنکے خاندان کے چند اور حضرات لیکن جب حاکم وقت ہی کی حالت درست نہو اور خود اُسے ہی اسلامی علوم سے دلچسپی نہو تو بیچارے علما کی طوطی کی آواز نقارخانہ مین کب سُنی جاسکتی تھی۔

ان واقعات سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ ہندوستان کی قسمت مین روز اول ہی سے لکھدیا گیا

تھا کہ یہ مسلمانون کے دینی علوم اور مذہبی فنون سے بے نصیب ہے۔ اور اسکے باشندے یہانکی تعیش خیز آب وہوا سے کچھ ایسے سرخوش اور از خود رفتہ ہوجائین کہ اپنی آیندہ نسلون کی کامیابی وبہبودگی کا خیال اُنکے دلون سے بالکل نکلجائے اور وہ بھول کر بھی کبھی اس راہ مین قدم نہ ڈالین۔

شیخ عبد الغنی صاحب کی اکبری دربار میں نہایت عزت کیجاتی تھی۔

غرضکہ جناب شیخ عبد الغنی صاحب کی تمام خوش اخلاقی۔ طرز معاشرت۔ تقوے وپرہیزگاری عبادت۔ مروت۔ صداقت۔ شیرین زبانی ایسی تھی جسنے نہ صرف اکبر بادشاہ کو اپنی طرف متوجہ کرلیا تھا بلکہ اُسکے تمام رؤسا اور ارکان سلطنت کی طبیعتین بیساختہ اپنی طرف مائل کرلی تھین۔ اکبر نے آپکے اتقا وزہد اور باطنی قوتون کے پرجوش ولولون کی کیفیت سُن کر اپنا مشیر مقرر کرلیا تھا اور کوئی کام بغیر آپکے مشورہ کے کبھی نکرتا تھا

یہ بالکل صحیح ہی کہ واعظ کا زبانی وعظ ونصیحت سامعین کے دلونپر اپنا اثر ضرور ڈالتی ہی لیکن اسکے ساتھ ہی یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہی کہ واعظ وناصح کی عملی زندگی اُسکی زبانی پند ونصیحت سے بہت زیادہ اثر ڈالتی ہی۔ شیخ عبد الغنی صاحب کی مبارک زندگی ایسی پر اثر تھی اور اسمین وہ جوہر مضمر وپوشیدہ تھے کہ حکومت کے اکثر ارکان اور فوج کے بکثرت آدمی آپکے معتقد ہوگئے تھے۔ آپ اپنے متواضعانہ اخلاق اور منکسر المزاجی کیوجہ سے اکثر اوقات بادشاہ کی مجلس شورلے مین شریک ہوتے اور بعض اہم معاملات مین اُسے نیک مشورہ دیتے۔ لیکن چند روز مین اکبر عیش پسندی مین اسدرجہ مستغرق ہوکر دین و دنیا سے گیا گزرا ہوگیا اور اُسکی منغص بیہودگیون اور نفرت انگیز کارروائیون کی یہان تک نوبت پہنچی کہ الحاد و زندقہ مین کوئی کسر باقی نہین رہی۔ جب اکبر کی یہ زبون حالت اِسدرجہ تک پہنچی تو شیخ عبد الغنی صاحب نے یک لخت ترک ملاقات کردی اور محبت و الفت کے رشتہ کو پارہ پارہ کرڈالا۔ جانبین سے ایک قسم کی قابل تنفر کشش پیدا ہوئی اور شیخ عبد الغنی نے اب سے اکبری دربار کو خدا حافظ کہا۔

شیخ عبد الغنی کی اکبر سے رنجش

چتوڑ کی مہم

اسی اثنا مین بادشاہ کو چتوڑ کی مہم پیش آئی اور اکبری جھنڈے اُسطرف اُٹھ کھڑے ہوئے خاص اکبرآباد سے جو اُن دنون ہندوستان کا دار الخلافہ اور پایۂ تخت تھا نہایت خونخوار او خونریز لشکر متواتر اور پے درپے بھیجے جارہے تھے اور فوجون کا تانتا بندھ رہا تھا۔ اکبری فوج نے وہان پہنچکر کچھ روز قیام کیا اور پھر کئی جانب سے چتوڑ پر حملہ کیا۔ ہرچند کہ یہ جرار و بہادر فوج ایک عرصہ تک برابر حملے کرتی رہی اور نہایت سفاکی اور بیجگری سے مقابلہ مین آمادہ رہی مگر پھر بھی کچھ فتح کے آثار نمایان نہین ہوئے

ایک عجیب واقعہ

اسی اثنا میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا کہ امام ناصر الدین شہید ابن امام محمد باقر رضی اللہ عنہما کے مقدس و متبرک مزار پر ایک پاک طینت نیکدل شخص معتکف تہا۔ رات کیوقت خواب کیحالت مین نہین بلکہ بیداری کیحالت مین دیکھتا کیا ہے کہ ایک شخص روشن اور دہوین دہار مشعل ہاتھ مین لیے آگے بڑھ رہا ہے جسکی روشنی مین ایک مختصر سی جماعت قدم اُٹھائے چلی آرہی ہو۔ اور عجب شان و شوکت سے آرہی ہو فوجی لباس سارے جسم کو چھپائے ہوئے ہو۔ کمرون مین تلوارین بندھی ہوئی ہین۔ ایک ہاتھ مین آہنی چمکدار نیزہ اور دوسرے مین لمبا برچھا ہو یہ جماعت تعدادمین نہایت مختصر تھی۔ جسکے افراد بسہولت و آسانی کے ساتھ انگلیون پر شمار کیئے جاسکتے تھے۔ اُن کے حلقہ مین ایک نوجوان شخص گھوڑے پر سوار تہا جو قرینہ سے معلوم ہوتا تہا کہ یہ ان کا سردار ہے جس انداز سے وہ شخص گھوڑے پر سوار تہا اور اُسکے چہرہ سے جس جرأت شان کا اظہار ہوتا تہا بیان مین نہین آسکتا۔

امام ناصر الدین شہید کے مزار کے معتکف کا بیان ہو کہ مین نے یہ عجیب ماجرا دیکھکر آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھا کہ کہین مین خواب مین تو نہین ہون۔ معلوم ہوا کہ بیداری کی حالت مین دیکھ رہا ہون۔ الغرض تہوڑی دیر مین مشعل اور مشعل کیساتھ یہ لوگ مزار کے قریب آپہنچے۔ دفعتہً مشعل مزار کے قبے مین داخل ہوئی اور ساتھ ہی یہ مسلح فوج کا دستہ بھی اندر گھسا۔ مین نے اپنے دلمین خیال کیا کہ شاید یہ لوگ مسافر ہین اور زیارت کی غرض سے یہان آئے ہین۔ میرا ارادہ تہا کہ جب یہ لوگ زیارت سے فارغ ہوکر واپس آئینگے تو مین انکی بود و باش کی کیفیت دریافت کرون گا۔ اور معزز نوجوان کو نہایت نیازمندی اور عاجزی کیساتھ آداب بجالاؤن گا۔ لیکن مین کبھی جھوٹ نہ بولون گا اُسوقت میری بیخودی اور ازخود رفتگی کا یہ عالم تھا کہ ٹکٹکی باندھے کھڑا تھا۔ اور ایکطرف حسبیاری کی حالت کے ساتھ انکی ثنا و صفت بیان کر رہا تہا۔

مین اسی حالت مین محو تہا کہ دفعتہً ایک اور واقعہ نے جو مذکورہ بالا واقعہ سے بھی زیادہ تعجبناک ہی مجھے چونکا دیا۔ یعنی مجھے اسبارہ مین بہت تہوڑی دیر انتظار کرنا پڑا۔ دیکھتا ہون کہ وہ رئیس جسے فوجی سپاہیون کا جہرمٹ حلقہ کیئے ہوئے تہا گھوڑے سے اُترکر قبر مین داخل ہوا۔ اور اُسکے قبر مین اُترتے ہی فوجی سپاہیون کا ایک ایک شخص قبر مین گھسنے لگا۔ مین نے اپنے کئے ہوئے حواس بجاکر کے نہایت جرأت کیساتھ ایک شخص کا دامن پکڑ لیا اور بے انتہا لجاجت ظاہر کر کے عرض کیا

کہ مین آپسے صرف اِسقدر دریافت کرنا چاہتا ہون کہ یہ مزار کون ہے اور اِسکے ساتھ جو یہ سپاہی ہین کیسے ہین۔ بولا۔ سردار جناب امام ناصر الدین شہید ہین اور جنہین تو فوجی سپاہی سمجھ رہا ہے شہیدون کی جماعت ہے۔ مین نے پوچھا اچھا یہ لوگ کہان گئے تھے۔ جواب دیا ہم چتوڑ کو سر کرنیکی غرض سے وہان گئے تھے۔ چنانچہ آج قلعہ چتوڑ فلان ساعت مین فلان برج کیطرف سے فتح ہوا اور پہاڑون کی اونچی چوٹیون پر اکبری پھریرے ہوا مین فراٹے بھرنے لگے یہ حضرات کامیاب اور فتحمند ہو کر وہان سے تشریف لا رہے ہین۔

محترم شہید کے مزار کا معتکف کہتا ہے کہ مین اِس حیرت انگیز واقعہ سے نہایت متاثر ہوا اور جیسا دیکھا تھا بجنسہ جناب شیخ عبد الغنی صاحب کی خدمت سراپا برکت مین حاضر ہو کر عرض کیا۔ شیخ صاحب نے اِس واقعہ پر مطلع ہو کر جلال الدین اکبر کو فتح چتوڑ اور تسخیر قلعہ کی مبارکباد دی اور صورت واقعہ بے کم و کاست بیان کر دی۔ چند ہی روز گزرے تھے کہ چتوڑ کی فتح اُسی اسلوب طریقہ پر بادشاہ کی خدمت مین معروض ہوئی جیسا کہ جناب شیخ عبد الغنی صاحب نے بیان کیا تھا۔ اِسپر اکبر شاہ بہت خوش ہوا اور اپنی فیاضانہ ہمت سے بارہ وسیع و معمور گاؤن جناب امام ناصر الدین شہید کے مزار کی نذر کر دیئے۔ اور شیخ عبد الغنی صاحب کے نام ایک شاہی فرمان جاری ہوا کہ اِن قصبات کی سالانہ آمدنی آپ کی تفویض مین ہمیشہ رہیگی۔ آپکو اِس بات کا کلی مجاز و اختیار ہوگا کہ اِس رقم کو جس طرح چاہین اور جس موقع پر مناسب سمجھین خرچ کرین۔ گویا اِسکے سپید و سیاہ کرنیکا ہر طرح آپکو اختیار ہے۔

اِس واقعہ کے ذکر کرنیسے میری صرف اتنی ہی غرض ہے کہ ناظرین کو شیخ عبد الغنی صاحب کی خداداد قابلیت اور غیر معمولی لیاقت معلوم ہو جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اکبری دربار مین آپکی کیسی کچھ عزت کیجاتی تھی۔ اِسی مقام پر مین آپکا ایک اور واقعہ لکھتا ہون جسمین آپ کی عجیب و غریب بزرگی اور بے انتہا جلال نظر آتا ہے۔ اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی مقدس ذات مین علمی زندگی اور روحانی حیات کی کسقدر پر زور قوتین ودیعت کی گئی تھین اور فطرت کے کتنے اسرار آپ مین مضمر و مخفی تھے۔

ایک اور عبرت انگیز واقعہ

خواجہ محمد ہاشم کشمی شیخ مجدد یعنے حضرت شیخ احمد صاحب سرہندی قدس سرہ سے ناقل ہے کہ شیخ مجدد فرماتے ہین۔ ہمارے والد بزرگوار ایک مدت تک جناب شیخ عبد الغنی صاحب کی ملاقات کے جویان رہے جو شہر سونی پت کے ایک بڑے کامل درویش اور مشہور و معروف بزرگ تھے۔ ہمارے والد بزرگوار

کو آپسے نیاز حاصل کرنے اور خدمت میں حاضر ہونیکا اس لحاظ سے اور بھی بیتابانہ شوق تہا کہ انہین کسی معتبر ذریعہ سے معلوم ہوگیا تہا کہ شیخ عبد الغنی صاحب اپنے بزرگ و محترم پیر کا ایک راز مضمر رکہتے ہین۔ یہ سنکر اُنہین کمال اضطراب ہُوا اور اسی اضطراب کے دفعیہ کیلئے شیخ عبد الغنی صاحب کی ملاقات کے از حد مشتاق تھے۔ وہ قیمتی اور وزنی راز جسنے ہمارے والد ماجد کو اسدرجہ بیچین کر رکھا تہا کہ رات کی نیند اور دن کا آرام آپ کو ناگوار بلکہ حرام ہوگیا تہا یہ تہا

شیخ عبد الغنی فرماتے ہین۔ جب میرے خدا شناس اور ریفارمر پیر کے انتقال کا وقت قریب آیا تو انہون نے مجھے اور ایک شوریدہ کار درویش کو اپنے پاس بلایا تاکہ القا رنسبت کی آخری رسم جو اس خاندان کا عام قاعدہ ہے ادا کرین اور جو کچھ اس فقیر پر توجہ مبذول کرنی تھی اور باطنی فیض عطا کرنا تہا کردین۔ جب مین اپنے پیر کامل و مرشد اکمل کی خدمت مین پہنچا تو حضور نے معاملہ حقیقت کا ایک نہایت عمیق و لطیف بھید زبان مبارک پر جاری فرمایا جسکے سنتے ہی درویش تو فوراً جان بحق تسلیم ہوگیا۔ اور مین اُسیطرح حیران و سراسیمہ اپنی جگہ برقرار رہا۔

پس میرے والد بزرگوار کو اس راز کی اطلاع نے شیخ عبد الغنی صاحب کی ملاقات کا حد سے زیادہ مشتاق بنا رکھا تہا۔ انکی دلی آرزو تھی کہ جسطرح بن پڑے خود جناب شیخ عبد الغنی صاحب سے ملکر انکی زبان سے یہ راز حل کرین۔ یہ ایک عجیب اتفاق کی بات ہے کہ شیخ عبد الغنی صاحب کو دفعۃً ایک ایسی ضروری اور اہم مہم پیش آئی جسکے سرکرنے کی غرض سے آپکو خاص ہمارے قصبہ سرہند سے عبور کرنا پڑا۔ اور آپ عین اُسوقت جبکہ کسیکو خیال و وہم بھی نہ تہا اچانک سرہند مین جلوہ آرا ہوئے۔ شیخ عبد الغنی صاحب نے سرہند مین پہنچکر سرا مین قیام کیا اور ہمارے والد صاحب کو آپسے نیاز حاصل کرنیکا یہ بہت اچہا موقع ملگیا۔ والد بزرگوار سرا مین تشریف لیگئے اور شیخصاحب سے ملکر نہایت محظوظ ہوئے۔ حانقہ و مجالست اور معمولی مزاج پرسی کے بعد خلوت کی درخواست کی اور اُس راز سربستہ کے اظہار کرنیکی التماس کی۔ چونکہ شیخصاحب نہایت رحمدل خوش اخلاق مروت پسند تھے آپنے بے دریغ سارا راز کھول دیا اور مافوق العادت تسلی و تشفی کرکے والد صاحب کو رخصت کیا۔ جب میرے والد شیخصاحب کی پر لطف اور نشاط انگیز صحبت سے جدا ہوکر باہر تشریف لائے تو شیخ جمیل الدین صاحب نے جو اپنے زمانہ کے فاضل اجل اور مشہور صاحب دل تھے اور جو ہمارے والد بزرگوار کے تمام خلفا مین ایک بڑے قابل

لائق خلیفہ تھے دریافت کیا کہ آپنے شیخصاحب سے اُس راز کا استفسار کیا ؟ فرمایا ہان ! عرض کیا وہ راز تھا کیا ؟ جواب دیا وہی معمولی اور قدیم مسئلہ تھا جو ہمارے اور ہمارے خاندان کے عقائد کی روح ہی یعنے یہ تمام کائنات اور اُسکا ذرہ ذرہ جو وقتاً فوقتاً انسانی نظرون مین سماتا ہی واحد حقیقی ہے جو کثرت کے عنوان میں نمودار ہوتا ہے چونکہ وہ شوریدہ کار درویش جو شیخ عبد الغنی صاحب کی سعیت مین تھا بالکل سادہ لوح اور باطن کی پرزور قوتون سے کورا تھا جون ہی یہ وزنی راز اُس کے کان مین پڑا اُسکی پست حوصلگی اور تنگ خیالی اس عظیم الشان راز کا تحمل نہ کرسکی اور روح عنصری قالب سے پرواز کر گئی۔ لیکن جبکہ شیخ عبد الغنی صاحب کے ضمیری جوہر اور فطری قابلیتین بچپن ہی سے نہایت چمکدار اور تابان تھین اور وہ پہلے ہی سے اس خانہ برانداز راز سے کمال شناسائی اور عام واقفیت رکھتے تھے اُس بھید کو سنکر اپنی جگہ برقرار رہے اور کسیطرح کے تذبذب تردد نے اُنکی مداخلت نہین کی

اس واقعہ سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ جناب شیخ عبد الغنی صاحب کی مبارک طبیعت پر اُن ربانی اسرار اور قوانین خداوندی کے نقوش اپنے پورے ضبط اور زور کیساتھ منقش ہوچکے تھے جو باطنی قوتون کی جان و روح ہین۔ خدا کی بخششون اور عنایتون کی کوئی حد نہین وہ اپنے بندون کو طرح طرح کے علوم و فنون اور قسم قسم کے ہنرون سے سرفراز کرتا ہے کسیکو کوئی نعمت عطا کرتا ہی۔ اور کسیکو کسی بخشش سے سربلند کرتا ہی۔ اسمین کسیکو دم مارنے اور سر اُٹھانے کی گنجایش نہین اور کسیکا اتنا زہرہ نہین جو اُسکی حکمت بالغہ پر اُنگلی اٹھانے کا خیال کرے اور سرسری اور اجمالی طور پر بھی کسی قسم کا وہم و گمان طبیعت مین پیدا کرے۔

ترتیب مضمون اور نسق کلام کی وجہ سے مین اپنے سلسلۂ بیان سے بہت دور جا پڑا اور اُس مضمون پر جسے مین شیخ عبد الغنی صاحب کے واقعات و حالات سے اول اور زیادہ تفصیل کیساتھ لکھتا بہت دیر مین پہنچا ورنہ ذاتی شوق اور منصبی فرض کے لحاظ سے یہی مضمون تھا جسے مین اپنے سلسلۂ بیان مین پہلے لکھتا۔

شیخ حسین صاحب

مین سابق مین لکھہ آیا ہون کہ شیخ احمد صاحب کے دو فرزند تھے ایک شیخ منصور دوسرے شیخ حسین صاحب

شیخ حسین صاحب جمعیت اور منبسط الحال تھے اور اپنی باطنی ریاضیوں اور ضمیری برکتوں کی وجہ سے اس اطراف میں بڑی شہرت رکھتے تھے۔ میں یہ نہیں بتا سکتا کہ بزرگ شیخ حسین کا جوہر کن کن آسمانی عنصروں سے ترکیب پا گیا تھا۔ لیکن جب آپکی تاریخی زندگی پر ایک سرسری اور اجمالی نظر ڈالی جاتی ہے تو یقین کیساتھ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نہایت بھولے اور محتاط زندگی رکھنے والے مسلمانوں کے خیراندیش اور مقدم شریفانہ اخلاق کی مجسم تصویر تھے فطرۃ اللہ کا اصلی مفہوم اور کلام ربانی کا اصلی منشا جیسا آپ سمجھتے تھے دوسرے کو بہت کم نصیب تھا۔

محمد سلطان
شیخ محمد مراد

شیخ حسین کے انتقال کے بعد آپکے دو فرزند باقی رہے محمد سلطان اور محمد مراد محمد سلطان کے حالات مجھے کہیں سے دستیاب نہیں ہوئے۔ ہاں شیخ محمد مراد کی نسبت جناب عارف باللہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار جناب شیخ عبدالرحیم صاحب نے محمد مراد کو خود دیکھا ہے اور ان کی خداداد قوت و شوکت اور فطری جوانمردی کے بہت سے عجیب و غریب آثار مشاہدہ کیے ہیں چنانچہ آپ اُن کا ایک چشم دید واقعہ اسطرح بیان کرتے ہیں کہ میں نے محمد مراد کو اپنی آنکھ سے دیکھا کہ اسی سال کی عمر میں جو قوسے کے انحطاط اور جسمانی قوتوں کے گھٹنے کا زمانہ ہے اشرفی کو انگوٹھے اور کلمہ کی انگلی سے ملکر دوہرا کر دیتے تھے۔

شیخ محمد مراد جب جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کو بچپن کی حالت میں دیکھتے تو فرمایا کرتے کہ میں جب اس لڑکے کو دیکھتا ہوں تو میرے دل و جگر پر ویسا ہی رعب اور ہیبت چھا جاتی ہے جیسے اسکے دادا شیخ معظم کے دیکھنے سے چھا جاتی تھی۔ مجھے اگر اپنے خیال میں غلطی کا احتمال نہو تو میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ بچہ کسی زمانہ میں بڑا صاحب ثروت اور اقبالمند ہوگا۔ اسکے رعب و ہیبت کا بھالا مخالفوں کی جان و جگر میں گڑ جائے گا۔ اور کسیوقت میں یہ ایک ایسی اعجاز نما ترقی حاصل کریگا جسے دیکھکر ایک عالم عش عش کرنے لگے گا۔

شیخ منصور جو جناب شیخ حسین کے بڑے بھائی تھے اور جنکا ذکر کسیقدر تفصیل کیساتھ میں پہلے کر آیا ہوں انکے چار صاحبزادے تھے۔ شیخ معظم اور شیخ اعظم یہ دونوں صاحبزادے شیخ منصور کی پہلی بیوی کے بطن سے پیدا ہوئے تھے جو شیخ عبداللہ کی صاحبزادی اور جناب شیخ عبدالغنی صاحب کی پوتی ہوتی تھیں شیخ عبدالغفور اور شیخ اسمٰعیل یہ دونوں فرزند رشید دوسری بی بی صاحبہ کے بطن سے پیدا

شیخ عبدالغفور
و شیخ اسمٰعیل

ہوئے تھے۔

چونکہ ہمارے تذکرہ کو جناب شیخ معظم کے دلچسپ اور نشاط انگیز واقعات سے زیادہ تعلق ہے اسلیئے ہم یہان صرف اُنہین کے حالات سے بحث کرنا زیادہ مناسب سمجھتے ہین۔ شیخ معظم کی تاریخی زندگی مین جو بات سب سے زیادہ قابل تعریف ہی اور جسکی مثال ایشیائی دنیا مین بمشکل مل سکتی ہی یہ ہے کہ آپ شجاعت و بہادری مین عدیم المثال اور لاجواب تھی۔ چنانچہ آپکے شجاعانہ واقعات اور بہادرانہ حالات سے تاریخی کتابون کے صفحات اب تک روشن و منور ہین۔

یہ منظر بہت ہی تعجبناک اور سخت حیرت خیز ہوگا جبکہ ہم اس بات کا اظہار کرینگے کہ ہندوستان کی اسلامی سلطنت کے ملکی و مذہبی ضعف نے مسلمانون کی جماعتون مین سپاہیانہ فنون کو بھی ضعیف کردیا ہی مسلمانون کے اولوالعزمانہ ارادے اور بہادرانہ جوش اُنکی اسلامی کمزوری کے ساتھ ساتھ خیرباد ہوگئے۔ اور اب اُن مین یا تو بیہودہ عیش پسندی کا مادہ زور پکڑ گیا ہی یا سستی و کاہلی نے دلون کو پژمردہ بنا رکھا ہی۔ اگر آنکھ کھولکر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہی سپاہیانہ فنون جو اس زمانہ مین زیادہ حقارت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہین اور زیادہ تر اُن لوگون کے ساتھ مخصوص خیال کیئے جاتے ہین جو کمینے اور ریخ قوم کہلائے جاتے ہین۔ سابق کے مسلمانون کے قیمتی زیور اور اسلامی اشاعت کے زبردست اسباب و ذرائع تھے۔

دنیا کے تمام مروجہ مذاہب پر مقدس اسلام کو اس بات کا فخر حاصل ہی کہ اُسنے جسمانی قوت کیساتھ ساتھ روحانی قوت کے بڑھانیکی بھی تعلیم دی ہی اور یہ ظاہر بات ہی کہ روحانی قوت کی مضبوطی و پائداری اور اسکا اُبھار و استحکام جسمانی قوت کے باقی رہنے سے ہوتا ہی اگر کسی کی جسمانی قوت مضمحل اور ناپائدار ہی تو اُسکی روحانی قوت مین وہ اُبھار و استحکام نہوگا جو جسمانی قوت والے کو نصیب ہے اور چونکہ فطرۃ اللہ کے اصلی منشا کے مطابق دین کے ساتھ دنیا کا پاس و لحاظ رکھنا بھی مناسب ہے اسلیئے سپاہیانہ فنون کا حاصل کرنا جو حقیقت مین مسلمانون کے لیئے نہایت قیمتی زیور اور جسمانی قوت کے محرک و مولد ہین اسلامی ترقی کے نہایت ہی مؤثر اور کامیاب کرانیوالے بواعث ہین۔

شیخ معظم کی شجاعانہ زندگی

جب شیخ معظم معمولاً علمی تحصیل سے فارغ ہوئے تو آپکی طبیعت ایک بے اختیارانہ جوش کے ساتھ سپاہیانہ فنون کی تحصیل اور تحصیل کے ساتھ تکمیل کیطرف دوڑی۔ گو آپ کی طرز معاشرت بالکل

اور نہایت شاہانہ اور عالمانہ تھی لیکن آپ کی پرشوق اور تیز نظر ین اُس لاجواب اور عدیم المثال شجاعت کی طرف بڑی شتابی کیساتھ اُٹھ رہی تھین جو زمانہ سابق مین اسلام اور بانیان اسلام کے حق مین فطرت کی عین بخششین سمجھی گئی تھین۔ اور جسکی وجہ سے اہل اسلام ہمیشہ نیکنامی اور ناموری کیساتھ مشہور ہوتے چلے آئے ہین۔

شیخ معظم کے والد بزرگوار شیخ منصور بہی بہت بڑے شجاع اور دلیر تھے اور آپ مین شجاعت کی روح اور جرأت و اولوالعزمی کا مادہ کوٹ کوٹ کر بہر دیا گیا تہا۔ لیکن جو بیخوف دلیری اور بیدھڑک جرأت شیخ معظم کو اس صغرسنی مین حاصل تھی کہ ابہی آپ آٹھ نو ہی برس کے بچے ہی تھے بیشک قابل تعریف اور لائق عزت تھی آپنے بچپن ہی مین تمام وہ سپاہیانہ فنون جو اُسوقت تمام مشرقی حصون مین رائج تھے تدریجًا حاصل کر لیئے تھے۔ اس خاندان کے تمام حضرات شیخ معظم کی یہ کیفیت دیکھکر تعجب کرتے اور کہتے تھے کہ ہمارے خاندان کا یہ بچہ سپاہیانہ روح کا پیدا ہوا ہے۔ یہ ایک عام فقرہ تہا جو کثرت سے اُن لوگون کی زبان پر جاری تہا جو قیافہ شناس نظرین اور تجربہ کار نگاہین رکھتے تھے۔ لیکن یہ کسے معلوم تہا کہ اس ہونہار بچے مین زور قضا مضمر ہو گیا ہے اور اسی کے پرقوت بازوون سے آیندہ نہایت صعب اور دشوار گزار راہین طے ہونیوالی ہین۔ اور ایسے نظر باز کہان تھے جو آپ کی ان حرکتون سے تاڑ جاتے کہ یہی وہ مبارک بچہ ہی جس سے طفلانہ حالت مین شجاعت و بہادری کے ایسے جوہر ظاہر ہون گے جو ہمیشہ کیلئے یادگار ثابت ہون گے۔ اور جنپر تاریخی روشنی دوامًا نہایت تابانی کیساتھ چمکے گی۔

مین اسمقام پر شیخ معظم کے معرکہ جنگ مین شریک ہونیکا ایک وہ واقعہ جس سے آپ کی بیدھڑک شجاعت بہت کچھ ثابت ہوتی ہی لکہنا مناسب خیال کرتا ہون تاکہ ناظرین کو آپکے ضمیری جوہرون اور دلیری جرأت کے نمونون کے جانچنے پڑتالنے کا پورا پورا موقع ملے چونکہ یہ واقعہ نہایت دلچسپ اور نشاط انگیز ہی اسلیئے امید کیجاتی ہے کہ ناظرین اِسے زیادہ دلچسپی اور شوق کیساتھ دیکھینگے۔

جناب شیخ عبدالرحیم صاحب فرماتے ہین کہ شیخ معظم کے والد بزرگوار شیخ منصور صاحب کو ایک دفعہ ایک راجہ کیساتھ جنگ کرنے کا اتفاق پڑا جسمین شیخ معظم صاحب نے لڑائی کا زیادہ حصہ لیا اور اپنی بے محابا جرأتین اور عدیم النظیر شجاعتین چمکا کر دکھائین۔ جب دونون خونخوار لشکر صف آرا ہوئے اور متصل دو تین گھنٹے تک یہ فوجی دریا لہرین لیتا رہا تو شیخ منصور صاحب نے اپنی فوج کے دو حصے کیئے۔ ایک حصہ کی کمان تو

آپنے اپنے ہاتھ مین لی۔ اور ایک حصہ شیخ معظم کی سرکردگی مین دیا۔ اولوالعزم جوشیلا نوجوان شیخ شمشیر علم کیئے ہوئے اس دلیر اور بے جگر لشکر کی سرکردگی مین پرشوق قدم اٹھائے آگے بڑھ رہا تھا اور اسکی پر قہر نظرین مخالف کے لشکر پر برابر اٹھہ رہی تھین۔

اسوقت شیخ معظم کی عمر بارہ برس کی تھی باوجود اس صغر سنی کے آپنے اس معرکہ مین جو شجاعت وبہادری کے جوہر دکھائے ہین اور جس دلیری اور قابل توصیف بیجگری سے اپنی فوج کو لڑایا ہے نہ صرف لایق تعریف بلکہ مافوق العادت بات ہی۔ غرضکہ شیخ معظم نے فوج کی کمان اپنے ہاتھہ مین لیتے ہی اُسے آگے بڑھنے اور دشمن پر حملہ کرنے کا حکم دیا جون ہی اس فوج نے قدم اٹھائے مخالف کے لشکر نے ایک نہایت ہی عاجلانہ حرکت کی اور دونون لشکر کلہ بہ کلہ جنگ کیلئے مستعد ہو گئے۔ نیزون اور تلوارون کی چمک نے سارے میدان کو درخشان بنادیا اور لوگون کی آنکھون مین چکا چوند اور خیرگی پیدا کردی پہر جنگ کا گھمسان ہوا ہے تو خدا کی پناہ کفار کے لشکر کی گردنین مجاہدون کی خونخوار تلوارون سے کھیرے ککڑی کیطرح برابر کٹ رہی تھین اور نیزون کی کچاکچ کی آوازون اور تیرون کی جگر خراش صداؤن کے علاوہ اور کچھ سنائی نہ دیتا تھا متصل چار گھنٹے اس قسم کی سینہ بسینہ لڑائی رہی اب نہ ترکشون مین تیر باقی رہے تھے نہ رانون کے نیچے گھوڑے تھے کسیکو اپنے گھوڑے کی خبر نہ تھی نہ یہ معلوم تھا کہ مین کہان ہون اور کیا کر رہا ہون۔ انجام یہ ہوا کہ صنادید کفر کو میدان معرکہ چھوڑ کر پیچھے ہٹنا پڑا۔ اور یہ میدان بہادر شیخ معظم کے ہاتھ رہا۔

چونکہ صنادید کفر کے قدم اُکھڑ گئے تھے اور اُنکے سنگین مورچون پر مجاہدین کا قبضہ ہو چکا تھا اسلیئے راجہ نے اسدن جنگ کی موقوفی کا اعلان دیا گو شیر دل شیخ معظم اور اُنکے لشکر پر کسی قسم کی تکان اور ضعف غالب نہ آیا تھا۔ لیکن پہر بھی آپکو اپنی حالت مین بہت کچھ درستی کرنی تھی۔ لہذا آپنے بھی موقوفی جنگ کا اعلان منظور کر لیا۔ اسی اثنا مین شیخ معظم سے کہا گیا کہ آپکے والد بزرگوار نے شہادت کا چھلکتا ہوا ساغر مُنہ سے لگالیا اور اس ناپایدار دنیا سے عالم جاودانی مین تشریف لیگئے۔ اُنکی ہمراہی مین جسقدر حبشی بہادر تھے سب جنگ سے پہلو تہی کرکے اور شکست کھا کر اِدہر اُدہر بہاگ کھڑے ہوئے شیخ معظم اس وحشتناک خبر کے سنتے ہی سر سے پاؤن تک تھر تھر کانپنے لگے۔ آپکی اسلامی غیرت حمیت کا مصفا خون بے اختیار جوش مین آیا اور فاروقی غیظ وغضب کا جوش خون کیطرح کون مین دوڑ گیا آپنے

اپنی بیدھڑک شجاعت اور بیخوف دلیری سے اُسیوقت لشکر کفار پر بڑی خونناکی کیساتھ ایسا زبردست اور بیباکانہ حملہ کیا جسے صناد ید کفار کی مجموعی طاقت بھی نہ روک سکی۔ ہزارون کافر قتل ہوئے اور صدہا زخمی و گھائل تڑپتے رہے۔

شیخ کا مصمم ارادہ ہوچکا تہا کہ مین جبتک کفار کے تاجدار کی گردن اپنے ہاتھ سے نہ اُڑا دونگا اور اُسکی ناپاک اور نجس نعش کو اپنے ہیل پیکر گھوڑے کی سمون سے نہ روند ڈالونگا نیز لشکر کفار کی بیخکنی پورے طور پر نہ کرلونگا تلوار کو میان نہ کرونگا۔ جسکا نتیجہ یہ ہُوا کہ جو شخص آپکے سامنے آیا یا تو قتل کردیا گیا یا زخمون سے چُور چُور ہو کر ادھ موا اور بیکار ہو گیا۔ اگرچہ صناد ید کفر نے آپکے اِس بیباکانہ و شجاعانہ حملے کے روکنے مین بڑی مستعدی اور سرگرمی کیساتھ کوشش کی اور جان نثاری کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا۔ مگر یہ ممکن نہ تہا کہ بپھرے ہوئے شیر کے سامنے سے اُسکا شکار علیحدہ کرکے گھاس پھوس کی کمزور ٹٹی سے روک دیا جائے۔ شیخ معظم اپنے اُسی استقلال اور جوش کیساتھ آگے قدم بڑھائے چلے جاتے تھے اور آپکی قہر آلود اور غضبناک نظرین راجہ کی صورت پر بڑی بیتابی اور غصہ کیساتھ بلند ہورہی تہین غرضکہ آپ کفار کو برابر قتل کرتے اور اپنے لشکر کو آگے بڑھائے چلے گئے۔ یہانتک کہ راجہ کے ہاتھی کے قریب پہنچگئے۔ شیخ معظم کی یہ بیدھڑک جرأت اور بیباکانہ جسارت دیکھکر وزیر اعظم جو شجاعت و بہادری مین بنظیر شہرت رکھتا تہا اور جسکی سفاکی و بیباکی کے ڈنکے ایک عالم مین بجگئے تھے آپکے مقابلہ کو بڑہا اور بڑی پھرتی سے شیخ معظم پر سر اور سینہ توڑ نیزہ کا وار کیا۔ آپنے اُسکے اِس بزدلانہ وار کو سخت حقارت کی نگاہ سے دیکھا اور جھٹ پینترا بدلکر اور نیزہ کی زد سے بچکر زہر کا بجھا ہُوا ایک نیزہ اُسکے سینہ پر مارا۔ نیزہ کا زخم ایسا کاری تہا کہ وزیر السلطنت جانبر نہو سکا۔ اور فوراً گھوڑے سے نیچے آرہا اُسکی ناپاک نعش ہیل پیکر گھوڑون کے سمون سے پاش پاش کردیگئی۔ اور سر جسم سے جدا کرکے ایک بڑے لمبے برچھے مین آویزان کیا گیا۔

وزیر السلطنت کے یون قتل کیئے جانیکے بعد چارون طرف سے فوج سمٹ سمٹا کر ایک جگہ جمع ہوئی اور کثیر التعداد سوار خون آشام تلوارین علم کیئے ہوئے اور نیزے جھکائے ہوئے آفت ناگہان کی طرح شیخ معظم پر پل پڑے۔ یہ دیکھکر آپ بھی مستعد ہو گئے اور اسیجگہ اپنی پوری قوت کا زور دیدیا راجہ ایک بلند اور اونچی سطح پر کھڑا ہوا جنگ کا تماشا دیکھ رہا تہا جون ہی اُس نے دیکھا کہ ایک نوعمر لڑکے کا بیشمار فوج محاصرہ کیئے ہوئے چارون طرف سے حملہ آور ہے تو اُسنے ایک نہایت خوفناک آواز مین للکارا اور

دہمکی کے لہجہ مین کہا خبردار اس بہادر اور اولو العزم نوجوان کو آنچ نہ آئے۔ جو شخص باوجود اس کم عمری کے شجاعت و جوانمردی کے ایسے حیرتناک جوہر دکھائے درحقیقت وہ بہت بڑی عزت و وقعت اور تاج بخشی کے لایق ہے۔ گو اس نوعمر لڑکے نے میری فوج کو انتہا سے زیادہ صدمہ و نقصان پہنچایا ہی اور میری حکومت کا ایک قوی اور مضبوط بازو اسکے آبدار نیزہ سے خون مین نہایا ہی لیکن اسکی دلفریب صورت اور فراخ حوصلگی و اولوالعزمی اسکی جان بخشی کی سفارش کر رہے ہین

شیخ معظم کی شجاعانہ کوششون کے نتایج

یہ کہکر خود راجہ ہاتھی سے اُترا اور دوڑ کر شیخ معظم کے ہاتھون کو چوم لیا۔ اول نہایت نرم اور خوش کن لفظون مین آپ کی دلجوئی کی بعد ازان کمال لجاجت سے عرض کیا۔ صاحبزادے آخر اسقدر غیظ و غضب کا سبب کیا ہے؟ آپنے نہایت متانت اور سنجیدگی کے لہجہ مین جواب دیا مجھے خبر پہنچی ہے کہ میرے والد بزرگوار اس معرکہ مین شہید ہو گئے ہین۔ اب ان کے بعد مجھے اپنی زندگی اچھی نہین معلوم ہوتی۔ مین نے عزم بالجزم کر لیا ہے کہ جبتک جان مین جان باقی ہے یہ کبھی ممکن نہین کہ مین یہان سے مُنہ موڑ جاؤن یا جنگ نہونے پر صلح کر لون بلکہ یا تو خود شہید ہو کر والد ماجد کیخدمت مین جا حاضر ہوُن یا اس تمام لشکر اور خود وارث تاج و تخت کے سر کو خاک و خون مین غلطان دیکھون۔ گو مین ایک کم سن لڑکا ہون۔ لیکن اپنے ارادے مین پورا اور عزم مین پکا ہون

اگرچہ شیخ معظم کی یہ بیباکانہ اور درشت تقریر سُن کر راجہ کسیقدر آشفتہ خاطر اور برہم ہوا لیکن وہ اپنی آشفتگی کے آثار اور برہمی کے جذبات فوراً پی گیا۔ اور آپکی اس دلیری و بیباکی پر عش عش کرنے لگا بیشک شیخ معظم کی یہ تقریر نہایت سخت اور درشت تھی بالخصوص ایک قاہر تاجدار کے سامنے اُسکی نسبت۔ مگر اُسنے نہایت نرمی سے جواب دیا کہ اے بہادر نوجوان جس شخص نے آپکو یہ خبر دی ہے کہ آپکے والد بزرگوار میرے لشکر کے ہاتھون سے شہید ہوئے ہین وہ محض کذاب اور جھوٹا ہی اُس نے آپکو دہوکے مین ڈالدیا اور ایک مخلوق خدا کے خون سے مفت زمین کو رنگین کیا۔ آپکے والد زندہ ہین (اور ایک طرف اشارہ کر کے) دیکھیئے اُس مقام پر اُن کے ہلالی جھنڈے ہوا مین فراٹے بھر رہے ہین

شیخ معظم نے ایک بڑے بیتابانہ شوق اور بے اختیارانہ جوش کیساتھ اُسطرف قدم اُٹھائے اور نہایت شان و شوکت اور عزت و وقار کیساتھ یہان سے رخصت ہو کر اپنے والد بزرگوار کے جھنڈے کے نیچے پہنچگئے۔ عقب سے راجہ نے ایک عریضہ جناب شیخ منصور کیخدمت مین باین مضمون روانہ کیا

کہ ہمنے اِس بہادر اور شجاع لڑکے کیوجہ سے صلح کی آپ جس بات کی ہم سے درخواست کرینگے فوراً عمل مین لائی جائے گی اور جو شرائط نامہ آپ مرتب کرینگے مین اُسے بدل منظور کیدون گا۔

شیخ منصور صاحب نے اپنی طرف سے چند شرطین لکھکر بھیجدین اور قاصد کی زبانی کہلا بھیجا کہ اگر شرطین منظور ہوان تو مین صلح کیلئے آمادہ ہوسکتا ہون ورنہ مجھے منظور نہین صلح نامہ کی شرطین گو راجہ کے حق مین نہایت سخت اور ناگوار تھین مگر وہ بلحاظ پولیٹکل معاملات کے دب گیا اور صلح کو جنگ سے غنیمت جانا۔ نیز اُسکے دلپر شیخ معظم کا اِسقدر رعب بیٹھ گیا تھا کہ مجبوراً اُسے اُن تمام شرطون کو منظور کرتے ہی بن آیا

شیخ معظم کی شجاعت کا ایک اور واقعہ

علی ہذا القیاس جناب شیخ عبد الرحیم صاحب آپکا ایک اور اسی قسم کا واقعہ بیان کرتے ہین جس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ آپ صفت شجاعت مین کہان تک قابل اور لایق ہین۔ شیخ عبد الرحیم صاحب فرماتے ہین۔ مین نے ایک عمر رسیدہ دہقان سے جو موضع شکوہ پور یعنے شیخ معظم صاحب کے پرگنہ خاص مین رہتا تھا سُنا ہے کہ اُس موضع کے گرد و پیش تیس سرکش ڈاکو رہتے تھے جنکی سفاکی و بیرحمی اُن اضلاع مین بڑی شہرت رکھتی تھی اور جنکے مظالم اور جفا شعاریون سے وہان کے باشندے چیخ اُٹھے تھے اُن غریبون مین اِسقدر قوت نہ تھی کہ بیرحمون سے اپنا انتقام لیتے۔ لیکن ہر وقت آسمان کیطرف مُنہ اُٹھا کر دعا کیا کرتے اور چاہتے تھے کہ کوئی منتقم اُٹھ کھڑا ہو اور ہم اُسکی مدد مین اپنی جانین تک قربان کر ڈالین۔ یہ ظالم اور ستمگار ڈاکو اس قصبہ مین آتے اور جو کچھ ہاتھ لگتا سب لوٹ کھسوٹ کر چنپت ہوجاتے۔ عوام بیچارے تو کس شمار مین تھے جو دلیر اور جوانمرد کہلائے جاتے تھے اُن کے دلونپر بھی ڈاکوون کا رعب و ہیبت اِس خوفناکی سے چھایا ہوا تھا کہ جسقدر چاہتے ظلم بپا کرتے۔ لیکن اُنکے کانون پر کبھی جون تک نہین رینگتی تھی۔

اِن باتون کو ایک عرصہ گزر گیا اور یہان کے لوگ بالکل بے سکت اور تباہ و برباد ہوگئے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جفا کیش ڈاکو اپنی عادت کے مطابق گاؤن مین آئے اور لوگون سے بہت سے مواشی لوٹ کھسوٹ کر لیگئے۔ اتفاق سے اِس موقع پر شیخ معظم صاحب بھی اپنے اِس پرگنہ خاص مین موجود تھے گاؤن والون نے اِس قیامت زا حادثہ کی اطلاع آپ کو اُسوقت دی جبکہ آپکے سامنے کھانے کا دسترخوان بچھ چکا تھا اور کھانا دسترخوان پر چُن دیا گیا تھا۔ آپنے نہایت اطمینان و سکون کیساتھ کھانا تناول فرمایا اِس اثنا مین آپسے کوئی عاجلانہ اور شتاب زدگی ظہور مین نہین آئی بلکہ آپ اتنی ہی دیر مین کھانیسے فارغ ہوئے جتنے عرصہ مین معمولاً فارغ ہوا کرتے تھے۔ کھانیسے فارغ ہوکر ہاتھ دہوئے کُلّی کی اور ایک

تنکا لیکر دانت کرید نے لگے۔ زان بعد خادم کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا میرے ہتیار لاؤ اور گھوڑا حاضر کرو۔ خادم نے آپکے ارشاد کی فوراً تعمیل کی۔ آپ اُٹھے اور نہایت سہولت و آسانی کیساتھ جسم کو ہتیاروں سے آراستہ کیا مسلح ہوکر گھوڑے پر سوار ہوئے۔ اور ڈاکوؤن کا پتہ نشان دریافت کرکے اُس طرف تنہا روانہ ہوگئے۔

اگرچہ دہقانون کی ایک مختصر سی جماعت ہتیار باندھکر آپ کی ہارکابی مین حاضر رہنے کیلئے مستعد ہوئی لیکن آپنے سب کو منع کردیا اور فرمایا کہ میرے ساتھ نہ چلو کیونکہ مین ڈاکوؤن کے سرون پر بہت جلد پہنچونگا۔ تم میرے گھوڑے کے ساتھ دوڑ نہ سکوگے۔ چنانچہ اور سب لوگ تو گاؤن مین واپس چلے آئے لیکن صرف ایک شخص آپکے ساتھ رہگیا۔ آپ ڈاکوؤن کا تعاقب کرتے ہوئے اُس مقام پر پہنچے جہان اُنھون نے اپنا مسکن اور پناہ دامن کی جگہ بنا رکھی تھی جب شیخ معظم ان مقامات مین پہنچے ہین تو جفا کار ڈاکو اپنے اپنے منازل مین داخل ہوچکے تھے اور یہ موقع شیخ معظم کیلئے نہایت ہی خطرناک تھا لیکن خوشی کی بات ہے کہ اس شیر دل شجاع کی طبیعت مین کسیطرح کا ہراس و خوف وخیل نہین ہوا آپنے میدان مین کھڑے ہوکر چند ایسے غیرت انگیز کلمات ان کی نسبت استعمال کیئے جنکا اُنسے تحمل نہ ہوسکا مجبوراً میدان مین آنا پڑا۔ اور مسلح ہوکر آنا پڑا۔ شیخ معظم برابر سر اور سینہ توڑ تیرون کا مینہ برساتے ہوئے آگے بڑھے جاتے تھے تیر ایسے کاری لگتے تھے کہ ایک ایک تیر مین دو دو بدقسمت ڈاکو بیجان ہوتے تھے۔ ہنوز دو تین ہی تیر اس میدان جنگ کے شہسوار کی پرزور چٹکی سے نکلے ہونگے کہ نڈر اور بیباک ڈاکوؤن کے دلون پر ایک رعب عظیم غالب ہوگیا۔ جسکا بدیہی نتیجہ یہ ہوا کہ ان حرمان نصیب جگر سوختون نے اپنی اس ذلیل و شرمناک زندگی سے مایوس ہوکر امن کی درخواست کی اور جان بخشی کے ملتمس ہوے اور نہایت نیازمندی کیساتھ عاجزانہ لہجہ مین عرض کیا کہ خدا کے لیئے آپ ہمین امن دیجئے۔ ہم اپنے ان ناشایستہ و قبیح افعال سے توبہ کرتے اور آپسے التجا کرتے ہین کہ ہمارے سرون پر معافی کا تاج رکھین اور ہماری ان بیجا اور ناجائز تقصیرون سے درگزر فرمائین۔

شیخ معظم نے ڈاکوؤن کی اس بزدلی اور نامردی کو نہایت نفرت کی نظرون سے دیکھا اور سخت حقارت آمیز لہجہ مین فرمایا۔ تمہاری توبہ یہی ہے کہ ہتیار زمین پر ڈالدو۔ اور ہر ایک اپنے ہاتھ سے ایک دوسرے کی مشکین کسدے۔ تمہارے پاس جسقدر ہتیار گھوڑے سواریان موجود ہون حاضر کرو اور

میرے ساتھ موضع شکوہ پور میں لیچلو۔ ڈاکوؤں نے ایسا ہی کیا۔ اور ایک کثیر التعداد جماعت
کے روبرو حلف اٹھایا کہ آیندہ ہم اس بستی کے کبھی بدخواہ ثابت نہوں گے اور شیخ کے ارشاد
اور آپکی صوابدید سے سرمو تجاوز نکرینگے ان واقعات کے علاوہ تذکروں میں اُن واقعات کا ثبوت ملتا ہی جو
شیخ معظم کی شجاعت و دلیری کو بڑی دھوم دھام سے ثابت کر رہے ہیں لیکن چونکہ میں ناظرین
کا زیادہ وقت لینا نہیں چاہتا اسلیئے اِن ہی دو مختصر واقعات پر اکتفا کرتا ہوں

شیخ معظم کا عقد

سید نور جبار

غرضکہ شیخ معظم صاحب نے جنپر ہمیشہ تاریخی روشنی بڑی تابانی کیساتھ چمکیگی سید نور الجبار
سون پتی کی عصمت مآب اور پاکدامن دختر سے نکاح کیا۔ سید نور الجبار ایک فقیر طبیعت بزرگ تھے
جنکی محتاط زندگی اور زہد و اتقا نے اُنکی شہرت کو نہ صرف سون پت کی چار دیواری یا حدود میں
بند کر رکھا تھا بلکہ دور دراز ملکوں میں آپکے تقدس اور پاکی کی ناموری نے آپکے خاندان سادات
کی نجابت و شرافت میں ایک تازہ روح پھونکدی تھی۔ سون پت کے تمام باشندے آپکی فضیلت و
بزرگی۔ عالی نسبی ایمانداری اور علمی برکتوں کی انتہا سے زیادہ قدر کرتے اور آپکی معمولی اور ادنی باتوں
کو بھی عزت و قعت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

واجب الاحترام سید قطع نظر اپنی ذاتی بزرگی کے آبائی فضیلت بھی بہت کچھ رکھتے تھے آپکا
شریف و نجیب خاندان علم و فضل کے لحاظ سے سون پت اور اُسکے اضلاع میں بے مثل اور لاثانی گزرا
ہی۔ اگر یوں کہا جاے کہ اس خاندان کا ہر ایک شخص آسمان علم کا نہایت درخشان اور تابناک آفتاب
تو شاید چنداں نازیبا نہوگا عجب ذرا عمیق و غمیض نظروں سے دیکھا جاتا ہی تو بزرگ سید کے اولوالعزم
اور جلیل القدر خاندان کے علاوہ ایسا خاندان دنیا میں بہت کم دکھائی دیتا ہی جسکے ہاں چند پشت
سے علمی فیاضیوں کی ایک کیفیت رہی ہو۔

شیخ جمال الدین شیخ فیروز و شیخ وجیہ الدین

خلاصہ یہ کہ سید نور الجبار اپنی خاص نوعیت اور ذاتی و عرضی صفات میں اپنا جواب نہیں رکھتے
تھے نیز فطری لیاقتوں اور روحانی برکتوں میں بے نظیر اور عدیم المثال خیال کیے جاتے تھے سید نور الجبار
کی عفت مآب پاکدامن لڑکی کے بطن سے شیخ معظم کے ہاں تین فرزند پیدا ہوئے شیخ جمال الدین
شیخ فیروز شیخ وجیہ الدین۔ جناب شیخ وجیہ الدین جو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے جد امجد ہوتے ہیں
چونکہ میرے تذکرہ کے اس حصہ کو آپکے حالات سے زیادہ تعلق ہے۔ لہذا آپکے واقعات کو خصوصیت

کے ساتھ جدا عنوان سے کسیقدر تفصیل سے لکھنا مناسب سمجھتا ہون۔

## شیخ وجیہ الدین صاحب کے دلچسپ واقعات

شیخ وجیہ الدین شہید غواص بحرِ معانی شہسوار میدان علوم ظاہری و باطنی جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کے والد بزرگوار اور جناب عارف باللہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے جدامجد ہین جو اپنی ذاتی لیاقت اور روحانی قابلیت مین یدطولی رکھتے اور تقدس و پاکی کی ناموری مین پوری شہرت رکھتے تھے۔

شیخ وجیہ الدین شہید کے وہ واقعات و حالات جو آپکے زمانہ طفولیت اور بچپن سے تعلق رکھتے ہین، مورخین ہند نے اُنکے بیان کرنے مین زیادہ توجہ نہین کی۔ اور یہی وجہ ہے کہ مین اُنکی لائف کا پورا خاکا کھینچ نہین سکتا۔ لیکن تاہم مختلف روایات سے جو مختصر حالات معلوم ہوئے ہین اور جنکا متعدد تذکرون سے کچھ کچھ پتا چلتا ہے وہ قلمبند کیئے جاتے ہین۔ اِس صورت مین ناظرین تذکرہ بخوبی اندازہ کرسکتے ہین کہ مجھے آپکے بچپن کے حالات ایسے سلسلہ سے نہین پہنچے جنہین مین بے کم و کاست یقین کیساتھ بیان کرسکتا۔ البتہ جو کچھ مجھے آپکے مختلف واقعات سے تحقیق ہوا ہے اُسے درج کرتا ہون۔ اِس مقام پر صرف اُنہین روایات کو لیا گیا ہے جو محققین کے نزدیک پختگی کو پہنچگئی ہین اور خوش اعتقاد راویون کی اُن روایات کو جو فسانہائے شبینہ کے قصون سے زیادہ وقعت و منزلت نہین رکھتین بالکل چھوڑ دیا گیا ہے۔

شیخ وجیہ الدین کے ابتدائی حالات

آپکے ابتدائی حالات کی نسبت مجھے اِس سے زیادہ کچھ معلوم نہین ہوا کہ جب آپ چار سال کے ہوئے تو آپکے واجب الاحترام والد شیخ معظم نے آپکو مکتب مین قرآن مجید پڑھنے کیلیئے بٹھایا۔

علمی ترقی

لیکن یہ تعجب کیساتھ دیکھا جاتا ہے کہ اِس ہونہار اور طباع بچے نے بہت جلد قرآن شریف پڑھ لیا۔ طوطے کیطرح صرف الفاظ مُنہ سے نکالنی ہی نہین سیکھے بلکہ کلام ربانی کا اصلی منشا اور فطرۃ اللہ کا ذاتی مفہوم اور اُسکے معانی و مطالب کے نقوش بھی دلپر جمالیئے۔ گو اِس معصومیت کے عہد مین کلام ربانی کے نکات اور الہامی غوامض و دقائق کو پورے طور پر سمجھنا بہت مشکل تھا۔ لیکن پھر بھی وہ مذہبی اصول جو اُسمین واضح طور پر بیان کیئے گئے ہین یا اُنکے تامل سے مستنبط ہوسکتے ہین آپ کو بخوبی محفوظ اور ازبر ہوگئے تھے۔ جو حقیقت مین ایک گونہ آپکے خرق عادت مین داخل تھے۔

آپ کا ابتدائی زمانہ معمولی بچون کیطرح بے نتیجہ نہ تہا بلکہ تحمل۔ بردباری۔ مسکینی کم گوئی وحشت آمیز تفکر یہ تمام باتین جو بچون مین معمولاً بہت کم دیکھی جاتی ہین۔ آپ مین بوجہ احسن موجود تہین جنسے قیافہ شناس نظرین فوراً یہ نتیجہ نکال سکتی تہین کہ یہ بچہ کس زمانہ مین بڑا صاحب جاہت اور مقتدر ہوگا۔ طرفہ یہ کہ جون جون آپ عمر مین ترقی کرتے جاتے تھے مزاج مین انکسار تواضع خلق مروت پیدا ہوتی جاتی تھی۔

طرز معاشرت

یہ سخت تعجب کی نظر سے دیکھا جاتا ہی کہ ابھی آپ کی عمر بارہ تیرہ برس سے متجاوز نہین ہوئی تھی کہ معمولی درسی کتابون سے جو عام درسگاہون مین اُس زمانہ مین داخل تہین فارغ ہوگئے تھے اور اس چھوٹی سی عمر مین دینیات کی ضروری اور مختصر کتابون کا مطالعہ کرلیا تہا۔ اِسکے ساتھ یہ اور بھی تعجب کی بات ہی کہ اسی اثنا مین آپ کو علم باطنی بھی حاصل ہوگیا تہا اور ریاضت و مجاہدت مین وہ مشق وکمال پیدا کرلیا تہا جس سے آپکی روحانی قوتین او فطری ضمیری جوہر خوب اُبھر اُبھر کر چمکنے لگے تھے اور آپسے ایسی ایسی حیرت افزا کرامتین صادر ہونے لگ گئی تہین جنسے دیکھنے والون کا روز بروز استعجاب بڑھتا جاتا تہا۔

عادات خصائل

باوجودیکہ یہ تمام فضائل ومحاسن جو ایک گونہ خرق عادات مین خیال کیئے جاتے اور فطرت کی خاص بخششین سمجھے جاتے ہین۔ آپ کی مقدس ذات مین بوجہ اکمل پائے جاتے تھے لیکن بڑی خوشی سے دیکھا جاتا ہی کہ آپ کی طبیعت مین سادگی اور انکسار نہایت درجہ کا تہا۔ آپ بڑے بڑے مجامع مین معمولی آدمیون کیطرح نہایت سادگی کیساتھ آمدورفت کرتے تھے۔ غریبون اور مسکینون کے ساتھ شفقت کرنے اور اُنکے ساتھ رحیمانہ برتاؤ برتنے مین شہرۂ آفاق تھے۔ خویش و اقارب کیساتھ آپکا حُسن سلوک۔ غربا مساکین کی امداد۔ فیاضانہ مہمان نوازی عام وخاص مین اسدرجہ مشہور ہوگئی تھی کہ آپ کا دولت خانہ غربا اور مساکین کا بہت بڑا مرکز بن گیا تہا۔ آپکے قومی احسانات و تفضلات کا ہر شخص معترف تہا اور آپکی سخاوت و فیاضی کی شہرت دور دور تک پہیل گئی تھی۔ غرضکہ وہ تمام باتین جو ایک مقدس و بزرگ شخص مین پائی جانی لازمی اور ضروری ہین وہ سب اِس فخر خاندان و قوم مین موجود تہین۔

فیاضی

اب مین شیخ وجیہ الدین شہید کے غیر مرتب اور نامکمل ابتدائی حالات چھوڑکر کیونکہ باوجو

تحقیقات کے مجھ پر حالات دستیاب نہین ہوئے) آپ کی آخری زندگی کے زمانہ مین آتا ہون لیکن قبل اسکے کہ آپ کی انتہائی زندگی کے حالات لکھے جائین تسلسل کے لحاظ سے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ درمیانی زمانہ کے کچھ واقعات مختصراً بیان کرون۔

زمانہ شباب

جناب شیخصاحب کا زمانہ شباب ابتدائی زمانہ سے زیادہ نتیجہ خیز اور مؤثر تھا۔ سکوت خیز چہرہ پر حیرت افزا شباب کے آثار اور اسکے ساتھ اتقا و پرہیز گاری کی سرخی پورے طور پر اپنی تابانی دکھا رہی تھی۔ اس زمانہ مین اگرچہ آپ کی زندگی بالکل پرائیوٹ تھی لیکن متانت انگیز چہرے پر جس مدبری اور شجاعت و بہادری کے آثار پائے جاتے تھے اُسے کچھ وہی نظرین خوب تاڑتی تھین جو فطرتاً خدا ذو الجلال کے بیزوال نور سے جلا پا چکی تھین۔ گو صورت پر مسکینی حلیمی سنجیدگی غیر معمولی سکوت و خاموشی برستی تھی لیکن ساتھ ہی ان مختلف رنگون کے دوش بدوش بے دھڑک شجاعت نڈر جرأت بیباکی و بیخوفی صاف طور سے ہویدا تھی۔

باوجود اس خداداد حسن اور زور شباب کے وہ قابل تنفر اور غیر خوش آیندہ جوشون کے اُبھار اور نامناسب ولولے جو اکثر نوجوانون کی طبیعتون مین گدگدتے ہین آپکی طبیعت مین کبھی نہین اُٹھے۔ آپکی معمولی مذہبی پابندی بلکہ خدا کے خوف اور اُسکی شرم نے ان تمام بے نتیجہ ولولون کو اندر ہی اندر ایسا نیست و نابود اور ملیامیٹ کر ڈالا تھا کہ تمام عمر اُنہین اُبھرنا نصیب نہین ہوا۔ رفتار زمانہ کے موافق اور ترقی عمر کے ساتھ ساتھ آپکے تمام کمالات عروج پکڑتے گئے اور اسوقت جبکہ آپکی روزافزون جسمانی قوت نے معراج ترقی کے آخری ڈنڈے پر قدم رکھا۔ باطنی کمالات اور روحانی قوتین اوج کمال پر پہنچگئی تھین

احتیاط و ورع

آپ کی محتاط زندگی اور تورع و پرہیزگاری کی روایتین بہت مشہور ہین جنمین سے دو ایک مختصراً یہان لکھی جاتی ہین تاکہ ناظرین آپکی وقعت کا خاص طور راندازہ کر سکین۔

ایک یہ کہ مولنا شیخ عبدالرحیم صاحب فرماتے ہین کہ میرے واجب الاحترام والد نہایت محتاط اور متورع آدمی تھے چونکہ آپکا قالب بالکل سپاہیانہ تھا اور آپ فطرتاً چاق وچست تھے اسلیئے شمشیرزنی کر نے اور اپنی بیخوف شجاعت کی جوہر ظاہر کرنے کا آپ کو زیادہ شوق تھا جسے سپاہیانہ قالب کی سچی روح کہہ سکتے ہین۔ یہی وجہ تھی کہ آپ ابتدائی زمانہ سے سلطنت مغلیہ کی فوج مین بھرتی ہوگئے تھے۔ اور اپنے کار نمایان کے صلہ مین کوئی بڑا اور معزز فوجی عہدہ رکھتے تھے۔ جب اسلامی فوجین مخالفانِ اسلام

کی بیخکنی اور انکی نخوت وغرور کی گردنین توڑنے کیلئے کسیطرف بڑہتین توآپ بڑے جوش نصرت کے ساتھ اُنمین شریک ہوتے اور منکران اسلام کو تباہ دیتے کہ ابھی تک فاروقی مصفاف ان کا جوش کم نہین ہوا ہی باوجود ان تمام باتون کے آپکا تورع اور احتیاط انتہا سے زیادہ قابل تعریف اور لائق تقلید تہا جب لشکر کے گھوڑے بیچارے غریب کسانون کی کھیتیان روندتے اور پامال کرتے ہوئے بے محابا چلے جاتے توآپ کمال احتیاط کیوجہ سے لشکر سے الگ ہوجاتے اور اپنے گھوڑے کی باگ کھیتون سے اورطرف موڑ لیتے۔ اگرچہ بعض وقت اسکی وجہ سے آپکو سخت مشکل پیش آتی اور متعارف رستہ کو چھوڑکر مسطح اور ہموار زمین سے علیحدہ ہوکر اونچے نیچے اور غیر مسطح قطعات اور پیچیدہ راہون کی صعب اور دشوار گزار گھاٹیان بڑی وقت سے طے کرنی پڑتین۔

واقعہ

دوسرے یہ کہ آپ کسی معرکہ جنگ مین تشریف رکھتے تھے کہ آپکی اونٹنی جسپر کھانے پینے کا اسباب اور اوڑھنے بچھونے کا ساز و سامان لدا ہوا تھا گم ہوگئی اور عجیب اتفاق یہ تہا کہ جس رسالہ کی کمان آپکے ہاتھ مین تھی وہ بھی ان سامان سے خالی تہا۔ ادہر کڑاکے کا جاڑا پڑنے لگا تہا۔ برف باری شروع ہوگئی تھی خنک ہوا کی پانی مین بھیگے ہوئے جھونکے بڑی تیزی وتندی کیساتھ چل رہے تھے غرضکہ اسوقت ان لوگون کی حالت نہایت نازک اور افسوسناک تھی۔

اگرچہ شیخصاحب کی عملی زندگی اُن لوگون پر زیادہ اثر ڈال چکی تھی جو آپکی ماتحتی مین کام کرتے تھے اور فوج کے کثیر التعداد لوگ آپکے فیض و برکت سے بہرہ ور ہوچکے تھے۔ مگر اس وقت فاقہ کی زبردست بیقراری کے سامنے اسکا اثر زیادہ دیر تک نہ رہسکا اُنھون نے تنگ ہوکر قرب وجوار کی مواشی جبراً پکڑلین اور ذبح کرکے تناول کین لیکن شیخصاحب احتیاط و تورع کے اسقدر پابند تھے کہ تین روز کے تابڑتوڑ فاقون کی سخت بیقراری کا تحمل کیا اور غصب شدہ چیزون مین سے کوئی چیز تناول کرنی آپکی محتاط اور اتقا پسند طبیعت نے گوارا نہین کی۔

جب فاقہ کشی کی یہان تک نوبت پہنچی کہ بدن مین نام تک کو قوت باقی نہین رہی تو رزاق حقیقی کی فیاضی و رزاقیت نے ایک نہایت عجیب و غریب شگوفہ کہلایا اور خدائے ذوالجلال کی کارسازی ایک انوکھی صورت اور نرالی طرز پر نمایان ہوئی۔ یعنے آپ ایک عجیب اتفاقی طور پر چابک کی باریک نوک سے زمین کرید رہے تھے جیساکہ متفکر اور متامل شخص سے اکثر اوقات ظہور مین آیا کرتا ہے۔ دفعۃً کچھ چیزین

کی ایک پوٹلی آپکے قوت کے موافق زمین سے پیدا ہوئی چونکہ وہ آپکے لیئے شرعاً حلال وجائز تھے
لہذا آپنے اُنہین دہو دہلا کر صاف ستھرا کیا اور اُبال کر تناول فرمایا۔
اِسیطرح غریبون بیکسون کے حال پر شفقت کرنے اور خدام و ملازمین کیساتھہ نہایت نرمی او
تلطف سے پیش آنے اور ہر بات مین انصاف پسندی مدنظر رکھنے کی بہت سی روایتین مشہور معروف
مین جناب فاضل اجل شیخ عبد الرحیم صاحب کا بیان ہے کہ مجھے خوب یاد ہے میرے والد علیہ الرحمۃ
خدام و ملازمین سئے کہ گھسیارون تک سے جس رحیمانہ برتاؤ اور نرمی و انصاف سے پیش آتے تھے
اُسکی مثال کہین نہین پائی جاتی تھی بالخصوص اُس زمانہ کے متمولین خدا شناسون مین بہت
کم دیکھی جاتی تھی۔

ترقی و نصفت پسندی

یہ ہم پہلے لکھہ آئے ہین کہ شیخ وجیہ الدین صاحب کی طبیعت کو فطری طور پر فنون سپہگری سے
زیادہ تعلق تہا۔ اور آپ کا قالب بالکل سپاہیانہ اور شجاعانہ تہا۔ اسیوجہ آپ سلطنت مغلیہ کی
افواج مین بہرتی ہوگئے تھے۔ لیکن اِس امر مین ہماری واقفیت بالکل محدود ہے اور کسی مستند شہادت کے
رو سے یہ کہدینا بہت مشکل ہے کہ آپ شاہان مغلیہ مین سے کس تاجدار کے عہد حکومت مین فوج مین
بہرتی ہوئے اور کس زمانہ مین فوجی سلسلہ اختیار کیا۔ اگرچہ یہ مضمون اس قابل تہا کہ اسے مفصل لکھا جاتا
مگر افسوس کہ مورخین کی بے پروائی سے مجمل رہا جاتا ہے ہان شیخ کے مختلف حالات پڑہنے سے معلوم
ہوتا ہے کہ اُسوقت سلاطین تیموریہ کا دسوان تاجدار ابو المظفر شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ تخت
سلطنت پر جلوہ افروز تہا۔ جیساکہ ذیل کے چند واقعات سے عنقریب ثابت ہوگا۔
آپکے جنگی معاملات و واقعات صاف اِس بات کا پتہ دیتے ہین کہ ابتدا مین جب آپنے
فوجی ملازمت اختیار کی ہے تو شاہجہان بادشاہ اُسوقت سلطنت پر حکمران تہا اور جب عالمگیر کا
دورہ ہوا تو اُسوقت آپ ایک فوجی عہدہ پر ممتاز تھے۔ بہرحال آپکی بے مثل شجاعت اور عدیم
المثال بہادری کی حکایتین اسدرجہ مشہور ہوگئی ہین کہ جہان کہین آپکی دینی خدمات اور علمی فیاضیون
کا ذکر ہوتا ہے وہان آپکی شجاعت و بہادری کا بھی ضرور ذکر ہوتا ہے چنانچہ اسمقام پر ہم آپ کی شجاعت
کے وہ مختصر واقعات جو ہمین مختلف تحقیقات سے ثابت ہوئے ہین نہایت خلاصہ لکھتے ہین اور حقیقت مین
جناب شیخ صاحب کی تاریخی زندگی کے ابتدائی حالات مین ان واقعات سے زیادہ مہتم بالشان او

دلچسپ اور کوئی واقعہ بھی نہین ہی۔ ان واقعات کے ذکر کرنیسے ہمین ناظرین کو یہ بھی دکھانا منظور ہے کہ وہ معلوم کریین کہ آپ اِس وصف کے کہان تک اور کس حد تک قابل تھے اور اِس فرض منصبی کو کس قابلیت سے ادا کرتے تھے۔

دہاموونی کا سفر

شیخ عبد الرحیم صاحب فرماتے ہین ہنوز مین چار سالہ تہا کہ میرے پدر بزرگوار جناب شیخ وجیہ الدین صاحب سید حسین کی ہمراہی مین جو اپنے زمانہ کا ایک بڑا شجاع و دلیر شخص تہا اور جسکی بیخوف بہادری کی شہرت اُس زمانہ مین ہر طرف پہیلی ہوئی تھی قصبہ دہاموونی کیطرف متوجہ ہوئے۔ اتفاق وقت سے اِس سفر مین مین بھی آپکے ہمرکاب تہا۔ اسوقت قصبہ دہاموونی مین جو مالوہ کے دائرہ مین داخل تہا بہت بڑی فساد کی آگ مشتعل ہوئی جسمین طرفین کے ہزارون آدمی کام آگئے اِس فتنہ کا بانی دہاموونی کا راجہ تہا جو شجاعت و جوانمردی مین مشہور اور استقلال و جرأت مین معروف تہا۔ اصل مین یہ راجہ شاہجہان بادشاہ کا باجگزار تہا لیکن انجام کار اُسنے اِس باجگزاری کی ذلیل حالت مین (اور سچ پوچھئے تو عزت اور وقر کیحالت مین) رہنا پسند نہین کیا اور اپنی فطری شرارت سے بغاوت کے جہنڈے بلند کیئے شاہجہان کو اُسکی شرارتونکی متواتر خبرین روزمرہ پہنچ رہی تہین اور سفیر مالوہ کی روزانہ ڈاک سے معلوم ہوتا تہا کہ صوبہ دہاموونی نے ایک عام شورش پہیلا رکھی ہی۔ شاہجہان کی نظرین تمام ارکین دولت اور امرائے سلطنت پر دوڑین۔ لیکن اُسے اسوقت بجز اسکے اور کچھ بن نہ آیا کہ صوبہ دہاموونی کی تمردی سرکشی اور بغاوت کی بہڑکتی ہوئی آگ دبانیکے لیئے سید حسین کو ایک عظیم الشان فوج کی سرکردگی مین اُس طرف روانہ کیا جسمین میرے والد بزرگوار بھی شریک تھے۔

شکست

ابتدا مین اگرچہ دونون لشکرون مین ایک عظیم الشان خونخوار جنگ ہوئی لیکن پہر اِس لڑائی کا خاتمہ بظاہر صلح پر ہوگیا۔ راجہ نے بدستور سابق جزیہ دینے کا وعدہ کیا۔ اور سید حسین کی مجلس مین حاضر ہوکر معذرت کرنیکو منظور کر لیا۔ صلح کے دوسرے دن تنہا مجلس مین حاضر ہوا چونکہ اسلحہ جنگ سے آراستہ تھا اسلیئے دربانون نے دروازہ پر ٹوکا اور ہتیارون کے ڈالدینے کا حکم کیا۔ لیکن مغرور راجہ اسپر راضی نہین ہوا اور جب قیل وقال حد سے تجاوز کر گئی تو نخوت پرست راجہ نے مغرورانہ الفاظ مین سید حسین سے کہلا بہیجا کہ جب تم سپاہیانہ قالب رکھتے ہو اور اسکے علاوہ کثیر التعداد فوج بھی تمہارے پاس موجود ہے تو بڑی شرم کی بات ہی کہ ایک تنہا شخص کو جو تمہارے مقابلہ مین مجھسے زیادہ وقعت نہین رکھتا

ہتیارون کیساتھ مجلس مین نہین آنے دیتے ۔ سید حسین سے اُسکی یہ مغرورانہ تقریر سُن کر بجز اسکے اور کچھ نہوسکا کہ دربانون کو حکم دیدیا کہ اُسکے ہتیارون سے کوئی تعرض نکیا جائے اور ہتیارون سمیت مجلس مین لایا جائے ۔ معزز سید کے حکم کی تعمیل کیگئی ۔ اور راجہ ہتیار لگائے ہوئے بڑی شان و شوکت سے داخل مجلس ہوا ۔

شیخ وجیہ الدین صاحب کہتے ہین کہ جس آن بان سے راجہ حاضر مجلس ہوا ہو اُسکا اثر اب تک میرے ذہن مین باقی ہو ۔ مُنہ مین پان چباتا جاتا تہا اور بڑے ناز و انداز سے نخوت کے نشہ کی لن ترانیون مین آہستہ آہستہ نازان و فرحان قدم اُٹھاتا تہا ۔ اُسکے چہرہ کی بشاشت سے صاف معلوم ہوتا تہا کہ گویا کسی شادی کی مجلس مین جاتا ہے حالانکہ موت کے مُنہ مین جاتا تہا ۔ الغرض میرے والد نے اُسکی صورت دیکھتے ہی فرمایا کہ یہ شخص اس مجلس مین ضرور کوئی فتنہ برپا کریگا ۔ یہ کہتے ہی آپنے شاہانہ لہجہ مین ایک خدمتگار کو بُلایا اور میری طرف اشارہ کر کے فرمایا ۔ اس بچے کو کسی اونچے مقام پر کھڑا کر دے مبادا جھپٹ مین آکر کسی قسم کا صدمہ پہنچے ۔ اہل مجلس کیلئے شیخ کا یہ فرمان ایک معما تہا جسکا حل کرنا بہت مشکل تہا ہرچند کہ اہل دربار نے اس پہیلی کو بوجھنا چاہا ۔ لیکن درباری رعب و جلال سے اُس وقت کسیکو یہ جرأت نہوئی کہ اس طلسم کی پردہ کشائی کرے ۔

دہاموئی کا راجہ جب دربار کے اُس مقام پر پہنچا جہان سے درباری رعب ہر شخص پر بڑے جاہ و جلال کیساتھ پڑتا تہا اور شاہی داب کی پابندی حاضرین دربار کو طوعاً و کرہاً ادا کرنی ضروری ہوتی تہی تو وہان سے بڑی دلیری اور گستاخی کیساتھ آگے بڑھا اور محل سلام سے تجاوز کر گیا ۔ دربان نے روکا اور خوف زدہ لہجہ مین کہا کہ شاہانہ سلام کی رسم یہین سے ادا کر ۔ اور آگے قدم نہ ڈال ۔ لیکن اُسنے دربان کی اس گفتگو پر کچھ التفات نہ کیا اور جواب دیا کہ مین جناب سید صاحب کے قدم مبارک کو بوسہ دینا چاہتا ہون تاکہ میرے دامن سے جرائم و تقاصیر کی وہ آلودگیان دُہل جائین جو مجھے ایسے مقدس شخص کی گستاخی کی وجہ سے نصیب ہوئین ۔

سید حسین کے ارشاد کے بموجب راجہ کی اس بے ادبی پر بھی اغماض کیا گیا ۔ لیکن اب وہ جون جون قریب ہوتا جاتا تہا اُسکے تیور بدلتے جاتے تھے ۔ اور چہرے کی بشاشت کی جگہ غیظ و غضب کے آثار نمایان ہوتے جاتے تھے ۔ سید حسین کی نشستگاہ تک پہنچتے پہنچتے اُسنے بڑی غضبناکی کیساتھ تلوار پر ہاتھ ڈالا

اور پوری طاقت سے وار کیا خوش قسمتی سے سید حسین پہلے ہی سے ہوشیار تھا تلوار کے علم ہوتے ہی اُسنے ایک عاجلانہ حرکت کی اور فوراً ایک طرف ہوکر تلوار کی زد سے بچگیا۔ تلوار سر جھکائے ہوئے جب زمین پر پہنچی تو راجہ نے سید حسین کے سر کی جدّہ تکیہ کو دوپارہ پایا جھلاکر دوبارہ تلوار اُٹھائی اور سید حسین پر وار کرنے ہی کو تھا کہ میرے والد بزرگوار بسرعت تمام اُس غدار کے سر پر جا پہنچے اور خنجر کی ایک ہی ضرب مین ملعون کا کام تمام کرڈالا۔ سید حسین نے اِس خوفناک منظر مین جب اُس تمرد کی ناپاک نعش بےحس و حرکت دیکھی تو ایک بیساختہ جوش کیساتھ اُٹھ کھڑا ہوا۔ والد بزرگوار کی بیدبڑک شجاعت کی بیحد تعریف کی اور بڑی تپاک سے معانقہ کیا۔

دربار مین خونریزی

مالوہ کے ایک اور صوبہ پر فوجکشی

جب سید حسین اِس مہم سے فارغ ہوا تو اب اُس نے اپنی عنان توجہ ملک مالوہ کے ایک اور صوبہ کیطرف پھیری۔ تاریخی حیثیت سے اگرچہ اِس بات کا پتہ لگانا بہت مشکل ہی کہ اِس صوبہ کا کیا نام تھا جسکی طرف دہاموِنی کی فتح کے بعد سید حسین نے رُخ کیا۔ لیکن واقعات سے ثابت ہوتا ہی کہ یہ صوبہ دہاموِنی کے اطراف مین یہاںسے قریباً بیس میل کے فاصلہ پر واقع تھا کیونکہ سید حسین کی جو تاریخ دہاموِنی سے کوچ کرنے کی ہے وہی تاریخ اُس صوبہ مین داخل ہونے کی دریافت ہوتی ہی الغرض جب سید حسین کا جرار لشکر ملک مالوہ کے صوبہ مین پہنچا تو وہان کا حکمران مقابلہ کے لیئے تیار ہُوا دونون لشکر باقاعدہ صف آرا ہوئے اور فوجی دریا بڑے زور شور سے لہرین لینے لگا دونون لشکر اِس انتظار مین صورت تصویر بنے کھڑے تھے کہ کب حکم ہو اور ہم اپنی جگہ سے جنبش کرین دفعتہً مخالف کی فوج مین سے ایک شخص صفین چیرتا ہُوا باہر آیا اور عجب شان و شوکت سے آیا ایک ہیبل پیکر گھوڑے پر سوار تھا زرہ بکتر سے تمام جسم چھپا ہوا تھا کمر مین دونون طرف تلوارین لٹک رہی تھین۔ دائین ہاتھ مین چمکدار نیزہ اور بائین مین لمبا برچھا تھا چہرہ سے شجاعت و بہادری کے آثار نمایان تھے۔ قیافہ شناس نظرین فوراً تاڑگئین کہ یہی اِس صوبہ کا حکمران معلوم ہوتا ہی چنانچہ اُنھین بہت تھوڑی دیر انتظار کرنا پڑا کہ وہ دونون لشکرون کے بیچ مین آکھڑا ہوا اور باآواز بلند بولا کہ اِس صوبہ کا حکمران مین ہی ہون اور یہ لوہے مین ڈوبا ہوا وفادار لشکر مجھی پر جان چھڑکنے کیلئے مستعد کھڑا ہی لیکن مین تا بہ امکان خونریزی کو پسند نہین کرتا۔ اور اسی لیئے اپنی قسمت کے آخری فیصلہ کیواسطے تنہا میدان مین کھڑا نظر آتا ہون۔ اِسصورت مین تم لوگ سمجھ گئے ہوگے کہ مین

میدان جنگ

سید حسین اور راجہ کا مبادزہ

کس ارادے سے یہان آیا ہون اور میری حالت تمہین صاف بتا رہی ہوگی کہ مین کیا چاہتا ہون
اگر تم لوگ مجھے قتل کرنا چاہو تو کر سکتے ہو لیکن شجاعت کا یہ مقتضا نہین ہے کہ چند آدمی ایک
تنہا شخص کو قتل کر ڈالین۔ شجاعت کی شرط یہ ہو کہ سید حسین تنہا معرکہ مین آکر مجھسے مقابلہ کرے اور پہر
تلوار جسکے حق مین جو فیصلہ دیدے وہ اُسپر بدل راضی ہو جائے۔ اِسصورت مین لشکر کی خونریزی
نہوگی اور ہزارہا جانین خونی دریا مین غرق ہونیسے بچ جائینگی۔ رئیس کفار کی اس غیرت انگیز تقریر
سے سید حسین کی ہاشمی رگ حرکت مین آئی۔ اور اُنکا ہاشمی مصفا خون فوارے کی طرح جوش مارنے لگا۔
فوراً بدن پر ہتیار لگائے۔ اور گھوڑے پر سوار ہو کر مقابلہ کیلئے اُٹھا۔ دونون طرفسے نیزون کے تابڑتوڑ
وار ہونے لگے اور اسمین جب کسیکو کامیابی نہ ہوئی تو دونون نے تلوارون پر ہاتھ ڈالا۔ سید حسین
کے حریف نے کچھ ایسی چابکدستی کی کہ یکبارگی تلوار کی چمک بجلی کیطرح کوندی۔ اور چشم زدن سے پہلے
سید حسین کے سر پر پہنچی۔ سید حسین نے اگرچہ بڑے استقلال و تحمل سے تلوار کو سپر پر لیا لیکن پہر
بہی تلوار ایسی کاری لگی تہی کہ سپر کو کاٹتی ہوئی دستہ تک پہنچگئی۔ اور دوسرے دستہ مین جا اٹکی حریف
نے جب تلوار کو نہایت سختی اور زور سے کہینچا تو سید حسین اُس جھٹکے سے گھوڑی کی کمر سے نیچے جا رہا
حریف یہ موقع غنیمت پاکر گھوڑے سے کود پڑا۔ اور سید حسین کے سینہ پر چڑھ بیٹھا۔ اور خنجر نکال کر
سید کے بھونکنا ہی چاہتا تہا کہ جناب شیخ وجیہ الدین صاحب جھٹ اُسکے سر پر جا پہنچے اور تلوار کی
ایک ہی ضرب سے اُسکی زندگی کی رسّی کو کاٹ ڈالا۔

سید حسین اور جناب شیخ صاحب اپنے لشکر مین واپس آئے اور جان نثار فوج نے وفادارانہ جوش
کیساتھ نعرۂ فتح بلند کیا۔ حکمران صوبہ کے یون دفعتہً مارے جانے اور سید حسین کی اس نمایان فتح حاصل
کرنے نے حریف کے تمام لشکر مین زلزلہ ڈالدیا اور ہر طرف ایک تہلکہ سا پڑگیا جب جانبین کے فوجی
سمندرون کی طوفان خیز موجون مین سکون پیدا ہوا تو مخالف کے لشکر مین سے ایک اور سوار میدان

ایک اور قتل

کی طرف بڑھا جو اول سوار سے پوری مشابہت رکھتا تہا۔ اُسنے بہی سوار اوّل کے مطابق باواز بلند
کہا کہ مین مقتول کا برادر حقیقی ہون اور تنہا اسلیئے تمہارے سامنے کھڑا ہون کہ تم مین سے جس کا
جی چاہے مجھے قتل کر ڈالے۔ لیکن مین اپنی قسمت کا فیصلہ اُس شخص کے ہاتھ مین دینے سے خوش
ہون جو میرے بہائی کا قاتل ہے۔ اُسکی اس تقریر کے سلسلہ کا ابہی خاتمہ بہی نہوا تہا کہ جناب شیخ

وجیہ الدین صاحب اپنے مبارز کیطرف پرشوق نظرین اُٹھائے ہوئے آگے بڑھے اور چند مختلف
اور متواتر ضربون کے بعد اُس لعین کا کام تمام کر ڈالا۔

اظہار جرأت

شیخصاحب کی یہ جرأت اور بیجگری دیکھکر تمام لشکر کفار پر ایک سکوت خیز سناٹا چھا گیا
اور آپ کی عظمت اور جلال دیکھکر ہر شخص محو حیرت ہوگیا۔ تھوڑی دیر تک کسی شخص کو لشکر سے نکلنے
کی جرأت نہ پڑی لیکن انجام کار ایک تیسرا سوار جو اول کے دونون سوارون سے زیادہ تنومند اور جسیم
تھا اور جسکی شجاعانہ کوششون کی دھاک اُس زمانہ کے تمام فوجی افسرون پر نہایت دہشتناکی کے
ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔ سر سے پاؤن تک لوہے مین ڈوبا ہوا باہر نکلا اور پہلے سوارون کے مطابق
اپنا مبارز طلب کیا۔ شیخصاحب نے گھوڑے کو ایڑ کی اور مقابل ہوتے ہی لگاتار وار کرنے شروع
کر دیئے۔ اگرچہ ان دونون مبارزون مین زیادہ عرصہ تک حریفانہ کوششین استعمال مین لائی گئین
لیکن ہنوز کوئی کسی پر غالب نہ آیا بلکہ ہر شخص ایک دوسرے کو سینہ بسینہ اور کلہ بکلہ جواب دیتا رہا
انجام کار رئیس کھار نے شیخصاحب کی دونون کلائیان پکڑ کر چاہا کہ زمین پر گرا دے یا اپنے گھوڑے پر
کھینچ لے۔ شیخصاحب نے حتی الامکان مدافعت و مزاحمت کی اور ساتھ ہی یہ فکر ہوئی کہ کسی حیلہ سے اِس
سے نجات حاصل کرنا چاہیئے۔ حقیقت مین شیخصاحب کے لیئے یہ ایک مشکل اور نہایت سخت و خطرناک
موقع تھا۔ آخر کار اپنے مقصد پر کامیاب ہونیکے لیئے شیخصاحب نے یہ تدبیر نکالی کہ آپنے بطریق خداع
فرمایا خبردار اِس بہادر سورما کو پسِ پشت سے قتل نہ کر۔ شیخ کے یہ پُراثر الفاظ کان مین پڑتے ہی اُسنے
پشت کیجانب مُنہ پھیرا اور اِسطرف مُنہ پھیرتے ہی اُسکے قوی بازوون مین ضعف سا پیدا ہوگیا

ایک اور قتل

بازوون کا ڈھیلا پڑنا تھا کہ شیخصاحب نے اپنی پُوری قوت کیساتھ ایک ایسا جھٹکا دیا کہ ہاتھ چھوٹ
گئے۔ رئیس کھار نے پھر جو اِسطرف رُخ کیا تو شیخ کا زہر مین بجھا ہوا خنجر پشت مین اُترا ہوا پایا۔
اِسکے مارے جانے سے لشکر کھار مین ایک اور بھی کھلبلی مچگئی اور اب سب نے ہتیلی پر جان رکھکر
یکبارگی جنبش کی۔ سر اور سینہ توڑ تیرون کے مینہ برسانے اور آتش فشان آلات سے درگزر کرنیکے بعد
سینہ بسینہ جنگ ہونے لگی اور دوپہر تک ایسی زبردست خونریزی ہوئی کہ طرفین کے لشکرون کو مزہ
آگیا۔ سید حسین نے جسقدر مذہبی لڑائیان راجپوتون سے لڑین۔ اگرچہ تقریبًا سب مین شیخ وجیہ الدین
نے اُنسے زیادہ حصہ لیا۔ لیکن اِس لڑائی کا خاتمہ اور توڑ گویا آپ ہی کے ہاتھ پر ہوا اور یہ فتح مالوہ کے تمام

اضلاع و اطراف آپ ہی کی وجہ سے فتح ہوئے۔

غرضکہ اس انقطاعی جنگ پر طرفین کی آنکھیں لگ رہی تھین اور اسموقع کو دونون لشکر والون نے اپنی فتح و شکست کا مدار علیہ سمجھ لیا تھا۔ سید حسین کا لشکر معرکہ جنگ مین جس بیجگری اور بیدہڑک دلیری سے لڑ رہا تھا اور اپنی بے محابا جرأتون اور بے نظیر شجاعتون کے جوہر دکھا رہا تھا اگرچہ نہایت پُر فخر اور قابل قدر تھے۔ لیکن جس خوبصورتی اور بہادری سے راجپوت اِن کے متواتر اور لگاتار حملون کو روک رہے تھے اور دوش بدوش جواب دے رہے تھے ایک انصاف پسند مؤرخ کے نزدیک ضرور وقعت کی نگاہ سے دیکھے جانیکے قابل ہین یہی وجہ تھی کہ سید حسین کے لشکر کی بیخوف جرأت اور نڈر دلیری وہ نتیجہ پیدا نکر سکی جو اسموقع پر ظاہر ہونا چاہیئے

فیاض ازل نے روز اول ہی سے اس عظیم الشان معرکہ کی فتح جناب شیخ وجیہ الدین صاحب کے نام زد کر دی تھی اور پہلے ہی سے آپ کی قسمت مین اسلامی فتوحات کا ایک بڑا حصّہ لکھا گیا تھا پھر یہ کیونکر ممکن تھا کہ دوسرا شخص اس جلیل القدر تمغہ ازلی کو حاصل کر لیتا۔ پہلے دن کی لڑائی مین شیخ صاحب کے چند زخم ایسے کاری آئے تھے جنہون نے آپکو سخت ضعیف اور نڈھال کر دیا تھا اور اسوجہ سے آپ اس سخت اور گھمسان کی لڑائی اور عظیم الشان خونریزی مین شریک نہین ہو سکے تھے وہ روز تک برابر کشت و خون ہوتا رہا اور میدان جنگ خونی سمندر ہو کر عجیب خونخواری سے لہرین لیتا رہا۔

گو سید حسین کو شیخصاحب سے پہلے ہی کمال عقیدت تھی۔ لیکن اب اِن حیرت انگیز واقعات اور شجاعانہ کوششون کے آپ سے ظہور مین آنے کی بعد اُسکے اعتقاد مین اور بھی پختگی اور تعجب انگیز ترقی ہو گئی تھی۔ اگرچہ اسوقت اُس کے روزانہ اوقات جنگی معاملات مین صرف ہوتے تھے۔ لیکن پھر بھی جنگ کے انتظام سے جو وقت دم لینے کو ملتا تھا وہ شیخ کی خدمت اور آپکی تیمار داری مین صرف ہوتا تھا خدا خدا کر کے تین دن کے بعد آپ کو کچھ افاقہ ہوا اور بدن کے زخم بھی کچھ کچھ بھر آئے۔ آپنے اسی حال مین فوج کی کمان اپنے ہاتھ مین لی۔ اور موجودہ معاملات جنگ کے فراز و نشیب اور اُتار چڑھاؤ پر سرسری نظر ڈالکر سید حسین کو مشورہ دیا کہ ہماری فوج کی تعداد اگرچہ حریف کے مقابلہ مین بہت کم ہے لیکن پھر بھی دنیا دیکھے قابل ہے۔ سب کو درست کر کے ایکبارگی حملہ کر دینا چاہیئے۔ فتح ہمارے ساتھ ہے خدا نے چاہا تو پہلے ہی حملہ مین غنیم کی فوج پس پا ہو جائیگی۔ سید نے آپ کی اس دلسوزی اور حکمت آمیز

عظیم الشان جنگ

تقریر کی بہت تعریف کی اور آپکے مشورہ کے مطابق عمل کر دیا۔ میدان مین تلوارین چمکنے لگین اور آتش فشان آلات کے دہوئین سے سارا جنگل تیرہ و تاریک ہوگیا۔ شیخ وجیہ الدین کی حسن تدبیر اور زور بازو نے اول ہی حملہ مین صوبہ دہاموتی کی فوجی طاقت کو نہایت کمزور کر دیا اور چند فوجی افسرون کے قتل کیساتھ دہاموتی حکومت کا بھی خاتمہ ہوگیا۔ اب اسلامیون کیواسطے میدان صاف ہوگیا اور وہ بڑی جسارت کیساتھ باغی فوج کا تعاقب کرتے ہوئے شہر مین گھس گئے۔ راجپوت شکست کھاکر بھاگ گئے۔ اور فتحمندی کا عظیم الشان جھنڈا شیخ وجیہ الدین کے ہاتھ رہا۔ خاص شہر مین تھوڑی دیر تک ایک عام خونریزی رہی اور اسکے بعد لشکر کفار کو شکست ہوئی۔ اکثر ہلاک ہوئے۔ اور بقیۃ السیف گرفتار کر لیے گئے۔ میدان سید حسین کے ہاتھ رہا۔ اور بیشمار غنیمتین لوٹ مین آئین۔

عام شکست

شیخ وجیہ الدین کے فضل و کمال روشن دماغی صائب رائے تدبیر و شجاعت شوکت و ہیبت کی جہانتک سچی تعریف کیجائے اور وزنی الفاظ مین کیجائے بہت کم ہو۔ کیونکہ اس معزز و مشہور خاندان مین ایسے لوگ بہت کم گزرے ہین جنمین وہ تمام اوصاف پائے جاتے ہون جو تنہا آپ مین دیکھے جاتے تھے یہی اوصاف تھے جنھون نے سید حسین جیسے امیر کبیر اور شجاع شخص کو شیخصاحب کا گرویدہ بنادیا تھا۔ اور آپ کا اعزاز پورے طور پر اُسکے دلمین قائم کردیا تھا۔ بلکہ آگے چلکر خود تاج و تخت کے وارث شہنشاہ عالمگیر کے دلمین آپ کی عظمت و وقار کے نقوش کندہ کردیئے تھے۔ سید حسین جیسے دانشمند اور عقل کے پتلے کو چونکہ آپ کی ذہانت عداداد قابلیت تجربہ پر کافی اعتماد ہوگیا تھا اسلیے اب سے کوئی ملکی و جنگی معاملہ ایسا نہین ہوا جس مین آپ کے نتیجہ خیز مشورے کے مطابق عمل درآمد نہین کیا گیا بلکہ ہر معاملہ مین آپکو اپنا ہمراز بناتا اور جو کچھ آپ مشورہ دیتے اُسیکے مطابق عمل مین لاتا۔

عظمت و وقار

یہ بالکل صحیح ہو کہ تمام امرا کو اپنے قابل اور ممتاز کارکنون سے ایک خاص قسم کا ارتباط اور اتحاد ہوتا ہے۔ لیکن سید حسین اور شیخصاحب کا دلی تعلق خاصکر اس لحاظ سے قابل ذکر ہے کہ ان مین بالکل ویسے ہی باہمی تعلقات پائے جاتے تھے جیسے فطرتاً بھائی بھائی مین پائے جاتے ہین قریباً تمام معاشرتی امور اور تمدنی احوال مین سید کا تعلق شیخصاحب سے بالکل برادرانہ اور عزیزانہ تعلق تھا اور سب سے زیادہ قابل تعریف بات یہ ہو کہ ان دونون کے باہمی تعلقات نمایشی اور بناوٹی نہ تھے بلکہ عملی طور پر اُن کا ظہور ہوتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اسکا اثر یہانتک پہنچا کہ جو شخص محترم اور واجب التعظیم

اتحاد و محبت

شیخ کی مخالفت کرتا تھا بزرگ سید کو اُس سے ذاتی اختلاف ہوتا تھا۔

قصہ مختصر جب فتحمند لشکر نے بہزار کامیابی اپنے قیامگاہ کیطرف مراجعت کی تو شیردل سپاہی نے اس فتح کی خوشی مین ایک شاہانہ جلسہ کیا اور کمال حوصلہ مندی اور عالی ہمتی سے لشکریون کی گودیان مال وزر سے بھر دین چند روز تک لشکر کا اس مقام پر قیام رہا۔ اور نہایت فارغ البالی سے عیش و کامرانی مین مصروف رہا۔ اسی اثنا مین ایک نہایت عجیب اور حیرتناک واقعہ پیش آیا۔ وہ یہ کہ اس فتح کے تین دن بعد ایک مسن اور ضعیف عورت شیخصاحب کو دریافت کرتی اور تلاش کرتی ہوئی آپکے خیمہ مین آئی اور ٹوٹی ہوئی آواز مین گویا ہوئی کہ برخوردار من! مین اُن تینون شخصون کی والدہ ہون جنکے سر تیری تیغ بیدریغ سے قلم کیئے گئے ہین۔ مین جانتی تھی کہ دنیا بھر مین کوئی شخص میرے فرزندون سے زیادہ شجاع اور قوی تر نہوگا۔ لیکن حقیقت مین مجھے دہوکا ہوا جو آج نہ صرف میری نظرون مین بلکہ ہزارہا انسانون کی نگاہون مین طشت ازبام ہوگیا۔ تجھپر خدا کی رحمت ہو اور آسمان و زمین کا پیدا کرنیوالا تجھے نظر بد کے زہریلے اثر سے ہمیشہ بچائے رکھے۔ بیشک تو اُن سب سے قوت و شجاعت مین بہتر و برتر ثابت ہوا۔ مین نمایشی اور بناوٹی طور پر نہین بلکہ حقیقی طور پر اُنکی جگہ تجھے اپنا فرزند خیال کرتی ہون۔ میری آرزو ہے کہ تو مجھے اپنی مان کے قائم مقام تصور کر۔ اور میری کلبۂ احزان اور تاریک گھر کو اپنے نور قدوم سے منور کرکے چند روز اطمینان اور آسایش کیساتھ جلوہ آرا ہو تاکہ مین تجھے سیر ہوکر دیکھون اور تیرے جاہ و جلال سے بھرے ہوئے چہرہ سے میری آنکھون کو خنکی اور دلکو تسلی اور اطمینان نصیب ہو۔

چونکہ بڑھیا کی تقریر دلسوزی اور شفقت و مہربانی سے بھری ہوئی تھی۔ اسلیئے محترم شیخ پر اُسکا بہت بڑا اثر پڑا۔ خادم سے فرمایا کہ گھوڑا کس۔ اور آپ فوجی لباس سے آراستہ ہوکر بڑھیا کیساتھ چلنے پر آمادہ ہوگئے۔ عزیز و اقارب کی ایک جماعت نے جن مین آپکے بھائی بندبھی تھے آپکو اس ارادہ سے باز رکھنا چاہا۔ اور عرض کیا تعجب کی بات ہے کہ آپ جیسا تیز ہوش اور عقلمند ایک ایسی حرکت پر پیشقدمی کرے جسکا نتیجہ نہایت ضرررسان اور مضرت دہ ہو ایک عورت ذات کی چند نمایشی باتون اور بناوٹی لفظون پر جن کی بنا صرف دہوکے اور غرور پر ہو بھروسہ کے قابل سمجھنا بیشک بعید از قیاس اور دور از عقل ہے۔ بالخصوص وہ عورت جس کے تین اولوالعزم اور بہادر فرزند آپ کی تیغ بیدریغ سے قتل کیئے گئے ہون آپکا وہان جانا اور اس عورت کا مہمان ہونا۔ ہماری سمجھ مین بالکل نہین آتا۔ ہرچند کہ ان لوگون نے آپکو اس ارادہ

عجیب واقعہ

دلسوزی و مہربانی

سے باز رکھنے مین بہت کوشش کی لیکن آپنے اُن کی تقریر کیطرف ذرا بھی التفات نہین کیا اور اُن کا منع کرنا کسی گنتی مین نہ لائے۔

جب مانعین کی اس جماعت نے دیکھا کہ آنے والی بڑھیا کی شیرین کلامی اور پر اثر الفاظ کا جادو واجب الاحترام شیخ پر اپنا پورا اثر ڈال چکا ہے اور ہماری تمام کوششون پر ناکامی کا پانی پھیر دیا گیا ہے تو آندھی مینہ کیطرح چھپٹے ہوئے سید حسین کیخدمت مین حاضر ہوئے۔ اور بڑھیا کی التماس اور اُسکے قبول کرنے مین شیخ کی مستعدی بیان کی۔ بزرگ سید اس دہشتناک خبر سے سخت متذبذب ہوئے اور ایک جاہلانہ حرکت کیساتھ شیخ کیخدمت مین پہنچکر گہری گہری قسمین دلائین اور بڑھیا کی التماس قبول کرنے سے باز رکھا۔

اِسوقت آپسے بجز اِسکے اور کچھہ نہوسکا کہ بڑھیا کو بلاکر نہایت تسلی آمیز لہجہ مین فرمایا کہ مادرمن! یہ لوگ مجھے تیرے ساتھ چلنے کی اجازت نہین دیتے مجھے افسوس ہے کہ مین بالفعل تیری اس التماس کے قبول کرنیسے قاصر ہون۔ لیکن تجھے مطمئن رہنا چاہیئے کہ مین چند روز کے بعد تیری بستی مین ضرور آؤن گا اور تیرے حسب منشا کچھہ عرصہ تک وہان رہون گا۔ مین تجھہ سے مضبوط وعدہ کرتا ہون اور تو یقینی طور پر سمجھہ لے کہ مسلمان ہمیشہ اپنے وعدون کو پورا کرتے ہین اور اُنکے نزدیک عہد شکنی۔ بدعہدی ایک ایسا سنگین جرم اور سخت گناہ ہے جو معافی کی قابلیت نہین رکھتا۔

وعدہ

چند روز کے بعد جبکہ تمام لوگون کے دلونسے یہ واقعہ نسیًا منسیًا ہوگیا تو شیخ وجیہ الدین صاحب اپنے متعلقین کو غافل پاکر سوار ہوئے اور اُس بڑھیا کے مکان پر تشریف لیگئے۔ بڑھیا درحقیقت ویسی ہی محبت و تعظیم اور اخلاص و دلسوزی سے پیش آئی جیسے حقیقی اور سگی ماں اپنے قابل اور فخر خاندان فرزند سے پیش آتی ہے۔ سب سے اول بڑے جوش مسرت کیساتھ استقبال کیا۔ پھر نہایت عظمت و وقار کیساتھ ایک قیمتی فرش پر بٹھایا۔ بڑھیا کی اسوقت کی بشاشت اور خوشی کا کوئی کافی اندازہ نہین ہوسکتا تھا بار بار یہی چاہتی تھی کہ شیخ پر قربان ہو جائے۔ اور اپنی جان اُسکے قدمون مین نثار کردے۔ کچھ دیر تک اسی قسم کی صحبت رہی۔ ازان بعد بڑھیا نے اپنے معزز مہمان کی کھانے کی تواضع کی اور امیرانہ طرز پر دعوت کا سامان مہیا کیا۔ کھانیسے فارغ ہونیکے بعد محترم شیخ اور بڑھیا کے مابین ادہر اُدہر کی باتین ہوتی رہین اور دیر تک راز و نیاز کا سلسلہ بڑھتا گیا۔ الغرض تین روز اسیطرح گزرے چوتھے روز شیخ صاحب اُس سے اجازت

ایفائے وعدہ

حاصل کرکے اپنے لشکر مین واپس چلے آئے۔

شیخ عبد الرحیم صاحب فرمایا کرتے تھے کہ مین بارہا اُس بُڑھیا کے مکان مین گیا ہون جب کبھی مین اُدھر جا نکلتا تو وہ نہایت شفقت و مہربانی سے پیش آتی اور میری تسلی و دلجوئی کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھتی مین اُسے دادی کہا کرتا تھا اور وہ اِس سے بہت خوش ہوا کرتی تھی اور حقیقت یہ ہے کہ چونکہ مین نے بچپن مین اپنی دادی کو نہین دیکھا تھا اسلیئے مجھے معلوم نہ تھا کہ اس بُڑھیا کے علاوہ میری کوئی اور دادی ہی واقعات مذکورہ بالا سے جو دلچسپی کے بہت سے سامان اپنے ساتھ رکھتے ہین معزز شیخ کے شجاعانہ کارنامون اور بہادرانہ نام آوریون کے ثبوت کے علاوہ آپ کی وہ خاص خاص خوبیان بھی ظاہر ہوتی ہین جو نہایت وقعت و قدر کی نگاہون سے دیکھے جانیکے قابل ہین اور نہایت مفید اور نتیجہ بخش اثر رکھتی ہین منجملہ اُنکے ایک یہ کہ شیخصاحب جیسے صادق القول اور محتاط تھے ویسے ہی بات کے پکے اور عہد کے پُورے تھے کبھی ایسا نہین ہُوا کہ کسی سے آپنے کچھ وعدہ کیا ہو اور پھر اُسے پورا نہ کیا ہو۔

تذکرون مین جسقدر حالات جناب شیخ وجیہ الدین صاحب کی بیدھڑک شجاعت اور نڈر جرأت کی لکھے گئے ہین اُنہین سے بعض واقعات ہم نقل کر چکے ہین جنسے کافی طور پر اندازہ ہو سکتا ہے کہ واجب الاحترام شیخ مین فی ذاتہ کسقدر شجاعت و جرأت کا مادہ تھا۔ لیکن اب ہم ابو المظفر محی الدین محمد اورنگزیب عالمگیر بادشاہ کے پرشوکت زمانہ مین آتے ہین اور شیخصاحب کے چند وہ واقعات مختصرًا ذکر کرتے ہین جنپر عالمگیری تذکرون کے ساتھ ساتھ تاریخی چمک ابتک برابر پڑ رہی ہے۔

جب ہندوستان کے اقبال کا ستارہ آسمانی سطح کے مشرقی افق مین شہاب ثاقب بنکر چمکا تو عالمگیر جیسا پُر رعب۔ سنجیدہ۔ اولوالعزم۔ عاقل۔ مدبر بادشاہ تخت حکومت پر جلوہ آرا ہوا۔ عالمگیر جیسا پابند مذہب اور علم دوست تھا ویسا ہی شجاعت و بہادری پر جان دیتا تھا۔ اُسکے پرشوکت دربار مین جس حیثیت سے علما فضلا کی تکریم و تعظیم کیجاتی تھی۔ اُسی لحاظ سے شجاع اور بہادرون کا اعزاز کیا جاتا تھا غرضکہ دونون فریق اس عہد حکومت مین امتیازیہ نظرون سے دیکھے جاتے تھے چونکہ جناب شیخ وجیہ الدین صاحب کی تاریخی زندگی مین یہ بات نہایت ہی عجیب و غریب تھی کہ آپ تیغ و قلم دونون کے مالک تھے (ایک ہاتھ مین تلوار کا قبضہ تھا اور دوسرے مین قلم کا نیزہ۔ جسطرح آپ کی تیغ دودم کی جیتی جاگتی یادگارین اسوقت تک زمین پر قائم و دائم ہین اُسیطرح آپکے قلمی فتوحات کے ذخیرہ ہمیشہ ہماری پیش نظر

ہین، اسلیئے عالمگیری دربار مین آپ کا دنیاوی اعزاز اور مذہبی تقدس نہایت ہی وقعت کی نگاہون
سے دیکھا جاتا تھا

عالمگیر کی تخت نشینی

سنہ ۱۰۶۸ھ مین محمد اورنگ زیب عالمگیر تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہوا اور اوائل سنہ ۱۰۶۹ھ مین

شاہ شجاع کا خروج

اسکے برادر شاہ شجاع نے بنگالہ کیطرف خروج کیا۔ عالمگیر ایک عظیم الشان اور جرار فوج ساتھ لیکر شاہ
شجاع کی تنبیہ کیلئے روانہ ہوا اور عالمگیری شاندار جھنڈے ایشیائی دنیا کے مشرقی حصون کیطرف فوراً
اڑ کھڑے ہوئے موضع کھجوہ مین دونون خونخوار اور عظیم الشان لشکرون کا اندھادھند مقابلہ اور مقابلہ

اور عالمگیر

کے بعد سخت خونریزی واقع ہوئی۔ اس جنگ مین جناب شیخ وجیہ الدین صاحب بھی شریک کر لیے گئے
تھے اور عین معرکہ مین داد شجاعت دیتے تھے۔

اس معرکہ آرائی مین شیخصاحب ہی نے لڑائی کا بہت بڑا حصہ لیا۔ فوج کا ایک مختصر مگر خونخوار دستہ
بہادر اور دل چلے شیخ کے زیر کمان بڑے جوش کیساتھ آگے بڑھا چلا جاتا تھا اور تیرون کا برابر مینہ

میدان جنگ

برسا رہا تھا۔ ایک موقع پر پہنچکر شیخصاحب نے اپنے گھوڑے کی باگ روک لی اور ساتھ ہی آپ کی وفادار
اور جان نثار فوج بھی رک گئی۔ آپنے چند منٹ تک غور کیا کہ مجھے کس پہلو پر حملہ آور ہونا زیادہ مفید پڑیگا
فوراً آپ کی سمجھ مین ایک رخ آگیا۔ اور اسیطرف گھوڑے کی باگ اٹھادی۔ حریف کے لشکر نے اپنی
توپون کے رخ ادھر کردیئے اور ایک دم گولون کا مینہ برسانا شروع کردیا۔ لیکن خدا کی شان ان کا
فیصدی ایک گولا بھی نشان پر نہ لگ سکا۔ چنانچہ اب دونون لشکرون نے توپون کے فیر سے درگزر
کر کے تلوارون کے قبضے پکڑ لیئے۔ اور سینہ بسینہ جنگ شروع ہوگئی۔ کچھ دیر تک اندھادھند مقابلہ رہا۔
اور سخت خونریزی کے بعد حریف کا لشکر نہایت بزدلی اور سراسیمگی سے پیچھے ہٹا۔ شیخصاحب نے بڑی بے
جگری اور بہادری سے یہ مورچہ فتح کیا اور یہان کا ضروری انتظام کر کے بڑے غیظ و غضب کے ساتھ
حریف پر دوبارہ حملہ آور ہوئے۔

لشکر کی ہزیمت

مخالف فوج نے شیخ کے اس زبردست اور خونخوار حملہ کو بڑے زور سے روکا اور دو گھنٹے یا اس سے
کچھ کم و بیش انہون نے بڑی خونخواری سے جنگ کی لیکن بعد ازان یک بیک ان کے پاؤن اکھڑ گئے
اور یہ مورچہ بھی شیخ کے قبضہ مین نہایت آسانی کیساتھ آگیا۔ شاہ شجاع کے تمام لشکر مین ایک تہلکہ
پڑ گیا۔ اور شیخ کے متواتر حملون اور تابڑ توڑ وارون نے انھین بالکل بزدل بنادیا۔ چنانچہ جب انپر حملے

زیادہ خوف طاری ہُوا تو سراسیمہ ہو کر بھاگنا شروع کیا۔

شاہ شجاع اگرچہ فنون جنگ سے خوب واقف تھا اور بے نظیر شجاعت و بہادری مین غیر معمولی قابلیت رکھتا تھا۔ لیکن عالمگیر کے مقابلہ مین اپنا ضعف بخوبی سمجھتا تھا۔ گو اسکا لشکر تعداد مین کم نہ تھا۔ لیکن شایستگی اور خونخواری مین عالمگیر کے لشکر کی برابری نہین کر سکتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ ایسی خونخوار اور شایستہ فوج سے میدان لینا مشکل اور سخت مشکل ہے۔ قواعد دان فوج کی کمی افسرون کی بے اعتباری۔ عام لشکر کی طبع برخاستگی۔ اور سب سے بڑھکر سامان حرب کی طرف سے ناکافی اطمینان۔ یہ تمام باتین اس قسم کی تھین جو ہر وقت شاہ شجاع کو متوحش اور بزدل بنارہی تھین شاہ شجاع نے جنگ کا یہ رنگ دیکھکر پہلے ہی سے نتیجہ نکال لیا تھا کہ اسموقع پر کامیابی کی امید کرنا سراسر فضول ہے اسلیے اُس نے میدان جنگ کو چھوڑ کر آخری تدبیر یہ سوچی کہ چند مست ہاتھی عالمگیر کے لشکر کیطرف چھوڑے جائین اور ہر ہاتھی کے پیچھے زرہ پوشون کی ایک کافی تعداد روانہ کی جائے جب مست ہاتھی مخالف کی فوج پر حملہ کر کے متفرق و پریشان کردین تو زرہ پوشون کا لشکر آفت ناگہانی کیطرح اُن پر ٹوٹ پڑے اور عام قتل کر کے دشمن کو پسپا کردے۔

مست ہاتھیون کا حملہ

دوسرے دن جبکہ طرفین کے لشکر صف آرا ہوئے اور عالمگیر کے فوجی افسرون نے اپنے اپنے دستون کا باقاعدہ پرا جمایا تو شاہ شجاع کے لشکر کیطرف سے دو تین کوہ پیکر مست ہاتھی چنگھاڑتے ہوئے بڑے جوش و خروش کیساتھ نکلے اور اُنکے عقب مین کثیر التعداد فوج لوہے مین ڈوبی ہوئی آہستہ آہستہ آگے بڑھی۔ خونی ہاتھیون نے چارون طرف بیجا با حملے کرنے شروع کر دیئے اور زرہ پوش جماعت بڑی دہشتناکی کیساتھ توپ کی باڑین مارنے لگی۔ جب یہ صورت ظہور مین آئی۔ تو عالمگیر کے لشکر مین ایک ہلچل سی پڑگئی۔ بڑے بڑے بہادرون کے پیر اُکھڑ گئے اور ہر شخص ایک سمت بے تحاشا بھاگ کھڑا ہوا۔ عالمگیر کے ہاتھی کے گرد بجز ان خاص خاص وفادارون اور جان نثارون کے اور کوئی باقی نہین رہا۔ جو خطرناک اور سخت نازک موقع پر اُسکا ساتھ دیتے چلے آئے تھے اور جنہون نے اُسکی ترقی و بہبودی مین ہمیشہ جانین لڑادی تھین۔

شیخ وجیہ الدین صاحب اپنے مورچہ پر بے خوف و ہراس کھڑے ہوئے اسی خونی منظر اور قیامت زا حادثہ کو پُر شوق نظرون سے دیکھ رہے تھے۔ فوج کی پریشانی اور بزدلی دیکھکر آپکی رگ غیرت حرکت مین

آئی - اور بہادرانہ جوش تمام رگون مین خون کی طرح دوڑ گیا - آپنے مورچہ چھوڑکر سب سے اول اُس مست ہاتھی پر حملہ کرنا چاہا جو اُس طرف رُخ کیئے ہوئے بڑھا چلا آرہا تھا - جو فوج کا دستہ اسوقت آپکی زیر کمان تھا - ہاتھی کا مقابلہ کرتے ہوئے جھجکا اور میدان سے واپس چلا جانا غنیمت سمجھا - بہادر شیخ نے آگے بڑھکر سب کو روکا اور خوف زدہ آواز مین غل مچاکر کہا - "بہادرو! یہی تو لڑائی کا موقع ہے اور شجاعت و بہادری کے جوہر دکھانے کا یہی تو وقت ہی - اسموقع پر جان دینا اور شجاعون کے کارنامون مین اپنی زندہ یادگار قائم رکھنا جان بچانے اور ہمیشہ بزدلی اور نامردی کیساتھ یاد کیئے جانیسے بہت بہتر ہے - شجاعت ہمیشہ نامورون کی سب سے زیادہ جس چیز نے تاریخ مین بقائے دوام کیساتھہ عزت افزائی کی ہی اور بہادرون کو جس بات نے تاریخی کارنامون مین ممتازیت و انتخاب کا پُرفخر اعزاز بخشا ہے یہی جان نثاری اور وفاداری ہے - ہمین ذرا شک نہین کہ ایسے جان جوکھون اور خطرناک مواقع مین ثابت قدمی و استقامت سے کافی حصہ لینا بعض اولوالعزم اور جانبازون کو بھی نصیب نہین ہُوا ہے - لیکن خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ انسانی تدبیر تقدیر الٰہی کو کبھی شکست نہین دیسکتی - فتح ہمارے ساتھہ ہی اور بغیر مقابلہ واپس چلے جانے مین بدنامی کے علاوہ سراسر حرمان نصیبی اور بدقسمتی آگے کھڑی ہے - لیکن پھربھی مین تمہین بخوشی اجازت دیتا ہون کہ جسکا جی چاہے مجھسے علیحدگی اختیار کرے اور جسے منظور رہے میرا ساتھ دے۔"

شیخ کی سورمائی اور پرجوش نصیحت

ہرچند کہ آپ کا یہ فصیح اور موثر وعظ دلسوزی اور حکمت آمیز مقولون سے پُر تھا اور سامعین کے دلون پر بہت اچھا اثر ڈالنے کا کافی سامان رکھتا تھا - لیکن تجربہ سے دیکھا جاتا ہی کہ جو طبیعتین حقیقت مین قابل اور متاثر ہوتی ہین اُن مین ادنے بات سے تحریک اور تحریک کیساتھہ تکمیل کا مادہ پیدا ہوجاتا ہے - بخلاف اِن کے جو طبیعتین ناقابل اور پژمردہ ہوتی ہین اُنپر کسی مؤثر وعظ کا اثر پڑتا ہے نہ دلسوزی کا اظہار کام آتا ہے - اور چونکہ سنگلاخ چٹانون پر بغیر ہل چلائے بیج ڈالنا اور پھر اُسکے باردار ہونیکی امید کرنا خلاف قانونِ قدرت بات ہی - اسلیئے جناب شیخ صاحب اپنے اس ارادہ پر کامیاب نہین ہوسکے

چنانچہ آپکے اکثر رفیق اس خطرناک معرکہ مین آپسے جدا ہوگئے - اور صرف چار شخصون نے اِس دہشتناک منظر مین آپ کا ساتھ دیا - یہی چار اولوالعزم اور ارادہ کے پُورے وہ شخص ہین جن کی نسبت شیخ وجیہ الدین صاحب ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ "اگر ہمارے رفیقون مین سے کوئی شخص کسی خوفناک اور جانبازی کے موقع

مین ہمارا ساتھ دیگا ان ہی چار مستقل اشخاص مین سے ہوگا"

قصہ مختصر آپ ایک اونچے دمدمے سے تلوار علم کیئے ہوئے اُترے۔ ان چار شخصوں نے آپکے گھوڑے کا فتراک مضبوطی کیساتھ پکڑکر باہم معاہدہ کیا کہ ہم شیخ کیساتھ جانین تک لڑادینگے اور وفاداری کا حق جیساکہ چاہیئے ادا کرینگے جس مقام پر شیخ کے قدم ہونگے وہان ہم اپنی آنکھین بچھادینگے شیخ نے نہایت استقلال اور ثابت قدمی سے ہاتھیون کیطرف رُخ کیا۔ اور سبسے اول اُس ہاتھی پر سفاکانہ حملہ کیا جو زیادہ سرکشی کررہا تہا۔ قریب پہنچکر کچہہ دیر تک توخاموش اور چُپ چاپ کہڑے رہے لیکن جون ہی ہاتھی نے اپنی مہیب اور خوفناک سونڈ آپ کی طرف اُٹھائی اور چاہا کہ لپیٹ کر گھوڑے سے کہینچ لے آپنے پوری طاقت سے ایک ایسی تلوار ماری کہ اُسکی سونڈ نیچے کیجانب سے دو پارہ ہوگئی سونڈ کے کٹتے ہی ہاتھی نے ایک نہایت کریہہ ہوش رُبا چیخ ماری جسکے سننے والون کے دل دہل گئے اور لشکر مین عام طور پر ایک سخت زلزلہ اور تہلکہ پڑگیا۔ ہاتھی ایسی بے سروسامانی اور سراسیمگی کیساتھ پیچھے کیطرف بہاگا کہ زرد پوشون کا لشکر جو اُسکے عقب مین لشکر عالمگیر پر اسلحۂ آتشی یعنے داغنے والے آلات سے باڑین مارتا ہوا آگے بڑھا چلا آتا تہا اُسکے پاون سے اسقدر کچلا گیا کہ صرف گنتی کے آدمی اور وہ بہی بہت مشکل سے جانبر ہوسکے۔

شیخ کی یہ شجاعانہ کوشش گویا عالمگیر کی فتح وعروج اور شاہ شجاع کے زوال وادبار کا مقدمہ تہا۔ ابہی اس سے پیشتر عالمگیر کا اقبال جو پہاڑ کی چوٹی کے ڈہلتے ہوئے سورج کیطرح نہایت حیرت کے ساتھ اِس پرخوف نظارہ کو الوداعی نظرون سے دیکھ رہا تہا اُس آفتاب کیطرح چمکنے لگا جو نصف النہار پر پہنچکر اپنی پوری اور کامل درخشانی سے ایک عالم کو منور کردیتا ہے منتشر اور بہاگی ہوئی فوج سب طرف سے سمٹ سمٹا کر جمع ہوگئی اور شیخ کی سرکردگی مین غنیم کی فوج پر دفعتہً پل پڑی۔ اب سطح زمین پر تلوارین چمکنے لگین اور آتش فشان آلات سے سارا میدان دہوان دہار ہوکر مہیب اور خوفناک آوازون سے گونج اُٹھا۔ اِس جنگ کا یہی حصہ زیادہ پرخطر اور خوفناک تہا۔ بہادرون کے سر کہیرے ککڑی کیطرح بیدریغ کٹ رہے تھے۔ اور زخمی سپاہی خونی دریا مین غوطے لگارہے تھے۔ کسیکو کسی کی خبر تک نہ تھی اور ایک بڑے گہمسان کی لڑائی ہورہی تھی۔

شاہ شجاع کی ہزیمت اور شکست

نتیجہ یہ ہوا کہ شاہ شجاع کو شکست ہوئی اُسکے لشکر کا اکثر حصہ بیدریغ قتل کیا گیا اور کسیقدر گرفتار

میدان عالمگیر کے ہاتھ رہا. اور غنیم کا بیشمار سامان حرب ہاتھ لگا. لشکر مین فتح کے شادیانے بجنے لگے اور ہر شخص کو اپنی کھوئی ہوئی عزت اور برتری کے دوبارہ حاصل کرنیکا موقع ملا. عالمگیر نے اس فتح کی خوشی مین ایک شاہانہ جلسہ کیا اور چونکہ وہ عین معرکہ مین جناب شیخ وجیہ الدین صاحب کی بہادرانہ کوشش اور وفادارانہ جوش کو اپنی آنکھ سے دیکھ چکا تھا اسلیئے سب سے پیشتر عمدہ اور منتخب اسلحہ کیساتھ کثیر التعداد رقمین آپ کو عطا کی گئین. عالمگیر نے خود اپنے ہاتھ سے آپ کی کمر مین تلوار باندھی اور نہایت شکرگزاری کیساتھ آپکے منصب اور عزت افزائی مین ترقی کرنی چاہی لیکن اس سیرچشم اور مستغنی المزاج بہادر نے اپنی اس کارگزاری کے صلہ مین کوئی مہتم بالشان اور منتخب عہدہ لینا پسند نہین کیا کیونکہ آپ اپنے موجودہ منصب کو صوبجات کی گورنری اور پرگنون کی عاملی کے ممتاز عہدون سے کسیطرح کم نہ سمجھتے تھے. نیز آپ کی محتاط زندگی اور معمول سے زیادہ اتقاء پرہیزگاری اُن معزز عہدون کے مناسب بھی نہ تھی جنمین مصروف ہوکر اکثر لوگ ان امور سے غفلت مین پڑجاتے ہین عجب نہین کہ آپنے اسی خیال سے ان عہدون کو قبول نہ کیا ہو.

اس واقعہ سے ناظرین کو بخوبی معلوم ہوگیا ہوگا کہ شیخصاحب اپنی بے مثل شجاعت و بیجا باجرأت مین کہان تک قابلیت رکھتے تھے اور شاہی درباروں مین آپ کی شجاعانہ کوششین کسدرجہ اعزاز و وقعت کی نگاہون سے دیکھی جاتی تھین. اسکے علاوہ آپ کی شجاعت کی نسبت اور بھی بہت سے ایسے دلچسپ اور ندرت مآب واقعات تذکرون مین لکھے گئے ہین جنسے آپ کی یہ صفت بوجہ احسن ظاہر ہوتی ہے. لہذا مین ایک اور واقعہ لکھکر اس عنوان کو ختم کرتا ہون.

عالمگیر کی خدا شناسی

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سید شہاب الدین کو جو شاہ عالمگیر کا ایک نہایت معزز و ممتاز اور مشہور کارکن تھا عالمگیر بادشاہ کیطرف سے محاسبہ پیش آیا. چونکہ حساب سمجھتے وقت بادشاہ کو اُسکی خیانت ثابت ہوئی. اسلیئے عالمگیر نے اُسپر سخت عتاب کیا. اور گرفتاری کا حکم دیدیا. جناب شیخ وجیہ الدین صاحب نے اُس تعارف کیوجہ سے جو ایک زمانہ سے حاصل تھا عالمگیری عدالت مین اُسکی ضمانت پیش کی اور خود غبن شدہ رقوم کے کفیل ہوگئے. آپ کی ضمانت منظور ہوئی اور رقوم کی ادائگی کے لیئے ایک محدود وقت مقرر کیا گیا. لیکن جب وعدہ کی مدت ختم ہوئی اور سید شہاب الدین نے رقوبات ادا کرنے مین تساہل کیا تو شاہی مطالبہ آپ کی طرف متوجہ ہوا. رقم کثیر تھی اور شیخصاحب اسقدر

ایک اور واقعہ

استطاعت نہ رکھتے تھے کہ اُسے اداکر کے حاصل کرتے۔ اِسلیئے آپنے سید شہاب الدین کو بلایا اور نہایت نرمی اور سہولت کے ساتھ مطالبہ کا سلسلہ چھیڑا ہنوز باتون کا تار نہ ٹوٹا تھا کہ بد قسمت سید نے آپ کے اُس قومی احسان اور اِس سہلگیری و نرمی کی یہ مکافات کی کہ سخت برہمی اور غصہ کے لہجہ مین بولا کہ حضرت! میرے پاس مال و دولت کچھہ نہین اور اِسکے ساتھ ہی ایک بڑی غضبناکی اور عام جوش کیساتھہ تلوار میان سے نکالکر کہنے لگا یہ حاضر ہے۔" شیخصاحب نے اُسکی یہ برہمی (اور سچ پوچھئے تو کمینہ پن) ملاحظہ کر کے ایک نہایت ہی خوش آیندہ تبسم کیساتھ فرمایا۔ "پیارے سید! تلوار کا قبضہ پکڑنا بہت آسان ہی۔ لیکن اُسکی ذمہ داری سے باہر آنا مشکل اور سخت مشکل ہے۔ تمہاری غضبناکی محض بیجا ہے اور میرے سامنے کچھہ بھی وقعت نہین رکھتی۔ شیخ کی یہ گفتگو سن کر وہ اور بھی افروختہ ہوا اور اُسکی حمیت کی رگ حرکت مین آئی۔ ایک فوری جوش کیساتھہ تلوار اُٹھائی اور سر تک بلند لیگیا لیکن ہنوز تلوار نیچے جھکنے نہ پائی تھی کہ دل چلے شیخ کا بایان ہاتھ اُس تک پہنچ چکا تھا آپنے اپنے بائین ہاتھ سے تو اُسکی تلوار پکڑی اور داہین ہاتھ سے چہرہ پر ایک ایسا طمانچہ مارا کہ احسان فراموش سید اوندھے مُنہ زمین پر جا پڑا اور ایک عرصہ تک بیہوش رہا۔ آپنے خادم سے فرمایا کہ اس گردن زدنی کے ہاتھہ پاؤن رسی سے کس دیئے جائین اور اِسکے طویلہ مین جسقدر اونٹ گھوڑے موجود ہون سب حاضر کیئے جائین چنانچہ آپکے حکم کی تعمیل ہوئی اور حرمان نصیب سید کا طویلہ فوراً خالی کر دیا گیا۔

اِدہر جب سید کو تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو آپنے اُسی قہر آلود نظرون سے دیکھکر فرمایا کہ سید! کیا اُس قومی احسان کا بدلہ یہی تھا جو تو نے ادا کیا۔ اور ہان یہ تو بتا کہ اب تیرا وہ لاف و گزاف اور تکبر و غرور کہان گیا۔ سید سے جبکہ اُسنے اپنے تئین ایک بڑی رسی مین جکڑا ہوا دیکھا آپکے پہلے جملہ کو سن کر بجز اسکے اور کچھہ بن نہ آیا کہ گردن نیچی کر لی۔ لیکن جب دوسرا جملہ کان مین پڑا تو اُسکے دلمین ایک غیر معمولی حرکت پیدا ہوئی اور نہایت جوشیلی آواز مین بولا کہ مین نے اپنے کامیاب ہونے مین کسیطرح کی کوتاہی نہین کی۔ لیکن اِسے مین کیا کرون کہ آپ کا ہاتھ قبل اِسکے کہ مین اپنا وار کرون حرکت مین آیا اور ایک ایسا قوی صدمہ مجھے پہنچا جس سے بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا پھر آپ ہی فرمائین کہ اِس مین میرا کیا قصور ہے۔

شیخصاحب نے اُسکی یہ بیہودہ اور فضول گفتگو سنکر فرمایا کہ بیشک تم سچ کہتے ہو اب مین تمہین پورا

موقع دیتا ہون کہ اپنی کامیابی مین کوشش محنت کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھو اور جو کچھ کرنا ہو کر گزرو
چنانچہ آپنے خادم کو اشارہ کیا کہ سید کے ہاتھ پاؤن کھولدیئے جائین اور اسکی تلوار اُسے دیدیجائے
فوراً آپکے ارشاد کی تعمیل ہوئی۔ اور ناعاقبت اندیش سید تلوار لیکر محترم شیخ کے مقابلہ مین اٹھہ کھڑا
ہُوا۔ ہرچند چاہا کہ حملہ کرے لیکن شیخ کا رعب اِسدرجہ غالب ہُوا کہ اُسکا جسم سر سے پاؤن تک تھرتھر
کانپنے لگا اور بدن پر اسقدر لرزہ پڑا کہ حملہ کرنیکی جرأت نہ ہوئی۔ انجام کار اُسنے تلوار زمین پر پھینکدی اور
بیساختہ آپکے قدمون پر گر پڑا۔

رعب وہیبت

اِس واقعہ سے شجاعت کے سوا آپکے قومی احسان وتفضلات سہلگیری اور استقلال کے عمدہ
نمونے ظاہر ہوتے ہین اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رعب وہیبت جو شجاعت کیلئے لازمی ہین آپ مین
بطرز احسن پائے جاتے تھے۔ پھر اس واقعہ کو اگر ناظرین لطیفہ سمجھین تو حقیقت مین ایک عمدہ اور نتیجہ
خیز مذاق ہو۔ لیکن اگر تاریخی لحاظ سے دیکھا جائے تو اس بات کی پوری تحقیق ہوتی ہو کہ واجب الاحترام
شیخ کی شجاعت۔ شہرت سے درگزر کرکے ضرب المثل کی حد تک پہنچ گئی تھی۔ اگرچہ کتب تواریخ اور عام
تذکرون مین بزرگ شیخ کی شجاعت کے افسانے جستہ جستہ مذکور ہین لیکن اس واقعہ کی نسبت مجھے لکھنا
بہت مشکل ہے کہ کس تاریخ مین اسکا ذکر ہوا ہے تاہم مین یقین کیساتھہ کہہ سکتا ہون کہ گو مورخان
نے اِسے ایک عام معمولی اور جزئی واقعہ سمجھکر نظر انداز کردیا ہے۔ لیکن اسکے واقعی اور محقق ہونے
مین کسیطرح کا شک نہین اور اِسکے ثبوت مین مین صرف ایک مستند شہادت پیش کرنا کافی سمجھتا
ہون وہ یہ کہ جب جناب شیخ عبد الرحیم صاحب کے سامنے اس واقعہ کا ذکر ہُوا تو آپنے نہایت وثوق کے
ساتھہ ارشاد کیا کہ یہ واقعہ میرا چشم دید ہے۔ اُسموقع پر مین خود موجود تھا اور اس خوفناک منظر کو اپنی
آنکھہ سے دیکھہ رہا تھا"۔ پس اس مستند اور فاضل کی واجب القبول عینی شہادت کے مقابلہ مین
ہمین ہرگز جائز نہین کہ واقعہ مذکورہ کے ثابت اور محقق ہونے مین کسیطرح کا شک و شبہ کرسکین۔

محترم شیخ کی تاریخ زندگی مین سب سے زیادہ جس چیز نے آپ کو تمام ہندوستان مین معروف و
مشہور کردیا ہے وہ بھی آپ کی شجاعت کے کارنامے اور بہادری کے افسانے ہین جنمین سے مین بعض
اُن واقعات کو بہ تفصیل بیان کرآیا ہون جنمین ناظرین کی دلچسپی کے بہت کچھ سامان تھے اب مین
آپ کی استقامت اور قلبی قوت کا ایک واقعہ ذکر کرتا ہون جو علاوہ دلچسپی کے مذکورہ بالا عنوان سے

استقامت

کمال تعلق رکھتا ہے کیونکہ حقیقت مین قلبی قوت اور استقامت ہی بیت الشجاعۃ کا پہلا دروازہ ہے جسمین قدم رکھتے ہی ناظرین کو آپکی شجاعت کا اور بھی کافی اندازہ ہوجائیگا۔ اور معلوم ہوجائیگا کہ آپنے اِس صفت خاص مین وہ غیر معمولی ترقی کی جس سے آجتک صفحات تواریخ پر آپکا نام نامی ثبت ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کی بیباکی اور قلبی قوت اِس حدتک پہنچگئی تھی کہ ایک معرکہ جنگ مین عظیم الشان مقاتلہ اور سخت خونریز محاربہ واقع ہوا۔ دونون لشکرون کے بیشمار اور انگنت آدمی قتل کیئے گئے اور کچھہ زخمی۔ لیکن انجام کار مسلمانون کو نمایان فتح نصیب ہوئی اور مقدس اسلام کے شاندار جھنڈے ہوا مین اُڑنے لگے۔ جب مسلمانون کا جنرل جسکی زیر کمان یہ فاتح لشکر موجود تھا۔ اپنی مقام پر پہنچا تو رات کیوقت حسب دستور تمام فوجی افسر دربار مین حاضر ہوئے۔ مقتولون کی تعداد مین گفتگو کا سلسلہ چھڑ گیا اور یہ سلسلہ بڑھتے بڑھتے مناظرہ کی حدتک پہنچا ہر شخص مقتولون کی ایک تعداد قائم کرتا تھا۔ اور دوسرے کیطرفسے فوراً اُسکی تردید ہوتی تھی۔ شدہ شدہ جب آپکی نوبت آئی تو فرمایا مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جانبین سے پانچ کم دوسو یا پانچ اوپر دہ سو آدمی قتل کیئے گئے ہین اور جو لوگ شکست کھاکر بھاگ گئے ہین اُنکی بابت مین کوئی کافی معیار اور صحیح رائے قایم نہین کرسکتا۔

ذہانت و حافظہ

حاضرین نے جب آپ کا یہ عاقلانہ حیرت انگیز فیصلہ سُنا تو سخت استبعاد و استعجاب کیا اور تحیر انگیز صورت مین شیخ کے چہرہ کو تکنے لگے۔ لیکن تاہم کسیکو یہ مجال نہتھی کہ آپکے قول کی تکذیب کرتا۔ اور ہان نا کا کوئی جواب دیتا۔ اِس تحیر اور بیجا سکوت نے محترم شیخ کو آشفتہ کیا اور آپ کسیقدر برہمی سے کہنے لگے کہ تم لوگ اسقدر متعجب کیون ہوتے ہو مین نے کوئی بات نفس الامر کے خلاف نہین کہی ہے یہ اور بات ہی کہ تم اُسے واقعہ کے مطابق نہ سمجھو۔ حاضرین نے اگرچہ اپنی متذبذب حالت کے درست کرنیمین بہت کچھہ کوشش کی مگر بدقسمتی سے وہ اسمین ناکام رہے۔ تاہم بلجاجت یون عرض کرنے لگے۔ مخدوم و محترم شیخصاحب! ہم اعتراضاً متعجب و متحیر نہین ہوئے بلکہ ہمین اِس واقعہ سے کما حقہ واقفیت نہین ہے ورنہ ہم آپ کی ہر بات قابل تسلیم سمجھتے اور اُسے وقعت کی نگاہون سے دیکھتے ہین۔

حاضرین دربار یہ سب کچھہ کہہ رہے تھے لیکن حقیقت مین اُنہین واجب الاعتصام شیخ کی اِس

بات مین بہت بڑا شک اور سخت تردد تہا۔ آپ اُنکے اِس تذبذب کو فوراً تاڑ گئے اور چاہا کہ سب کو حقیقت حال پر مطلع کرین۔ چنانچہ آپ اُس مجلس سے ایسی ہیئت پر اُٹھے جیسے کوئی شخص قضاء حاجت کیلئے اٹھتا ہے رات نہایت اندہیری اور تیرہ و تاریک تھی۔ ہاتھ کو ہاتھ سُجھائی دیتا تہا نہ رستہ کا پتہ و نشان معلوم ہوتا تہا۔ آس پاس کے گانون والون نے کبھی کے چراغ گل کردیئے تھے۔ چارون طرف سے کالی کالی گھنگھور گھٹائین اُمڈی چلی آرہی تہین بجلی کی کڑک سے سارا جنگل گونج رہا تہا۔ گاہے گاہے بادھر اُدھر کے نیز جُھونکے آبادی کا نشان دیتے تھے ورنہ اندہیرے کی سیاہ چادر سے یہ معلوم ہوتا تہا کہ یہان تک عالم خاموشی اور سنسانی حکومت کررہی ہے۔ اِسی خطرناک حالت مین شیخ ہی کا کام تہا کہ تلوار کا قبضہ ہاتھ مین پکڑکر بیجا یا معرکہ مین تشریف لیگئے۔

اِسوقت معرکہ جنگ اور بھی پُرخوف اور زیادہ خطرناک تہا کہین کہین سے زخمیون کی جگرخراش آوازین اور جانگزا صدائین سنائی دیتی تہین۔ یا اِدہر اُدہر سروانکے ڈھیر پڑے ہوئے معلوم ہوتے تھے بے سر لاشونکے تودے لگے ہوئے تھے اور جسطرح مینہ سے زمین بہیگ جاتی ہے اسیطرح بہادرون اور جانبازون کے خون سے زمین بہیگی ہوئی نظر آتی تھی۔ یہ سب کچھ تہا لیکن دل چلے اور نڈر شیخ کے دلپر اِس حسرتناک منظر کا کچھ بھی اثر نہ پڑتا تہا۔ آپنے نہایت احتیاط اور اطمینان کیساتھ مقتولون کو گننا شروع کیا۔ اِسی اثنا مین آپ کا ہاتھ ایک ایسی گھائل نعش پر پڑا جسمین ہنوز کچھ جان باقی تھی ہاتھ پڑتے ہی اُسنے ایک نہایت دہشتناک چیخ ماری۔ ممکن تہا کہ شیخ اِس ہولناک چیخ سے دہشت مین آجاتے۔ لیکن تعجب اور تعجب کیساتھ حیرت ہے کہ کچھ تذبذب آپ مین دخیل نہین ہوا۔ آپنے اسکی تسکین کی اور اپنا نام بتاکر اور لاشون کی پڑتال شروع کی۔ اِسی اثنا مین آپ کا خیال اِسطرف دوڑا کہ معرکہ جنگ کے علاوہ کچھ مقاتلہ گانون کے عین وسط مین بھی ہوا تہا وہان بھی چلکر مقتولونکی نعشین ٹٹولنی چاہئین چنانچہ آپ میدان جنگ کی نعش شماری سے فارغ ہوکر گانون مین پہنچے اور جہان جہان احتمال تہا انتہا سے زیادہ مقتولون کا تجسس کیا آپ ایک ایک لاش پر ہاتھ رکھتے اور گنتے جاتے تھے کہ دفعۃً آپکا ہاتھ ایک بُڑھیا عورت سے چھو گیا جو لڑائی کیوقت ایک گوشہ مین چُھپ کر بیٹھ گئی تھی اُسنے بھی ایک نہایت خوفناک چیخ ماری اور غل مچاکر امن و پناہ کی استدعا کی۔ آپنے اُسکی بھی تسلی کی اور مزید اطمینان کیلئے آپنے اپنے نام نامی سے آگاہ کیا۔

یہ سخت تعجب بلکہ ایک گونہ خرق عادت بات ہے کہ مقتولون کی تعداد اُسیقدر ظاہر ہوئی جو
شیخصاحب کا معیار تہا۔ آپنے نہایت جوش مسرت کیساتھ لشکر کیطرف مراجعت فرمائی۔ اور مجلس کو
اسی ہیئت پر پایا جسپر آپ چہوڑکر معرکہ کیطرف تشریف لیگئے تھے۔ حسب قاعدہ مجلس مین جا بیٹھے اور جب
لوگون کو اپنی طرف متوجہ دیکھا تو معرکہ مین جانے اور مقتولون کی نعشین شمار کرنے اور اُن دونون
شخصون سے ملاقات کرنے کا سارا قصہ بتفصیل بیان کیا۔ اب حاضرین کا استعجاب اور بھی زیادہ
ہوا اور وہ پہلے سے بہی کسیقدر زائد حیرت زدہ ہوگئے۔ سب سے زیادہ خود رئیس کو آپ کی اس قلبی قوت
اور حیرت افزا استقامت پر تعجب تہا۔ اُسنے فوراً حکم دیا کہ سو بہادر سوار مشعلین لیکر معرکہ مین جائین
اور تمام مقتولون کا شمار کرکے اُن دونون شخصونکو ہمراہ لے آئین۔ سوارون کی یہ جماعت اگرچہ اپنی
بے دہڑک شجاعت اور بیخوف دلیری مین بیمثیل تہی لیکن اس خطرناک وقت اور پرخوف مقام کی ہیبت
سے معرکہ مین جاتے ہوئے ہچکچائی اور خوف کے مارے سر سے پاؤن تک تھرتھر کانپنے لگی۔ امیر نے جب اِن
لوگون کی یہ حالت دیکھی تو ایک تند اور غضبناک لہجہ مین بولا۔ ہان ہان ابھی جاؤ اور اس سربستہ راز
کی مجھے جلد اطلاع دو۔ اور اس طلسم کی پردہ کشائی کرو۔ اس دوسرے حکم نے انکے رہے سہے ہوش و
حواس بہی گم کردیئے۔ اور اب بجز اُسکے ارشاد کی تعمیل کے اور کچہہ نہو سکا۔ معرکہ مین جاکر مقتولون کا
شمار کیا اور اُن دونون شخصونکو ساتھ لے آئے۔ مقتولون کی تعداد نے شیخ کی رائے سے موافقت کی اور
اُن دونون شخصونے آپکے نام سے امیر کو اطلاع دی۔

قصہ مختصر محترم شیخ کی شجاعت و استقامت اور قلبی قوت کے حالات و واقعات اسقدر وسیع اور
غیر محدود ہین جنکے ذکر کرنے کی ہم اپنے اس مختصر تذکرہ مین گنجایش نہین دیکھتے یہی وجہ ہے کہ اس مقام پر بطور
مشتے نمونہ از خروارے بہت تھوڑے وقائع لکھکر اس عنوان کو ختم کرنا مناسب خیال کرتے ہین القلیل
ینبئی عن الکثیر والغرفۃ یحکی عن البحر الکبیر ورنہ خاصکر آپکی بے مثال جرأت اور سچی شجاعت کے
اسقدر واقعات ہین کہ اگر فیصدی دس کا بہی انتخاب کیا جاوے تو بہی ہمارا تذکرہ اُنکے لیئے ناکافی ہو
تاہم ناظرین کی دلچسپی کے لیے چند روایتین اوپر نقل کر آئے ہین جنسے آپکی شجاعانہ کوششین بخوبی ظاہر
ہوتی ہین۔ لیکن اس بات کو ہم ڈنکے کی چوٹ کہین گے کہ شیخ کے پولٹیکل معاملات کی نسبت ہمین ایک
واقعہ بہی لکھنا بہت مشکل ہے کیونکہ مورخین نے اُنہین عام اور جزئی واقعات خیال کرکے بالکل نظر انداز

کر دیا ہے اسلیئے ہمین امید ہے کہ ناظرین اسبات کا الزام دینے سے ضرور اغماض کرینگے. کہ ہمنے کوئی پولیٹکل واقعہ شیخ کی سوانح عمری مین ذکر نہین کیا۔

# شیخ کے عام اخلاق وعادات

اخلاق وعادات

شیخ کے سپاہیانہ واقعات کو چھوڑکر اب ہم آپکے عام اخلاق وعادات پر نظر ڈالتے ہین کیونکہ انسان کی تاریخی زندگی مین یہی ایک ایسا دلکش مرقع ہے جسمین مختلف شکل و شمائل کی تصویرین دکھائی دیتی ہین۔ نہایت تعجب سے دیکھا جاتا ہو کہ وہی شیخ جسکے پر زور ہاتھ مین ابھی ابھی تلوار کا قبضہ تہا اب علمی جلسون مین فضیلت کی کرسی کو زینت دے رہے ہین۔ وہی شیخ جو کل معرکہ آرائیون مین داد شجاعت دے رہے تھے اور بے مثل جرأت کے حیرتناک نمونے دکھارہے تھے آج علمی مذاق کی نہرون مین بڑی خوشی کے غوطے لگا رہے ہین۔ کبھی آپ کا روئے سخن علماء و فضلا کیطرف دکھائی دیتا ہو جسمین علمی باریکیان بیان کیجاتی ہین کبھی درویشون اور پیروان طریقت کیطرف متوجہ معلوم ہوتے ہین جسمین کشف مراقبہ کے عام مباحث ذکر کیئے جاتے ہین۔ علماء فضلا مشائخ وسالکین کا مجمع دردولت پر لگا ہوا ہے اور سب مرادون اور کامیابیون سے گودیان بہر بہر کر جارہے ہین۔ مین اس عنوان مین جسقدر آپکے اخلاق وعادات اور عام خوبیون کی تعریف کرونگا وہ حقیقت مین آپکے اصلی واقعات ہونگے جن مین شاعرانہ استعارہ ہوگا نہ تکلف وبناوٹ کا دخل۔

علم وفضل

شیخ وجیہ الدین صاحب علاوہ حسن صورت اور شجاعت و بہادری کے علم وفضل مین خاص امتیاز رکھتے تھے اور جسطرح ظاہری علم مین عدیم المثال سمجھے جاتے تھے۔ اسیطرح علم باطن مین ضرب المثل تھے آپکے ضمیری اور روحانی جوہر اپنے مین ممتازیت کی گدی تہ رکھتے تھے اور ربانی اسرار اور الہامی نکات آپ مین کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے تھے اور یہ ایک ایسی خصوصیت آپ کو حاصل تھی جسکی وجہ سے اُسوقت کی تمام اسلامی سوسائٹیون اور علمی مجلسون مین آپ کی بیحد عزت کیجاتی تھی۔ اور قطع نظر اس خصوصیت کے آپکی تواضع۔ علمی قدردانی۔ انشاپردازی شیرین کلامی فصاحت وبلاغت کا جادو ہر شخص پر اپنا پورا اثر ڈال چکا تھا اِسلیئے ہر موقع و محل یہان تک کہ شہر کی گلی کوچون مین آپ کی خداداد قابلیت کی بڑے زور و شور سے داد دیجاتی تھی۔

مورخین نے شیخ کی قابلیت پر جو مختصر ریمارک کیے ہین اُنکے متفقہ الفاظ یہ ہین کہ اس جلیل القدر اور عظیم الشان خاندان مین جو سب سے زیادہ قابل فخر اور خاندانی اعزاز کے بقا اور دوام کا باعث ہے وہ شیخ وجیہ الدین صاحب کا وجود باجود ہے۔ تمام خاندان مین آپسے زیادہ کوئی شخص بلند نظر عالی دماغ حوصلہ مند دقیق النظر۔ بردبار خوش اخلاق۔ صائب رائے۔ شجاع۔ فصیح و بلیغ عقیل و فیاض نہین ہوا۔ باوجود امیرانہ شان و شوکت کے آپکے مزاج مین انتہا سے زیادہ عجز و انکسار تھا۔ آپکا طرز معاشرت بالکل سادہ اور تکلف و بناوٹ سے کوسون دور تھا۔ آپ علمی جلسون اور اسلامی انجمنون مین نہایت سادگی کیساتھ شریک ہوتے۔ درویشون اور مشائخون سے ملاقات کرتے۔ اُنکے مکان پر پاپیادہ جاتے۔ علما و فضلا کی عظمت کرنے مین کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھتے۔ بیمارونکی عیادت کرتے محتاجون مسکینون کی ہر قسم کی رعایت کرتے سب سے بڑی قابل تعریف اور خوبی کی بات یہ تھی کہ اگر بمقتضائے بشریت کسی معاملہ مین آپ سے غلطی ہوجاتی اور اُسپر کوئی متنبہ کرتا یا احیاناً نصیحتاً کوئی بات کہتا تو آپ اُسے نہایت مشکوری کیساتھ فوراً قبول کرلیتے۔ اور اگر وہ نیک صلاح ہوتی تو نہایت مستعدی اور آمادگی کیساتھ عمل مین لاتے غرضکہ یہ تمام باتین اِس قسم کی تھین جنھون نے شیخ کو تمام ہندوستان مین مشہور کردیا تھا اور جن کی وجہ سے آپکے پُر فخر اور قابل قدر و منزلت واقعات سے صفحات تاریخ کو اب تک زینت ہے بلکہ امید ہے کہ تاریخی روشنی ہمیشہ تک آپ پر تابان اور درخشان رہیگی۔

الحاصل شیخ کے اِن ذاتی اخلاق و عادات سے ناظرین کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ آپ کیا بلحاظ شہرت عام اور کیا بلحاظ دیگر فضائل و خصائل جامع جمیع کمالات اور حاوی حسنات و خیرات تھے۔ اور جب آپکی شجاعت و دلیری کے کارنامے بھی اِن تمام اوصاف کیساتھ پیش نظر کیے جائینگے تو صاف معلوم ہوجائیگا کہ بزرگ شیخ نامداران اسلام کی تاریخ مین بلحاظ عام مقولہ اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِيْهِ کے اپنے والد بزرگوار جناب شیخ معظم اور جد امجد جناب شیخ منصور کے پورے فوٹو تھے بلکہ سچ پوچھیے تو اُنکے بقائے دوام اور شہرت عام کے باعث آپ ہی تھے۔ اِس خاندان کے سلسلہ نسب مین ہم شیخ معظم کی اولاد کے نام لکھہ آئے ہین لیکن اُن مین جسے سب سے زیادہ تاریخی شہرت اور عام مقبولیت حاصل ہے وہ شیخ وجیہ الدین ہمارے اِس عنوان کے ہیرو ہی ہین۔ گو شیخ جمال اور شیخ فیروز آپکے دو بھائی بھی علم و فضل اور خاص اوصاف کیساتھ موصوف تھے۔ لیکن آپ کی مقامی شہرت کے مقابلہ مین پاسنگ بھی نہ تھے اِسلیے ہمین اِس کہنے کی جرأت ہوسکتی

کہ اس خاندان کے تمام موجودہ گروہ مین آپ ہی ایک ایسے واجب الاحترام اور معزز شخص تھے جنہین خاندان کا چشم و چراغ کہا جائے تو بیجا نہو گا۔

شیخ کا کلام الٰہی سے عشق

شیخ کے حالات زندگی مین جو بات سب سے زیادہ قابل تعریف پائی جاتی ہی وہ یہ ہے کہ آپ کلام ربانی کے ساتھ انتہا سے زیادہ عشق رکھتے تھے اور مقدس کلام الٰہی کو سفر حضر مین ہمیشہ تعویذ بازو بنائے رہتے تھے چنانچہ جناب شیخ عبد الرحیم صاحب فرماتے ہین کہ "میرے والد محترم کا عام دستور تھا کہ ہر شبانہ روز قرآن مجید کے دو سیپارے تلاوت کیا کرتے تھے لیکن یہ تلاوت سرسری اور طوطے کیطرح نہوتی تھی بلکہ وہ بانی نکات اور الہامی غوامض کی رعایت کیساتھ ہوتی تھی وہ الہامی اسرار جو قرآن مقدس کے لفظ لفظ مین کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے ہین۔ اثنا تلاوت مین آپ پر منکشف ہوتے اور ہر ہر لفظ کا آپکی طبیعت پر ایسا زبردست اثر پڑتا تہا کہ بعض اوقات بے اختیار رونے لگتے تھے۔ غرضکہ آپ مین مقاصد ربانی کے سمجھنے اور اُنسے موثر ہونیکی پوری قوت تھی اور جو کچھ آپکو اُس سے فائدہ حاصل ہوا وہ کسیطرح معرض تحریر مین نہین آسکتا یہی وجہ تہی کہ آپکو قرآن مجید سے کمال عشق ہو گیا تہا اور آپکو سفر حضر خوشی رنج مین کبھی دو سیپارے پڑہے بدون چین ہی نہین پڑتا تہا جب آپ معمر ہوئے اور بصارت مین کچھ ضعف آگیا تو ایک جلی قلم قرآن اپنی تلاوت کیلئے پسند کیا اور سفر مین کسیوقت اپنی جان سے جدا نہین کیا۔

شیخ کا ازدواج اولاد

شیخ وجیہ الدین صاحب نے شیخ رفیع الدین محمد ابن قطب العالم بن شیخ عبد العزیز کی عصمت مآب اور پاکدامن دختر سے نکاح کیا اور اُسکے بطن سے تین فرزند پیدا ہوئے۔ شیخ ابو الرضا محمد۔ شیخ عبد الرحیم شیخ عبد الحکیم۔ باستثنائے شیخ عبد الحکیم کے باقی دونون حضرات کے مفصل و بسیط حالات چونکہ ناظرین کو آگے چلکر ملین گے۔ لہذا اسموقع پر مختصرا اسقدر عرض کرنا مناسب ہے کہ شیخ وجیہ الدین صاحب کو جسقدر محبت شیخ عبد الرحیم صاحب سے تھی اُسقدر اور فرزندون سے نہ تھی یہی وجہ تھی کہ سفر و حضر کے اکثر موقعون مین آپکی ہمراہی کا شیخ عبد الرحیم ہی کو اعزاز حاصل تہا۔ اور چونکہ آپکی آغوش محبت اور سایۂ عاطفت مین شیخ عبد الرحیم ہی نے بچپن سے پرورش پائی تھی اسلیئے آپکو اُن ہی سے کمال محبت تھی اور اُس عالمگیر شہرت کا باعث جو شیخ عبد الرحیم کو اسوقت تک حاصل ہی غالبًا یہی محبت ہی۔

فضل و کمال کے لحاظ سے شیخ ابو الرضا محمد جس رتبے کے شخص تھے گو اُسکی نظیر بمشکل ملسکتی ہی لیکن نشر علوم اور مفید فنون کی اشاعت کے اعتبار سے جو خصوصیت اور تاریخی شہرت جناب شیخ عبد الرحیم کو

حاصل ہوئی اُسمین شیخ ابو الرضا محمد دوسرے درجہ مین جگہ رکھتے ہین جنھنے سب سے پہلے دہلی مین بیت العلوم کی عمارت کا نقشہ بنایا اور اُسکے درودیوار کو علوم و فنون کے مرقعون سے سجایا اُنکے بعد طالب علمون کی گودیان علمی برکتون سے لبریز کین وہ شیخ عبد الرحیم صاحب ہین۔ جنکے حلقہ درس مین مختلف ملک و دیار کے ذہین طلبہ زانوے ادب تہ کیے اور علم ادب و دینیات منقول معقول حساب ہیئت علم اللسان فلسفہ حکمت منطق کلام علم الرجال وغیرہ علوم کی تکمیل مین مصروف ہوے یہ وہ شیخ عبد الرحیم ہین مگر تاہم ہمین اس بات کا اعتراف ہے کہ شیخ ابو الرضا محمد جو ایک جلیل القدر فاضل تھے اور بلند ہمتی کیساتھ مختلف علوم سے خاص دلچسپی رکھتے تھے۔ حدیث و فقہ اور تفسیر قرآن جسکی اہل اسلام کے تمام طبقون مین عزت کیجاتی ہے ان علوم مین آپکو ایسا کمال تھا جسے ماہرین فن اب تک تسلیم کرتے ہین اسکے علاوہ آپکے رسمی علوم و فنون بالخصوص علم ادب کا کمال بھی بڑے بڑے ادیبونکو تسلیم ہے مختصر یہ کہ شیخ ابو الرضا محمد کی ہمہ دانی نہایت حیرت انگیز ہے آپ فقہ حدیث تفسیر طب ادب شاعری کلام اور سب سے بڑھکر علم تصوف مین مجتہدین فن کے درجہ مین شمار کیے جاتے تھے۔ اگرچہ آپ جامع علوم تھے لیکن جسقدر تصوف اور ادب سے دلچسپی تھی اسقدر دوسرے علوم و فنون سے کم تھی جیسا کہ آگے چلکر آپکی لائف مین ان تمام باتون کا ذکر ہوگا۔

اب مین صرف ان الفاظ پر اس عنوان کو ختم کرتا ہون کہ جب جناب شیخ وجیہ الدین صاحب کو تمام علوم و فنون مین مہارت کامل حاصل ہوگئی اور آپ زمانہ کے سرد و گرم سے خوب واقف ہوچکے تو ایک باخدا ولی کی ولایت کے شواہد مشاہدہ کرکے اُس سے بیعت کی اور اشغال صوفیہ مین مستغرق و محو ہوگئے۔ لوگون سے زیادہ ملنا جلنا چھوڑ دیا۔ خاموشی اور کم گوئی کی عادت ڈالی اور گوشہ نشینی مین زندگی بسر کرنی پسند کی۔ غرضکہ چند روز مین آپنے اسمین وہ کمال پیدا کر لیا جسکی نظیر اُس زمانہ کے صوفیون مین پائی نہ جاتی تھی وھذا فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

## شیخ کی شہادت اور باب کا خاتمہ

| | |
|---|---|
| ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق | ثبت ست بر جریدۂ عالم دوام ما |

شیخ کی شہادت

شیخ وجیہ الدین صاحب کے سوانح عمری مین جو باتین ہم نقل کرآئے ہین وہ آپکے حالات زندگی کا ایک مختصر سا خاکہ ہے لیکن سب سے زیادہ اہم اور مہتم بالشان آپکی شہادت کا افسوسناک واقعہ ہے جسے مین مختصراً بیان

کرتا ہون مگر مجھے افسوس ہو کہ اب مین اپنے قلم سے ایک ایسے بے مثل بہادر ایسے لاثانی شجاع ایسے قابل اور مفخر روزگار کے دنیا سے اُٹھ جانے کا واقعہ لکھ رہا ہون جسکی عمر شریف ورمقدس ذات حقیقت مین آیندہ تمام کامیابیون کا ایک مختصر دیباچہ اور دینی و دنیوی ترقیون کا پورا فوٹو تہی اور جسکی شجاعت وبہادری پر ہندوستان کو انتہا سے زیادہ فخروناز تہا - بیشک شیخ وجیہ الدین صاحب کا دنیا کو یون خدا حافظ کہنا اور عزیز واقارب سے یک لخت منہ موڑ لینا ایک ایسا جانگداز حادثہ اور جگرخراش صدمہ ہو جسپر پتہر کا دل بہی آنسو ڈالے بدون نہین رہ سکتا لیکن تاہم ہمین خوش ہونا چاہئے کہ گو دنیا سے شیخصاحب کا انتزال ہوگیا ہو مگر اُنکا تمام نامی ابتک خیر وخوبی کیساتھ باقی ہے اور قیامت تک دائم وقایم رہے گا اگرچہ لوگونکی نظرون سے انکا وجود باوجود غائب ہوگیا ہو لیکن ابدالآباد تک اُنکا ذکر بلند رہیگا - وہ موت بہت ہی مبارک ہے جسکی وجہ سے ہمیشہ کی زندگی انسان کو نصیب ہوتی ہو اور وہ انسان نہایت خوش قسمت ہو جسکے لئے اقبال کی یاوری سے وہ سامان پیدا ہوجائین جنسے اُسے بقائے دوام اور شہرت عام حاصل ہو - ہم شیخصاحب کی اس مبارک موت سے خوش ہین جسنے آپکو ابدی زندگی اور اُسکے ساتھ خدائی رضامندی کا معزز ومحترم تمغہ حاصل کرایا اور خداوند عالم سے دست بدعا ہین کہ ہمین اور تمام مسلمانون کو یہی موت نصیب ہو آمین

یارب لاتسلبنی حبہا ابداً ۔ ویرحم اللہ عبداً قال آمینا

شیخ کی شب بیداری

شیخ عبدالرحیم صاحب کا بیان ہو کہ میرے بزرگوار والد صائم النہار اور قایم اللیل تھے ہمیشہ رات کو تہجد کی نماز کیلئے اُٹھا کرتے تھے اور اکثر ایسا ہوتا تہا کہ تمام شب تہجد گزاری مین بسر کرتے تھے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ تہجد گزاری مین مصروف تھے اور مین بہی اُسوقت آپکے پاس حاضر تہا آپکے ایک سجدہ نے اسقدر طول کھینچا کہ مجھے یقین ہوگیا کہ آپ کی مقدس روح عنصری جسم سے مفارقت کرگئی مین حیران تہا کہ اب کیا کرون اور کسکو اس واقعہ کی اطلاع دون - اُسوقت طرح طرح کے خیالات کا میرے دل پر ہجوم تہا اور انکا سلسلہ آناً فاناً بڑھتا چلا جاتا تہا غرضکہ کوئی بات میری سمجھ مین نہ آتی تہی اور مین دل ہی دل مین کہہ رہا تہا کہ الٰہی یہ کیا معاملہ ہو - انچہ می بینم بہ بیداری ست یارب یا بخواب - اتنے مین آپکو ہوش ہوا اور آپ نہایت بشاش سجدہ سے اُٹھے جب مین نے اُس سجدے کی طولانی کا سبب دریافت کیا تو فرمایا مجھے سجدہ مین غیبت واقع ہوئی اور اسی حالت مین شہیدون کے احوال پر مطلع ہوا جب مین نے اُنکے اعلےٰ درجات اور قدرومنزلت کو

شہادت کیلئے دعا

اپنی آنکھ سے دیکھا تو میرے دل مین ایک بے اختیارانہ جوش پیدا ہوا اور مین نے جناب الٰہی مین نہایت عاجزی کے توجہ مین

شہادت کی درخواست پیش کی۔ اور یہانتک اصرار والحاح کیا کہ میری التماس نے آخرکار قبولیت کا جامہ پہنا اور منکشف ہوا کہ دکن کیجانب جانا چاہیئے کیونکہ شہادت کا اعزاز وہان پہنچکر حاصل ہو سکتا ہے۔ مین الدنیگ کی زبانی یہ الفاظ سُن رہا تھا اور زار زار رو رہا تھا اور اُسوقت میرا بُرا حال تھا۔ آپ نہایت خوش آیندہ تبسم کیساتھ مجھے تسلی دیتے اور میری آنکھون سے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔

شیخ کا دکن کیطرف سفر کرنا

الغرض اس واقعہ کے بعد آپنے سفر کی تیاریان کردین اور باوجودیکہ آپ شاہی منصب کو ست کا خدا حافظ کہہ چکے تھے۔ اور اُس سے آپکو پہلے ہی سے دلی نفرت پیدا ہو چکی تھی۔ لیکن اسوقت شہادت کا شوق اس درجہ دامنگیر تھا کہ پھر از سر نو اسباب سفر وجنگ فراہم کرنے مین مشغول ہوگئے نہایت عمدہ گھوڑے خریدے اور جن ہتیارون کی کمی تھی ضرورتاً شاہی اسلحہ خانہ سے لیئے۔ اور دکن کیجانب شادان و فرحان متوجہ ہوئے۔ اسوقت آپ کا خیال تھا کہ شاید راجہ سیوا سے جو اُس زمانہ مین دکن کا حکمران تھا اور وارث تخت وتاج خیال کیا جاتا تھا۔ اور جسکی طرف سے قاضی اسلام کی نسبت سخت سخت بیحرمتیان ظہور مین آئی تھین مجھے جنگ کرنے اور قاضی وقت کا اُس سے انتقام لینے کا اشارہ ہوا ہے۔ چنانچہ اس خیال سے آپ آگے بڑھے چلے گئے۔ لیکن جب برہان پور مین پہنچے تو آپ پر منکشف ہوا کہ تم اپنی شہادت کا مقام بہت پیچھے چھوڑ آئے ہو۔ آپ فوراً اسطرف پلٹے اور جن قدمون گئے تھے اُنہین قدمون مراجعت فرمائی

ایک قافلہ سے ملاقات وصحبت

اثنار راہ مین تاجرون کے ایک قافلہ سے ملاقات ہوئی جو صلاح وتقوے کیساتھ متصف تھا اور جو آپکی صحبت مین رہنا غنیمت سمجھتا تھا آپنے بڑی خوشی کیساتھ ان سچے اور پاک نفس مسلمانون کو اپنی صحبت کیلئے پسند کیا۔ اور سب نے ملکر قصبہ ہنڈیا سے عبور کرکے ہندوستان مین آنا چاہا۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ اثنار سفر مین ایک نہایت بوڑھا اور مسن شخص آپکے سامنے آیا جو ضعیفی اور کم طاقتی کے سبب سے قدم قدم پر ٹھوکرین کھاتا تھا اور حالت رفتار مین اُسکے پاؤن برابر ڈگمگاتے تھے۔ آپنے اُسکے حال زار پر کمال مہربانی فرمائی اور ہمدردی کے لہجہ مین اُسکا مقصد دریافت کیا۔ بڈھے نے تھرتھراتی ہوئی آواز مین بلجاجت عرض کیا کہ مین دہلی جانا چاہتا ہون اگر آپ اپنے خدمتگارون مین مجھے جگہ دین اور امن وامان کیساتھ دہلی پہنچادینگے تو زندگی بھر ممنون منت رہونگا۔ بزرگ شیخ نے بڈھے کی تشفی کی اور اپنے ایک ملازم سے ارشاد کیا کہ اس ضعیف کو ہر روز تین پیسے یا دو وقت کی خوراک دیدیا کرو۔ چنانچہ ملازم نے آپکے ارشاد کے بموجب اُسے کھانا دیا اور نہایت حفاظت سے اپنے پاس رکھا۔

بدمعاش بڈھا

حقیقت میں یہ بدمعاش بڈھا رہزنوں کا جاسوس تھا جو تاجروں کے قافلہ میں اس غرض سے شامل ہوا تھا کہ فرصت کا موقع پاکر رہزنوں کو خبر دے اور وہ عین غفلت میں غافل تاجروں پر ٹوٹ پڑیں لیکن افسوس اُسکی غداری و بیوفائی یہ ہو کا وہی کسی پر ظاہر نہیں ہوئی اور سب نے ایک غریب مسافر سمجھکر اُسکی مہمان نوازی میں بڑی فیاضی برتی۔ جب اس مختصر سی جماعت کا قیام سرائے نوبہار میں ہوا تو جاسوس نے رہزنوں کو اطلاع دی۔ کچھ یون ہی سا دن چڑھا تھا کہ رہزنوں کی ایک کثیر جماعت ہتیاروں سے آراستہ سرائے میں آ دھمکی جناب شیخ صاحب ہنوز تلاوت قرآن میں مشغول تھے اور کلام الٰہی کے موثر الفاظ سے دلچسپی رہے تھے آپ ربانی نکات کے تتبع میں اسقدر محو تھے کہ اس قیامت زا حادثہ کی مطلق خبر نہ تھی اتنے میں وہ تین شخص رہزنوں کی جماعت سے علیحدہ ہو کر آپکے پاس آئے اور کہنے لگے شیخ وجیہ الدین کسکا نام ہے اور وہ کون شخص ہے فرمایا یہ نام تو میرا ہی ہے۔ کہا ہمیں معلوم ہے کہ آپکے پاس کچھ مال و اسباب نہیں ہے نیز ہماری جماعت میں کا ایک شخص آپکا نمکخوار رہی ہے اس لیئے گزارش ہے کہ آپ ان لوگوں سے علیحدہ ہو جائیں ہمیں آپ سے کسی قسم کا تعرض نہیں اور نہ ہمیں یہ منظور ہے کہ آپکو کوئی تکلیف پہنچے۔ کیونکہ ہم اس قافلہ کو لوٹنے کی غرض سے آئے ہیں اور تا بہ امکان یہ لوگ ہمارے ہاتھ سے جانبر نہیں ہونگے آپنے رہزنوں کا یہ منشا سمجھکر قرآن مجید کو غلاف کیا اور اُنسے مخاطب ہو کر فرمایا یہ تم کیا کہہ رہے ہو یہ ممکن نہیں کہ میں اپنے دینی بھائیوں کی رفاقت چھوڑ کر علیحدگی اختیار کروں اور انہیں مصیبت میں مبتلا دیکھکر خاموش رہوں۔ یہ کہکر آپنے ہتیار اُٹھا لیئے اور ایک نہایت عاجلانہ حرکت کیساتھ سب سے پہلے آپ ہی اُنکے مقابلہ کیلئے میدان میں پہنچے

رہزنوں کا قافلے کو لوٹنے کیغرض سے آنا

صبح کا وقت ہے قریبًا آٹھ گھنٹے بج چکے ہیں آفتاب کی تیز اور چمکیلی شعاعیں غلیظ ابر سے چھپی ہوئی ہیں۔ رہزنوں کی کثیر جماعت بڑی چیرہ دستی اور خونخواری کیساتھ پرا جمائے کھڑی ہے اُنکے چہرے نہایت بشاش اور ترو تازہ ہیں اور ایک مٹھی بھر آدمیوں سے مقابلہ کرنا کوئی بات ہی نہیں سمجھتے۔ شیخ صاحب اپنی مصیبت زدہ رفیقوں کو ساتھ لیئے ہوئے خدا کے نام پر جان دینے کیلئے بالکل آمادہ و تیار ہیں۔ اگرچہ آپ اپنے ساتھیوں کی بے سر و سامانی اور اُنکی مصیبت کا خیال کر کے کسیقدر افسردہ ہیں۔ لیکن شہادت کا انتہا سے زیادہ شوق آپکے قوی دل اور مرد میدان ہونیکو ثابت کر رہا ہے۔ تلوار کا قبضہ ہاتھ میں ہے اور تسلی آمیز لہجہ میں اپنے ساتھیوں کی دلجوئی میں مصروف ہیں آپ چاہتے ہیں کہ بیدین رہزنوں پر تنہا ٹوٹ پڑیں لیکن اپنے رفیقوں کے مصیبت میں مبتلا ہونے سے ڈرتے ہیں اور پھر اپنے ارادہ کو آیندہ وقت کیلئے اُٹھا رکھتے ہیں اسوقت آپکو یقین ہو گیا تھا کہ میرا خون اسی سرزمین پر گرایا جائیگا۔ اور مرتبہ شہادت کا اعزاز ہمیں حاصل ہوگا اور یہی ایک یقین تھا جو ایسے نازک اور خطرناک موقع

شیخ کا رہزنوں سے مقابلہ

یہ آپکو بہت کچھ شادان فرحان بنا رہا تہا اتنے مین جنگ چھڑ گئی اور جانبین سے تیر و تلوار کے وار ہونے لگے بہادر شیخ جنکے قدم قدم پر شہادت کا شوق بہڑک رہا تہا بپھرے ہوئے شیر کیطرح بڑی بیتابی کیساتھ رہزنون پر جہپٹ پڑے اور آپ کو بالکل خبر نہین رہی کہ مین کہا ہون اور کس جم غفیر پر حملہ کر رہا ہون رہزن چارون طرف سے سمٹ سمٹا کر اس شیر دل بہادر پر ٹوٹ پڑے اور سب نے نرغہ مین کر لیا آپکے جسم مبارک پر بائیس زخم کاری لگے اور آخری زخم مین سر جسم سے علیحدہ ہو گیا لیکن اسپر بھی آپنے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرتے ہوئے پچاس قدم تک کفار کا تعاقب کیا۔ اسی اثنا مین ایک عورت آپکے سامنے آگئی اور آپکا یہ حال دیکھکر تعجب و تعجب کیا سخت حیرت زدہ ہوئی آپ اُسی مقام پر ٹھنڈے ہو کر گر پڑے اور وہین مدفون ہوئے

شیخ عبدالرحیم کا صبر و استقلال

اسوقت شیخ وجیہ الدین شہید کا غم سب سے زیادہ آپکے نہایت پیارے اور چاہیتے فرزند شیخ عبدالرحیم کو تہا بیشک آپ اپنے مہربان والد کے فراق مین جسقدر رنج و غم اور آہ و زاری کرتے بجا تہا لیکن آپنے اس جانگداز صدمے مین جس صبر و استقلال سے کام لیا درحقیقت وہ آپہی کا کام تہا شیخ کی یہ دلگداز حالت سنکر کوئی ایسا سخت دل نہ تہا جو آپ پر غم کے آنسو نہ بہاتا ہو واقعی بات یہ ہے کہ جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کے صبر و استقلال مین کچھ بھی فرق نہ آیا تہا بلکہ آپ بالکل سچے اور پاک نفس حضرات کیطرح صبر و استقلال کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے ہوئے تھے اگرچہ لوگ تعزیت سے آپکے غم کو رہ رہکر ابہارتے اور انکا ساتھ دیکر ملال ظاہر کرتے مگر آپ صرف دو ایک غمناک کلمے کہکر خاموش ہو جاتے تھے اور مشیت ایزدی سے دم بخود تھے۔

شیخ عبدالرحیم صاحب فرماتے ہین کہ بسر فرزند میرے والد بزرگوار شہید ہوئے تھے اسی شام کا ذکر ہو کہ مجھے یکایک غنودگی ہو کر نیند آگئی مین دیکھتا ہون کہ شیخ صاحب اُسی حالت مین متمثل ہو کر میرے پاس تشریف لائے جسمین آپ شہید ہوئے تھے اور بدن مین جہان آپکے جسم پر زخم لگے تھے مجھے ایک ایک کرکے دکھا رہے ہین مین فوراً گھبرا کر اٹھ بیٹھا اور ایصال ثواب کی غرض سے کچھ صدقہ دیا نیز آپ فرماتے ہین کہ میرا ارادہ تہا کہ اپنے والد کی لاش مبارک اُس مقام سے نقل کرکے دہلی مین لے آؤن لیکن جب مین نے عزم بالجزم کیا تو آپ پہر میرے خواب مین تشریف لائے اور مجھے منع کر دیا کہ میری لاش یہین رہنے دو اور یہان سے نقل کرکے دوسرے مقام پر نہ لیجاؤ۔

خاتمہ باب

شیخ وجیہ الدین صاحب کے وہ حالات جو مجھے لکھنے تھے لکھ چکا لیکن اسکے ساتھ ہی مجھے اسبات کا سخت افسوس ہے کہ جس طرح آپکی ولادت کا سنہ اور تاریخ کسی کتاب مین دستیاب نہین ہوا اسیطرح آپکی شہادت کے سنہ و تاریخ کا بھی کہین پتہ نہین چلا اور مجھے اسبات کا اقرار کرنا چاہیئے کہ قدیم موجودہ میں کوئی کتاب ایسی نہین لکھی جسمین ان باتون کا صاف صاف ذکر ہوا اور جس سے ایک مورخ کو تاریخ نویسی کی حیثیت سے کافی مدد ملسکے لیکن تاہم شیخ کے حالات زندگی کی بابت جو کچھ مینے لکھا ہے حتی الوسع مستند تذکرون

# دوسرا حصّہ

تمہید

معزز ناظرین! ہمارے تذکرہ کا پہلا حصہ ختم ہوگیا جسمین جناب عارف باللہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے خاندان کے ان معزز و ممتاز بزرگوار ونکے حالات آپ پڑھ چکے ہین جو اس محترم اور شریف خاندان کے سلسلہ نسب مین تاریخی شہرت زیادہ رکھتے تھے اب دوسرے حصہ کا آغاز ہے جسمین آپکے والد بزرگوار حضرت شیخ عبدالرحیم صاحب کے نانا جناب شیخ رفیع الدین محمد کے اجلالِ احترام خاندان اور خود آپکے ننہیال کے محترم و معزز حضرات کے مفصل حالات پڑھینگے۔ اسی لیے مین نے اس حصہ کے دو باب قرار دیے ہین پہلے باب مین جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کے ننہیال کا ذکر ہوگا۔ اور دوسرے مین حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے۔

## باب اول

### شیخ رفیع الدین محمد

شیخ رفیع الدین محمد کا فضل و کمال

جناب شیخ رفیع الدین محمد جو حضرت شیخ وجیہ الدین شہید کے خسر اور جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کے نانا ہین اُس نامور اور دنیا کے مشہور عالم و فاضل کے فرزند رشید ہین جو قطب العالم کیساتھ پکارا جاتا تھا اور جسکے تبحر علمی غیر معمولی تفرس انتہا سے زیادہ فہم و دانائی بلاغت و فصاحت کے پُر مغز اور قابل قدر کارنامون کی چمک سے صفحات تاریخ ابتک روشن ہین۔ آپکی خدا پرستی تقدس نفسانی اپنے ضمیری جوہر کی تابانی۔ اخلاق کی تہذیب شائستگی۔ خیالات کی نجابت و شرافت پر دہلی اور اہل دہلی کو کمال فخر تہا اور حقیقت یہ ہے کہ وہ خدا کے سچے جلال کی روشنی اور اسلامی برکتون سے مالا مال اور اُسکی بخششون اور لازوال نعمتون سے بہرہ ور تہا۔ اگرچہ شیخ رفیع الدین محمد کے اور بھی چند بھائی تھے لیکن تاریخ نویسون نے اس خاندان پر ریمارک کرتے ہوئے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ شیخ رفیع الدین محمد اپنے تمام بھائیون پر ایک خاص قسم کی عظمت و فضیلت رکھتے تھے۔ آپ ظاہر و باطن دونون طرح کے علوم کے جامع اور کتب تصوف سے کما ینبغی واقفیت رکھتے تھے۔ پہلے پہل آپ نے اپنے والد بزرگوار سے طریقہ چشتیہ و قادریہ حاصل کیا اور کچھ دنون شیخ نجم الحق صاحب کی مبارک صحبت مین فیضیاب رہے۔ زان بعد والد کی ترغیب و تحریص سے خواجہ محمد باقی کی خدمت مین حاضر ہوئے اور ایک دراز مدت تک اُنکی صحبت مین زندگی بسر کی اور جو کچھ حاصل کرنا تہا اُسے اُن سے حاصل کر لیا خواجہ محمد باقی اس بلند اقبال اور ہونہار تلمیذ یا مرید کو انتہا سے زیادہ دوست رکھتے تھے اور اُسکی خداداد قابلیت اور ذہن رسا کی وجہ سے اپنے حلقہ کے تمام تلامذہ پر ترجیح دیتے تھے یہی وجہ تھی کہ اس خاص فن کے واسطے کردی

خواجہ محمد باقی کی خاص توجہ

ایسی صفت نہ تھی جو خواجہ محمد باقی نے شیخ رفیع الدین محمد سے دریغ رکھی ہو شیخصاحب چند روز مین طریقت کے تمام
مراتب پر عبور کر لیا اور پیر کی غایت درجہ کی توجہ کی وجہ سے معراج کمال پر پہنچگیے۔ جناب شیخ عبدالرحیم صاحب
فرماتے ہین کہ خواجہ محمد باقی شیخ رفیع الدین محمد صاحب کا بہت بڑا ادب کرتے اور ہمیشہ اعزاز و توقیر سے پیش آتے تھے
جب آپکو خطاب کرتے تو شیخ یا دوسرے معزز الفاظ سے یاد کرتے تھے اور جو کچھ شیخصاحب عرض کرتے تھے اُسے خواجہ صاحب
ضرور مان لیتے تھے یہی وجہ تھی کہ خواجہ صاحب کے تمام یارون اور خلیفون مین یہ بات عام طور پر مشہور ہوگئی تھی کہ شیخ
رفیع الدین صاحب خواجہ کے معشوق ہین حقیقت مین خواجہ کے برتاؤ شیخ رفیع الدین محمد صاحب کے ساتھ ایسے ہی تھے
جیسے کسی مہربان باپ یا شفیق استاد کے برتاؤ اپنے نہایت پیارے اور چاہیتے فرزند یا لائق و قابل تلمیذ کیساتھ
ہوا کرتے ہین۔ اور آپکا یہ اعزاز گویا اُن مجموعی خدمتگزاریون کا ایک بیش بہا مرقعہ تہا جسے آپنے اپنے بزرگوار
کی نمایان خدمات سے مختلف الوان اور نقش و نگار کیساتھ سجایا تہا۔ چنانچہ مین اِس مقام پر چند اُن واقعات کا
ذکر کرتا ہون جنسے ان دونون حضرات کے اتحاد اور ارتباط اور دلی تعلقات نہایت تفصیل کیساتھ ظاہر ہوتے
ہین اور یہ بہی واضح ہوتا ہے کہ خواجہ محمد باقی اپنے لائق و قابل مرید کی کسی بات کو کبھی رد نکرتے تھے اور تمام معاشرتی
امور مین اُنسے عزیزانہ برتاؤ برتتے تھے۔

شیخ رفیع الدین محمد کا ازدواج ثانی (۱) واقعہ

شیخ عبدالرحیم صاحب فرماتے ہین کہ جب شیخ رفیع الدین محمد صاحب کی بیوی کا انتقال ہوگیا اور آپنے
شیخ محمد عارف ابن شیخ عفور اعظم پوری کی لڑکی سے نکاح ثانی کرنا چاہا تو مجلس عقد مین جناب خواجہ محمد باقی
کو قدم رنجہ فرمانیکی تکلیف دی۔ خواجہ نے ضعف کا عذر کیا اور شیخ رفیع الدین سے معذرت کہلا بھیجی کہ مین بہائی
عقد کے جلسہ مین ضعف کیوجہ سے شریک نہین ہوسکتا۔ امید ہے کہ تم مجھے معذور رکھوگے میرے تمہارے تعلقات
نمایشی نہین ہین بلکہ فطرتی اور حقیقی طور پر وابستہ ہین اور جب ہے تو گو مین بظاہر تمہارے جلسۂ عقد مین شرکت
نہین رکہتا لیکن دل سے ضرور شریک ہون۔ شیخ رفیع الدین محمد صاحب جب خواجہ کی اس معذرت پر مطلع
ہوے تو خود حاضر خدمت ہوکر عرض کیا کہ حضور کو میرے جلسۂ عقد مین ضرور شریک ہونا پڑیگا خواجہ نے
جواب دیا کہ عزیزمن! مجھے اس شرکت سے معاف کرو۔ آجکل میرا ضعف و نقاہت اِسدرجہ بڑھی ہوئی ہین کہ
اعظم پور تو بہت دور ہے تہوڑی دور بہی جانیکی برداشت نہین کرسکتا شیخ نے عرض کیا بہلا حضور یہ کیونکر ہوسکتا ہے
کہ مین تنہا جاؤن بغیر آپکے مجھے کہین لطف صحبت نہین ملسکتا اگر حضور کی یہی مرضی ہو اور آپ میرے جلسۂ عقد مین
قدم رنجہ نہین فرما سکتے تو مین بہی نہین جاتا شیخ کی اس تقریر نے خواجہ کو ساتھ چلنے پر مجبور کیا اور اب وہ اعظم پور جانے کیلئے راضی ہوگئے

جب خواجہ محمد باقی اعظم پور پہنچے اور اُسطرف کے صوفیوں نے آپ کی آمد آمد کی خبر سنی تو سب جمع ہوئے اور بڑے جوش مسرت کیساتھ آپکا خیر مقدم ادا کیا۔ ہر ایک شخص نے اپنے حوصلہ کے موافق زر نقد آپ پر نثار کیا اور ایک پُر تکلف اور عالیشان مکان مین مسند پر لا بٹھایا۔ اعظم پور کے اطراف و اضلاع سے جوق جوق صوفی آنے لگے اور آپکی صحبت مبارک سے فیضیاب ہونے لگے۔ اُس نواح کے سَو سَو کوس کے صوفی اس مجلس مین حاضر تھے اور محفل کا وہ رنگ تھا جو اس سے پیشتر کسی نے کبھی سنا تک نہ تھا۔ غرضکہ اسی محفل مین شیخ رفیع الدین محمد کا نکاح منعقد ہوا۔ اور مجلس برخاست ہوگئی۔ جناب شاہ ولی اللہ صاحب اس واقعہ کو نقل کرتے ہوئے فرماتے ہین کہ میرے والد بزرگوار کی والدہ ماجدہ انہی شیخ محمد عارف کی صاحبزادی تھین جنکا نکاح شیخ رفیع الدین محمد سے اس مجلس مین ہوا۔ وللہ الحمد۔ خلاصہ یہ کہ اس بیان سے وہ دلی تعلقات بخوبی ظاہر ہوتے ہین جو جناب خواجہ محمد باقی اور شیخ رفیع الدین محمد صاحب مین تھے۔

دوسرا واقعہ

(۲) بیان کیا جاتا ہی کہ شیخ احمد سرہندی سے جناب خواجہ محمد باقی کی نسبت کوئی گستاخی و بے ادبی ظہور مین آئی اور کسی شخص نے خواجہ کی خدمت مین اُسے بجنسہٖ نقل کر دیا بس آپ نہایت آشفتہ و برہم ہوئے اور آثار قہر و غضب آپ کی پیشانی سے ظاہر ہونے لگے اتفاق سے وہان ایک تاگا پڑا ہوا تھا آپنے اُٹھا کر بڑی مضبوطی کیساتھ گرہ لگائی اور رہ مین ڈالدیا۔ شیخ رفیع الدین محمد نے جو خواجہ کے مزاج سے واقف اور شناسا تھے اس تاگے کو اُٹھا لیا اور بڑی حفاظت و احتیاط سے پاس رکھا۔ چند روز کے بعد شیخ احمد سرہندی قبض شدید مین مبتلا ہوئے۔ اور جون جون علاج کرتے گئے بیچینی بڑھتی گئی۔ آخرکار وہ اسکے سبب کی تلاش اور تفحص کے درپے ہوئے اور مدت تک چھان بین کرتے رہے جب حقیقت حال واضح ہوا تو آپ دہلی مین آئے اور خواجہ کے رفقا سے اس بارہ مین شفاعت کی درخواست کی کسیکو اسقدر جرأت نہ پڑی کہ خواجہ کی خدمتمین اسکی بابت لبکشائی کرتا۔ اور شیخ احمد سرہندی کی معذرت کر کے انکی گستاخی معاف کراتا۔ انجام کار سبنے مجبور ہو کر جواب دیا کہ ہم خواجہ کی خلاف مرضی کچھہ نہین کر سکتے لیکن اگر تم خواجہ کے معشوق سے کہوگے تو امید ہے کہ وہ تمہارا مطلب حل کر دینگے۔ شیخ احمد نے جناب شیخ رفیع الدین محمد کیطرف رجوع کی اور باصرار و الحاح اپنا حال عرض کیا۔ شیخ خواجہ کیخدمت مین حاضر ہوئے اور شیخ احمد کی التماس کو ایک ایسے شایستہ اسلوب اور عمدہ طریقے سے خلوت مین عرض کیا کہ خواجہ کو قبول کرنیکے سوا کچھہ بن نہ پڑا اور بہت سے لیت و لعل کے بعد خواجہ نے فرمایا۔ بیشک مجھے تمہاری خاطر سے شیخ احمد کی گستاخی سے درگذر کرنا اور اُسکے سر پر معافی کا تاج رکھنا مناسب تھا لیکن کیا کرون وہ

تاگا میرے پاس سے گم ہوگیا۔ شیخ نے خواجہ کی اس مہربانی اور عزت افزائی کا شکریہ ادا کیا اور وہ تاگا جیب سے نکال کر فوراً حاضر کردیا اور خواجہ کے حکم سے اُسکی گرہ کھولڈالی۔ تاگے کی گرہ کھلتے ہی شیخ احمد کا قبض جاتا رہا۔ اور انکا رنج وبیماری فرحت وصحت سے بدل گئی۔ اسواقعہ سے بھی جناب خواجہ محمد باقی اور شیخ رفیع الدین محمد کے خصوصیات اور باہمی تعلقات کا کافی اندازہ ہوسکتا ہے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جو اعزاز شیخ رفیع الدین کو خواجہ کے علی دربار مین حاصل تھا اُسکی کوئی برابری نہین کرسکتا تھا۔ اور اس میدان مین آپکی عظمت کے برابر کوئی قدم نہین رکھہ سکتا تھا آپ کی بے مثال عزت اور لاثانی توقیر خواجہ کے عظیم الشان حلقہ مین سب کی تسلیم تھی اور ہر شخص آپکو اپنا سرتاج سمجھتا تھا۔ علاوہ ان دو واقعون کے کتابون مین اور بھی خواجہ محمد باقی اور شیخ رفیع الدین محمد کے باہمی تعلقات اور اتحاد کی چند مثالین لکھی ہین۔ لیکن چونکہ وہ ناظرین کی دلچسپی سے خالی ہین اسلیئے نظرانداز کیجاتی ہین۔ مگر مجھے یہان اسقدر اور کہنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شیخ رفیع الدین محمد نے جس دلسوزی اور دردمندی سے خواجہ محمد باقی کی خدمت کی بہرحال وہ اُن کا فرض منصبی سمجھا جاتا ہے مگر خواجہ نے جو اعزاز واکرام شیخ رفیع الدین محمد کا اپنے مریدون کے حلقہ مین قایم کیا اُسکے احسان سے شیخصاحب کبھی سبکدوش نہین ہوسکتے شیخ رفیع الدین محمد کی ذکاوت وفراست بھی خاصکر قابل ذکر ہے اور اُسکی روایتین حد سے زیادہ دلچسپ ہین چنانچہ ایک دو روایتین یہان نقل کیجاتی ہین (۱) شیخ فرید بخاری جو اپنے وقت کے معزز امیرون مین سے ایک متمول دولتمند تھا اور قطع نظر تمول ودولتمندی کے نجابت وصلاح کو جامع اور مشائخ صوفیہ کا انتہا سے زیادہ معتقد تھا اُسنے ایک عالیشان سرا کی بنیاد ڈالی اور کثیر التعداد روپیہ صرف کرکے اُسمین چند بڑی بڑی عمارتین قایم کین جب سرا اور اُسکی عمارتین بنکر تیار ہوگئین تو اُسنے اپنی عزت افزائی کیغرض سے شہر کے تمام مشائخ کی دعوت کا سامان ضیافت مرتب کیا۔ شیخ رفیع الدین محمد صاحب کی خدمتمین بھی حاضر ہوکر عرض کیا کہ حضور مع رفقا کے غریبخانہ پر تشریف لاکر کمترین کی عزت افزائی فرمائین چنانچہ آپنے اُسکی دعوت منظور کرلی اور مقررہ وقت پر تشریف لیگئے۔ کہانیسے فارغ ہونیکے بعد سماع کی محفل گرم ہوئی۔ اور اہل مجلس مین سے ایک شخص پر وجد طاری ہوا آناً فاناً اُسکا حال متغیر ہوتا گیا اور مستانہ نعرون سے ساری محفل گونج اُٹھی۔ تمام حاضرین دستور مجلس کے مطابق اُسکی تعظیم کیلیئے اُٹھے لیکن شیخ نے اپنی جگہ سے حرکت تک نہ کی۔ اسپر بعض لوگونمین چرچا کیا اور باہم بڑی حیص بیص کے بعد سب کا اسپر اتفاق ہوگیا کہ بیشک شیخ کا یہ فعل خلاف طریقت ظہور مین آیا۔ شیخ نے فوراً اس عیب گیری کو تاڑلیا اور سمجھہ گئے کہ ان لوگون نے میرے کھڑے نہونیکو تحقیر کی نگاہ سے دیکھا ہے لیکن ہنوز

شیخ رفیع الدین محمد کی ذکاوت کا ایک عجیب واقعہ

آپ اسیطرح بیٹھے رہے اور کسی سے کچھ نہین کہا جب اُس شخص کا وجد زائل ہوگیا اور محفل سماع برخاست ہوئی تو خود شیخ فرید نے آپ سے دریافت کیا کہ صاحب وجد کی تعظیم کیلئے جو آپ کھڑے نہین ہوئے اسکا کیا سبب تھا شیخصاحب نے نہایت متانت وسنجیدگی سے جواب دیا کہ اگر تم اُس شخص سے اِس وجد اور تغیر کا سبب دریافت کرتے تو میرے بیٹھے رہنے کا عذر بہت جلد روشن ہوجاتا اور مجھسے دریافت کرنیکی حاجت نہ پڑتی چنانچہ شیخ فرید نے اُس شخص کو اپنے پاس بلایا اور رقص و نعرے کا سبب پوچھا۔ جواب دیا کہ مین بجز اسکے اور کچھ نہین جانتا کہ دو تین روز کا عرصہ ہوا ہی کہ میری بیوی انتقال کر گئی ہے اُسکا رنج وغم میرے دلمین اسوقت تک مضمر تھا جب یہ بیچین کر دینے والے نغمے اور تڑپا دینے والے راگ میرے کان مین پڑے تو وہ رنج وغم بے اختیار بھڑک اُٹھے اور انتہا سے زیادہ بیچینی اور تغیر مجھمین ظاہر ہوا پھر آپنے وہ تو دیکھ ہی لیا جو مجھسے ظہور مین آیا جب یہ شخص اپنی تقریر کا سلسلہ ختم کر چکا تو شیخ رفیع الدین محمد نے کسیقدر کرخت آواز مین فرمایا کہ بھلا ایک نداف کی تعظیم کیلئے اُٹھنا جو اپنی جورو کے غم مین مبتلا ہوکر چند نعرے مارے۔ مشائخ طریقت نے کہان اور کس جگہ بیان فرمایا ہے حاضرین مجلس آپکی اس ذہانت وذکاوت سے دنگ ہوگئے اور جنھون نے اسبارہ مین بحث کی تھی خجالت وشرمندگی سے سر نہ اُٹھا یا اور انجام کار اپنی اس بیہودہ بحث سے توبہ کی اور شیخ سے معافی چاہی۔ اس واقعہ سے شیخصاحب کی ذہانت۔ تفرس سے قطع نظر کرکے آپکا قومی اعزاز واقتدار بھی ثابت ہوتا ہی اور صاف معلوم ہوتا ہی کہ آپ قومی جلسون مین نہایت باوقعت اور مقتدر تسلیم کیے جاتے تھے۔

شیخ کے تفرس کی ایک اور مثال

(۲) خانعالم جو شاہی دربار کے امیرون مین سے تھا۔ اور ابتدا مین شیخ رفیع الدین محمد کا نہایت معتقد تھا ایکدفعہ اسکے باغ مین جو کہ اسکے مکان سے بہت ہی متصل واقع تھا ایک فقیر وضع شخص وارد ہوا۔ یہ فقیر بظاہر نہایت مہذب معلوم ہوتا تھا اور ابنا دنیا کی مخالطت صحبت سے کلی نفرت رکھتا تھا۔ بات بات مین اُسکی زبان سے قال اللہ وقال الرسول نکلتا تھا اور چونکہ چند روز مین اسکی توکل وقناعت اور تدین وتذہب نیز اتقا۔ خدا پرستی طہارت اور تقدس نفسانی ضمیری جوہرونکی درخشانی دیانت۔ نیک نیتی کی شہرت تمام دہلی مین پھیل گئی تھی اسلیئے تمام اسلامی پارٹیون مین اُسکی عزت کیجاتی تھی اور قطع نظر اِس خصوصیت کے چونکہ اسکی تواضع اور نیک چلنی کا جادو خانعالم کے ہمجلیسون پر اپنا پورا اثر ڈال چکا تھا۔ اسلیئے دہلی کے ہر گلی کوچہ مین اُسکی قابلیت کی داد دیجاتی تھی۔ خانعالم کے ندیمون نے جب اُسکی لیاقت اور خدا پرستی کا ہر طرح پر امتحان کیا تو بسبیل تذکرہ اسکے مفصل حالات خانعالم سے بیان کیئے اور وہ دل سے اُسکا معتقد ہوگیا۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ شیخ رفیع الدین محمد کا

بھی اُس باغ مین گذر ہوا اور آپنے اُس فقیر کو دیکھکر خانعالم سے فرمایا کہ یہ شخص فقیر نہین ہی بلکہ ایک نہایت
زہریلا سانپ ہی اس سے تا بہ امکان بچتے رہنا۔ لیکن خانعالم نے آپکی اِس دلسوزی اور ہمدردی کو حسد پر محمول کرکے
ذرا بھی التفات نہین کیا۔ اور بجائے اسکے کہ شیخ کی نصیحت کو پیش نظر رکھکر اُس سے احتیاط کرتا اُلٹا آنکھ بند کرکے
اسکی مصنوعی اور بناوٹی باتون پر جان قربان کرنے لگا۔ ابھی اسپر بہت دن نہ گزرنے پائے تھے کہ بادشاہ دہلی
نے خانعالم کو ایران کی سفارت پر متعین کیا اور چونکہ اس دور دراز سفر کیلئے کثیر التعداد روپیہ کی ضرورت تھی
اور اتفاق سے اُسوقت اسقدر روپیہ اُسکے پاس موجود نہ تھا اسلیئے وہ نہایت متحیر و متردد ہوا۔ فقیر نے
خانعالم کی اس سراسیمگی اور تذبذب کو معلوم کرکے دریافت کیا کہ تمہاری پریشانی اور تردد کا کیا سبب ہے
خانعالم نے تمام حال مفصلاً بیان کردیا اسپر فقیر نے نہایت تسلی آمیز لہجہ مین کہا کہ تم روپیہ کیطرف سے پریشان
نہو مین اکسیر بنانا جانتا ہون لمحہ بھر مین تمہارے آگے روپیہ کا ڈہیر لگادونگا۔ لیکن اسکے لیے کسیقدر اسباب مہیا
کرنیکی ضرورت ہی۔ بدقسمت خانعالم فوراً اُسکے دہوکے مین آگیا۔ اور لاکھ روپیہ سے زائد کے توڑے اُسکے سامنے چن دے
مکار وعیار فقیر چند روز تک عجیب و غریب حیلے کرتا رہا۔ اور آہستہ آہستہ تمام روپیہ غارت کرکے ایکدن روپوش
ہوگیا ہرچند تلاش و جستجو کیگئی لیکن کہین سراغ نہ لگا۔ خانعالم کی نقصان مایہ و دیگر شماتت ہمسایہ کا مضمون سمجھکر سخت نادم
ہوا اور اپنی حماقت و ابلہ فریبی کے طشت از بام ہونیکے خوف سے خاموش ہوگیا اور فقیر کی عیاری و دہوکہ بازی
پر عشعش کرنے لگا۔ حقیقت مین اگر خانعالم شیخ رفیع الدین محمد کی دلسوزی و خیر خواہی سے بھری ہوئی نصیحت
پر عمل کرتا اور فقیر کے اِس رنگ و روغن پر نجاتا تو ایسا چشم زخم کبھی نہ اُٹھاتا۔ اور اگر اُسے ذرا بھی خداداد عقل ہوتی
تو ایسے درہم و دینار کے بندہ سے ہمیشہ کوسون دُور رہتا۔ لیکن اصل بات یہ ہی کہ غریب اور سادہ لوح خانعالم کو
بیشک اُس نفس کے بندہ کی صحبت بظاہر خوش اور سعید معلوم ہوتی تھی مگر اُسے یہ خبر نہ تھی کہ ایک مجسم شیطان
کا زہریلا اثر نہ صرف میرے مال کو زہر آلود کریگا بلکہ عزت و آبرو کو ایسی سخت مضرت پہنچائیگا کہ مین انجام کار ہاتھ
ملتا رہجاؤنگا۔ وہ کیا جانتا تھا کہ ایک ایسا شخص جسکی پنجگانہ نماز کبھی ناغہ نہو جسکی مجلس مین ہر وقت وظیفہ وظائف
کا چرچا رہے جسکی زبان سے اللہ ہُو کے سوا دوسرا لفظ نہ نکلے میرے حق مین کالا ناگ ثابت ہوگا جس کا کاٹا
کبھی نہ بچ سکے گا۔ اِن ہی گندم نما جو فروش فقیرون کے حالات پر ریمارک کرتے ہوے ایک معزز ہمعصر لکھتا ہے
کہ "ایسے صوفیون اور فقیرونکو سلام ہی جو نفس کے بندے ہوکر مال فراہم کرنیکی دُہن مین اوگونکو ٹھگتے پھرتے ہین
اور ناخدا ترسی سے نادانفون کا اُلٹی چھری سے گلا کاٹتے ہین لیکن اُف تک نہین کرتے"۔ اِسمین ذرا بھی

شک شبہ نہین کہ جس شخص نے فقر اور تصوف کو اپنی خبیث اور ناپاک نفسانی خواہشوں اور حیوانی جذبات سے بہرہ حاصل کرنے کا ذریعہ قرار دے رکھا ہو اور انسانی عظمت اسلامی برتری علمی حرمت کو نیست و نابود کر کے ذلت کے آخری درجہ پر پہنچا رکھا ہے اُسکی ذات نہایت نفرتناک اور سخت تنفر انگیز ہے جو لوگ فقر و تصوف کے ظاہری لباس سے آراستہ ہوکے اور رنگین کپڑے پہنکر گلے مین تسبیح ڈالکر فقیری کے پردہ مین غریبون کی گاڑھی کمائی کا مال غصب کرتے یتیمونکے حلقوں سے بڑی بیدردی اور ظلم سے لقمہ نکالتے ہین اُنپر نیز اُنکی فقیری پر دو حرف. فقر و تصوف بجائے خود کوئی مضر اور شرع کے خلاف چیز ہن نہین ہین بلکہ انسان کے ضمیری جوہر نہایت روشن چمکدار ہوتے اور اپنے مین خدا تعالی کے سچے جلال جبروت کی تابانی رکھتے ہین لیکن ایسے فقر و تصوف پر خدا کی لعنت جو انسانی شرافت و عظمت کے مٹانیوالے اور ذاتی جوہر کے خون کرنیوالے ہون. فقر کی فضیلت و بزرگی قرآن مجید کی متعدد آیات اور بیشمار حدیثوں سے ثابت ہوتی ہے لیکن اسمین وہ دنیا طلب فقیر ہرگز داخل نہین ہین جو فقیری کی آڑ مین دنیا حاصل کرتے اور غریبونکے مال بیدریغ ہڑپ کر جاتے ہین. بلکہ اصلی فقیر وہ ہی جو اپنا مال و متاع خدا کی راہ مین قربان کردے اور خدا کی رضامندی و خوشنودی مین جان تک دریغ نہ کرے یہ شان فقیری ہی اور حقیقت مین انہین فقیرونکی نسبت جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ یدخل فقراء امتی الجنۃ قبل الاغنیاء بخمسمائۃ عام یعنی میری امت کے فقرا غنی اور دولتمندون سے پانسو سال بیشتر جنت مین داخل ہونگے. لیکن اُس فقیری کی نسبت جسکا مین اوپر ذکر کر آیا ہون. آپ صاف لفظون مین ارشاد فرماتے ہین کہ کاد الفقر ان یکون کفرا یعنی فقیری کا یہ اثر ہی کہ کیہا اگر درویش جو ابھی زہد و پارسائی کے لباس مین خانعالم کے باغ مین بیٹھا نظر آتا تھا جب یہان سے غریب خانعالم کا کثیر التعداد روپیہ غارت کر کے مخفی ہوا تو تمام زہد و پارسائی کو چھوڑ کر فسق و فجور اختیار کیا اور مذہب سے اسقدر دور ہو گیا کہ ڈاڑھی موچھ منڈا کر برہمن کا روپ بھرا اور سادہ لوح ہندون کو ٹھگنا شروع کیا. جب خانعالم ایران کی سفارت کی تکمیل کر کے دہلی واپس آیا تو اثنا سفر مین حافظ محمد حسن نے جو خانعالم کا سیٹھ تھا اور تفرس و ذکاوت مین اپنا نظیر نہ رکھتا تھا اس عیار درویش کو دیکھکر فورًا پہچان لیا اور گرفتار کر کے خانعالم کے پاس لے آیا. اس مکار نے اگرچہ پہلے پہل اپنا حال مخفی کرنے مین بہت کوشش کی لیکن جب طرح طرح کی ایذا اور المناک سزا دیگئی تو آخرکار اُسنے اپنے جرم کا اقرار کر لیا اور تلاشی کے بعد کچھ مال بھی برآمد ہوا. اسکے بعد خانعالم نے خواب مین دیکھا کہ ایک جلیل القدر اور واجب الاحترام بزرگ کی خدمت مین پہنچکر اس سے

شان فقیری

خان عالم کی بیعت

بیعت کی ہو اور اُسکی طاعت و بندگی کا حلقہ اپنے کان مین ڈال لیا ہے فوراً بیچینی کیساتھ اٹھہ کھڑا ہوا اور چونکہ تصویر کشی مین پوری مہارت رکھتا تھا صبح کو اُس بزرگ کی تصویر ایک کاغذ پر کھینچی اور جناب خواجہ محمد باقی کی خدمت مین حاضر ہوکر خواب کی تعبیر دریافت کی اور کاغذی تصویر ملاحظہ کیلئے پیش کی خواجہ نے فرمایا کہ تصویر دیکھنے کی کوئی حاجت نہین مین اُس عزیز کو پہچان گیا ہون تمہین چاہیے کہ شیخ رفیع الدین محمد سے بیعت کرو اور انکی فرمان پر گردن تسلیم خم کردو چنانچہ خان عالم شیخ کی خدمت مین حاضر ہوا اور عذر و معذرت کرکے بیعت کی تجدید کی الغرض شیخ رفیع الدین محمد صاحب کے اوصاف و کمالات اور نیز آپ کے روحانی جوہرونکی جہان تک تعریف کیجائے تہوڑی ہے آپکے تاریخی حالات و واقعات کتابون مین اسقدر لکھے گئے ہین کہ اگر اُن کا دسوان حصہ بھی جمع کر کیا جائے تو بھی اوراق رسالہ میں انکی وسعت نہین ہو سکتی اسلیئے مین تمام واقعات کو قلم انداز کرکے صرف ایک ایسے واقعہ پر آپکے حالات کو ختم کرتا ہون جو نہایت ہی دلچسپ اور نشاط انگیز ہین

شیخ کی مروت و بخشش

شیخ رفیع الدین محمد کے اگر تمام اوصاف و اخلاق سے قطع نظر کیجائے اور خواجہ محمد باقی کی خلافت کی نسبت کو بھی الگ کردیا جائے تو بھی کرم و مروت کی ایک ایسی صفت آپ مین پائی جاتی تھی جس سے مخیرون اور عالی ہمتون کی فہرست مین آپ کا نام نہایت روشن اور جلی حرفون مین نظر آتا ہو اور غالباً ایک اسی مروت پسندی کی صفت نے آپکو دنیا بھر مین مشہور کر دیا ہو آپکی مروت و حوصلہ مندی کی مثالین اگرچہ تذکرون مین بہت کچھ پائی جاتی ہین لیکن مین اسمقام پر صرف ایک واقعہ لکھتا ہون جس سے واضح ہو جائیگا کہ شیخ صاحب کو اس صفت مین اعلیٰ درجہ کا کمال حاصل تھا۔

شیخ کی مروت کا ایک دلچسپ واقعہ

شیخ رفیع الدین محمد دولت علم کے علاوہ صاحب ثروت اور مالدار بھی تھے اور یہ تمام دولتمندی متول انہین اپنے والد ماجد قطب العالم کے ورثہ سے حاصل ہوا تھا یہ بات قابل تعریف ہے کہ آپ بیت المال کیساتھ اُس پوری ہی آراستہ تھے جو مالدار دولت کیواسطے زیب زینت کا باعث ہی یعنی کرم و سخاوت جوانمردی خوش خلقی مروت سب باتین آپ مین بوجہ احسن پائی جاتی تہین فقرا اور مساکین کیساتھ سلوک کرنے اور ہمیانہ برتاؤ سے پیش آنے کے سوا طلبا سے بہت رعایت کرتے اور تا بامکان اُنکے ساتھ نیک سلوک کرتے آپکا تمول تخصیص کے ساتھ اسوجہ سے اور بھی قابل ذکر ہو کہ باوجودیکہ آپکی دولتمندی اور تمول تمام دہلی مین اشاعت پاچکا تھا اور حقیقت مین آپکا تمول ایک امیر کبیر کی دولت کیساتھ ہمسری کا دعوی کرتا تھا لیکن آپ ایسے سادہ طریقہ سے اپنی زندگی بسر کرتے تھے جو ایک دولتمند سے مشکل اور سخت مشکل ہو آپ ہر شخص سے خواہ وہ کسی رتبہ کا آدمی ہوتا نہایت

عاجزی وانکساری اور متواضعانہ اخلاق سے پیش آتے۔

ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ رہزنوں کی ایک جماعت نے آپکے تمول کی شہرت سنکر آپکے مکان پر حملہ کرنا چاہا لیکن اس سے قبل کہ سب ملکر یکبارگی مکان پر پل پڑیں اور آپکا مال متاع غارت کرکے لیجائیں اپنے میں سے ایک شخص کو اسلیے منتخب کرکے روانہ کیا کہ آمدورفت کے راستہ سے واقف ہوجائے اور نقد و اسباب کا پتہ لگالائے اور یہ بھی معلوم کرآئے کہ گھر کے لوگ غافل ہیں یا ہوشیار چنانچہ رہزنوں کا منتخب کیا ہوا جاسوس لوگونکو غفلت میں پاکر شیخ کے مکان میں درانہ گھس گیا لیکن خدا کی شان گھر میں داخل ہوتے ہی اندھا ہوگیا اور نہایت بیچینی کیساتھ چاروں طرف ہاتھ پاؤں مارنے لگا اُسکی یہ آہٹ محسوس کرکے گھر والے جاگ اُٹھے اور چراغ لیکر اِدھر اُدھر دیکھنا شروع کیا جب حقیقت حال پر مطلع ہوئے تو شیخ کی خدمت میں عرض کیا آپنے اپنی انتہا درجہ کی مروت و کرم کیوجہ سے اہل خانہ کو حکم دیا کہ اُس سے کسیطرح کا تعرض نکرو اور کچھ دیکر رخصت کردو چنانچہ آپکے ارشاد کی فوراً تعمیل ہوئی اور گھر والوں نے اُسے کچھ نقد اور کھانا دیکر رخصت ہونیکی اجازت دی لیکن جاسوس نے بھرائی ہوئی آواز میں غل مچاکر کہا کہ میں کسطرح جاؤں نہ تو آنکھوں سے دکھائی دیتا ہے نہ پاؤں میں رفتار کی طاقت ہے میری آنکھیں بالکل اندھی ہوگئیں اور گھٹنے ٹوٹ گئے ہیں یہ سنکر شیخ بستر خواب سے اُٹھے اور نہایت شفقت اور مہربانی سے اپنی لکڑی اُسکی آنکھوں اور گھٹنوں سے چھوادی جاسوس بینا و تندرست ہوکر اپنی جماعت سے جاملا اور تمام واقعہ بجنسہٖ نقل کردیا رہزنوں کی جماعت نہایت نادم و پشیمان ہوئی اور تاسف کرتی ہوئی لوٹ گئی اِسکے بعد پھر کبھی اُنھوں نے اسطرف رُخ نہیں کیا حالانکہ شیخ کا مکان شہر اور آبادی سے الگ واقع تھا اور مکان کی عمارت سنگین و پختہ نہ تھی بلکہ نہایت خام اور بودی تھی طرفہ یہ کہ آپکا تمول مشہور و معروف تھا اور کوئی پہرہ چوکی دینے والا موجود نہ تھا۔

شیخ کی مروت کا ایک عجیب واقعہ

شیخ رفیع الدین محمد کی اسقدر معرفی کے بعد اب ہم آپکے آبا و اجداد میں سے خاصکر اُن حضرات کے حالات مختصراً ذکر کرتے ہیں جو ذیل کے سلسلۂ نسب میں تاریخی شہرت زیادہ رکھتے ہیں اور جنکے واقعات دلچسپی اور ندرت کے سامان بہت کچھ اپنے ساتھ لیے ہوئے ہیں۔

شجرہ شیخ رفیع الدین محمد کا

| | | | |
|---|---|---|---|
| شیخ طاہر | شیخ حسن | شیخ محمد المعروف بہ غیالی | شیخ عبدالعزیز |

۱؎ شیخ طاہر کے تین فرزند تھے لیکن دو حضرات کے نام باوجود تحقیق کے ایک معلوم نہیں ہوئے ۱۲ مؤلف ۲؎ شیخ حسن صاحب کے چار فرزند تھے مگر مجھے بجز شیخ محمد المعروف بہ غیالی اور شیخ عبدالعزیز صاحب کے علاوہ دو دیگر صاحبزادوں کے نام کا پتہ نہیں لگا ۱۲ ۳؎ شیخ عبدالعزیز صاحب کے تین صاحبزادے تھے جن میں سے دو صاحبزادوں کے نام کا پتہ نہیں لگا ۱۲ مؤلف
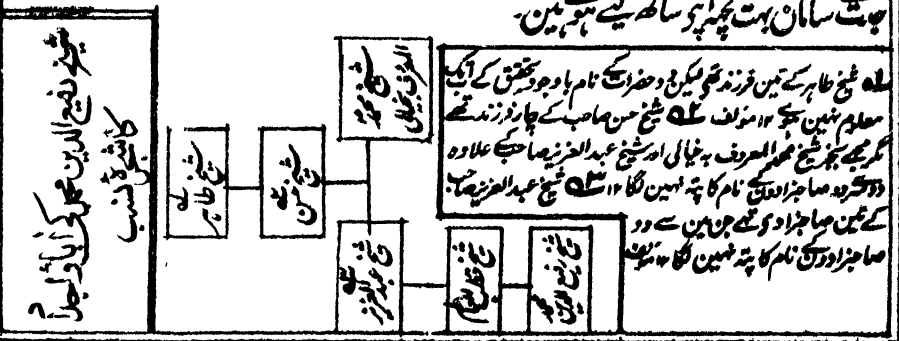
شیخ محمد طاہر جو شیخ رفیع الدین محمد کے جد اعلی تھے اور جو یورپ مین بڑے مشہور اور نامور عالم شمار کیے جاتے تھے
ملتان مین پیدا ہوے آپکا خاندان ملتان مین بڑی ناموری اور نیکنامی کیساتھ مشہور تھا جسکی نجابت و شرافت نہ
صرف ملتان کے باشندے بلکہ دور دراز کے لوگ تسلیم کرتے تھے اور جسکا اعزاز و اقتدار ہر طبقہ کے لوگ ہمیشہ پیش
نظر رکھتے تھے اس وجہ سے احترام اور شریف خاندان مین بہت سے ایسے مقتدر اور باوقعت لوگ موجود تھے جنکے فضل و
کمال کا تمام زمانے کو اعتراف تھا اور جس شہرت کیساتھ انکا نام پکارا جاتا تھا اُس سے کہین زیادہ وقعت لوگون
کے دلون مین پیدا ہوگئی تھی غرضکہ محترم شیخ محمد طاہر جیسے تاریخی روشنی ہمیشہ چمکیگی اس معزز و مقتدر خاندان مین پیدا ہوے

شیخ محمد طاہر اور انکا خاندان

ابتدائی زمانہ مین اگرچہ شیخ محمد طاہر کو حسب معمول قرآن شریف کی تعلیم پانیکے لیے مکتب مین سپرد کیا گیا
لیکن یہ تعجب اور تعجب کیساتھ حیرت سننے مین آتا ہے کہ انہونے تعلیم کیطرف بالکل توجہ نہین کی بلکہ ہمیشہ سیر
شکار مین مصروف رہے اور یہی مصروفیت تحصیل علوم سے مانع ہوئی مگر جب آپ عمر کے ابتدائی مرحلے طے کر کے
سن بلوغ کو پہنچے تو ایک دن کا ذکر ہے کہ آپکی ہمشیرہ نے قرآن مجید کی ایک آیت پیش کی اور اسکی تفسیر دریافت
کی جسکا جواب شیخ سے کچھ بن نہ پڑا لیکن اسکے ساتھ ہی آپکو اسدرجہ ندامت حاصل ہوئی کہ کسیطرح سے سر اٹھا نہ سکے

شیخ کی تعلیم

اُسوقت آپکی غیرت مین اسقدر سلسلہ جنبانی ہوئی کہ قرآن مجید بغل مین لیکر اپنے وطن مالوف کو خدا حافظ کہا
اور تحصیل علوم کیلیے مسافرت کی ناگوار سختیان برداشت کرنا اختیار کین اب آپکی یہ کیفیت تھی کہ جس شہر یا قصبہ
مین کسی عالم کی شہرت سنتے اُسکی خدمت مین حاضر ہوکر کچھ نہ کچھ حاصل کرتے۔ چند روز مین آپ تھانیسر پہنچے
اور یہان اسقدر قابلیت پیدا ہوگئی کہ قرآن شریف کے معانی و مطالب اخذ کرنیکی کامل مہارت اور تامہ قوت
حاصل ہوگئی۔ آپنے اپنی ہمشیرہ کو خط لکھا اور شافی اُس آیت کی تفسیر لکھدی جسکی بابت انہونے استفسار کیا تھا۔

شیخ کا تحصیل علوم کے لیے وطن سے نکلنا

شیخ محمد طاہر کو اسوقت اگرچہ تمام علوم و فنون مین کافی دسترس پیدا ہوگئی تھی لیکن ہمت کی بلند پرواز
شاہین نے اسپر بس نہین کیا۔ بلکہ اُن کا ذوق علمی تھانیسر سے صوبہ بہار مین کھینچ لایا۔ کیونکہ اُس عہد مین
بہار کے سوا تحصیل علوم اور تکمیل فنون کا کوئی دوسرا موقع طالب علمونکے حق مین نہ تھا۔ یہان اُسوقت اہل علم کا
بہت بڑا مجمع تھا اور ہر موقع پر علما کے جھگڑے رہتے تھے۔ جب آپ بہار مین پہنچے تو ایک مشہور علامہ کی خدمت
مین تکمیل علوم کیغرض سے تشریف لیگئے اور اُنسے آپکو شائق اور ہونہار سمجھکر اپنے درس مین داخل کر لیا اور
نہایت محنت و جانفشانی سے چند روز مین تمام کتب درسیہ اور فنون رسمیہ پر عبور کرادیا اب وہ زمانہ آیا
کہ آپ کی بے مثال جودت طبع اور لاثانی حافظہ کا علما کے عام طبقون مین چرچا ہونے لگا اور شدہ شدہ

شیخ کا تکمیل علوم کے لیے بہار پہنچنا

آپ کی عدیم النظیر ذہانت اور استحضار علوم کی بے انتہا شہرت نے لوگون کو آپ کیطرف متوجہ کیا لوگ جوق جوق آپ کی زیارت کیلئے آتے اور آپکے فضل و کمال اور علمی تبحر کا بدل اعتراف کرتے۔

شیخ کے عام اخلاق

علاوہ ازین آپکے اخلاق ایسے وسیع اور عام تھے جنکا جادو بہار کے تمام باشندون پر اپنا اثر ڈال چکا تھا اور جستہ جستہ آپ کی فطانت نیک چلنی عام اخلاق کی ہر جگہ داد دیجاتی تھی۔ بہار کا قاضی جس کی شرافت و ایمانداری کی تمام اہل شہر قدر کرتے تھے اور جسنے اپنی زیبا و پسندیدہ عادات اور شائستہ اخلاق سے سلمانون کے تسخیر قلوب مین عام طور پر ناموری حاصل کی تھی اُسنے جب شیخ محمد طاہر کے فضل و کمال اور وجاہت و نجابت کو دیکھا تو اپنی عزیز و پیاری لڑکی کو آپکے عقد مین دیدیا۔ عقد کے چند روز بعد آپنے بہار کو چھوڑ دیا اور پورب کے کسی اطراف مین قیام فرمایا۔

شیخ کی شادی

الغرض خدا تعالی نے شیخ محمد طاہر کو وہ اندازہ کرنے والا دماغ اور جانچنے والی عقل عطا کی تھی جسکی نظیر اُس عہد مین بہت مشکل سے ملتی تھی۔ آپ تمام علوم کو جامع اور مروجہ فنون کو حاوی تھے آپ کی نظر ایسی وسیع اور غائر تھی کہ تمام علوم سے عمدہ عمدہ نتائج اخذ کر لیتے اور ان کے جزئی و کلی مسائل کا پورے طور پر نتائج کر لیتے تھے۔ بہرحال آخر عمر مین آپکو وہ مرتبہ حاصل ہوگیا تھا کہ اپنے زمانہ کے علما کے سرتاج اور ثقات بزرگوار معتقد علیہ تسلیم کیئے جاتے تھے۔ شیخ کے یہان قاضی بہار کی پاکدامن دختر کے بطن سے تین فرزند پیدا ہوئے جنمین سب سے بڑے اور بزرگ فرزند شیخ حسن تھے۔ شیخ محمد طاہر صاحب آخری عمر مین اپنے فرزندون اور اہل و عیال کو ساتھ لیکر شہر جونپور مین چلے آئے تھے۔ یہین آپنے انتقال فرمایا اور یہین مدفون ہوئے آپکی قبر شریف ہنوز موجود ہے اور لوگ دور دور سے اُسکی زیارت کیلئے آتے ہین۔

شیخ کا انتقال

شیخ حسن صاحب

شیخ حسن صاحب جو شیخ طاہر کے بڑے فرزند تھے بچپن کے زمانہ مین نہایت ذہین اور حلیم فطرت رکھتے تھے۔ لیکن جون جون آپ ابتدائی عمر کے مرحلے طے کرتے گئے مزاج مین تواضع و انکساری آتی گئی نو سال کی عمر مین آپنے قرآن مجید یاد کر لیا اور اسکے کتب متداولہ کی تحصیل مین مشغول ہوئے۔ علم صرف و نحو کی معمولی کتابین پڑھنی شروع کین اور دو تین ہی برس مین اس فن کی تمام درسی کتابین نکال لین گیارہ یا بارہ سال کی عمر مین آپکو صرف و نحو مین کامل مہارت اور تامہ لیاقت ہوگئی۔ اسکے بعد آپنے فقہ و حدیث وغیرہ علوم کی تعلیم پائی۔ فقہ و حدیث کے علوم اگرچہ نہایت سخت اور دشوار گزار علوم ہین لیکن شیخ حسن صاحب کو اپنے بے مثل حافظہ اور عدیم المثال ذہانت کی بدولت یہ اہم اور مشکل علوم بھی پانی تھے

شیخ حسن کی تعلیم

غرضکہ آپ اٹھارہ سال کی عمر مین تمام علوم متداولہ کی تحصیل سے فارغ ہوگئے تھے۔

اگرچہ اس امر مین ہماری واقفیت محدود ہی اور ہمین یہ بتانا بہت مشکل ہی کہ شیخ حسن کی خدمت معلمی کن علما کے سپرد کیگئی۔ لیکن اسمین ذرا شک نہین کہ تعلیم کا دوسرا جزو جسے تربیت سے تعبیر کیا جاتا ہی اُسکی اتالیقی خود جناب شیخ محمد طاہر کے ہاتھ مین تھی اور شیخ محمد طاہر اس پایہ کے شخص تھے کہ اُس عہد مین بڑے بڑے نامور اور مشہور علماء کی اتالیقی آپکے سپرد تھی جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر آئے ہین بہر حال شیخ حسن کو تعلیم و تربیت کے اعتبار سے اعلی درجے کے اہل کمال مین شمار کرنا ضرور ہے۔

شیخ کی تربیت

جب شیخ حسن صاحب فارغ التحصیل ہوئے تو دور دور سے لوگ آپسے فقہ و حدیث کی تعلیم پانیکی غرض سے جوق جوق آنے لگے اور اس کمسنی اور ابتدائی عمر مین آپ مقتدائے خواص اور معتقد علیہ علما تسلیم کیے گئے لیکن آپکی طفلانہ نظرین پہلے ہی سے اس بات کی پیشینگوئی کرتی تہین کہ یہ شریف و نجیب بچہ آیندہ زمانہ مین علم طریقت کا سرتاج اور مشائخ صوفیہ کا پیشوا قرار دیا جائیگا اور بچپن کے زمانہ مین آپکی پیشانی سے وہ رشد و طلب کے آثار نمایان تھے جو صاف طور پر اس بات کی شہادت دیتے تھے کہ یہ ہونہار بچہ درویشون کا معتقد ہوگا

شیخ کا علمی اقتدار

چنانچہ جس زمانہ مین سید حامد راجی شاہ کی عظمت و شہرت کا ستارہ اوج عروج پر شہاب ثاقب بن کر چمک رہا تھا اور اقبال کی یاوری اور کمال علم کا آفتاب اپنی پوری تابانی دکھا رہا تھا نیز اُن کے ضمیری جوہر اور روحانی جذبات کی روشنی اطراف عالم مین پھیل گئی تھی تو شیخ حسن بزرگ سید کے امتحان کی غرض سے اُنکی خدمت مین پہنچے۔ اور پہلے ہی مرحلہ مین جاذبہ ازلی نے محترم سید کے حلقہ مین آپکو کھینچ لیا۔ سید حامد راجی شاہ اپنے وقت کے مشائخ مین امتیازی نظرونسے دیکھے جاتے تھے اور علم طریقت مین آپنے وہ نام پایا تھا کہ مشائخ زمانہ آپکو نہایت معزز اور مقتدر القاب سے یاد کرتے تھے۔ علاوہ ازین جو عظمت اور قدر و منزلت اُنکے دون مین موجود تھی وہ ایسی اعلی درجہ کی تھی جسکا کوئی کافی اندازہ نہین کر سکتا۔ آپ شیخ حسام الدین مانکپوری کے ممتاز خلیفہ تھے جو حقیقت مین شریعت و طریقت دونون طرح کے علوم کو جامع اور مشائخ چشتیہ مین اعلی درجہ کا اعزاز و اقتدار رکھتے تھے۔ اسکے علاوہ شیخ نور قطب العالم کی خلافت کا ممتاز منصب بھی آپ کو حاصل تھا۔ غرضکہ شیخ حسام الدین صاحب اپنے عہد مین ایک ایسے مسلم الثبوت صوفی تھے جو طریقت مین اپنا نظیر نہ رکھتے تھے۔ آپ کا زہد و تقوے و ورع ضرب المثل تھا اور آپکا مستجاب الدعوات ہونا عوام و خواص مین ہمیشہ شہرت پا چکا تھا۔

شیخ حسن کا مرید ہونا

سید حامد راجی شاہ کا اعزاز

شیخ حسام الدین کا مختصر ذکر

شیخ نور قطب العالم کی مجمل ہسٹری

شیخ نور قطب العالم ہندوستان کے نامور اور مشہور مشائخ مین سے تھے عشق و محبت ذوق و شوق تصرف و کرامت ۔ ریاضات و مجاہدات اور مذہبی مباحث مین سب سے زیادہ حصہ رکھتے تھے ۔ بلکہ اُس عہد مین کوئی شخص ان باتون مین آپکی ہمسری اور برابری کا دعوٰی نہ کر سکتا تھا ۔ کثرت ریاضات نے تمام عالم مین شہرت عام پیدا کر دی تھی ۔ اور علما و فضلا و مشائخ کا مجمع آپکے مکان پر لگا رہتا تھا شیخ نور قطب العالم کی لائف مین جو بات سب سے زیادہ استعجاب کی نظر سے دیکھی جاتی تھی وہ آپکی دینداری اور مذہبی تقدس و جوش ہو جسکی نظیر اُس زمانہ کے مشائخ مین بہت مشکل سے ملتی ہو ۔ آپ اپنے والد شیخ علاء الحق بن سعد

شیخ علاء الحق

کے خلیفہ بہی تھے جو جامع علم ظاہر و باطن اور مرجع خواص و عوام تھے ۔ گو خلافت کے اس امتیاز منصب نے شیخ نور قطب العالم کو اور بہی مشہور و معروف کر دیا تھا لیکن قابل غور بات یہ ہو کہ جس چیز نے آپکے فضل و کمال کو منصب خلافت کے علاوہ تمام ہندوستان مین مشہور کر دیا وہ آپکے علمی کارنامے اور تصرف و کرامات کے سچے واقعات مین جسکا نتیجہ یہ ہو کہ آجتک صفحات تواریخ پر اُنکی گہری جہلک پڑ رہی ہو ۔

شیخ علاء الحق قطع نظر اسکے کہ بنگالہ اور پورب کے تمام مشائخ مین نہایت قدر و وقعت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے اور اُس عہد کے علما و مشائخ مین غیر معمولی شہرت رکھتے تھے شریعت و طریقت کے دونون علمونکو جامع اور علمی تبحر مین بیمثل تھے ۔ آپکا علم و فضل اس پایہ کا تھا جو محتاج بیان نہین ۔ یہ بات بجز آپکے اور کسیکو بہت کم نصیب ہوئی ہے کہ جسنے آپسے فیض صحبت اور علمی تعلیم کا حصہ لیا وہ علم و فضل مین کامل اور بینظیر ثابت ہوا ۔ شیخ علاء الحق جناب شیخ سراج الدین اودہی کے خلیفہ ہین جو شیخ نظام الدین قدس سرہ کے معزز جانشین اور ایک نہایت بزرگ اور اولوالعزم خلیفہ شمار کیے جاتے ہین ۔ الغرض جناب شیخ محمد طاہر کے

شیخ سراج الدین اودہی

فرزند رشید شیخ محمد حسن بزرگ و محترم سید حامد راجی شاہ کے مرید و معتقد تھے اور اُنکے کمال علم اور تبحر کیوجہ سے اُنہین مشائخ کا پیشوا اور علمائے شریعت و طریقت کا سرتاج جانتے تھے چنانچہ آپکے اُس دلی اعتقاد کی مثال جو سید حامد راجی شاہ کے بارہ مین رکھتے تھے ایک تاریخی واقعہ سے خوب ظاہر ہوتی ہو ۔

شیخ حسن کے اُس اعتقاد کی مثال جو آپ کو سید حامد راجی شاہ کی نسبت تھا

بیان کیا جاتا ہو کہ شیخ ہداد شارح ہدایہ اور چند نامور علما نے جو شیخ حسن کے درس مین شریک اور آپکے جلیس خاص تھے آپکے اُس اعتقاد کو جو بزرگ سید کے حق مین رکھتے تھے استعجاب کی نظر سے دیکھا اور ایکدفعہ تو برملا یہ کہہ بہی دیا کہ سید حامد راجی شاہ سے آپکا بیعت کرنا اور اُنکی متابعت کا حلقہ اپنے کان مین ڈالنا نہایت ہی بعید اور دور از قیاس بات ہو کیونکہ آپ قطع نظر خاندانی عظمت و شان کے علوم و فنون مین عام طور پر

اپنے ہمعصرون مین ممتاز ہین اور آپکے ضمیری و روحانی جوہر تبے مین ممتازیت کی گہری تہ رکھتے ہین اسکے سوا آپکی دانش و فضل کا شہرہ تمام ملک مین پہیلگیا ہی اور اہل ملک کی نگاہین آپ پر وقعت کیساتھ پڑتی ہین باوجود اس فضل و شہرت کے آپکا سید حامد سے بیعت کرنا جو علم مکتبی سے چندان حصہ نہین رکہتے سخت تعجب اور تعجب کیساتھ حیرت سے دیکھا جاتا ہی۔

شیخ ہداد کی یہ تقریر سنکر جناب شیخ محمد حسن نے نہایت متانت اور سنجیدگی سے فرمایا کہ پیارے شیخ ہداد تمہارا یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ واجب الاحترام اور مخر خاندان و قوم سید حامد راجی شاہ مکتبی علم سے حصہ نہین رکھتے لیکن تمہین یہ معلوم ہی کہ ظاہری کتابی تعلیم جو ہر انسان کو مکتب مین دیجاتی ہی اُسکے لیئے کچھ یہی ضرور نہین کہ ہر انسان اس تعلیم سے مصلح قوم اور ریفارمر بننے کی قابلیت و لیاقت پیدا کرلے ۔ بلکہ فطرت جس انسان کو اپنے ہنر کا نمونہ بنانا چاہتی ہی اُسکے ضمیر کو اول ہی روز سے روحانی جوہرون اور ربانی قابلیتون کے زیور سے آراستہ کردیتی ہی ایسے وقت مین اگر اسے مکتبی تعلیم نہ بہی دیجائے تو بہی کوئی اندیشہ اور مضائقہ کی کی بات نہین ہوتی کیونکہ اُسکے روحانی جوہر جو پہلے ہی سے اُسمین مضمر کیئے گئے ہین ایک نہ ایک روز اپنی اصلی تابانی اور روشنی دکہاکر ضرور رہین گے۔

یہ امر عموماً تسلیم کرنا پڑتا ہی کہ ظاہری کسب اور محنت کو ہر چیز مین مداخلت ہی گو کوئی شخص کیسا ہی غبی اور کند ذہن ہو مگر پہر بہی محنت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر اسے باقاعدہ عمل مین لایا جائے تو کچھ نہ کچھ حاصل ہو ہی جاتا ہی لیکن اسکے ساتھ ہی یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہی کہ ذہانت و حافظہ فطرت کی خاص عنایتین ہین جو مقدس اور پاک نفوس کو بغیر ظاہری تعلیم کے بہی حاصل ہوسکتی ہین اور ربانی قابلیتون کی وہ درخشانی و تابانی جو کسی پاک دل پر پرتو افگن ہو جاتی ہی نہ جانکاہ محنت سے میسر ہوسکتی ہی نہ عمر قرینی وہان کچھ کام دیتی ہے لیکن اسپر بہی مین چاہتا ہون کہ اہل علم کی ایک جماعت منتخب ہوکر محترم سید کی خدمت مین بہیجی جائے تاکہ جو مشکل اور اہم مسائل اور علمی باریکیان دلمین کہٹکتی ہین انہین سید کی خدمت مین پیش کرین اگر سید کی توجہ سے حل ہو جائین اور اُنکا جواب باصواب حاصل ہو تو میری طرح اُنکو بہی معتقد و مرید ہوجانا چاہیئے ورنہ خیر۔ چنانچہ شیخ ہداد وغیرہ نے اہل علم کی ایک جماعت سید کے امتحان کیلئے منتخب کی اور اُسے آپکی خدمت مین روانہ کیا۔ لیکن یہ عجیب اتفاق کی بات ہی کہ بعض لوگونکے اشکال تو رستہ ہی مین حل ہوگئے اور بعضون سے بزرگ سید کے پُر انوار جمال کے دیکھنے سے اور باقی لوگونکے شکوک و شبہات آپکے حکمت آمیز اور پُر اسرار کلام

کے سننے ہوگئے۔ حاضرین آپکے اس بے مثل اصعیم الشان تصرف کی بانگی دیکھکر قدمون پر گر پڑے اور فوراً بیعت کرکے ربقۂ ارادت مین داخل ہوگئے۔

شیخ حسن کی دہلی مین تشریف آوری

الغرض شیخ حسن صاحب ایک عرصہ مدت تک اُسی شہر مین طالبونکے ارشاد و تعلیم مین مصروف و مشغول رہے لیکن بعد ازان سلطان سکندر کی استدعا سے جو سلاطین دہلی مین ایک انصاف پسند و منصف مزاج بادشاہ تہا اور جو فیاضی اور سخاوت مین سب سے افضل و فائق شمار کیا جاتا تہا پرانی دہلی مین تشریف لائے اونہون نے بیجہ منڈل مین اقامت اختیار کی مجھے مناسب معلوم ہوتا ہو کہ شایقین کی بصیرت و اطلاع کیلئے بیجہ منڈل کی مجمل ہسٹری مختصر اقلمبند کرون ناظرین سے امید ہے کہ خارج از بحث کا الزام دینے سے معذور سمجھینگے بیجہ منڈل ایک نہایت عظیم الشان اور خوشنما محل ہے جو قطب صاحب کے راستہ مین حوض خاص کے سامنے واقع ہے یہ ایک نہایت عالیشان عجیب و غریب اور حیرت افزا عمارت ہے دلچسپ و دلکشا ہونیکے سوا کسی زمانہ مین بہت ہی خوش منظر اور پرفضا ہوگی لیکن اسکی موجودہ ویران حالت دیکھکر اُس شاہانہ شوق پر انتہا سے زیادہ افسوس ہوتا ہے جسنے اس عظیم الشان اور دلگیر عمارت کی بنیاد ڈالی ہوگی۔ بیان کیا جاتا ہو کہ یہ عمارت حوصلہ مند فیروز شاہ کے شوق کا نتیجہ ہے جسنے کثیر التعداد لاگت سے اسے تیار کیا تہا اسی عمارت کو جہان نما بہی کہا جاتا ہے اور بدیع منزل کے لقب سے بہی پکارا جاتا ہے لیکن عوام الناس بیجہ منڈل کہتے ہین۔ کتب تواریخ پر غائر نظر ڈالنے سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ عالیشان اور خوبصورت عمارت اُسی زمانہ مین بنائی گئی تہی جس زمانہ مین فیروز شاہ نے فیروزآباد آباد کیا تہا۔ فیروزآباد کی تعمیر ۷۵۵ہجری مین ہوئی۔ اور اُسکے چند سال بعد بیجہ منڈل کی تعمیر ہونی شروع ہوئی۔ اس عمارت کی قطع وضع نہایت ہی عجیب و غریب ہے۔ ایک بلند اور اونچے برج پر چار دیوارون کا ایک خوبصورت کمرہ بنایا گیا ہے۔ اس کمرہ مین سے گزر کر اُسکی بغلی دیوار مین اوپر جانے کا زینہ رکہا گیا ہے چند زینے چڑھکر اوپر جانا ہوتا ہے یہان ایک نہایت کشادہ اور سنگین بارہ دری تہی جسکی خوشنمائی اور رونق کو اُسکے عروج کا زمانہ اپنے ساتھ لیتا گیا۔ یہان بجز اس عمارت کے اور کوئی چیز ایسی نہ تہی جسپر انسان کی نظر شوق سے پڑے۔ لیکن افسوس کہ اب وہ عمارت بہی ٹوٹ پہوٹ کر ڈھیر ہوگئی اور بجز علامات و نشانات کے اور کوئی چیز باقی نہین ہے مدتون کی بیمروتی نے نازک خیال معمارون کی عجیب و غریب صنعت اور حیرت انگیز کاریگری کو بالکل بے رونق کردیا ہو اور بجائے اسکے کہ کبھی اس سے تفریح ہوتی تھی۔ دل گھبراتا اور وحشت زدہ ہوتا ہے مورخون کا بیان ہو کہ فیروز شاہ نے ایک نقب بنائی تھی کہ قلعہ فیروزآباد سے اس مکان مین ہوکر نقب کے راستے سے سوارہ حوض خاص تک چلے جاتے تھے اگرچہ یہ عمارت

بیجہ منڈل کی مختصر تاریخ

اب بہت شکستہ اور خراب ہو گئی ہے۔ لیکن پھر بھی نقشہ او رہیئت اور وضع قطع اچھی ہے۔

خلاصہ یہ کہ جناب شیخ حسن پرانی دہلی مین تشریف لائے اور بجے منڈل مین اقامت اختیار کی اسی علم پر اپنے انتقال فرمایا اور یہین مدفون ہوئے۔ کہتے ہین کہ سلطان سکندر کا بلند اقبال اور ناموفرزند فتح خان شیخ کا بہت بڑا معتقد تہا۔ ایکدفعہ اُسکے دلمین آیا کہ باپ سے بغاوت کرے اور باغیون کی ایک جماعت کی سرگرگی مین دار الحکومت پر حملہ آور ہو کر مستقل بادشاہ نبجائے۔ دربار کے بہت سے ندیمون اور سلطنت کے اُمرا اور کارکنون نے اُسکے ساتھ اسبارہ مین اتفاق کر لیا اور مسلح ہو کر وقت کے منتظر ہے۔ لیکن جب فتح خان نے اسبارہ مین شیخ سے مشورہ کیا تو آپنے اُسے بغاوت سے منع کیا۔ اور امن و امان کی بشارت دی اس سے سلطان سکندر بھی آپ کا معتقد ہو گیا۔ اور آپکے اعزاز و اقتدار کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا۔

فتح خان ابن سلطان سکندر شیخ حسن کا بڑا معتقد تہا

بعض مورخون کا یہ بھی بیان ہے کہ جب شیخ دہلی مین تشریف لائے تو بادشاہ وقت شیخ کے بعض کمالات پر خواب مین مطلع ہُوا۔ جسنے اُس کے پہلے اعتقاد مین ایک اور بھی نئی اور تازہ روح ڈالدی۔

شیخ حسن کا انتقال

جناب شیخ حسن ۹۰۹؁ ہجری کو بجے منڈل کے محل مین بحالت وجد فوت ہوئے۔ آپ تیار ہے تندرست اور چُست چاق تھے۔ کسیطرح کی بیماری عارض نہ تھی۔ آپ کی مجلس مین طالبین کا جھگھٹا لگا ہوا تہا اور ایک باعی سکا اول مصرعہ "اے ساقی ازان مے کہ دل و دین من ست" ہے بار بار پڑھی جاتی تھی جس سے آپ پر وجد طاری ہوا اور اسی حال مین آپ کی مقدس روح جسم عنصری سے پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

کتاب مفتاح الفیض جو علم سلوک مین تصنیف کی گئی ہے۔ شیخ کی بہت بڑی یادگار ہے جس سے آپکے باطنی علم اور بیمثال روحانی جذبات کی شان و شوکت بڑی خوبی سے واضح و آشکارا ہوتی ہے۔

شیخ حسن کی اولاد ذکر

شیخ حسن کے انتقال کے بعد آپکے چار فرزند یادگار باقی رہے۔ لیکن اُن مین سے جنھین تاریخی شہرت حاصل ہے اور جنسے شیخ صاحب کی آیندہ نسلون کا سلسلہ بڑھا وہ صرف دو فرزند ہین شیخ محمد المعروف خیالی اور شیخ عبد العزیز۔ یہی وہ دو شخص ہین جنکے فضل و کمال کی شہرت عام طور پر تمام ہندوستان مین پھیلی ہوئی ہے اور جو علم سلوک کی کتابکے پورے دیباچہ در الوالد سر لابیہ کے کامل فوٹو تھے۔

شیخ محمد خیالی صحیح الحال لطیف المشرب قوی الریاضت تھے۔ اور علم سلوک کے دوسرے بازو سمجھے جاتے ہین

دربار دہلی مین شیخ محمد خیالی کا اعزاز

حکومت دہلی کیطرف آپکا وہی اعزاز و اقتدار کیا جاتا تہا جو جناب شیخ حسن آپکے والد بزرگوار سے وابستہ تہا سلطان دہلی آپکی بڑی عزت کرتا تہا اور سیر و سفر مین اکثر اوقات اپنے ساتھ رکھتا تہا بلکہ کمال قدردانی سے

آپ کو اپنے تخت پر جگہ دیتا تھا اور یہ اُس قابلیت اور پولیٹکل لیاقت کا نتیجہ تھا جو روز اول ہی سے آپ مین مضمر تھی۔ لیکن آپنے باوجود حکومت کے اِس شان و شوکت اور شاہی اعزاز و اقتدار کے اپنی اصلی حالت نہین چھوڑی۔ یہی وجہ تھی کہ آپ اپنے عہد مین پیشوائے مذہبی تسلیم کیے گئے ہین۔

شیخ محمد خیالی کی لیاقت

شیخ محمد خیالی کی شہرت اگرچہ زیادہ تر علوم سلوک مین ہے۔ لیکن آپ فقہ و حدیث اور ادب و کلام مین بھی اجتہاد کا درجہ رکھتے تھے۔ گو آپ ابتدا مین اپنے والد بزرگوار کے مرید تھے اور اُنھین کے طریقہ کو استعمال مین لاتے تھے۔ مگر انجام کار آپ کا وہ ارتباط جو سلسلۂ قادریہ کیساتھ وابستہ تھا آپ پر غالب آیا اور اُسی زمانہ مین آپنے تکمیل فنون کی غرض سے دہلی سے سفر کیا اور ملک عرب مین پہنچکر حرم مدینہ مین سالہا سال ریاضات شاقہ مین زندگی بسر کی۔ جب حاجی عبد الوہاب بخاری دوسری مرتبہ حرمین شریفین کی زیارت کیلئے تشریف لیگئے تو آپنے شیخ محمد خیالی کو بشارت دی کہ جناب نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب مین مجھے ارشاد فرمایا ہے کہ اِس ہندی شیخ زادے نے ایک مدت دشواری سے زندگی بسر کی ہے اب تو اُسے ہندوستان مین پہنچادے لہذا مین بکمال لجاجت عرض کرتا ہون کہ آپ میرے ساتھ ہندوستان تشریف لیچلین۔ شیخ نے فرمایا۔ سچ ہے لیکن تاوقتیکہ خود مجھے اِسکا حکم نہوگا۔ ہندوستان نہین جاسکتا چنانچہ جب آپ اِسپر مامور ہوئے تو حاجی عبد الوہاب بخاری آپکو ہندوستان مین لایا۔ اور یہان پہنچکر آپ کا انتقال ہوگیا۔ آپ بجو منڈل مین اپنے والد بزرگوار کے پہلو مین آرام فرما ہین۔

شیخ کا انتقال

شیخ کے خلفاء

شیخ محمد خیالی کے خلفا بیشمار اور انگنت ہین اور یہ آپ ہی کے ہمیشہ فیض کا نتیجہ تھا کہ جسنے آپسے فیض صحبت حاصل کیا وہ بھی علم و فضل مین کمال عروج کو پہنچگیا اور شہرت مین بنظیر اور عدیم المثال ثابت ہوا آپکی خانقاہ مین بعض ایسے ہی معزز و مقتدر خلیفہ ہین جو خود امام وقت اور مجتہد فن کہلائے جاتے ہین اور جو کمال و تکمیل کے مرتبہ پر پہنچ چکے ہین۔ شیخ امان اللہ پانی پتی اور شیخ عبد الرزاق جھنجانوی کو کون نہین جانتا اور کونسا آدمی ایسا ہے جو انکے فضل و کمال سے واقف نہین ہے یہ لوگ ایسے نہین ہین جنکے تبحر اور فیض صحبت مین ہندوستان کے مشہور اور نامور مشائخ کو کلام ہو۔

شیخ عبد العزیز شیخ حسن کے دوسرے فرزند رشید

شیخ حسن صاحب کے دوسرے مشہور اور دنیا کے نامور فرزند رشید شیخ عبد العزیز ہین جنکی تاریخی زندگی کی حالات مین سب سے اول اور سب سے مفصل لکھنا چاہتا تھا کیونکہ میرا ذاتی شوق اور اِس نجیب و شریف خاندان کے معزز حضرات کے حالات کی غایت کے لحاظ سے بھی ایک مضمون اِس قابل تھا جو سب سے پیشتر مفصل لکھا جاتا

کہ ترتیب مضامین اور نسق کلام کی وجہ سے میں اِس مضمون پر فداویریں پہنچا حقیقت یہ ہے کہ شیخ عبدالعزیز ہی ایک ایسے مقدس اور فقیر طبیعت بزرگ تھے جنکی ذاتی شرافت و نجابت جنکی محتاط زندگی۔ جنکی تورع و پرہیزگاری نے آپکو دور دور مشہور کر دیا تھا۔ اور جن کی تقدس آبائی اور بڑائی کی ناموری نے آپکے شریف و معزز خاندان میں اور بھی جان ڈالدی تھی آپکے بچپن کا زمانہ در اصل آپکی آئندہ لائف کا ایک مختصر دیباچہ اور پورا فوٹو تھا دیکھنے والے اِس شدنی امر بہونہار بچہ کی طفلانہ نظروں سے پہلے ہی تاڑ گئے تھے کہ کچھ دنوں بعد یہی ہلال ملک میں بدر کامل ہوکر چمکنے والا اور اپنی پوری تابانی سے ایک عالم کو روشن و منور کرنے والا ہے۔ اور درحقیقت ایسا ہی ہوا بھی طبقہ علمائے صوفیہ میں جس قدر مشہور و معروف خاندان دنیا میں گذرے ہیں اُن میں سے یہ خصوصیت خاص پہلے ہی روز سے آپکے حصہ میں تھی کہ علاوہ تکمیل علوم درسیہ و فنون رسمیہ کے سلسلہ سہروردیہ و قادریہ کے خرقہ سے ممتاز ہوں۔ دنیا میں ہر شخص کے ایک فنی ہونیکی شہرت رکھتا ہے اور ایک ہی علم میں اُسکی نظر وسیع ہوتی ہے اور وہ اُسمیں تبحر حاصل کرتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ دو فن تک اُسکا شاہین کمال بلند پروازی کیا کرتا ہے لیکن تعجب کے ساتھ دیکھا جاتا ہے کہ آپ تمام علوم کو جامع اور سب میں تبحر رکھتے تھے اور ہر علم میں ویسی ہی بحث کر سکتے تھے جیسی کوئی شخص اپنے علم خاص میں بحث کرتا ہے۔ اِس سے زیادہ کیا فخر کا باعث ہو سکتا ہے کہ آپکی قابلیت و لیاقت ہر قسم کے اہل فن کو تسلیم تھی۔ اور سب کو آپکے فضل کا اعتراف تھا۔

شیخ عبدالعزیز کا بچپن

شیخ عبدالعزیز صاحب ہنوز دو تین ہی سال کے تھے کہ آپکے والد بزرگوار اپنی عمر شریف کے مرحلے طے کر کے رہگرائے سفر عالم آخرت ہوئے اور اپنا فیض باطن شیخ قاضی خان ظفرآبادی کے حوالے کر گئے جو آپکے ایک نہایت عزیز خلیفہ تھے اور جن کی استقامت و کرامت زہد و تجرید ریاضت و مجاہدات تاثیر صحبت کا اُس زمانہ میں کوئی دوسرا دعویدار نہ تھا اور تصرف و کرامات میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے شیخ عبدالعزیز جب ابتدائی عمر کے مرحلے

شیخ عبدالعزیز کی تعلیم و تربیت

طے کر کے سن تمیز کو پہنچے تو جناب سید محمد بخاری ابن حاجی عبدالوہاب بخاری کی خدمت میں تحصیل علوم کی غرض سے حاضر ہوئے چونکہ سید محمد اور خود اُن کے والد بزرگوار حاجی عبدالوہاب بخاری جناب سید حسن صاحب کے فضل و کمال کے معترف اور اِس امر کی علی الاعلان شہادت دیتے تھے کہ درحقیقت شیخ حسن ہی اِس زمانہ میں تمام علوم و فنون میں فرد ہیں۔ نیز شیخ عبدالعزیز کی ذاتی خوبیوں اور فطری قابلیتوں نے سید محمد بخاری کو اپنا گرویدہ کر لیا تھا۔ اِس لئے اُنہوں نے شیخ عبدالعزیز کی اتالیقی کے نازک اور اہم فرائض کو اپنے ہاتھ میں لیا اور نہایت قابلیت اور دلسوزی سے اِن فرائض کو ادا کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چند روز میں شیخ عبدالعزیز کو انکی فیض صحبت

اور تعلیم و تربیت نے فقہ حدیث ادب کلام اور تمام دینیات مین کامل کردیا۔

شیخ عبدالعزیز کی علم سلوک مین تکمیل

جب شیخ عبدالعزیز درسی کتابون کی تکمیل سے فارغ ہوئے تو حاجی عبدالوہاب بخاری کی خدمت مین چند روز رہکر خصوصی استفادہ حاصل کیا اور خرقہ سہروردیہ زیب تن فرمایا حاجی عبدالوہاب بخاری نے سید راجو قتال سے خرقہ حاصل کیا تھا جو جناب مخدوم جہانیان کے چھوٹے بھائی تھے اور جو بہت عمر اور مسن ہوکر راہ آخرت پر گامزن ہوئے تھے آپنے خود مخدوم جہانیان اور نیز شیخ رکن الدین ابو الفتح سے خرقہ حاصل کیا تھا انکی سند طبقہ صوفیہ مین بہت بڑی شہرت رکھتی ہے جناب حاجی عبدالوہاب صاحب نے جسطرح سید راجو قتال کی صحبت سے فیض اٹھایا تھا اسیطرح مدت تک شیخ عبداللہ قریشی کی صحبت مین بھی حاضر رہکر فیضیاب ہوئے تھے۔ الغرض جب شیخ عبدالعزیز صاحب نے اس مفضل کمال کی شہرت حاصل کی اور علم شریعت و طریقت مین پورے طور پر تکمیل کرلی۔ تو شیخ قاضی خان نے اپنے فرزند رشید شیخ عبداللہ کو ظفرآباد سے شیخ عبدالعزیز کی خدمت مین روانہ کیا تاکہ وہ اُس فیض باطن کو یاددہانی کرے جو شیخ حسن صاحب نے قاضی خان کے حوالے کیا تھا اور اُسکے ساتھ ہی یہ بھی کہلا بھیجا کہ مین خود حاضر خدمت ہوتا ہون مگر اسمین طلب شرط ہے شیخ عبدالعزیز یہ پیام پاتے ہی متوجہ ظفرآباد ہوئے اور جب وہان پہنچے تو زر نقد مال و متاع۔ گھوڑا کپڑا وغیرہ جو کچھ پاس رکھتے تھے سب راہ خدا مین صرف کردیا اور حالت تجرید مین پورے تین سال تک طرح طرح کی مشقتون اور ریاضتون کی برداشت کی یہانتک کہ ارشاد و تکمیل کے مرتبہ پر پہنچگئے اور اسمین آپکو خاطرخواہ عروج حاصل ہوگیا۔

جب یہ سب کچھ ہوگیا تو شیخ قاضی خان ظفرآبادی نے جناب شیخ حسن کا باطنی فیض آپکے سپرد کردیا اور دہلی کی طرف مراجعت کرنیکی اجازت دی آپ آنسے رخصت ہوکر اپنے قدیم قیامگاہ مین تشریف لائے اور ارشاد کے قوانین و قواعد کی بنیاد ڈالی اور مسایل سلوکیہ کا اچھی طرح اعلان کیا۔ اگرچہ شیخ عبدالعزیز نہایت ذکی الطبع اور ذہین تھے اور اسکے ساتھ ہی فقہ حدیث علم سلوک مین کامل مہارت حاصل کرچکے تھے۔ مگر پھر بھی اس اثنا مین سید ابراہیم ایرجی کی خدمت مین مدت تک علوم تصوف کے دقایق اور باریکیان حاصل کرتے رہے اور انجام کار سلسلہ قادریہ کی خرقے سے سرفراز کئے گئے سید ابراہیم ایرجی تمام فنون علم مین کامل اور اکثر خانوادون کی برکات کے جامع تھے لیکن نسبت قادریہ اُسپر غالب آگئی تھی اور خرقہ قادریہ شیخ بہاؤالدین قادری سے زیب تن فرمایا تھا۔

خلاصہ یہ کہ شیخ عبدالعزیز صاحب ہمیشہ ریاضت و مجاہدت مین مصروف رہے اور جو کچھ آپنے جوانی کی حالت مین اپنے اوپر لازم کیا۔ اُسے آخر وقت تک نہایت دلیری اور جرأت کیساتھ ادا کیا۔ شیخ عبدالعزیز صاحب کی

تاریخی زندگی مین جو بات سب سے زیادہ قابل تعریف اور لائق تقلید ہے وہ یہ ہے کہ آپنے اپنے خاندان کے طریقہ کی اتباع اور اسلاف کے رویہ کی پیروی مین کوئی دقیقہ کبھی فروگزاشت نہین کیا اس سے زیادہ قابل تعریف بات یہ ہے کہ آپ آداب مشائخ کے تحفظ مین انتہا درجہ کی کوشش کیا کرتے تھے۔ آپکے ادب کا یہ حال تہا کہ کبھی کسی شیخ کا نام نہین لیا بلکہ ہمیشہ معزز الفاظ اور روزنی خطابات سے یاد کیا کرتے۔ بالخصوص اپنے موجودہ مشائخ کا نہایت درجہ اعزاز و احترام پیش نظر رکہتے اور اُن کا بڑے قیمتی الفاظ مین شکریہ ادا کرتے۔

آداب مشائخ

آپ مین فیاضی کا مادہ نیچرل اور فطرتی تہا۔ علاوہ اُس فیاضی کے جو کہ پیسے عام طور پر ظہور مین آئی خفیہ طور پر بہی علما صلحا اور حاجتمندونکی اعانت مین کثیر التعداد رقمین صرف ہوئی ہین۔ یہی وجہ ہے کہ جسطرح صوفیون اور مشائخون اور علما کے طبقون مین آپکے فضل و کمال اور تصرف و کرامت کی ایک غیر معمولی شہرت اور دہوم مچی ہوئی ہے اسیطرح مشہور و نامور فیاضونکی فہرست مین بہی آپ جلی اور روشن حرفون مین لکہے جاتے ہین

شیخ کی فیاضی

باوجود اس شان و شوکت اور اعزاز و اقتدار کے آپکے مزاج مین انتہا درجہ کی سادگی اور عجز و انکسار تہا درویشون اور عالمون سے خود اُنکے قیام گاہون مین جاکر ملاقات کرتے اور ہر شخص سے خواہ کسی مرتبہ کا آدمی ہوتا نہایت خندہ پیشانی اور متواضعانہ اخلاق سے پیش آتے اگر کسیکی بیماری کا حال آپکو معلوم ہوتا تو دن مین کئی کئی مرتبہ جاکر عیادت کرتے۔ اس کے علاوہ عفو و ترحم حد اعتدال سے متجاوز تھے۔ گو بعض ناسمجھ خدام اور جہلا عوام بدزبانیان کرتے تھے مگر آپ اپنی بلند نظری اور حوصلہ مندی سے ہمیشہ درگذر کیا کرتے اور اپنی عام فیاضیون سے دشمن و دوست کو مالامال کردیتے تہے۔

شیخ کے عادات و اخلاق

اِن ہی باتون پر کیا منحصر ہے حلم بردباری صبر رضا تسلیم۔ غرضکہ جسقدر عمدہ اور اچھے اخلاق ایک نہایت اولوالعزم اور بزرگ شخص مین پائے جانے ضرور و لازم ہین سب آپ مین بوجہ احسن پائے جاتے تھے اور اِن تمام باتون مین آپکا کمال اُس عہد کے لوگون کو تسلیم تہا۔ اسلیے ہم نہایت زور دیکر کہہ سکتے ہین کہ اسمین ذرا بہی شک نہین کہ شیخ عبد العزیز صاحب تمام اخلاق محمودہ مین مشائخ چشت کی ایک محسوس یادگار اور دنیا کے ممتاز و مشہور اہل کمال مین سے تھے۔

آپنے ۶۔ جمادی الاخری ۹۷۵ ہجری مین انتقال فرمایا اور آیہ فسبحان الذی بیدہ ملکوت کل شئی والیہ ترجعون۔ پر آپ کا خاتمہ ہوا۔ آخر مین ہم اُس سلسلہ قادریہ کو اس مقام پر تبرکاً نقل کرنا مناسب سمجھتے ہین خاصکر جو شیخ عبد العزیز صاحب کی قلم سے لکھا ہوا ہے اور چونکہ عربی دانون کیلئے اسمین زیادہ حصہ ہے اسلیئے بجنسہ عربی مین لکھتے ہین

شیخ کا انتقال

بسم الله الرحمن الرحیم - الحمد لله الذی هدنا الی سبیل الرشاد وامرنا باتباع الحق والسداد والصلوٰۃ والسلام
علی نبیه محمد واله اولی الولایة والارشاد وصحبه الاکرمین الاکملین الامجاد وبعد فیقول العبد تراب
الاقدام خدام اهل بیت النبی علیه الصلوٰۃ والسلام ذره فاحجز عبد العزیز بن حسن بصره الله بعیوب نفسه وجعل
یومه خیرا من امسه ان الاخ الاعز الاکرم العاقل العالم فخار الافاضل والاکامل سلالة الاولیاء قدوة الاصفیاء
الشیخ یحیی بن الشیخ معین الدین خالدی جعله الله تعالی من اهل مغفرته واصطفاه بخلوص محبته وکمال معرفته
لما شرفنا بشرف حضوره وصحبته وتقرر لدی رسوخ اعتقاده ومحبته عقدت معه تقلد الاخوة الدینیة و
البسته خرقة المشائخ الصوفیة قدس الله تعالی ارواحهم ونور اشباحهم وانا لبستها بطریق الارشاد والوکالة
والنیابة والاجازة والخلافة من شیخی ومرشدی ومحمدی وحسیبی وسندی سید السادات منبع السعادات
السید ابراهیم بن معین بن عبد القادر بن مرتضی الحسنی القادری سلمه الله تعالی وشیخی ومرشدی المشار
الیه لبس من شیخه ومرشده ابی البرکات بهاء الملة والدین ابراهیم الانصاری القادری افاض الله علینا شابیب
برکاتهم وشیخه ومرشده المشار الیه لبس من شیخه السید السند قطب الوقت ابی العباس احمد بن حسن الجیلی
المغربی الشافعی وهو من ابیه السید السند الشریف السید حسن وهو من ابیه السید الشریف موسی وهو من ابیه السید
السند الشریف علی وهو من ابیه السید السند الشریف محمد وهو من ابیه السید الشریف حسن وهو من ابیه
السید الشریف محمد صلواحمد وهو من ابیه السید الشریف محی الدین ابی نصر وهو من ابیه السید الشریف ابی صالح
وهو من ابیه السید الشریف عبد الرزاق وهو من ابیه القطب الربانی والغوث الصمدانی محی الملة والدین
ابی محمد عبد القادر الحسنی الحسینی الجیلانی وهو من شیخه ابی سعید علی المخرمی وهو من شیخه الاسلام ابی
الحسن علی بن محمد بن یوسف القرشی الهکاری وهو من شیخه ابی الفرج یوسف الطرسوسی وهو من الشیخ عبد الواحد
ابن عبد العزیز التمیمی وهو من ابی بکر الشبلی وهو من سید الطائفة جنید البغدادی وهو من سری السقطی وهو
من معروف الکرخی وهو من ابی سلیمان داؤد بن نصر الطائی وهو من الامام علی بن موسی الرضی وهو اخذ العلم و
الادب من والده الامام موسی الکاظم وهو من والده الامام جعفر الصادق وهو من والده الامام محمد الباقر وهو من
والده الامام زین العابدین وهو من والده الامام حسین وهو من والده الامام علی بن ابی طالب رضی الله عنهم
وهو من سید المرسلین وخاتم النبیین حبیب رب العالمین محمد بن عبد الله صلی الله علیه واله وصحبه
الطیبین الطاهرین وهو قال ادبنی ربی فاحسن تادیبی - انتهی کلامه

جناب شیخ عبدالعزیز کے انتقال کے بعد اُنکے چند فرزند باقی تھے جنمین شیخ قطب العالم بلحاظ فضل
کمال علم و دانش جود و سخا سب سے ممتاز اور مستثنےٰ تھے علمی ذوق و شوق خدا نے آپکو پہلے ہی سے دیا تھا
یہی وجہ تھی کہ گو تربیت کی اتالیقی جو تعلیم کا دوسرا جزو ہے جناب شیخ عبدالعزیز ہی کے ہاتھ مین تھی لیکن
مختلف علوم جو اُس زمانہ مین رائج اور درس مین داخل تھے آپنے ہر فن کے مجتہدین سے جدا جدا حاصل کیے علم
فقہ و حدیث کو خاص طور پر علمائے وقت سے حاصل کیا صرف و نحو کلام و ادب اور اسی قسم کے وہ فنون جو
عربیت کے جزو اعظم کہلائے جاتے ہین اور جو اہل علم کیواسطے گرانمایہ جوہر ہین اُنمین آپکو اسقدر کمال تھا کہ ماہرین
فن مین شمار کیے جاتے تھے علی ہذا القیاس وہ تمام مجلسی علوم جنکی مختلف ممالک و اقوام مین بہت بڑی عزت کیجاتی ہے
اُن مین بھی آپکی طبیعت نہایت موزون اور قابل واقع ہوئی تھی یہی وہ اوصاف تھے جن کی وجہ سے آپ تمام
بھائیونکی نسبت اپنے مین ممتازیت کی گہری شان رکھتے اور سب سے ممتاز و مستثنےٰ سمجھے جاتے تھے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ابتدائی زمانہ مین آپکو وجد و سماع کے طریقہ سے بالکل انکار تھا بلکہ صوفیون کے تمام
اوضاع و اطوار سے کلیۃً اعراض تھا۔ آپ ہمیشہ ان باتون سے مجتنب و محترز رہتے اور وجد و سماع کی مجلسون
مین شریک ہونے کو لہو و لعب سے زیادہ تصور نہ کرتے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جناب شیخ عبدالعزیز صاحب کی مجلس مین
سلوک گرم تھی اور وعظ و ارشاد کا دروازہ کھلا ہوا تھا صوفیون کے جمگھٹے لگے ہوئے تھے۔ علما کا مجمع مجلس کی رونق
دوبالا کیے ہوئے تہا۔ اسی اثنا مین شیخ قطب العالم بھی تشریف لے آئے اور خاموشی و متانت کیساتھ ایک
طرف بیٹھ گئے۔ شیخ عبدالعزیز صاحب اپنے فرزند رشید کیطرف متوجہ ہوئے اور اُس روحانی توجہ اور زبردست
کشش کا آپ پر یہ اثر پڑا کہ فوراً بیخود ہو گئے۔ حاضرین مجلس نے خوشی کے نعرے بلند کیے اور غل مچا کر کہا الحمدللہ
کہ آپکے صاحبزادے صوفیون اور اُنکے طریقہ کے معتقد ہو جائینگے اور اپنے انکار و اعراض سے پشیمان ہو کر قائل
ہو جائینگے لیکن شیخ عبدالعزیز نے فوراً انہین خاموش کر دیا اور شتابانہ لہجہ مین فرمایا کہ قطب العالم کا انکار
ایک ایسا مستحکم و مضبوط ہے جسکی کوئی حد نہین علاوہ اسکے ہنوز اُنکی طلب کا زمانہ نہین آیا ہے جس سے وہ مجبور ہین
چنانچہ جب آپ کی بے خودی دور ہو گئی اور ہوش مین آئے تو حاضرین نے اُس کیفیت کی بابت سوال
کیا فرمایا خواب کی طرح ایک قسم کی بیہوشی مجھپر طاری ہو گئی تھی جو کسیطرح قابل اعتبار اور لائق لحاظ نہین
ہو سکتی۔ لیکن جب شیخ عبدالعزیز صاحب کا پیمانۂ حیات لبریز ہو کر چھلک گیا اور آپ دنیا سے سفر کر کے رہگرائے
عالم آخرت ہوئے تو شیخ نجم الحق جو جناب شیخ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ کے نہایت ممتاز و معزز خلیفہ تھے اور

جنکی باطنی توجہ و تصرف کی دہوم ایکعالم مین پہلی ہوئی تہی اپنے مرحوم و مغفور شیخ کے مرقد شریف کی زیارت اور ماتم زدون کی تعزیت کیغرض سے تشریف لائے جب زیارت سے فارغ ہوئے اور شیخ مرحوم کے اعزہ و اقارب سے ملاقاتین کر چکے اور دہلی سے وطن مالوف کیطرف مراجعت کرنی چاہی تو شیخ قطب العالم کی درگاہ مین تشریف لیگئے آپ اُسوقت طلبہ کے درس مین مشغول تھے اور نہایت توجہ و اطمینان کیساتھہ علوم کے رموز و باریکیان بیان فرما رہے تھے شیخ نجم الحق نے آپکی طرف نظر التفات سے دیکھا اور ایک عجیب و غریب تصرف کر کے جھٹ سوار ہوگئے آپکی پالکی ہنوز تھوڑی دور پہنچی کہ شیخ قطب العالم مین انتہا سے زیادہ کرب و بے چینی ظاہر ہوئی اور یہ کیفیت ساعت بساعت اور آناً فآناً بڑہتی گئی۔ یہان تک کہ آپ پا پیادہ افتان و خیزان شیخ نجم الحق کیطرف متوجہ ہوئے اور اُنسے بیعت کر کے طریقہ صوفیہ حاصل کیا۔

اسکے بعد جب خواجہ محمد باقی قدس سرہ طریقہ نقشبندیہ کے پہیلانے اور اسکے عام رواج دینے مین مشغول ہوئے اور آپ کی شہرت کا ستارہ معراج کمال پر پہنچا تو شیخ قطب العالم آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور مدت تک فیض صحبت حاصل کرتے رہے۔ یہ عجیب بات ہی کہ خواجہ محمد باقی جو ابتدا مین شیخ قطب العالم کے سلسلہ تلامذہ مین داخل تھے۔ اور ایک مدت تک آپکی خانقاہ کے مجاور رہے تھے اب خود شیخ قطب العالم نے اُن کا تلمذ اختیار کیا لیکن نہایت مسرت کیساتھہ دیکھا جاتا ہو کہ شیخ نے کبہی اسبات کا خیال تک نہین کیا اور اُنسے فیض صحبت حاصل کرنے مین برابر مستغرق رہے حقیقت یہ ہے کہ اہل کمالات جبتک ہر درجہ کے آدمی سے استفادہ حاصل نہین کرلیتے اپنے تئین اہل کمال مین ہرگز شمار نہین کرتے۔ امام بخاری جو فن حدیث مین اپنا نظیر نہین رکھتے تھے اور اپنے عہد مین ایسے مسلم الثبوت محدث تھے جنکے علم و فضل مین کسیکو کلام نہین تہا تحقیق مدارج پر ریمارک کرتے ہوئے فرماتے ہین کہ "محدث اُسوقت تک کامل نہین ہوتا جبتک کہ اپنے سے اعلیٰ درجہ کا شاگرد نہو۔ اور اپنے برابر والے سے استفادہ حاصل نکرے اور اپنے کمتر سے سماعت حدیث نہ کرے یعنی محدث کو تحقیق کا ایسا درجہ حاصل کرنا چاہئے کہ ہر ایک قسم کے لوگون سے اپنے فائدہ کی بات اور مفید مضمون کو تحقیق کرتا ہے"۔ واقعی امام بخاری کا یہ قیمتی اور وزنی ریمارک قابل نوٹ ہی جو لوگ اپنے سے کم درجہ لوگون سے استفادہ لینے کو معیوب سمجھتے ہین اُنہین اس سے عبرت حاصل کرنی چاہئیے۔

خواجہ محمد باقی کی ابتدائی خدمت اور شیخ قطب العالم کے تلمذ اختیار کرنے کا صحیح زمانہ بتانا اگرچہ بہت مشکل ہے لیکن اسقدر یقین کیساتھہ کہا جا سکتا ہی کہ جسوقت خواجہ ابتدائی زمانہ کے مرحلے طے کر رہے تھے شیخ قطب العالم کے سلسلہ تلامذہ مین تھے اور علمی ذوق و شوق مین آپکا میلان طبعی شیخ کی طرف تہا جس زمانہ مین خواجہ محمد باقی

شیخ کی خانقاہ کے مجاور تھے اُسی زمانہ کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ آدھی رات کو شیخ پر منکشف ہوا کہ خواجہ محمد باقی کی تعلیم و تلقین کی تکمیل مشائخ بخارا کیساتھ مخصوص ہے چنانچہ آپ اُسیوقت باہر تشریف لائے اور خواجہ سے فرمایا تمہین بخارا کے مشائخ طلب کرتے ہین اسیوقت اُدہر متوجہ ہونا چاہیئے خواجہ نے فوراً سفر کی تیاری کی اور شیخ سے رخصت ہوکر عنان توجہ بخارا کی طرف متوجہ کی۔ چونکہ شیخ کے پاس اسوقت بجز تہ بند کے خرقہ موجود نہ تھا اسلیئے آپنے تہ بند ہی خواجہ کو عنایت فرمایا۔ جسے خواجہ نے دستار کے طور پر سر سے لپیٹ لیا اور فوراً بخارا کے قصد سے اُدہر متوجہ ہوگئے۔

بخارا مین پہنچکر خواجہ محمد باقی۔ خواجہ بکنکی کی خدمت مین حاضر ہوئے اور سلوک کے تمام طریقے اور باطنی فیض حاصل کیئے۔ چند روز مین آپ کی روحانی قوت نے غیر معمولی ترقی کی اور آپکے فضل و کمال کا آفتاب انتہائی مرکز پر پہنچگیا۔

شیخ قطب العالم کے چند فرزند تھے لیکن سب سے افضل اور عمر مین سب سے بڑے جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کے نانا شیخ رفیع الدین محمد تھے جن کے تاریخی حالات باب اول کے شروع مین ہم کسیقدر تفصیل کیساتھ ذکر کر آئے ہین جناب شاہ ولی اللہ صاحب کے جد امجد شیخ رفیع الدین محمد کے خاندان کے حالات جسقدر ہمین لکھنے مقصود تھے سب لکھ چکے۔ لیکن سچ پوچھیے تو ابہی ہمین بہت کچہ لکھنا باقی ہے کیونکہ یہ حالات شیخ عبدالرحیم صاحب کے ننہیال کے متعلق لکھے گئے ہین اسکے ساتھ تاوقتیکہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب کے ننہیال کے واقعات اور اس خاندان کے مشہور و معروف حضرات کے حالات نہ لکھے جائین تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ گویا مصور نے یک رخی تصویر دکھائی ہے اسلیئے ہمین ضرور ہے کہ دوسرے باب مین شاہ صاحب کے ننہیال کا مختصر تذکرہ لکھین وجہ یہ کہ جو تاریخی شہرت اور عظمت و جبروت اس شریف و نجیب خاندان نے حاصل کی ہے وہ دنیا مین ہمیشہ کیلئے ایک محسوس یادگار باقی ہے جو آجتک اُسے زندہ کیئے ہوئے ہے۔

## باب دوم

### حضرت شیخ محمد پُہلتی

حضرت شیخ محمد عارف باللہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب کے نانا۔ اُن نامور اور معزز شیخ کے بلند اقبال فرزند ہین جنکا نام شیخ محمد عاقل تہا اور جنکے جود و سخا۔ زہد و تقوےٰ۔ طالب العلمون اور مساکین و فقرا کی رعایت اور علمی کارنامون کا امتیازی پہریرا تمام ہندوستان مین اُڑتا تہا اور جنکے تصرفات و توجہات کے پرچم

اور قابل قدر حالات سے اب تک تاریخی صفحات پر روشنی چمک رہی ہو۔ شیخ محمد اپنے تمام بھائیون مین
سب سے افضل اور عمر مین سب سے بڑے ہین۔ گو شیخ محمد کے دوسرے فرزندون نے بھی گمنامی کے دائرہ سے نکلکر
تاریخی شہرت عمدہ طور پر حاصل کرلی ہو اور علمی شہرت مین ہر ایک دوسرے سے بڑھکر ہو لیکن اُن سب مین
بلحاظ شہرت عام قابل انتخاب شیخ محمد ہی ہین جو خاص فضائل سے منسوب ہین۔ یہی ایک وہ معزز اور نامور شخص ہو
جس نے اپنے خاندان کو دنیا بھر مین مشہور کر دیا۔ لوگون کا یہ خیال نہایت صحیح اور قابل نوٹ ہو کہ اگر اس
خاندان مین شیخ محمد نہوتے تو یہ خاندان گمنامی کے دائرہ سے نکلکر کبھی اسقدر تاریخی شہرت حاصل نہ کرتا۔

شیخ محمد کی ولادت و بچپن

شیخ محمد کے بچپن کا زمانہ حقیقت مین آیندہ اعزاز واقتدار اور فطری ضمیری جوہرون کا ایک ایسا
قابل آئینہ تھا جسپر آیندہ زمانے مین تجلیات ربانی کا پرتو بخوبی پڑ سکا۔ ابتدا نشو و نما سے رشد وہدایت کے
آثار آپ کی مبارک اور صاف پیشانی پر درخشان تھے جسے دیکھکر اہل دل آپکے حال پر بے انتہا التفات کرتے
اور صاف کہتے تھے کہ کچھ دنون بعد یہ ہلال ہندوستان مین چودھوین رات کا چاند بنکر اپنی پوری تابانی
دکھانیوالا ہو چنانچہ شیخ جلال نے جو دنیا کے نامور اور مشہور ولی جناب شیخ آدم بنوری کے نہایت معزز و مقتدر
خلیفہ تھے اور شیخ محمد عاقل سے بیحد محبت و دوستی رکھتے تھے۔ شیخ محمد کے پیدا ہونے پر بہت خوش ہوئے
اور خاص خاص لوگون کو صراحتہً اور کنایۃً مطلع کیا کہ یہ بچہ شدنی اور ہونہار ہے جو آیندہ زمانہ مین بڑی قدر و
منزلت کو پہنچیگا۔ دنیاوی حشمت و شوکت اِسکے قدمونکو بوسہ دینگی اور یہ اہل دل کے حلقون کا پیشوا اور سرتاج قرار دیا جائیگا
جب شیخ محمد پیدا ہونے کو تھے تو جناب شیخ جلال آپکے والد بزرگوار کے پاس آئے اور ایک طلائی دینار
ہدیۃً پیش کیا۔ اور جب آپ دنیا سے مُنہ موڑکر عالم بالا مین تشریف لیجانے لگے تو حاضرین کو وصیت فرمائی
کہ میرا مصحف مقدس جسمین مین تلاوت کیا کرتا ہون شیخ محمد کو پہنچا دیا جائے۔ چنانچہ آپکے اس ارشاد کی تعمیل کی
گئی۔ اور آپ کا مصحف شیخ کو پہنچا دیا گیا جسے شیخ نے بڑی مشکوری کیساتھ قبول کیا

شیخ محمد کی تعلیم

جب شیخ محمد صاحب ابتدائی عمر کے مرحلے طے کرکے سن تمیز کو پہنچے تو تحصیل علم مین مشغول ہوئے۔ کچھ عرصہ تک
نارنول مین ایک مشہور عالم کے درسگاہ مین تعلیم پائی۔ بعد ازان جناب شیخ ابوالرضا محمد کی خدمت مین حاضر
ہوئے اور کچھ دنون آپ سے تعلیم پاتے رہے لیکن جب آپکی طبیعت یہان سے اُچاٹ ہوئی تو جناب شیخ
عبدالرحیم صاحب قدس سرہ کی صحبت مین تشریف لائے اور صحبت آپکی طبیعت کے بہت ہی مناسب
پڑی چونکہ آپ کا دل و دماغ پہلے ہی سے ان جوہرون سے آراستہ تھا جنہین فطرت کی خاص بخشش کہنی چاہئین

اور آپکے ضمیری جوہر عجیب غریب قابلیت کا جامہ رکہتے تھے۔ لہذا تہوڑے عرصہ مین آپنے بہت کچھ حاصل کرلیا۔ جو لوگ آپکے ہم سبق تھے اُنہین آپ کی اس عاجلانہ ترقی اور تمام علوم پر اسقدر جلد عبور کر جانے پر تعجب اور تعجب کیساتھہ رشک تہا۔ لیکن عمیق اور عمیق نظرون مین خوب سمجھ گئی تہین کہ اس روشن ضمیر مین خدا کی طرفسے وہ قوت ودیعت کیگئی ہی جو ربانی نکات کے سمجہنے مین ید طولےٰ رکھتی ہے۔

شیخ کا خدا طلبی مین سفر کرنا

جب آپ فارغ التحصیل ہوگئے اور علمی تحقیقات پر اس سرے سے اُس سرے تک عبور کر گئے تو اب داعیۂ حق نے خدا طلبی کیطرف دعوت کی جسکی آپنے مردان باہمت کی طرح اجابت کی۔ اور وطن مالوف کو خدا حافظ کہکے اہل کمال کی تلاش مین اکناف و اطراف عالم کا سفر کیا اور علمائے کاملین کی صحبتون مین حاضر ہو کر فیضیاب ہوئے سالہا سال کشاکش طلب مین نہایت مستعدی سے زندگی بسر کی اور باطنی علوم کے اشغال مین ہمہ تن مصروف رہے۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آپکے فضل و کمال کا شہرہ تمام بلاد مین پہیل گیا اور اہل دنیا کی نگاہین عزت و وقعت کیساتھہ پڑنے لگین۔ جب آپ تکمیل کے مرتبہ کو پہنچگئے اور سلوک ارشاد کے تمام مراتب طے کر چکے تو پہر وطن مالوف مین تشریف لائے اور علم ظاہری و باطنی کے درس مین مشغول ہوگئے۔

## جناب شیخ محمد صاحب کے عام اخلاق و عادات

شیخ کے عام اخلاق و عادات

اب ہم شیخ محمد کے اُن معاملات اور تاریخی حالات کو چہوڑ کر جو تعلیم و تعلم سے متعلق ہین آپکے عام اخلاق و عادات پر توجہ کرتے ہین۔ لیکن اس سے پیشتر کہ شیخ موصوف کے اخلاق و عادات پر ریویو کرین یہ کہنا بیجا نہوگا کہ اس خاندان کے طبقہ علما مین کوئی عالم ایسا کم گذرا ہے جو علمی فیاضی جود و سخا۔ ترک حظ نفس توکل و قناعت زہد و اتقا مین آپ کا دعویدار ہوا اور اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ کوئی شخص کسی بات مین آپ کا شریک ہو بہی تو اُسکا یہ دعوےٰ قطعی طور پر نادرست ہوگا کہ خدا ترسی اور زہد و اتقا مین بہی وہ آپ سے افضل یا برابر ہوگا۔ آپ کی خدا پرستی تواضع بردباری اور سب سے بڑھکر عظمت و کرامت اسدرجہ شہرت پکڑ گئی تہی۔ کہ بڑے بڑے باکمال لوگ دور دور سے حاضر خدمت ہوتے اور آپکے تلامذہ اور مریدون کے حلقہ مین شریک ہونے کو مایۂ اعزاز و اقتدار سمجھتے گو آپکے چہرہ سے نورانی عظمت و جلال برستا تہا اور وہ شان و شوکت رعب و دبدبہ نمایان تہا جس سے دیکھنے والون پر عظمت نما ہیبت طاری ہوتی تہی۔ لیکن آپکی عاجزی و انکساری حد اعتدال سے بڑھ گئی تہی باوجود اس شان و شوکت کے مزاج مین انتہا درجہ کا عجز و انکسار تہا۔ آپ ہر ایک شخص سے نہایت خندہ پیشانی اور متواضعانہ

اخلاق کیساتھ پیش آتے اور اُسکی رضامندی و خوشنودی مین کوئی دقیقہ اُٹھانہ رکھتے۔ صدق و راستگوئی اور تحقیق و احتیاط مین ایسے مسلم الثبوت تھے کہ لوگ آپکے قول و نقل کو بے تامل بغیر سند و حجت کے پیش کرتے آپ کا طرز معاشرت بالکل نرالا اور انوکھا تھا جسپر کبھی کسیکو نکتہ چینی کا موقع ہی نہین ملا۔

آپ کی تاریخی زندگی مین جو بات سب سے زیادہ قابل تعریف اور لائق تقلید ہے وہ یہ ہے کہ آپ اپنے شیخ کے احترام و اعزاز اور اُنھین راضی رکھنے مین انتہا سے زیادہ کوشش کرتے تھے۔ طالب العلمی کے زمانہ سے لیکر ارشاد و تکمیل کے عہد تک کبھی کوئی بات ایسی ظہور مین نہین آئی جو شیخ کی مرضی کے ذرا خلاف ہو اور یہ ایک ایسی بات ہے جسکی نظیر دنیا مین بہت مشکل سے ملسکتی ہے۔ آپکے اس قسم کے بہت سے دلچسپ واقعات ہین جنسے ناظرین کو اس بات کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ جناب شیخ محمد صاحب کے دلمین اپنے واجب الاحترام اور معزز شیخ کی کہان تک عظمت و عزت قائم تھی۔ لہذا مین چند واقعات مختصراً ذیل مین قلمبند کرتا ہون۔

پہلا واقعہ

**پہلا واقعہ**۔ شیخ محمد صاحب خود اپنے قلم مبارک سے لکھتے ہین کہ اثنائے تحصیل مین چونکہ ہمارے معزز و محترم شیخ کی طبیعت اکثر اوقات تجرد کیطرف منجذب و مائل تھی اسلیئے ہم لوگون کا سبق روزانہ نہو تا تھا اور ہوتا بھی تھا تو بہت تھوڑا۔ اس صورت مین مجھے اپنے اوقات کے ضائع ہونیکا بہت صدمہ تھا چند روز تک تو مین اسی کشاکش مین رہا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ کیا مین شیخ کی صحبت سے علیحدہ ہو کر کسی اور درسگاہ مین تعلیم لون یا اسی معمولی حیثیت مین اوقات بسر کرون آخر کار مین نے دلمین اس بات کا قطعی فیصلہ کر لیا کہ صرف اسی قلیل مقدار تعلیم پر قناعت کرنا اور موجودہ فرصت کو یون ضائع و برباد کرنا بہرحال بہتر نہین ہے چنانچہ ہمت کے شاہین بلند پرواز نے بال و پر کھولے اور اب مین علمائے کاملین کی درسگاہین تلاش کرنیکو نکلا۔ اتفاق سے شہر کی ایک نامور اور فاضل اجل کی درسگاہ مین میرا گزر ہوا جو طالب علمون کو نہایت محنت و جانفشانی سے درس دیتا اور اُنکی ترقی تعلیم مین بیحد کوشش کرتا تھا۔ اُسکی یہ محنت و کوشش دیکھکر میرا عزم مصمم ہوگیا کہ چند درسی کتابین یہان نکال لینی چاہیئین۔ لیکن جب مین وہان سے واپس ہوکر شیخ کی مجلس مین پہنچا تو آپنے اول میری طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھا۔ پھر ایک کاغذ کے ٹکڑے پر دو تین کلمے لکھکر زمین پر ڈالدیا اور خود اُٹھکر گھر مین تشریف لیگئے۔ شیخ کے چلے جانیکے بعد مین نے کاغذ اُٹھا کر پڑھا اُسمین لکھا تھا کہ "آج تم کہان گئے تھے کہ مجھے تمھارا باطن ظلمت و تاریکی سے مکدر نظر آتا ہے" مین نے فوراً توبہ کی اور اپنے ارادہ کو فسخ کر دیا۔ اور پھر کبھی اس قسم کا خیال تک میرے ذہن مین نہین گزرا۔

**دوسرا واقعہ** ایک دن کا ذکر ہے کہ آپکے شیخ نے اپنے ایک مرید کو حکم فرمایا یہ بکری میرے فلان دوستکے مکان پر پہنچا دے۔ مریدنے فوراً آپکے ارشاد کی تعمیل کی اور بکری لیکر چلا۔ رستہ مین بکری نے چلنے سے انکار کیا۔ اور ایک مقام پر اڑکر کھڑی ہو گئی ہر چند اس نے اُسکے چلانے مین کوشش کی مگر بکری جگہ سے ہلی تک نہین چونکہ اس نے بکری کا چلانا اور اپنے کندے پر لادکر لیجانا دونون باتین حرج سے خالی نہین دیکھین اسلیئے اب اُسے یہ فکر ہُوا کہ کسی مزدور کو کچھ اُجرت دیکر بکری پہنچا دینی چاہیئے لیکن اتفاق سے اُسوقت کوئی مزدور دستیاب نہین ہُوا۔ اور اس صورت مین شیخ کی خدمت بجا آوری مین قاصر رہا۔ شیخ محمد صاحب کو جب اِس قضیہ پر اطلاع ہوئی تو آپنے ایک عاجلانہ حرکت کی اور جلدی سے بکری کو کندے پر لادکر روانہ ہوگئے جب واپس آئے اور شیخ کی خدمت مین حاضر ہوئے تو آپنے دونون صاحبون کے حال پر مطلع ہوکر فرمایا۔ کہ شیخ محمد کو اُسکی حُسن خدمات نے مقربین کے درجہ پر پہنچایا۔ اور دوسرے مرید کو اُسکے قصور نے اِس مرتبہ کے حاصل کرنیسے باز رکھا۔

دوسرا واقعہ

**تیسرا واقعہ** شیخ محمد صاحب فرماتے ہین کہ آدھی رات کا وقت تھا یا اِس سے کچھ کم بیش تھا عالم پر خاموشی اور سکوت کا سناٹا چھایا ہُوا تھا تاریکی سب طرف حکومت کر رہی تھی کہ میرے معزز شیخ مسجد سے اُٹھکر باہر آئے۔ مین آپکے پیچھے آہستہ آہستہ قدم اُٹھائے چلا آتا تھا۔ جب آپ دروازے پر پہنچے تو لمحہ بھر ہیئیت مراقبہ مین کھڑے رہے۔ ازان بعد میریطرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اگر کوئی طالب تمہارے پاس رجوع لائے تو اُسے فوراً وہ تمام باتین تلقین کردو جو ہم سے تمہین پہنچی ہین۔ ہم تمکو بخوشی اجازت دیتے ہین مین آپکی یہ باتین (اور سچ پوچھیئے تو خداوندی الہام) سُن کر حیرت زدہ ہوگیا اور سوچنے لگا کہ اس عظیم الشان منصب کی مجھہ مین قابلیت کہان ہے۔ اور اِن باتون کا خیال تک کبھی میرے ذہن مین نہین گزرا ہے۔ شیخصاحب یہ کیا فرما رہے ہین۔ آپنے میرے اِس خطرہ کو فوراً دریافت کر لیا اور ایک نہایت خوش آئندہ لہجہ مین فرمایا کہ تم نے جو کچھ اسوقت میری زبان سے سُنا ہے واقعی باتین ہین۔ اِسوقت خدا تعالےٰ نے مجھے اُن تمام لوگون کے نام تعلیم کر دیئے ہین جو تم سے بیواسطہ یا بواسطہ بیعت کرینگے۔ اور اگر تم چاہتے ہو تو مین تمہارے سامنے اُن لوگون کے نام مفصل بیان کر سکتا ہون۔ تمہارا اِس بارہ مین توقف وحیرت کرنا محض بے سود ہے۔ کیونکہ جو کام خداوندی دربار مین مقرر ہو چکتا ہے وہ ہرگز محل توقف مین نہین ہوتا۔

تیسرا واقعہ

ان واقعات سے قطع نظر اُس احترام و اعزاز کے ثبوت کے جو شیخ محمد صاحب کے دلمین اپنے معزز شیخ کا قایم تہا آپ کی عظمت و بزرگی کا بھی بخوبی اندازہ ہوتا ہی - اور یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ خداوندی عنایتن اور فطرت کی بخششین پہلے ہی سے آپکے حال پر مبذول تہین . اور روز اول ہی سے خدا کی نظر رحمت آپ پڑ چکی تہی - آپ اکثر اوقات یہ رباعی پڑہا کرتے تھے ؎ ای دوست ترا بہر مکان می جستم * ورتو خبر این آن می جستم * دیدم تبو خویش را تو خود من بودی * خجلت زدہ ام کز تو نشان می جستم *

شیخ محمد صاحب کی عظمت و بزرگی کی ایک اور تمثیلی حکایت بیان کی جاتی ہی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ابتدا ہی سے نہایت معزز اور متقی تھے . آپ فرمایا کرتے تھے کہ میرے اقارب مین سے ایک شخص محمد سخی نام پورب کے کسی ناحیہ مین شہید ہو گئے تھے مین طالب علمی کے عہد مین ایکدن مسجد جونپور کے حجرے مین بیٹھا ہوا تہا اور حجرے کا دروازہ بند کیے ہوئے کتاب کے مطالعہ مین مستغرق تہا کہ دفعۃً وہ عزیز متمثل ہو کر میرے حجرے مین آ کھڑا ہوا اُسکے بدنکو فوجی لباس ملبوس تھا اور ہتہیار لگے ہوئے تھے جن کی چمک زمین پر برابر پڑ رہی تہی - مین نے یہ صورت دیکھکر کہا کہ مجھے اپنے حالات سنائو بولے جس وقت میری چہرہ پر زخم لگتا تہا مین ایک ایسی لذت پاتا تہا جسکی حلاوت اب تک میرے دلمین باقی ہے اِس وقت چونکہ بادشاہ اسلام کی جرار فوج فلان مشہور بتخانہ کو مسمار و خراب کرنیکے سبب جارہی تہی اسلیے ہمین اُنکی رفاقت و امداد کا حکم ہوا اور اِس تقریب سے ہمارا گزر اِس راہ مین بھی ہوا - مجھے تم سے ملنے کا انتہا سے زیادہ شوق تہا لہذا تمہارے حجرے مین آیا اور نیاز قدمبوسی حاصل کی -

## جناب شیخ محمد صاحب کے تصرفات اور باطنی توجہات و کرامات اور پیشین گوئیان وغیرہ

شیخ محمد صاحب کے تصرفات

جن لوگون نے مخدومی شیخ محمد کی قابلیت اور خداداد لیاقت پر مختصر طور پر ریمارک کیے ہین اُنکے متفق الفاظ یہ ہین کہ اِس تمام خاندان مین شیخ محمد سے بڑھکر کوئی شخص عالی دماغ - حوصلہ مند - خوش اخلاق . قوانین اسلام کا پابند - بزرگان اسلام کے احترام و وقار کی رعایت کرنیوالا نہین ہوا - بالخصوص آپکے باطنی توجہات و تصرفات کے اسقدر حالات ہین کہ اگر فیصدی دس کا بھی انتخاب کیا جائے تو یہی حیات ولی کی وسعت اُسکے لیے ناکافی ہے پہر بھی ہم اِس مقام مین آپکے تصرفات کے وہ چند واقعات لکھتے ہین جو ناظرین کی دلچسپی سے خالی نہین ہین -

سید علی کا واقعہ

سید علی جو آپکے مریدون مین سے ایک مخصوص دستشنے مرید ہین نقل کرتے ہین کہ مین جوش جوانی کے زمانہ

مین شراب بکثرت استعمال مین لایا کرتا تھا گویا ہر وقت اور ہر ساعت اُسی مین مستغرق و مخمور رہتا تھا اور کوئی ممنوع و قبیح فعل ایسا نہ تھا جسکا مین مرتکب نہوتا تھا۔ جب میری حالت پستی و خرابی کے انتہائی درجہ پر پہنچ گئی اور تمام اخلاق و عادات بگڑتے چلے تو مین نے اپنے دلمین عزم بالجزم کرلیا کہ اگر مجھے کوئی ایسا کامل عزیز ملیگا جسکی پُر اثر نظرین پڑتے ہی مین اپنے اِن ناشایستہ و قبیح افعال سے باز آجاؤنگا اور اتقا و پرہیزگاری کی خواہش میرے دلمین فوراً پیدا ہوجائیگی تو مین اُسکی صحبت و خدمت کو اپنے لیئے ضروری اور لازمی سمجھونگا۔ اُسکی ارادت و اعتقاد کا حلقہ گوش دل مین ڈالونگا۔ اُسکے ہاتھ پر بیعت کرونگا۔ اور پھر ان ممنوعات کے گرد نہ پھٹکونگا اتفاق سے جناب شیخ محمد صاحب کسی تقریب کیوجہ سے قریہ سرائے مین تشریف لائے۔ حقیقت مین یہ زمانہ تھا جسمین میرے اقبال و سعادت کا ستارہ پستی سے نکلکر اوج کمال پر شہاب ثاقب بنکر چمکنے والا تھا۔ چونکہ میرے والد بزرگوار پہلے سے شیخ کے معتقد تھے اِسوجہ سے مین بھی اُن کے ساتھ واجب الاحترام شیخ کی خدمت مین حاضر ہُوا۔ آپنے ایک سرسری نظر مجھپر ڈالی اور فرمایا تم کہان رہتے ہو اور کسجگہ نوکر ہو۔ ہنوز یہ دو تین ہی باتین آپکی زبان مبارک سے نکلی تھین کہ میرے دلمین ایک عجیب قسم کا انجذاب واقع ہُوا اور جن ممنوعات و مناہی مین مین ایک مدت سے آلودہ تھا اُنسے فوراً طبعی تنفر پیدا ہُوا اور وقتاً فوقتاً آناً فاناً زیادہ ترقی کرتا گیا مین فوراً اُٹھکر گھر آیا اور شراب کے شیشون کو چور چور کر ڈالا۔ مناہی کے جسقدر اسباب و ذرائع میرے مکان مین موجود تھے اور سامان کچھ شبہ نہین کہ بعض چیزین ایسی بھی تھین جو نہایت قیمتی اور مجھے بیحد عزیز تھین اور جنکا مجھے شاید تمام عمر اپنے پاس سے علیحدہ کرنا گوارا نہوتا۔ لیکن شیخ کی روحانی توجہ اور باطنی تصرف نے مجھ مین اسقدر اثر ڈالا کہ میری نظرون مین تمام وزنی اور قیمتی سامان بالکل ہیچ نظر آیا۔ اور ایک ایسی طبعی نفرت پیدا ہوئی کہ بغیر لحاظ کسی امر کے مین نے تمام سامان عیش کو خاک مین ملادیا اور مجھے اُن کے غارت کرنے مین کسیطرح کا دریغ نہ آیا۔ جب مین ان تمام کامون سے فارغ ہوگیا۔ تو غسل کرکے نئی پوشاک زیب بدن کی اور شیخ کی خدمت مین حاضر ہوکر توبۃ النصوح کی اور بیعت کرکے آپ کی صحبت کا التزام اپنے اوپر فرض سمجھا۔ ایک عرصہ کے بعد مجھے سفر کابل کا اتفاق ہُوا اور مین نے شیخ کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ گو کمترین کی دلی آرزو تھی کہ چند روز حضور کے فیض صحبت مین زندگی بسر کرکے دارین کی فلاح و سعادت حاصل کرتا۔ لیکن افسوس کہ میری بدقسمتی۔ مجھے کابل کیطرف کھینچے لیئے جاتی ہے اور مین بدنصیب مجبوراً آپ سے رخصت ہوتا ہون شیخ صاحب نے نہایت خوش آئندہ مسکراہٹ کیساتھ یہ مشہور بیت پڑھی اور نہایت خندہ پیشانی سے مجھے رخصت کیا ؎ گر در یمنی چو بامنی پیش منی ور پیش

منی چو بے منی دریمنی ۔ یعنے اگر تم میرے ساتھ ہو تو گو یمن مین ہو لیکن میرے سامنے موجود ہو اور اگر میرا خیال تمہارے دل سے مٹ گیا ہے تو اگرچہ میرے پاس ہو مگر حقیقت مین یمن مین ہو۔

الغرض مین کابل کیطرف روانہ ہوا اور چند روز وہان رہنے کا اتفاق پڑا۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ ایک نہایت حسین و خوبصورت عورت سے مجھے خلوت ہوئی اور بدکاری کی خواہش نے میرے دل پر ہجوم کیا قریب تہا کہ توبہ کی گرہ کھل جاے اور مین فسق و فجور مین مبتلا ہو کر دین و دنیا سے کیا گزرا ہو جاؤن کہ دفعتًہ ایسے خطرناک اور نازک موقع مین شیخ کی مبارک صورت میرے سامنے آموجود ہوئی۔ جون ہی اُس شکل شمائل پر میری نظر پڑی گویا نفسانی خواہش نام تک کو نہ تھی۔ شہوت کا تمام نشہ اُتر گیا۔ اور مین اپنی اصلی حالت پر آگیا اسکے بعد اگرچہ مجھے تین یا چار سال تک کابل مین رہنے کا اتفاق ہُوا۔ لیکن کبھی عورت کی رغبت نے میرے دل مین خطور نہین کیا۔ میرا گمان تہا کہ مین بالکل عنین اور نامرد ہو گیا ہون اور رجولیت کا مادہ مجھسے سلب کر لیا گیا ہے۔ مگر جب مین وطن مالوف کی طرف لوٹا اور اپنی شرعی بی بی سے ہمبستر ہُوا تو معلوم ہوا کہ وہ عنینت و نامردی نہ تھی بلکہ عصمت حق کی جلوہ گری تھی۔ اس واقعہ سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ شیخ محمد صاحب کی روحانی توجہ اور باطنی تصرف کا ایک عجیب و غریب اثر تہا جسکی نظیر اور اہل دلون کے حلقہ مین بہت مشکل سے پائی جاتی ہے۔

ایک اور واقعہ

جناب شیخ محمد صاحب کے تصرف کا ایک اور حیرت انگیز واقعہ نقل کیا جاتا ہی کہ ایک طالب العلم عظمت اللہ نام آپ کی خانقاہ مین سکونت رکھتا تہا چونکہ وہ گبر صورت سے قطع نظر کر کے خوش لحن بھی تہا اس لیئے آپکو اُس سے معمولی محبت ہو گئی تھی اور جب وہ اپنی موسیقی خیز آواز سے کوئی غزل پڑہتا تہا تو آپ اُس سے بہت خوش ہوتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ جوش مسرت سے بھرے بیٹھے تھے۔ اور کمال وجد کا سرور ابتہاج حاصل تہا کہ عظمت اللہ کو نغمہ چھیڑ دینے کا حکم فرمایا۔ لیکن اُسنے اِس موقع پر تن داری برتی اور آپکے ارشاد کی تعمیل سے پہلوتہی کی۔ دو تین مرتبہ آپنے اُسکو طلب کیا۔ مگر اُس نے ہر دفعہ انکار اور انکار کیساتہہ اصرار کیا۔ آپکی طبیعت اُس سے بیحد مکدر و منغض ہوئی اور ایک غضبناک اور قہر آلود نگاہ سے اُسکی طرف التفات کیا جس کے اثر سے اُسکی حالت مین عجیب و غریب انقلاب پیدا ہُوا۔ سارے چہرے پر زردی اور زردی کیساتھ مردنی چھاگئی۔ اور جسم پر لرزہ پڑا اور آنًا فانًا بڑہتا گیا۔ یہان تک کہ ہلاکت کا خوف اُسپر غالب آیا۔ اور اپنی زیست سے محض مایوس و ناامید ہو گیا محمد جعفر جو شیخصاحب کے خادم قدیم تھے خدمت اقدس مین حاضر ہوئے

اور لجاجت کے لہجہ مین عظمت اللہ کی سفارش کی بابت لب جنبانی کی آپ کا غصہ فرو ہوا اور اُسکی اِس گستاخی سے درگزر کی۔ لیکن ساتھ ہی فرمایا کہ اب اِسے وہ خوش الحانی اور دلفریب آواز میسر نہین ہوسکے گی جسپر مجھے رغبت تھی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اسکے بعد اُسکی آواز کی ملاحت اور خوش لحنی جاتی رہی اور مردود جمیع طبائع ہوگیا جو لوگ اِس سے پیشتر اُسکی آؤ بھگت کرتے تھے اب نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھنے لگے اور جو اپنے سر و آنکھون پر جگہ دیتے تھے۔ صف نعال مین بھی بیٹھنے کو ناگوار جاننے لگے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ طرح طرح کے فسق و فساد مین مبتلا ہوا اور کسی جگہ اُسکو اطمینان سے بیٹھنا نصیب نہین ہوا۔

الحاصل شیخ محمد صاحب کے اِس قسم کے بیشمار واقعات ہین ہین نے صرف اِن ہی دو ایک واقعون کے قلمبند کرنے پر اکتفا کیا۔ تاکہ یہ تذکرہ زیادہ طول نہ پکڑ جائے اور معزز ناظرین کو بہت انتظار نہ کرنا پڑے لیکن شیخ کے حالات زندگی ختم کرنیسے پیشتر مجھے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جسطرح آپکے روحانی تصرف کے دلچسپ واقعات سے ناظرین نے لطف اُٹھایا ہے اُسیطرح آپکے سلب امراض کے چند واقعات جو تصرف کا دوسرا جزو ہی مختصراً درج کرون تاکہ اہل مذاق اپنے اپنے مذاق کے مطابق دلچسپی لین۔

سلب امراض

شیخ محمد صاحب کو تصرف کی اِس دوسری شاخ سلب امراض مین وہ قوت حاصل تھی کہ بیان سے باہر ہے۔ ایک دفعہ سید برہان بخاری کو قولنج عارض ہوا جسکی وجہ سے نہایت کرب و بےچینی اور اضطراب و بیقراری پیدا ہوئی اُن کے رفقا نے آپسے التجا کی اور آپ سید برہان کے مکان پر تشریف لیگئے مریض کے سرہانے بیٹھکر اسکے مرض کو سلب کر لیا اور اُسنے فوراً شفائے کلی پائی۔ لیکن اُسکا اثر شیخ صاحب مین کبھی کبھی ظاہر ہوتا تھا۔ اور آپ گاہے ماہے قولنج مین مبتلا ہوجاتے تھے میر عبداللہ جو آپکے خواص کے حلقہ مین ایک معزز شخص ہین نقل کرتے ہین کہ حضرت شیخصاحب کسی موضع کو تشریف لیگئے اور مین خدمت مین حاضر تھا جب وہان سے مراجعت کرنے کا قصد ہوا تو مجھے سخت و شدید تپ عارض ہوئی اور ایک دو ہی روز مین اِسقدر ناطاقت ہوگیا کہ جنبش کرنے تک کی طاقت نہین رہی۔ شیخ نے جب میری یہ حالت دیکھی تو میرے واسطے سواری کی جستجو کی اتفاق سے اُسوقت سواری کہین میسر نہین ہوئی۔ آپ نے میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اگر تم میرے گھوڑے کے آگے آگے چل سکتے ہو تو تیار ہوجاؤ تمہین اِسوقت عجیب و غریب واقعات پیش آئین گے۔ مین نے عرض کیا بہتر ہے۔ چنانچہ بہزار محنت و دقت لوگون نے مجھے کھڑا کیا اور شیخ کی نظر مبارک کے سامنے لا بٹھایا۔ فوراً مجھے مرض مین تخفیف معلوم ہوئی اور اب مین نہایت

چاق وچست ہوکر آپکے گھوڑے کے آگے آگے چلنے لگا۔ جون جون قدم آگے ڈالتا تھا مجھ مین طاقت و توانائی آتی جاتی تھی جسسے کہ مجھے شفائے کلی حاصل ہوئی اگرچہ ساری منزل پاپیادہ قطع کی لیکن مجھکو حیرت تھی کہ ذرا بھی تکان و کاہلی معلوم نہوتی تھی۔

کرامات

شیخ محمد صاحب کی کرامتون کے بہی بہت سے دلچسپ واقعات ہین۔ ایک دفعہ بمقام سنوتہ آپ کے ایک بے ریا اور مخلص دوست نے دعوت کی اور صرف بقدر کھانا پکایا جو پندرہ آدمیونکو کافی ہوسکتا تھا۔ جب دسترخوان بچھایا گیا تو نلوہہ کا حاکم شیخ محمد یعقوب آدمیون کی ایک جماعت کثیرہ کے ساتھ شیخ کی زیارت کیلئے موجود ہُوا۔ ایسے محل پر لوگون کے ایک جم غفیر کے دفعتہً آجانیسے میزبان گھبرا گیا اور اُسکے چہرے کا رنگ فق ہوگیا شیخ صاحب نے اُسکی یہ گھبراہٹ معلوم کرکے فرمایا کہ تم کسی طرح کا فکر نہ کرو۔ اِن لوگون کی دعوت ہمارے ذمہ ہی۔ لیکن تمہین اسقدر تکلیف کرنا ضرور ہوگی کہ کثیر التعداد طباق جمع کردو۔ انشاءاللہ یہی قلیل مقدار کھانا بہت ہوجائے گا اور تمام حاضرین سیر ہوکر کھاوین گے۔ اور ایسا ہی ہُوا بھی۔ جب سب لوگ کھانیسے فارغ ہوگئے تو آپنے ایک خوش آیندہ تبسم کیساتھ فرمایا۔ کہ فقیر لوگ گاہے گاہے ایسا بھی کیا کرتے ہین۔

شیخ الہ بخش جو آپکے قبیلہ مین ایک ذی وجاہت اور صاحب اعتبار شخص تہا اور تمول و دولتمندی کے نشہ مین چکنا چور ہورہا تہا۔ اُس نے ایک دفعہ جناب شیخصاحب کی خدمت مبارک مین کچھ ایسی گستاخی اور بے ادبی کی جس سے آپکو سخت رنج ہُوا آپنے منغض ہوکر فرمایا خداوندا اسکے بعد اس شخص کا مُنہ مجھے نہ دکھائیو۔ یہ کہکر آپ تو سوار ہوگئے اور پیچھے شیخ الہ بخش ایک نہایت مہلک اور خطرناک مرض مین گرفتار ہوگیا جس سے ہزار علاج کے بعد بہی جانبر نہوسکا۔ دو روز تک حالت نزع رہی اور تیسرے روز جبکہ آپنے مکان پر مراجعت فرمائی مرگیا۔ شیخ نے اُس کے جنازے پر نماز پڑھی اور لوگون نے دفن کردیا۔

ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ شیخ عبدالوہاب آپکے چچازاد بھائی نے ایک نہایت خوبصورت اور عالی شان عمارت بنائی۔ عمارت جب بن بناکر تیار ہوگئی تو شیخ عبدالوہاب کو ایک اتفاقی سفر پیش آیا۔ اُنکے چلے جانے کے بعد اُسطرف کے ایک رئیس رستم نامی نے جسے شیخ عبدالوہاب سے دلی عداوت تھی اِس عمارت کو مسمار وخراب کرڈالنے کا قصد کیا۔ جب شیخ محمد صاحب اُس کے اِس ارادے پر مطلع ہوئے تو فرمایا۔ سخت افسوس کی بات ہی۔ کہ شیخ عبدالوہاب کی عمارت بلاوجہ ڈھائی جاوے اور ہم موجود ہون اور چونکہ جنگ کرنا فقیرون کا شیوہ نہین ہے۔ اِسلیئے مین ایک تصرف کرتا ہون کہ رستم یہان تک پہنچ ہی نہ سکے۔ چنانچہ جب رستم نے شیخ

عبد الوہاب کی عمارت مسمار کرنیکے ارادے سے فوج کا ایک دستہ فراہم کیا اور سب لوگ اُس کے ساتھ چلنے پر راضی ہوگئے، تو سید لشکر خان کے عاملون مین سے ایک شخص نے اُسکو اس بارے مین اتفاق نہین کیا اور اس مہم مین شریک ہونیسے صاف انکار کردیا ۔ رستہ مین رستم نے اُس سے سختی کی جھگڑا یا انجام ہوا کہ عاقل کا حقیقی بھائی مارڈالا گیا۔ اس قتل کے وبال مین رستم سے مواخذہ کیا گیا اور وہ اسی مواخذہ مین مرگیا

سید محمد وارث جو نہایت معتبر اور صادق القول شخص ہے بیان کرتا ہے کہ مجھے ایک مرتبہ سفر پیش آیا مین رخصتانہ ملاقات کیلیئے شیخ محمد صاحب کی خدمت مین حاضر ہُوا آپنے مجھے عافیت کی خوشخبری دی۔ اور مصافحہ کرکے رخصت کیا۔ اتفاقاً اثنا ے سفر مین ایک رات خونی ڈاکوؤن نے ہجوم کیا اور مجھپر ہلاکت کا خوف غالب آیا۔ اس نازک اور خطرناک موقع پر مجھسے بجز اسکے اور کچھ نہو سکا کہ شیخصاحب کی جناب مین متوجہ ہُوا اور آپ کا تصور ذہن نشین کرکے بچھونے پر جا لیٹا۔ کرب و بیچینی کیساتھ چند کروٹین لین اور آخر کار نیند آگئی۔ خواب مین دیکھتا ہون کہ جناب شیخصاحب کھڑے فرماتے ہین کہ محمد وارث اُٹھو اور بے خوف وخطر یہان سے نکل جاؤ تم سے کوئی تعرض نہین کرسکتا۔ لو یہ دو لڈو ناشتہ کیلیئے رکھ لو۔ مین نے لڈو لیکر اُسیحالت مین جیب مین ڈال لیئے جب مین بیدار ہُوا تو ہنوز میرے جسم پر رعشہ کا اثر باقی تھا اور ڈاکوؤن کا دہشتناک خیال مجھے رہ رہکر دہلا رہا تھا۔ لیکن جب مین نے وہ دونون لڈو جو خواب مین شیخ نے عنایت فرمائے تھے بعینہ جیب مین دیکھے تو ایک فوری اطمینان نے میرے گئے ہوئے ہوش و حواس بجا کردیئے۔ مین اپنے دلکو نہایت مضبوط اور قوی پاکر بچھونے سے اُٹھ کھڑا ہُوا اور سوار ہوکر منزل مقصود کیطرف روانہ ہوگیا۔ ڈاکوؤن کو یا تو میری مزاحمت کرنیکی جراءت ہی نہین ہوئی یا سبکے سب مجھسے غافل رہے۔ بہرحال مین بڑی جراءت اور آزادی سے نکلکر روانہ ہوا اور کسی نے میرا تعاقب نہین کیا۔ شیخصاحب کے عنایت کیئے ہوئے لڈو مدت تک تبرکاً میرے پاس رہے لیکن جب آپ ناپائدار اور فانی دنیا سے رہگرائے عالمِ باقی ہوئے تو مین اُنہین کھا گیا۔

پیشین گوئی

سنہ ۱۱۱۹ھ مین جب عالمگیر بادشاہ کے فرزندون شاہ عالم اور محمد اعظم مین بمقام اکبرآباد خونخوار اور عظیم الشان جنگ واقع ہوئی تو شیخ محمد صاحب کے معتقدون مین سے کسی نے آپ کو بایں مضمون عریضہ لکھا کہ ان دونون وارثان تخت وتاج مین سے کس کے نصیب مین فتح مقدر ہے آپ ہمین سے جسے فاتح تسلیم کرین مین اُسیکی جانبداری کردون۔ شیخصاحب نے فوراً لکھ بھیجا کہ شاہ عالم کی فتح ہوگی۔ اور محمد اعظم عین میدان جنگ مین مارا جائیگا۔ انجام کار ایسا ہی ہُوا اور آپکی پیشین گوئی بے کم و کاست سچی ہوئی۔

# جناب شیخ محمد صاحب کی صحبت و نظر کا اثر

یہ عنوان اسقدر وسیع ہے جسکی تفصیل اور توضیح کیلئے کئی دفتر درکار ہیں لیکن مختصر یہ ہے کہ شیخ محمد صاحب کے علم و فضل اور فیض صحبت کا پایہ اسقدر رفیع و اعلیٰ تھا کہ جس نے آپ سے فیض صحبت حاصل کیا وہ ہی تصرف و توجہ مین کامل اور بے نظیر ثابت ہوا جن لوگون نے آپکی مریدی و تلمذ اختیار کیا اُنکی ٹھیک تعداد بتانا بہت مشکل ہے لیکن تاہم جنہین تاریخی شہرت حاصل ہے اُنکی تعداد بھی اسقدر ہے جنکی مختصر فہرست کی وسعت حیات ولی نہین رکھتی۔ اسلیئے ہم چند حضرات کی مجمل فہرست ناظرین کے سامنے پیش کرکے اس باب کو ختم کرتے ہین۔

شیخ کے تلامذہ

سید عبدالرحیم اور سید ہاشم جو معقولی و منقولی علوم مین شہرۂ آفاق تھے آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور آپکی بیعت و صحبت کیوجہ سے وہ ارتباط حاصل کیا کہ آپنے ایکدن اُنپر نظر التفات ڈالی جسکی تاثیر یہ ہوئی کہ ہرایک مین ایک عجیب حالت پیدا ہوگئی سید عبدالرحیم کو کشف خواطر اور کشف قبور حاصل ہوا یعنے آپ ہر ایک شخص کے دلی بھید اور مخفی اسرار ظاہر کردیتے اور جس قبر پر پہنچے اُسکی حقیقت بیان کردیتے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ کھانولی کے قبرستان مین سے گزر رہے تھے۔ ہمراہیون سے فرمایا کہ مین دیکھ رہا ہون کہ آگ کا ایک بھڑکتا ہوا شعلہ زمین سے نکلکر آسمان تک پہنچگیا ہے اور جب چند قدم آگے بڑھے تو ایک قبر کو دیکھکر فرمایا کہ آگ کا شعلہ اس قبر سے نکل رہا ہے۔ لوگون نے اسکا کھوج لگایا تو معلوم ہوا یہ قبر ایک ایسے شخص کی ہے جو ظلم و فسق کیساتھ متصف تھا اکثر ایسا ہوا کرتا تھا کہ ایک شخص سامنے سے نمودار ہوا اور آپنے اُسکے دل کا حال ظاہر کردیا۔ لیکن رفتہ رفتہ آپ مسلوب العقل ہوگئے اور مجذوبون کیطرح بازارون مین پھرنے لگے۔ سید عبدالرحیم کی والدہ اپنے فرزند کا یہ حال دیکھکر شیخ کی خدمت مین حاضر ہوئین اور ماجرا تمام عرض کیا کہ عبدالرحیم پر ایسی توجہ فرمایئے کہ اُسکے گئے ہوئے ہوش و حواس بجا ہو جائین فرمایا اُسے چند روز تک ہماری خدمت مین حاضر رہنا چاہیئے۔ چنانچہ لوگون نے سید عبدالرحیم کو زنجیرون مین کسکر چند روز تک آپکی نظر مبارک مین رکھا تھوڑے ہی دنون مین اُن کے ہوش و حواس درست ہوگئے۔

سید ہاشم کی یہ کیفیت تھی کہ جو آسیب زدہ آپکے سامنے لایا جاتا فوراً جن و آسیب کا اثر مریض سے جاتا رہتا۔ ایک عالم آپ کی نظر فیض اثر کی بدولت آسیب جن سے خلاصی پاتا تھا اور جنون کی ایذا سے مریضون

کو صحت و تندرستی حاصل ہوتی تھی - شدہ شدہ اُنکو بھی جذب واقع ہوا اور مستانہ وار صحرا و بیابان میں گشت
لگانے لگے - بیان کیا جاتا ہو کہ سید ہاشم ایک رات ایک ہندو فقیر کے تکیہ مین پہنچے جو اُس زمانہ مین ہنود
کا مقتدا اور پیشوا تسلیم کیا جاتا تھا اور جسکا جادو دنیا مین مشہور و معروف تھا جسوقت آپ اُس کے تکیہ مین
پہنچے ہین تو سحر کیوجہ سے حوض کے دونون کنارون پر خشک کھالون کے سنگریزون پر لڑ کہنے کی خوفناک
آواز اُن کے کان مین پہنچی - لیکن آپنے اُسطرف ذرا التفات نہین کیا ابھی تھوڑی دیر نہوئی تھی کہ ایک مہیب
دیو بھینسے کی شکل مین نمودار ہوا - جسنے بڑی خونخواری سے آپ پر حملہ کیا - آپ مستانہ وار حق حق کہتے ہوے
اُسکے پیچھے دوڑے - اور وہ آناً فاناً مین غبار بنکر اُڑ گیا - ہندو نے یہ واقعہ دیکھکر جادو سے توبہ کی اور جھٹ
مسلمان ہوگیا

ایک دفعہ عبد السبحان نامی ایک شخص جناب شیخ محمد صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا آپنے جون ہی آپ
نظر التفات ڈالی - فی الحال ایک قسم کی توحید منکشف ہوئی جس سے وہ دیوانہ وار کوچہ و بازار مین پھرنے
اور ہر چیز کو خدا کہنے لگا - تمام شرعی و عرفی آداب بالائے طاق رکھدیئے اور کسی بات کا پابند نہ رہا - اور
جب اُسکے تمام حالات و خیالات اور بھی بگڑتے چلے تو لوگ اُسکی اِس آزادی سے تنگ ہوکر دوبارہ شیخ
صاحب کی خدمت مین لائے اور آپنے اُسکی کیفیت جذب کو ایک ہی نظر مین سلب کر دیا اور ایک خاص
نظر ڈالی جس سے عبد السبحان بدستور سابق عقل و ہوش مین آگیا - اور تمام دیوانہ پن جاتا رہا -

سید عنایت اللہ باشندہ سنبلہیڑہ کو شیخصاحب کی توجہ سے بہت تھوڑے زمانہ مین غیب کی باتون
کا کشف حاصل ہوگیا تھا اور وہ صدہا کوس کی باتین فوراً دریافت کر لیتا تھا غرض جوار کے لوگون کی
حرکت و سکون سے واقف ہونا اُسکے آگے کوئی بات ہی نہ تھی - بیان کیا جاتا ہو کہ ایکدفعہ سید عنایت اللہ
بیمار پڑے - شیخصاحب اُنکی عیادت کیلئے وطن سے چلے - سید عنایت اللہ کو اُن کے سوار ہونیسے
گھر پہنچنے تک کے سارے حالات منکشف تھے گویا بستر مرض پر پڑے ہوئے آنکھون سے تمام واقعات دیکھ
رہے تھے - جب شیخصاحب سوار ہوئے تو سید عنایت اللہ نیند سے چونک پڑے اور حاضرین سے کہنے
لگے - اسوقت شیخ صاحب سوار ہوگئے ہین - پھر کہا اب فلان موضع مین پہنچے ہین اور اب فلان مقام
پر تشریف رکھتے ہین - یہان تک کہ جب شیخصاحب سنبلہیڑہ کے قریب پہنچے تو کہا اب شیخصاحب
ہمارے شہر مین آگئے ہین - یارو جلد اُٹھو اور بڑے جوش مسرت کیساتھ شیخ کا استقبال کرو

بعدازان حاضرین کیطرف متوجہ ہوکر کہنے لگے۔ مجھو اُٹھا بٹھاؤ۔ کیونکہ شیخ اب دروازے پر آپہنچے ہین

سید ملتانی آپ کی خدمت مین حاضر ہوے اور اُنہین آپکے فیض صحبت سے عجیب وغریب غیبت حاصل ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خلائق کا شور وشغب بالکل محسوس نہ کرتے تھے اور عالم پر سکوت وخاموشی کا سناٹا چھایا ہوا معلوم ہوتا تہا۔ توحید کا غلبہ اسدرجہ تہا کہ جب کسی نے اُن سے توحید کی مثال دریافت کی تو بولے توحید کی مثال بلا تشبیہ ایسی سمجھنی چاہیئے کہ ایک مٹی کی ٹھلیا کو ریت سے لبریز کرکے پانی سے بھر دیا جائے۔ بعدازان غور سے دیکھا جائے تو پانی کا ہر ہر جزو ریت کے ہر جزو مین سرایت کیا ہوا نظر پڑے گا۔ اسیطرح توحید خداوندی تمام مخلوق مین ساری ہے۔

محمد محسن جو معقول ومنقول مین کامل مہارت رکھتا تہا شیخ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور چند روز مین آگاہی کے شرف سے ممتاز ہوا۔ آخرکار ہمہ اوست کی معرفت اُسپر غالب ہوئی اور رفتہ رفتہ قیود شرعی سے قدم باہر نکلنے لگی شیخ نے محمد جعفر کو جو آپ کا مخلص وبے ریا خادم تہا اسپر متعین کیا کہ مفروضہ نمازین محمد محسن سے فوت نہونے پائین لیکن پہر تہوڑے عرصہ مین اُسکا شکر جاتا رہا۔ اور تمام ہوش وحواس بجا ہوگئے۔ محمد محسن کی توجہ باطنی یہان تک پہنچگئی تہی کہ ایک جوان صالح کسی عورت کی محبت مین مبتلا ہوگیا تہا اور دیوانوں کی طرح ہوش باختہ آہ وزاری کرتا پہرتا تہا۔ لوگون نے آپسے کہا۔ افسوس ہے کہ ایک ایسا نیکدل اور خداشناس آدمی یون ہاتھون سے جاتا رہے محمد محسن نے اُس شخص کو اپنے پاس بُلایا اور ایک نظر خاص ڈالی۔ فوراً اُس کے دل سے عورت کی محبت جاتی رہی اور بجائے اسکے محبت الٰہی کے نقوش اُسکے لوح دلپر کندہ ہوگئے۔

عبدالہادی جو سماع ووجد کے سخت منکر ومخالف تھے شیخ کی خانقاہ مین آئے اتفاق سے اُسروز آپ مجلس سماع مین مدعو تھے۔ جب آپ مجلس سماع مین شریک ہونیکے لیئے تشریف لیجانے لگے تو عبدالہادی بہی ساتھ ہولیے اثناء راہ مین شیخ نے فرمایا کیا حالت سماع مین تمپر کبہی وجد بھی طاری ہوا ہے۔ جواب دیا کہ نہین فرمایا تم وجد کرنا چاہتے ہو عبدالہادی نے آپ کی طرف استعجاب کی نظر سے دیکھا۔ گویا اُنہون نے تعجب کیا کہ لوگون پر کس طرح اور کیونکر وجد طاری ہوسکتا ہے۔ شیخ صاحب عبدالہادی کا استعجاب دیکھکر خاموش ہوگئے۔ لیکن جب مجلس مین پہنچے اور محفل سماع گرم ہوئی۔ تو آپنے اُنکی طرف نظر التفات ڈالی اور ایک ایسا روحانی تصرف کیا کہ عبدالہادی سے حرکات مستانہ ظاہر ہونے لگین اور لحظہ بلحظہ اُس مین ترقی ہوتی گئی یکامل دو روز تک بیخود رہے اور ہوش مین آنے کے بعد سماع ووجد کے قائل ہوگئے۔

ایک دفعہ سنبلہیڑہ کے باشندون نے شیخ سے استدعا کی کہ آپ اُنہین توجہ باطنی اور تاثیر روحانی کا

کرشمہ دکہائین۔ اُسوقت شیخ کی مجلس مین بہت سے آدمی حاضر تھے آپنے فوراً ایک سرسری نظر حاضرین پڑالی۔ سترہ آدمی جنمین سید نور علی اور سید ملتانی بہی شریک تھے بیخود ہوگئے اور عرصہ تک عالم بیہوشی مین پڑے رہے۔ ایک مرتبہ شیخ مانکہ باشندۂ قصبہ لاور آپکی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور عرض کیا حضرت! مین آپکی باطنی توجہ و تاثیر کے امتحان کی غرض سے آیا ہون۔ شیخ اُسکی طرف متوجہ ہوے اور وہ اشراق کیوقت سے جمعہ کیوقت تک بیہوش پڑا رہا۔ گو آپنے اُس کے پکڑ کر خوب جنہوڑا اور متنبہ کیا۔ پھر بہی مستانہ وار حرکتین کرنے لگا۔ لیکن عرصہ کے بعد جب ہوش مین آیا تو لوگونے حال دریافت کیا۔ بولا اگر شیخ لحہ بہر اور توجہ فرماتے تو میری روح بدن سے مفارقت کرجاتی۔

الغرض شیخ محمد صاحب کے تصرفات و توجہات کی مثالین اسقدر ہین کہ اگر فیصدی پانچ بہی بیان کیجائین تو بہی اُنکے لیے ایک طولانی دفتر چاہیے۔ اس لیے ہم نے باستثنائے چند آپکے تصرفات کے تمام واقعات نظرانداز کردیئے ہین۔ معزز ناظرین سے امید ہے کہ وہ ہمین اسکا الزام نہ دینگے۔

شاہ عبید اللہ

جناب شیخ محمد صاحب کے کئی صاحبزادے تھے۔ لیکن ان سب مین شاہ عبید اللہ خصوصیت کیساتھ قابل ذکر ہین جو عمر مین سب سے بڑے اور عظمت و بزرگی مین سب سے بلند مرتبہ رکہتے ہین۔ آپ اپنی بے نظیر قابلیت اور عدیم المثال لیاقت کیوجہ سے اسقدر معزز و ممتاز تھے کہ خاندان مغلیہ کے وارثان تخت و تاج باوجود اس شان و شوکت اور جاہ و جلال کے تعظیم کرتے اور اُس عہد کے مشائخ اپنی آنکہون پر جگہ دیتے تھے۔ شاہ عبید اللہ کی مختصر لفظا مین یہ تعریف کافی ہے کہ آپ ایک ایسے معزز و ممتاز شیخ کے فرزند رشید ہین جنپر نہ صرف قصبہ پہلت کو بلکہ ہندوستان کے اکثر طبقون کو فخر حاصل ہے۔ قطع نظر اس خاندانی عزت و بزرگی کے آپ کی ذات مین بہی وہ جوہر تابان تہے جنسے ایک عالم منور و روشن تہا۔

جناب شیخ محمد صاحب خود اپنی زبان سے فرماتے ہین کہ ایک دن خداتعالی نے اس فقیر پر ایک آشنا کی صورت مین تجلی فرمائی یعنے ایک بچہ کی اُنگلی پکڑے ہوے میری طرف بڑھا چلا آرہا ہے جب میرے قریب پہنچا تو ارشاد کیا۔ محمد! مین اس بچہ کو تیرے گہر مین پیدا کرتا ہون۔ فقیر نے کمال لجاجت و الحاح کیساتھ عرض کیا کہ خداوندا یہ تیری مخلوق ہے۔ جہان منظور ہو پیدا کر۔ اس واقعہ کے چند دنون پیچھے شاہ عبید اللہ پیدا ہوئے۔ پس اگر شاہ عبید اللہ کے تمام خاندانی اور ذاتی اعزاز سے قطع نظر کیجائے تو بہی صرف ایک یہی خصوصیت اس قسم کی ہے جسکے مقابلہ مین تمام اور اعزاز و اقتدار پاسنگ کے برابر بھی نظر نہین آتے ہین۔ یہ خصوصیت روز ازل سے آپ ہی کے حصہ مین تھی کہ خداتعالی آپ کی نسبت ایسا کچھہ فرمائے۔ شاہ عبید اللہ کے لیے خصوصیا

اور تمام خاندان کو عموماً اس سے زیادہ اور کیا ذریعہ فخر ہو سکتا ہی۔

الغرض شیخ محمد صاحب نے ۸ جمادی الاولیٰ [illegible] مین انتقال فرمایا جب آپ مدفون ہوئے تو جناب شیخ عبد الرحیم صاحب قدس سرہ نے آپکی قبر پر بیٹھکر حاضرین مجلس کو جہری ذکر کا حکم فرمایا اس صحبت کے بعد جناب شیخ عبد الرحیم صاحب نے فرمایا کہ شیخ محمد کی روح نے مجھپر ظاہر ہو کر کہا کہ مین اپنے جسم مین متمثل ہو کر تمہارے پاس آنا چاہتا تھا اور یہ قدرت خدا کی طرف سے مجھے عنایت ہو گئی ہی لیکن مصلحت اسمین ہی کہ مجسم ہو کر تمہارے سامنے نہ آؤن۔

اسیطرح آپکے انتقال کے بعد کا ایک اور واقعہ بیان کیا جاتا ہی کہ ایک بڑھیا جو شیخ کی دلی عقیدتمند اور با اخلاص خدمتگزار تھی آپکے انتقال کے بعد تپ لرزہ مین مبتلا ہوئی اور اسقدر ضعیف و ناتوان ہو گئی کہ ایک رات پانی پینے اور لحاف اوڑھنے کیلئے بیقرار تھی۔ نہ تو کوئی آدمی ہی پاس تھا کہ پانی پلاتا اور لحاف اڑھاتا نہ اُسمین اسقدر طاقت ہی تھی کہ خود اُٹھکر اپنے کام کا انجام دیتی۔ ایسے نازک اور بیکسی کیوقت بڑھیا زار قطار روتی جاتی اور شیخ کو یاد کرتی جاتی تھی کہ اتنے مین آپ متمثل ہو کر اُسکے پاس تشریف لائے پانی پلایا لحاف اُڑھایا اور اطمینان و تسلی کرکے تشریف لیگئے۔

معزز ناظرین! شیخ محمد صاحب جو دوسرے باب کے معزز و بلند اقبال ہیرو ہین اُنکے حالات زندگی کی بابت مجھے جو کچھ لکھنا تھا سب لکھ چکا۔ اب مین آپکے سلسلۂ نسب پر ایک سرسری اور اجمالی نظر ڈالتا اور آپکے اجداد عظام اور آبائی کرام مین سے چند مشہور معروف حضرات کی نہایت مختصر لائف پیش کرکے ختم بات کرتا ہون
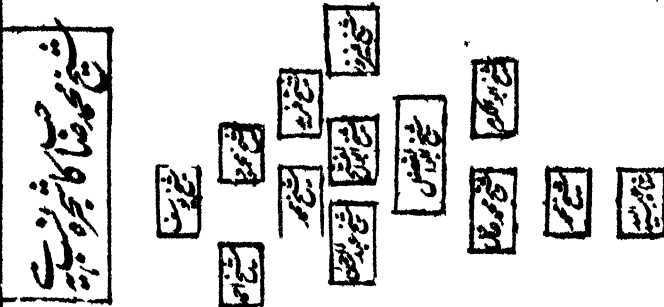
واضح ہو کہ شیخ محمد صاحب کے اجداد عظام نے اول اول مقام سدہور مین جو پورب مین ایک مشہور و معروف شہر ہے بباست اختیار کی تھی۔ آپکے اکابر و اسلاف رونق افزائے محفل ورس تھے یہان تک کہ شیخ احمد بن شیخ یوسف جنپر اس خاندان کے نامور اور دنیا کے مشہور مشائخ کا سلسلۂ نسب منتہی ہوتا ہے

سلطان سکندر تاجدار ہندوستان کے عالیشان دربار مین پہنچے اور چندہی روز مین اپنی بینظیر قابلیت سے شاہی دربار مین وہ اعزاز و اعتبار پیدا کر لیا کہ سلطنت کی طرفسے چند قرئیے آپکو مدد معاش کیلئے نسلاً بعد نسل عنایت ہوگئے۔ اِس تقریب کیوجہ سے اِس خاندان کے اسلاف نے پھلت مین بساست اختیار کی اور ایک دراز زمانہ تک انکی اولاد و احفاد نے یہان توطن کیا۔ شیخ احمد کے حقیقی بھائی شیخ محمد کے دو فرزند تھے۔ شیخ فرید اور شیخ محمد جو اسی موضع پھلت مین سکونت رکھتے تھے۔ شیخ فرید اپنے آبا و کرام کے طریقہ و طرز پر اکتسابی وہبی فضائل کیساتھ موصوف تھے اور آپکے فضل و کمال کی شہرت قصبہ پھلت کی چار دیواری سے نکلکر دور دور تک پہنچی تھی آپکے انتقال کے بعد آپکے تین فرزند بمثل یادگار باقی رہے۔ شیخ فیروز شیخ ابوالفتح شیخ عبد الرحمان اِن سب مین شیخ ابو الفتح خصوصیت کیساتھ قابل ذکر ہین۔ آپ عنفوان شباب مین علوم کی تحصیل مین مشغول ہوے جب تمام علمی تحقیقات سے فارغ ہوئے اور ہر قسم کے علوم مین کامل دستگاہ حاصل کر چکے تو آپکی عالی ہمتی نے صرف اِن ہی علوم کی تحصیل پر قناعت نہین کی بلکہ ہمت کے شاہین نے تحصیل سلوک کی طرف بال و پر کھولے اور آپ مشائخ کاملین کی خدمت کی طرف متوجہ ہوئے۔ مدتون تک اُس زمانہ کے صوفیون کی صحبت سے فائدہ اُٹھایا اور مشائخ زمانہ کے فیض صحبت سے سعادت اندوز ہوئے۔ چنانچہ چند مستند شہادتون اور نقل صحیح سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ آپ شیخ عبد العزیز کیخدمت مین پہنچے اور اُنسے استفاضہ حاصل کیا بعد ازان شیخ نظام نارنولی کی صحبت مین آئے جو مشائخ چشتیہ مین سے ایک مشہور و نامور شیخ تھے اور جو خواجہ خانوی گوالیاری کے ممتاز خلیفہ تھے۔ شیخ ابو الفتح کو شیخ نظام کی صحبت نہایت موافق اور بغایت مفید پڑی۔ سالہا سال ریاضات و مجاہدات مین بسر کیئے اور ہر قسم کے فیض سے بہرہ اندوز و کامیاب ہوئے۔ آخر کار جب ارشاد و تکمیل کے مرتبہ پر پہنچ گئے اور آپکے اقبال و یاوری اور فضل و کمال کے ستارہ نے اوج کمال پر قدم رکھا تو پھر وطن مالوف کیطرف مراجعت فرمائی اور درس و تدریس و وعظ و تلقین مین مصروف ہوئے۔ یہ تعجب کیساتھ دیکھا جاتا ہے کہ گو شیخ نظام علوم مروجہ پر چندان اطلاع نہ رکھتے تھے۔ لیکن تو بھی شیخ ابو الفتح جو تمام علوم و فنون پر کمال اقتدار رکھتے تھے آپ کی صحبت مین فیضیاب تھے۔ شیخ نظام کے خاندان مین جو علوم نے شہرت پائی وہ شیخ ابو الفتح ہی کی علمی فیاضیون کا سبب ہے کیونکہ جس اثنا مین آپ شیخ نظام کی صحبت مین تھے تو اُنھون نے اپنی اولاد کے علوم کی تکمیل اور تربیت کی خدمت جو تعلیم کا دوسرا عنصر ہے آپ ہی کے سپرد کر دی تھی جسے شیخ ابو الفتح نے بڑی قابلیت اور دلسوزی

شیخ فرید

شیخ ابو الفتح اور انکی تعلیم

کیساتھ ادا کیا اور جسکا یہی نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑے عرصہ مین شیخ نظام کی اولاد نہایت قابل و دانشمند اور دنیا مین مشہور و نامور ہوگئی۔ بیان کیا جاتا ہو کہ ایک صاحبدل نے شیخ ابو الفتح کو شیخ نظام کیخدمت مین دیکھکر نہایت استعجاب کے لہجہ مین فرمایا کہ "آفتاب ستارونکی پناہ مین آیا ہے"۔

سنا جاتا ہو کہ شیخ ہیبت اللہ انصاری نے جو شیخ عبد العزیز دہلوی کے معتقد و خلیفہ تھے اپنے انتقال کے وقت وصیت کی کہ میرے جنازہ کی نماز شیخ ابو الفتح پڑھائین جسوقت آپکا انتقال ہوا شیخ ابو الفتح نارنول مین تھے۔ لوگ وضو کرتے جاتے تھے اور شیخ کے انتظار مین کھڑے ہوتے جاتے تھے۔ دفعتہً سامنے سے شیخ نمودار ہوے اور شیخ ہیبت اللہ کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ گویا آپکے دلمین خود بخود یہ خیال پیدا ہوا کہ مجھے ایک نہایت عاجلانہ حرکت کیساتھ وطن پہنچنا چاہیے۔ یہان پہنچکر معلوم ہوا کہ شیخ ہیبت اللہ انتقال کر گئے اور لوگ انکی وصیت کے مطابق میرا[1] انتظار کر رہے ہین۔

شیخ ابو الفتح کا ازدواج

شیخ ابو الفتح نے خواجہ طیفور کی محترم و باعصمت لڑکی سے نکاح کیا۔ جب مجلس عقد گرم ہوئی تو زمزمۂ غنا چھیڑ دیا گیا۔ شیخ ابو الفتح کی حالت ساعت بساعت متغیر ہونے لگی اور شدہ شدہ وجد و رقص کی نوبت پہنچی۔ خواجہ طیفور کے مشرب مین سماع منع تھا اور وہ وجد و رقص کے سخت مخالف تھے لوگون نے جب یہ کیفیت خواجہ کے گوشگزار کی تو آپ مجلس مین تشریف لائے اور شیخ کی یہ حالت دیکھکر فرمایا چونکہ اس عزیز پر وجد حقیقی طاری ہو اسلیے اسکا انکار کرنا نہین چاہیے۔

شیخ ابو الفتح کا انتقال

شیخ ابو الفتح کے انتقال کا وقت جب قریب آگیا تو آپنے اپنے بھتیجے شیخ ابو الحسن کو بلا کر فرمایا کہ قرآن مجید کی کوئی سورت میرے سامنے پڑھو۔ آپکے ارشاد کی فوراً تعمیل ہوئی۔ اور شیخ ابو الحسن نے نہایت خوش الحانی سے قرآن کی چند آیتین پڑھین تلاوت سے فارغ ہونیکے بعد شیخ نے فاتحہ کیلیے ہاتھ اُٹھائے اور آیۂ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ پڑھکر منہ پر ملے کہ آپکا طائر روح قفس جسم سے پرواز کر گیا۔ اوراد و مشائخ مین شیخ ابو الفتح کا ایک رسالہ دنیا مین آپکی محسوس یادگار باقی ہو جو بلحاظ مضامین نہایت لطیف و اعلےٰ درجہ کا رسالہ ہے

شیخ ابو الفضل

شیخ ابو الفتح کے انتقال کے بعد آپکے بڑے فرزند شیخ ابو الفضل سریر آرائے خلافت ہوے اور افادہ ظاہری و باطنی کی مسند پر جلوس فرمایا۔ آپنے طولانی عمر پائی اور سب کی سب مرضیات الٰہی ترک دنیا و اہل دنیا درس علوم دینیہ کتب سلوک

[1] یہ بھی بیان کیا جاتا ہو کہ شیخ ہیبت اللہ انصاری اور شیخ ابو الفتح نے باہم عہد و پیمان کیا تھا کہ ہم مین جو شخص پہلے انتقال کرے دوسرا اُسکے جنازے کی نماز پڑھائے۔ جس زمانہ مین شیخ ہیبت اللہ بیمار پڑے۔ شیخ ابو الفتح نے نارنول کا قصد کیا رخصت کیوقت شیخ ہیبت اللہ نے اُس عہد کو یاد دلایا۔ جس کے جواب مین آپنے فرمایا کہ اگر ایسا ہوا تو مین اسے ضرور انجام دونگا۔ چنانچہ اسی مرض مین شیخ ہیبت اللہ نے انتقال فرمایا اور شیخ ابو الفتح نے آپ کے جنازے کی نماز پڑھائی ۱۲

کی عمل جیسے احیا اور عین العلم مین بسر کی آپ آداب طریقت و شریعت مین نہایت اعتدال کیساتھ اور افراط و تفریط سے دور تھے

شیخ ابو المکرم

جب شیخ ابو الفضل کا جام حیات لبریز ہو کر چھلک پڑا تو آپکے بڑے صاحبزادے شیخ ابو المکرم جو سابق مین شاہی نوکری مین مصروف تھے سجادہ نشینی کے درپے ہوئے اور اس کام کو اپنے ذمہ لینا چاہا شیخ ابو المکرم اگرچہ نہایت نیک الطبع خوش تقریر فصیح اور قابل تھے اور اسکے ساتھ علوم فقہ و حدیث وغیرہ مین بھی آپکو کامل مہارت حاصل تھی لیکن بحیثیت طلب راحت پسند تھے اور چونکہ ابتدائی زمانہ سے اسوقت تک شاہی ملازمت مین زندگی بسر کی تھی اسلیئے ریاضات مجاہدات کی زیادہ محنت و مشقت بھی نہین اٹھائی تھی جناب شیخ ابو الفضل کو بھی دن بدن انکی راحت طلبی کا زیادہ یقین ہوتا گیا تھا یہی وجہ تھی کہ آپنے اسکے بارہ مین بھی اسبات کا تذکرہ نہین فرمایا کہ میرے بعد سجادہ نشینی کا حق شیخ ابو المکرم کو حاصل ہے لیکن تاہم شیخ ابو المکرم کی ذاتی خوبیوں اور شرعی قیود کی پابندیوں نے قبیلہ کے تمام لوگون کو اپنا گرویدہ کر لیا تھا اسلیئے وہ شیخ ابو المکرم کی حمایت مین اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کا استحقاق ثابت کر کے سجادہ نشینی کی مسند پر بٹھا دیا شیخ ابو الفضل کے معتقدون اور مریدون نے ان لوگون کے دباؤ سے شیخ ابو المکرم کی سجادہ نشینی نہایت تحمل کیساتھ تسلیم کی لیکن بایں ہمہ شیخ مبارک نے جو شیخ ابو الفضل کے جان نثار خادم تھے اس سجادہ نشینی کو تسلیم نہین کیا اور گھبراہٹ و بےچینی کیساتھ شیخ کی روح کیطرف متوجہ ہوئے تاکہ حقیقت حال پر مطلع ہون شیخ ابو الفضل انکے خواب مین تشریف لائے اور صاف لفظون مین فرمایا میری سجادہ نشینی کا استحقاق اس شخص کو حاصل ہے جو کل فلان درخت کے نیچے کھانا تقسیم کریگا جب شیخ مبارک بیدار ہوئے تو تمام لوگون پر اس واقعہ کا اظہار کیا عجیب اتفاقی بات ہے کہ جب شیخ کو کھانا تقسیم ہونے لگا تو شدہ شدہ

شیخ محمد عاقل

کھانیکی تقسیم شیخ ابو الفضل کے بتائے ہوئے درخت کے نیچے شیخ محمد عاقل کے ہاتھ مین تھی لوگون نے یہ صورت دیکھکر شیخ محمد عاقل کو شیخ مرحوم کا سجادہ نشین تسلیم کیا اور رفتہ رفتہ چند اس قسم کے اسباب جمع ہوگئے کہ جنکی وجہ سے شیخ ابو المکرم کی جمعیت متفرق ہوگئی اور وہ اس افلاس و تنگدستی مین جو لازمہ درویشی ہے صبر و تحمل نکر سکے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ انہون نے سجادہ نشینی سے دست برداری کی اور شیخ محمد عاقل مستقل سجادہ نشین قرار دیئے گئے۔

اگرچہ آپکے کئی صاحبزادے تھے لیکن عمر مین سب سے بڑے اور قدر و منزلت مین سب سے افضل شیخ محمد ہین جنکا ذکر قدرے تفصیل کیساتھ مین اوپر کر آیا ہون۔

---

[1] جناب شاہ ولی اللہ صاحب کتاب عین العلوم پر ریویو کرتے ہوئے فرماتے ہین کہ یہ کتاب مین نے آنکھ سے دیکھی ہے۔ اسمین جا بجا شیخ ابو الفضل کے نہایت مفید و کارآمد حاشیئے خود شیخ کی قلم مبارک سے لکھے ہوئے ہین حقیقت مین یہ حاشیئے آب زر سے لکھنے کے قابل اور طالبین سلوک کو دستور العمل بنانے کے لائق ہین جنکے دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان کا محشی ہر قسم کے علوم مین کامل تبحر اور پوری دستگاہ رکھتا ہو اور اسکی تحقیق اعلی درجہ کی ہے۔ [2] شیخ محمد عاقل کو ظاہری و باطنی علم کا کافی حصہ قدرت سے عطا ہوا تھا اور روز اول ہی سے اہل اللہ کی فہرست مین آپکا نام نامی درج ہو چکا تھا۔ آپ فقرا اور طالب العلمون کی رعایت مین کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھتے تھے اور ہمیشہ خدا ترسون نیک لوگون کی صحبت پسند کرتے تھے۔ اپنی اوقات کا اکثر حصہ تو اوراد و وظائف مین صرف کرتے تھے۔ اور باقی حصہ طلبا کی درس و تدریس مین۔ جود و سخا اور مہمان نوازی مین اپنا نظیر نہ رکھتے تھے۔ ترک دنیا مین آپ اپنے تمام ہمعصرون پر فوقیت لیگئے تھے غرض وہ تمام عام

دوسرا حصہ ختم ہوا

# تیسرا حصہ

## جناب شیخ عبد الرحیم صاحب

تمہید

حضرات ناظرین! اب مین عارف باللہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے والد بزرگوار جناب شیخ عبد الرحیم صاحب کی لائف شروع کرتا ہون۔ ہمین ذرا شبہہ نہین کہ مین اس عنوان پر جسکے تفصیلی حالات سے آپکو زمانہ دراز سے ایک خاص دلچسپی اور دلچسپی کیساتھ کمال اشتیاق تہا نیز جسے مجھسے اول روز سے زیادہ مفصل لکھنا چاہیئے تہا بہت دیر مین پہنچا لیکن کیہ سلسلہ بیان مین بھی چند در چند ایسی ضروری اور معقول مزاحمتین واقع ہوئین جنکی وجہ سے مین آپکے اشتیاق کے جلد پورا کرنے مین معذور رہا۔ والعذر عند کرام الناس مقبول اب جبکہ مین پہلے اور دوسرے حصے مین شیخصاحب کے مقدس اور جلیل القدر خاندان کے مفصل حالات ختم کر چکا تو آپکے حالات زندگی پر قلم اُٹھاتا اور جسقدر مفصل حالات مجھکو دستیاب ہوسکے ترتیب وار قلمبند کرتا ہون تاکہ آپ کا نام نامی دنیا مین زندہ ہو اور آپکے خاص فضائل و کمالات سے قوم مین ایک غیر معمولی تحریک اور تحریک کیساتھ مبارک جوش پیدا ہو۔ وباللہ التوفیق ومنہ الاعانۃ۔ اذقۃ التحقیق قبل اسکے کہ مین معزز شیخ کے اُن فضل اور آپکے روحانی وضمیری جوہرون اور علمی کارنامون کو ترتیب وار قلمبند کرون جو ضرب المثل کے طور پر آجتک تاریخون مین محسوس یادگار ہین مناسب ہے کہ آپکے حالات زندگی اور فضائل و کمالات کا اجمالی طور پر سرسری خاکا کہینچون تاکہ ناظرین کو آپکے قابل تقلید واقعات دیکہنے کی زیادہ رغبت ہو اور شائقین زیادہ شوق سے پڑہین۔

شیخ ابجاد ...

واجب الاحترام شیخ عبد الرحیم صاحب دہلی مین ایک ایسے نامور اور مشہور بزرگ گزرے ہین جنکا نام نامی بچہ بچہ کو یاد ہے اور جنسے نہ صرف دہلی ہی کے باشندے روشناس ہین بلکہ تمام ہندوستان اور ہندوستان سے لیکر عرب تک آپکے نام کا امتیازی پھریرا اڑ رہا ہے یہی وہ بزرگوار ہین جنکے وہبی و اکتسابی علوم کا سمندر بڑے زور شور سے چارون طرف اُبل رہا ہے اور حدیث و تفسیر کا چکدار اور نتھرا ہوا چشمہ گلی گلی اور کوچہ کوچہ مین انتہائی پیاری اور دلگیر ادا کے ساتھ بہ رہا ہے جسمین سے بیشمار خوشگوار و شیرین نہرین کٹ کر دور دور بہہ چلی گئی ہین اور جنہونے اپنی شادابی سے ایک عالم کو سرسبز اور لہلہا رکھا ہے۔ ہجرت کی دسوین صدی مین اس فاضل اجل نے اپنے علم و فضل کے عالیشان جھنڈے تمام عالم مین گاڑ دیئے تھے اور طائر خیال بلند پرواز اسکے مراتب علم اور شان کمال کی رفعت و بلندی کو پا نہین سکتا تہا ہندوستان مین آپ وہ پہلے ہی نامور ہین جنہونے طالبان علم دین کیلئے صلائے عام دی اور اپنے بینظیر فیضان اور عدیم المثال صحبت سے اہل دنیا کو نہال کر دیا حدیث و فقہ کے مختلف علمی معلومات اور سلوک

ارشاد کی باریکیون اور نازک دقیق مسائل کو دنیا کے سامنے پیش کیا جنکے فیض سے آجتک ہندوستان کے علمی کارناموں کے چراغ روشن ہین۔

حقیقت مین ہندوستان کے علما پر شیخ کا اسقدر احسان ہے جسکے بار سے سر نہین اٹھا سکتے لیکن تعجب و تعجب کے ساتھ افسوس سے دیکھا جاتا ہے کہ بہت کم ایسے معزز علما ہین جو آپ کے تاریخی حالات سے واقف ہین گو ہمین یہ بات عموماً تسلیم کرنی پڑتی ہے کہ نامور و مشہور حضرات کے واقعات کچھ نہ کچھ مشہور ہو جاتے اور خود بخود انکی شہرت خاص خاص لوگوں مین پھیل جاتی ہے تاہم یہ ضروری بات ہے کہ ایک دنیا کے نامور اور مشہور شخص کے جہانتک جزوی اور دلچسپ واقعات پر عبور ہوتا ہے وہ اسیقدر زیادہ مفید و کارآمد ثابت ہوتے ہین جنسے انکے خاص فضائل و کمالات کی وجہ سے قوم مین ایک عجیب و غریب تحریک پیدا ہوتی ہے۔ اور جنکے پڑھنے سے اچھی طرح معلوم ہو سکتا ہے کہ اہل کمال کی ترقی کے سامان کیونکر پیدا ہو جاتے ہین اور انسانی کمال جو اسکا اصلی شریف عنصر ہے وہ کن طریقون سے حاصل ہو سکتا ہے پہلے مین لکھ آیا ہون کہ جناب شیخ وجیہ الدین شہید کے تین فرزند رشید تھے شیخ عبد الحکیم جو سب مین چھوٹے صاحبزادے تھے انکے حالات زندگی چونکہ بالکل تاریکی مین ہین اسلیئے افسوس ہے کہ ہمارا تذکرہ اُن سے خالی رہا جاتا ہے شیخ عبد الرحیم صاحب جناب شیخ وجیہ الدین کے نامور فرزند اگرچہ عمر مین شیخ ابو الرضا محمد سے چھوٹے تھے لیکن علم حدیث وفقہ کی اشاعت دینے مین شیخ ابو الرضا محمد سے افضل تھے گو علمی فیاضیون کی شہرت مین ہر ایک دوسرے سے بڑھکر تھا باستثنا شیخ عبد الحکیم کے باقی دونون حضرات کے حالات اس حصہ مین لکھے جائینگے اسلیئے اس حصہ کے بھی دو باب مقرر کیئے گئے ہین پہلے باب مین شیخ عبد الرحیم کے حالات زندگی ہونگے اور دوسرے مین شیخ ابو الرضا محمد کے۔

الغرض جناب شیخ عبد الرحیم صاحب عجیب غریب قابلیت کے شخص تھے آپکے روحانی وضمیری جوہر اپنے مین گہری ممتازیت کی تہ رکھتے تھے اور تمام علوم وفنون مین قابل انتخاب تھے آپ جسطرح علم حدیث و تفسیر مین عدیم المثال اور بے نظیر تسلیم کیئے جاتے تھے اُسیطرح فقہ وادب وغیرہ مین اپنا نظیر نہ رکھتے تھے اور سب سے بڑھکر یہ کہ باوجود ان شرعی علوم وفنون کے وہبی علوم کا کافی حصہ رکھتے تھے جیسا کہ آگے چلکر مفصل طور پر آپکو معلوم ہوگا ہندوستان مین جس معزز اور بزرگوار نے سب سے پیشتر حدیث کے درس تدریس کی بنیاد ڈالی اور جس مشہور محدث نے اس غریب علم کے شائع کرنے اور پھیلانے مین کوشش بلیغ کی وہ شیخ عبد الرحیم صاحب تھے جو ربانی نکات اور آسمانی اسرار جو قرآن حدیث کے الفاظ مین خمیر کر دیئے گئے ہین آپ ہی نے انہین ہندوستانیون پر واضح کیا اور جن لوگونکے دلون پر صدیون سے جہل کی تاریکی چھائی ہوئی تھی آپ ہی نے اپنے پُراثر وعظ اور غیر معمولی تلقین سے منور کر دیا۔

شیخ عبدالرحیم صاحب کو قدرتاً علم سے زیادہ دلچسپی تھی گویا فطرت نے اس مقدس نفس اور پاک طینت کی ذات مین علمی مذاق کوٹ کوٹ کر بھر دیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ اکثر اوقات علوم دینیہ کے مطالعہ اور قرآن شریف کی اشاعت مین مصروف رہتے تھے اور علم سلوک کے رواج دینے مین کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھتے آپکی محتاط زندگی اتقاء پرہیزگاری ترک دنیا و اہل دنیا نفس کشی عام اخلاق خدا ترسی کی بے نظیر شہادت دہلی کی چار دیواری سے نکلکر دور دور تک پھیل گئی تھی۔ اور علم و ہنر، فہم و فراست، عزم و ثبات نے آپکی شہرت کو اور بھی چمکا دیا تھا آپ کی علمی فیاضیون کے ندائے عام نے دلون مین وہ ذوق شوق پیدا کر دیا تھا کہ دور دور کے اہل کمال آپکے درسگاہ مین کھنچ آئے اور پرانی دہلی جمیع علوم و فنون کا مرکز بن گئی تھی۔

قدرت کے نازک اور پیارے ہاتھون نے جس علم و فیض کی قیمتی قبا آپکے موزون قد و قامت پر سجائی تھی وہ دوسرے قد پر مشکل موزون اور ٹھیک آسکتی تھی گویا خیاط ازل نے علم اور اسکے ساتھ عمل خلوص کی پوشاک روز اول ہی سے آپکے لیے قطع کی تھی جسے اسوقت آپنے اپنے جسم کو سجایا۔ آپکی معجز نما کرامات اور روحانی تصرفات توجہات کا چرچہ ایک عالم مین پھیلا ہوا تھا اور آپکی فطری لیاقتون اور ذاتی جوہرون کے ڈنکے تمام دنیا مین بجگئے تھے۔ آپکے مزاج مین استغنا اس درجہ تھی جسکی نظیر سے علماء کاملین کے حلقے خالی نظر آتے ہین گو آپکی طبیعت مین پرلے درجہ کی بے تکلفی تھی لیکن امراء و سلاطین کے مکانون پر کبھی نہین جاتے تھے۔ اور اس دروازے کو کلیتہً بند کر رکھا تھا ہان اگر یہ لوگ آپکی زیارت کیلئے حاضر ہوتے تو نہایت متواضعانہ اخلاق اور خندہ پیشانی سے ملاقات کرتے اور معززین قوم کا خصوصیت کیساتھ اعزاز و اکرام فرماتے اگر وہ لوگ نصیحت کیطرف راغب ہوتے تو نہایت نرمی و تلطف سے حق نصیحت ادا کرتے اور امر معروف و نہی منکر کے منصب کو بڑی جرأت و آزادی کیساتھ ادا کرتے۔

---

سلہ بیان کیا جاتا ہے کہ جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کا ایک مخلص بے ریا معتقد بادشاہ اورنگ زیب کے سلسلہ خواص مین داخل تھا ایک شخص کا ذکر ہے کہ عالمگیر کو پنکھا کر رہا تھا کہ دفعتاً اسپر محویت غالب ہوئی اور پنکھا ہاتھ سے چھوٹ کر اس زور سے عالمگیر پر گرا جس سے وہ خوفزدہ چونک پڑا بیدار ہونے کے بعد دریافت کیا کہ اس بیجا حرکت کے ظہور پذیر ہونیکی کیا وجہ ہے بغریب خواص کانپتی اور تھرتھراتی ہوئی آواز سے شیخ صاحب کا کچھ حال اور آپکی طرف اپنے انتساب کا ذکر کیا جسے عالمگیر نے رغبت کیساتھ کانون سے سنا اور غائبانہ مشتاق ملاقات ہوکر بولا کہ شیخ کو میرے پاس بلا لا اُسنے نہایت سماجت سے عرض کیا کہ بادشاہون کی محفلون اور امراء کے گھرون مین جانا شیخ کا دستور نہین ہے۔ چونکہ عالمگیر مذہب کا سخت پابند تھا اور مذہبی تقدس کے علاوہ اہل اللہ کا ہمیشہ شائق اور اُنکے عشق و محبت کا بندہ تھا۔ خواص کی یہ آزادانہ گفتگو سنکر اسکے اشتیاق کی آگ بھڑک اٹھی اور اپنے دربار کے ایک معتمد علیہ کو جو شیخ سے غایت درجہ کا اتحاد رکھتا تھا آپ کی خدمت مین روانہ کیا اور اپنے اشتیاق اور استدعاے ملاقات کی کیفیت کہلا بھیجی اس شخص نے عالمگیر کا پیام دیکر اگرچہ بہت کچھ مبالغہ کیا مگر کچھ بھی مفید نہ پڑا شیخ نے قطعی طور پر انکار کر دیا کہ مین عالمگیر سے ملاقات کرنیکے لیے اُسکے دربار مین نہین جا سکتا۔ عالمگیر کا فرستادہ بالکل

آپ کو جس طرح جہل و جاہلوں سے طبعی نفرت تھی اُسیطرح ہمیشہ علم و علما کی تعظیم و تکریم کرتے تھے
مذہبی عقاید و خیالات مین مستحکم اور مفسدہ المادکے قطعی دشمن تھے۔ ہرحال مین احادیث نبویہ کا تتبع کرتے
اور کوئی جزئی و فروعی بات حدیث کے خلاف نہ کرتے۔ یہ آپ کی استقامت کا ادنی نمونہ ہو کہ عمر بھر مین جماعت
سوائے قوی عذر کے فوت نہین ہوئی بچپن کے زمانہ سے لیکر آخر عمر تک ممنوع باتون کی طرف کبھی میل
نہین کیا طریقہ محمدیہ کی پیروی آپ کی جبلی عادت تہی۔ باوجود اس فضل و کمال کے مزاج مین غایت درجہ
انکسار و تجبر تہا طرز معاشرت بالکل سادہ اور تکلف و بناوٹ سے عدیم تہا امور ضروریہ کو خود اپنے ہاتھون سے
انجام دیتے اور بیع و شرا مین خود تصرف کرتے۔ آپکا لباس۔ نہ تو زاہدان خشک اور فقہاے ظاہری کی سی
ہیئت پر ہوتا تہا نہ فقرا آزادی کے طریقہ پر۔ بلکہ مشائخ و صوفیہ کے مطابق ہوتا تہا جسطرح خود بغیر اشد
ضرورت کے قرض لینا مکروہ جانتے تھے اسیطرح ان لوگون سے بہی ناخوش ہوتے اور ملامت کرتے تھے جو کہانے اور تنعم
تنفکہ وغیرہ کیلئے قرض لیتے تھے طبی معلومات مین آپکے ذہن نہایت رسا و سلیم تہا۔ اور علمی و عملی تجربات خاص طور
پر مشہور تھے۔ آپکا وظیفہ نوافل تہجد تہا۔ جن مین تعداد رکعت کی قید کچھہ نہ ہوتی تہی۔ بلکہ جبتک دل مین نشاط و
رغبت ہوتی تہی نوافل مین مصروف رہتے تھے۔ اشراق و چاشت کی نماز بلاناغہ ادا کرتے اور بعد مغرب دو رکعتین
نماز اپنے والدین اور برادر کو ثواب پہنچانے کیغرض ادا کیا کرتے۔ عذر کے سوا ہمیشہ تلاوت قرآن مین مصروف رہتے
اور نہایت خوش الحانی اور قواعد تجوید کی رعایت سے پڑہتے۔ حلقۂ یارون کے علاوہ قرآن مجید کے دو تین رکوع تدبر
معانی کیساتھ پڑھنا آپکا دستور تہا۔ ہزار بار درود اور ہزار دفعہ نفی اثبات نماز فجر سے پیشتر بعض جہر بعض خفی
اور بارہ ہزار مرتبہ اسم ذات کا ہمیشہ ورد کیا کرتے۔ جب جناب شیخ ابو الرضا محمد آپ کے برادر کلان کا انتقال
ہوگیا تو آپنے بعض یارون کی استدعا و اصرار سے وعظ کہنا شروع کیا۔ اکثر مشکوۃ شریف کی حدیثین

---

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۱۱ :- مایوس ہوگیا تو بولا مجھے ایک کاغذ لکھکر دیدیجئے تاکہ بادشاہ میری تقصیر پر محمول نہ کرے آپنے
ایک نہایت حقیر اور مبتذل کاغذ جس مین جو تیان لپٹی ہوئی تہین زمین سے اُٹھاکر ذیل کی عبارت لکھی۔ کہ مرتنا اہل امد کی جماعت کا یہ
اجماع ہوچکاہے کہ بئس الفقیر علی باب الامیر۔ اورحق سبحانہ تعالی اپنے کلام مقدس مین فرماتا ہے فمتاع الحیوۃ الدنیا فی الاخرۃ
الا قلیل۔ قرآن مقدس کی اس معنے خیز جملہ پر نظر کرنیسے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جسقدر تمہین دنیاوی اعزاز اور حشمت و شوکت نصیب ہے ایک نہایت ہی
اقل القلیل جزو ہے۔ اگر مین بفرض محال اس بات کو تسلیم ہی کرلون کہ تم مجھہ سے ملکر خوش ہوگے اور اپنی دنیاوی شوکت و حشمت مین سے
کچھہ میرے حوالہ کروگے تو اس سے بڑھکر اور کچھہ نہین کہ جزو لا یتجزی دوگے اور مین اس جزو لا یتجزی کے لیے اپنا نام خدا کے دفتر مین سے نکالنا نہین
چاہتا۔ کیونکہ بزرگان چشتیہ کے ملفوظات مین لکھا ہے کہ جسکا نام بادشاہ کے رجسٹر مین درج ہوتا ہے خدا تعالی کے دفتر سے اُسکا نام کہرچ ڈالا جاتا ہے
یہ عبارت لکھکر آپنے عالمگیر کو بھیجدی۔ عالمگیر نے جب اس رقعہ کو دیکھا تو بڑی غور سے پڑہا۔ بار بار اُس کی پر شوق نظرین عبارت پر پڑتی تہین اور ہر
دفعہ ایک نیا مزہ آتا تہا۔ انجام کار اسنے شیخ کا رقعہ جیب مین ڈال لیا۔ اور مدت تک تعویذ بازو بناکر رکہا۔ جب نیا خلعت زیب تن کرتا رقعہ جیب سے نکالکر
دوسری جیب مین رکھہ لیتا۔ فرصت کیوقت ہمیشہ مطالعہ کیا کرتا۔ اور زار زار رویا کرتا۔ اس واقعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جناب شیخ عبد الرحیم صاحب
امرا اور روساکی صحبت سے کمال متنفر تہے اور دنیا اور اُسکے تجملات کو سخت حقارت اور نفرت انگیز نگاہون سے دیکھتے تھے ۱۲

نہایت تشریح و توضیح کیساتھ بیان فرماتے اور کچھ تنبیہ الغافلین اور کچھ غنیۃ الطالبین کا حصہ بیان کرتے آخر مین قرآن مجید کی تفسیر بیان کرنی شروع کی لیکن ہنوز تکمیل کو نہ پہنچی تھی کہ ضعف مرض غالب آیا اور اسی مرض مین انتقال فرما گئے۔

# باب اوّل
# جناب شیخ عبد الرحیم صاحبؒ کے مفصل حالات

(شیخ کی ولادت و طفولیت تعلیم و تربیت)

شیخ عبد الرحیم صاحب کی ولادت

جناب شیخ عبد الرحیم صاحبؒ کے ولادت کی صحیح تاریخ اور سال و دن بتانا اگرچہ بہت مشکل ہی کیونکہ کسی تذکرہ اور تاریخی کتاب سے اسکا پتہ نہین چلتا لیکن آپکا سال ولادت سنہ وفات سے جہانتک مطابقت کیا جاتا ہی تو اس قدر ضرور معلوم ہوتا ہی کہ آپ ۱۰۵۴ھ ہجری مین پیدا ہوے ہین اور یہ غالباً صحیح ہے کیونکہ مستند تواریخ سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہی کہ آپنے ستر برس کی عمر پاکر ۱۱۳۱ھ مین انتقال فرمایا اور جب ۱۱۳۱ھ مین سے ستر تفریق کیے جائینگے تو ۱۰۵۴ھ باقی رہو اسلیے آپکا سنہ ولادت شروع ۱۰۵۴ھ ہجری کہنا چاہیے جو حسابی قاعدہ سے نہایت صحیح اور درست ہے شیخ کے پیدا ہونے سے پیشتر ہی بعض ان پاک نفوس اوصاف باطن حضراتؒ نے جنھین فطرت ممتازیت کا کافی حصہ ملا تھا اور جنکے دلون مین ربانی جلال بڑے زور و شور سے چمک چکا تھا نیز جنھون نے روحانی ذریعہ سے تعلیم پائی تھی صاف لفظون مین جناب شیخ وجیہ الدین آپکے والد بزرگوار کو بشارت دی تھی کہ تمہارے ایک ایسا پاک نفس اور نیک فطرت لڑکا پیدا ہوگا جسکی فرزندی کے انتساب سے نہ صرف تم بلکہ تمہارا سارا خاندان دنیا مین روشناس ہوجائیگا اور ہندوستان سے لیکر عربستان تک اسکے نام کا امتیازی جھنڈا گڑ جائیگا چنانچہ شیخ رفیع الدین محمد صاحبؒ جنکے علمی و عملی کارنامے دنیا مین خاص طور پر مشہور ہو چکے تھے اور جن کا فضل و کمال اعلیٰ درجہ کی وقعت کیساتھ ذکر کیا جاتا تھا صریح لفظون مین شیخ عبد الرحیم صاحب کی بابت پیشین گوئی کی تھی جسے مین اس مقام پر مختصراً ذکر کرتا ہون۔

جب شیخ رفیع الدین محمد (جو آخر مین شیخ عبد الرحیم صاحبؒ کے حقیقی نانا ہوئے اور جنکی لائف مین دوسرے حصہ کے باب اول مین تفصیل کے ساتھ ذکر کر آیا ہون) کا جام حیات لبریز ہونیکے قریب ہوا تو ایکدن آپنے اپنا تمام اثاث بیت جمع کیا اور تمام وارثون کو شرعی حصہ پر تقسیم کردیا اپنی اولاد مین سے ہر ایک شخص کو اُسکے حسب حال عنایت فرمایا جب آپکی سب سے چھوٹی صاحبزادی کی نوبت پہنچی (جو آئندہ شیخ عبد الرحیم صاحب کی والدہ

ہوئین) تو آپنے اُنہین فوائد طریقت کے چند جزو اور پیرون کا شجرہ عطا کیا شیخ کی بی بی صاحبہ نے فرمایا کہ اس لڑکی کی ہنوز شادی نہین ہوئی ہے اِسکے مناسب حال یہ کاغذ کے چند اوراق نہین ہین بلکہ شادی کے سامان مہیا کرنے ضروری ہین شیخ محمد صاحب نے جواب دیا کہ یہ کاغذ کے چند اجزا ہماری گذشتہ نسلون کی ایک میراث ہین جنہین ہم دنیا کے تمام حشمت و شوکت سے افضل و قیمتی سمجھتے ہین اِس لڑکی کے ایک فرزند پیدا ہوگا جو بڑا ہوکر اہل اللہ کی جماعت کا سرتاج قرار دیا جائیگا اور عالم کا مقتدا و پیشوا تسلیم ہوگا چونکہ وہ ہماری اِس معنوی میراث کا مستحق ہوگا لہٰذا یہ تمام اوراق اُسکے حوالہ کردینا رہی شادی کے سامان اُن کا ہمین ذرا فکر نہ کرنا چاہیئے خداتعالیٰ مسبب الاسباب ہے خود مہیا کردیگا چنانچہ جب شیخ عبدالرحیم صاحب پیدا ہوئے اور ابتدائی عمر کے مرحلے طے کرکے سن رشد کو پہنچے تو آپ کی نانی صاحبہ نے وہ اوراق آپ کے سپرد کردیئے جو آپ کے بہت کام آئے جس مبارک زمانہ مین شیخ عبدالرحیم صاحب کی ولادت ہوئی اُس وقت اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ سریر آرائے سلطنت تھا اور آپ کے والد بزرگوار شیخ وجیہ الدین صاحب سلطنت کی طرف سے ایک معزز عہدہ پر ممتاز تھے قطع نظر اسکے آپ خود بھی دولت و ثروت رکھتے تھے غرضکہ شیخ عبدالرحیم کی اقبال یاوری سے وہ تمام سامان مہیا ہوگئے تھے جو ایک خوش قسمت بچہ کی پرورش کیلیئے درکار ہوتے ہین لہٰذا نہایت ناز و نعمت کے ساتھ آپ کی پرورش ہوتی تھی آپکے بچپن کا زمانہ حقیقت مین آپ کی آئندہ حالات کا ایک ایسا دیباچہ تھا جسے سرسری طور پر دیکھکر مبصرین صاف کہتے تھے کہ عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جس مین یہی نونہال بچہ اپنے مذہبی تقدس اور روحانی تصرفات کی وجہ سے تمام عالم کا ایک معزز و معتقد علیہ پیشوا تسلیم کیا جائیگا تمام ملک و قوم اسے نہایت اعزاز کے ساتھ اپنی آنکھون پر جگہ دیگی اور اسکے سامنے سلاطین کی گردنین جھک جائین گی چنانچہ اس قسم کی پیشین گوئیون کے واقعات بہت سے ہین جن مین سے بعض وہ ہین جو خود شیخ عبدالرحیم صاحب کے قلم مبارک کے لکھے ہوئے ہین اور چونکہ وہ زیادہ دلچسپ ہین اسلیئے صرف اُن ہی کے قلمبند کرنے پر اکتفا کرتا ہون۔

(۱) شیخ صاحب فرماتے ہین کہ میرے ماموں شیخ عبدالحی ایک نہایت صالح اور خداترس آدمی تھے تقاضائے پرہیزگاری کے سوا دنیا اور اہل دنیا سے طبعی نفرت رکھتے اور بالکل اپنے اسلاف کے قدم بقدم چلتے تھے گو اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت مین بے انتہا کوشش کرتے تھے لیکن خدا کی شان کہ اُن کی طبیعتین متاثر نہ ہوتی تھین اور لکھنے پڑھنے کی طرف ذرا متوجہ نہ تھین جس کی وجہ سے بزرگ شیخ اپنی فلاح اور معرفت

خاندان کے نام کو برقرار رکھنے سے بالکل مایوس و نا اُمید ہو گئے تھے۔ عام طور سے دیکھا جاتا ہے کہ ماں باپ دولتمند
ہوں یا مفلس انکی بڑی آرزو میں اپنے ہونہار بچوں کی کوششوں سے وابستہ ہوتی ہیں لیکن جب وہ اپنی
اولاد کے اطوار اس قسم کے دیکھتے ہیں جن سے کسی طرح کی اُمید نہیں بندھتی تو اُن کی مایوسی و شکستہ دلی
سخت خطرناک ہوتی ہو ایسی حرمانی اور مایوسی کے وقت اکثر دیکھا گیا ہو کہ لوگ قبل از وقت جان دینے کو
مصلحت و عزت سمجھتے ہیں اور بعض مرتے نہیں تو مرنے سے بدتر ہو جاتے ہیں کیونکہ اُن کی زندگی نہایت
دردناک طریقہ سے آخر ہوتی ہو۔ بجنسہٖ یہی حالت شیخ عبدالحی صاحب کی تھی آپ کو روز یہی خیال پیدا
ہوتا تھا کہ افسوس جو علمی فضیلت ہمارے بزرگوں نے حاصل کی ہو میری اولاد کی بدلیاقتی اُسے دُنیا سے
مٹا ڈالے گی یہی ایک خیال تھا جو شیخ کو ہمیشہ مغموم و رنجور رکھتا تھا۔ ایکدفعہ کا ذکر ہو کہ میں بچپنے کی حالت میں
سر سے عمامہ اُتار کر زانو پر رکھے ہوئے وضو کر رہا تھا اور جس قدر وضو میں سنن و آداب ہیں سب کی برابر
رعایت کرتا جاتا تھا آپنے مجھے اس حالت میں دیکھکر انتہا درجہ کا جوش مسرت ظاہر کیا اور نہایت خندہ
پیشانی سے فرمایا خدا کا شکر ہو کہ میں اپنی اولاد کی ناقابلیت دیکھ دیکھکر ہمیشہ ڈرتا تھا کہ ہمارے اسلاف کا
سِر ہماری اولاد سے منقطع ہو جائے گا لیکن اب مجھے قطعی طور پر معلوم ہو گیا کہ اُس سر کا حامل ہمارے
خاندان میں موجود ہو گو اپنی نسل میں نہ سہی بہن کی نسل میں موجود ہو۔

(۲) شیخ عبدالرحیم صاحب فرماتے ہیں ہنوز میں خوردسال بچہ تھا کہ سلسلۂ نقشبندیہ میں کے ایک
عزیز خواجہ ہاشم نام بخارا سے آئے اور ہمارے محلہ میں سکونت اختیار کی جب مجھے دیکھتے بمحبت پیش آتے
اور بہت ہی توجہ و التفات فرماتے ایکدفعہ فرمایا مجھے ایک درود یاد ہو جسکا عامل ہمیشہ متمول و دولتمند
رہتا ہو چونکہ میرا دل اُسوقت دنیا کے تمام تعلقات سے منقطع تھا اسلیئے اُن کے جواب میں عرض
کیا کہ جب خدا تعالیٰ مجھے بلا واسطہ قوت لایموت پہنچاتا ہو اور میری مایحتاج کا وہ خود متکفل ہو چکا ہو
تو اب میں دوسرے سے کوئی حاجت نہیں رکھتا خواجہ ہاشم میری اس برجستہ و معقول جواب کو
سُنکر خاموش ہو گئے لیکن چند روز کے بعد فرمایا کہ میں ایک ایسی مؤثر دعا سینہ بسینہ پہنچی ہو کہ
اگر مجذوم پر پڑھکر پھونکی جائے تو اُس کا جذام فوراً جاتا رہی میں نے کہا خدا کا شکر ہو کہ میں اِس
خبیث اور موذی مرض سے محفوظ ہوں ہاں اگر کوئی مبتلائے جذام میری نظر پڑے گا اُسے
خدمت مبارک میں لا حاضر کروں گا آخرکار چند روز کے بعد خواجہ ہاشم نے صاف لفظوں میں کہتا

کہ برخوردار من! اس درود و دعا کے ذکر کرنے سے بھی تمہارا انکار کرنا مقصود تھا کیونکہ تم استعداد عالی رکھتے ہو اب امتحان سے معلوم ہوا کہ تم میرے خیال سے بھی بڑھکر عالی ہمت۔ حوصلہ مند۔ بلند خیال۔ دقیق النظر ہو میرا دلی مقصد یہ تھا کہ تم اشغال صوفیہ میں سے کوئی شغل اختیار کرو میں نے خواجہ کی یہ دلسوزی دیکھکر کہا تو آپ ہی کوئی شغل بتائیے چنانچہ خواجہ نے مجھے اسم ذات کی تلقین کی اور فرمایا کہ ایک کاغذ کے تختہ پر ہمیشہ اسم ذات کو لکھتے رہو یہانتک کہ تمہارے خیال میں بڑی مضبوطی اور استحکامی کیسا تھ بیٹھ جائے میں نے اس شغل کو اختیار کیا اور چند ہی روز میں اسکی کیفیت مجھپر غالب ہوگئی اس زمانہ میں میں شرح عقاید اور حاشیہ خیالی پڑھتا تھا اور حاشیہ ملا عبدالحکیم کے لکھنے کا ارادہ تھا جب میں نے لکھنا شروع کیا تو ایک جزو کے قریب اسم ذات لکھ گیا اور مجھی بالکل شعور نہوا کہ کیا لکھ رہا ہون۔

الغرض جناب شیخ عبدالرحیم کی طفولیت کا زمانہ نہایت ہی مبارک اور مقدس زمانہ تھا جس مین آپکی نہایت ہی ناز و نعمت اور عمدہ طور سے پرورش ہوئی۔ شیخ کے زمانہ طفولیت کے حالات اگرچہ ہمین کسی ایسے سلسلہ سے نہین دستیاب ہوئے جن پر ہم بلا تامل بھروسہ کرلین لیکن تاہم جو ہمین تحقیق ہوا ہے یہان قلمبند کرتے ہین آپکا بچپن فطرت کی ان عجیب غریب خوبیون کو لئے ہوئے تھا جنکی نظیر دوسرے بچون مین مشکل سے پائے جانے کی امید ہو سکتی ہے آپ کائنات حسن کے لب لباب دنیا بھر کے حسین نہتے تو بھی آپکے چہرہ مین ایک ایسی قسم کی نمکینی و ملاحت تھی جس سے شان کبریائی کے عجیب غریب نمونے ظاہر ہوتے تھے۔ آپکی صاف اور ستھری پیشانی اپنے مین ایک خاص عالمانہ تزک احتشام کی تابانی رکھتی تھی اور اس مین ایک عجیب نوعیت کی بزرگانہ متانت کا چمکارا نمودار تھا۔ آپکی دلفریب طفلانہ حرکتون مین اس غضب کی کشش تھی جنھوں نے ایک عالم کو اپنا گرویدہ کرلیا تھا۔

بزرگ شیخ کی بچپنے کی سکوت خیز صورت آپکی مزاج کے تحمل و بردباری کی صاف شہادت دیتی تھی اور قیافہ شناس نظرین خوب جانتی تہین کہ آپکی یہ خاموشی ربانی نکات اور علمی جوہرون کی کوئی گٹھری تہ اپنے مین رکھتی ہے وہ نازبھری اور خوشنما ہٹین جو عموماً بچے اپنے نازبردار اور مہربان والدین سے کرتے ہین آپنے کبھی نہین کین ادب کا یہ حال تھا کہ آپنے کبھی اپنے والدین کے سامنے اونچی نگاہین کرکے بات نہین کی اور ہر بات پر بجا و درست کہنے اور گردن نیچی کرکے نہایت متانت و سنجیدگی کے ساتھ جواب دینے کی عادت تھی غرضکہ محترم و معزز شیخ کی طفولیت کا زمانہ ایسا عجیب غریب اور

حیرتناک زمانہ تہا جسکی نظیر سے اُس عہد کے تمام نیچے خالی تہو۔

شیخ کی تعلیم و تربیت

اگرچہ اس امر مین ہماری واقفیت محدود ہے کہ شیخ کی تعلیم و تربیت کب شروع ہوئی لیکن مختلف واقعات اور اس جلیل الشان عظیم القدر خاندان کے دستور پر نظر ڈالنے سے اسقدر ضرور معلوم ہوتا ہے کہ اس مزید عصر نے چوتھے سال مین قدم رکھا تہا کہ جناب شیخ وجیہ الدین صاحب نے قرآن مجید پڑھانا شروع کیا مگر یہ تعجب کے سات دیکھا جاتا تہا کہ اس کم سن بچے نے اس نوعمری مین تعلیم قرآن کیطرف اسقدر توجہ مبذول کی کہ بہت تھوڑے عرصہ مین ختم کرلیا ازان بعد صرف و نحو اور ادب کی کتابین جو دینی علوم کے عنصر ہین پڑھنی شروع کین اور ابھی آپ آٹھ سال کے تھے کہ یہ علوم کچھ ایسے پانی ہوگئے کہ بڑے بڑے تجربہ کار لکّا نہ کھاتے تھے اسی زمانہ مین علم ادب مین آپکو وہ کمال حاصل ہوگیا تہا کہ فصاحت و بلاغت اور لغت کے متعلق شعرا اور نثارون کو غلطیان بتا دیتے تھے کہ یہان یون ہونا چاہیے لیکن خود شعر نہ کہتے تھے اور شاعری کو بلحاظ ایک مقتدر علامہ ہونے کے مایۂ فخر نہ سمجھتے تھے جب آپکو نوان یا دسوان سال شروع تہا تو شرح عقاید اور حاشیہ خیالی پڑھتے تھے اور معقول کی اکثر کتابین نکال چکے تھے جس زمانہ مین اورنگ زیب اکبرآباد مین جلوس فرما تہا تو آپکے والد بزرگوار شیخ وجیہ الدین صاحب بھی وہان موجود تھے اور اس تقریب سے آپ اکبرآباد مین مرزا محمد زاہد ہروی[1] سے تعلیم پاتے تھے ابتدائی رسائل سے شرح عقاید اور حاشیہ خیالی تک تو آپنے اپنے برادر کلان شیخ ابوالرضا محمد سے نکالے اور شرح مواقف اور تمام کتب کلامیہ

[1] مرزا محمد زاہد ہروی قاضی اسلم کے فرزند رشید ہین قاضی اسلم جہانگیر کے عہد مین ہرات سے ہندوستان مین آئے اور اپنی ذاتی خوبیون اور علمی قابلیتون کی وجہ سے جہانگیر کو اپنا گرویدہ کرلیا جہانگیر نے جب ان کی لیاقت کا اچھی طرح امتحان کرلیا تو قاضی القضاۃ کے معزز منصب پر ممتاز کیا دنیاوی اعزاز اور مذہبی تقدس مین اس سے زیادہ اور کونسا درجہ ہو سکتا ہے کہ آپ ایک ایسے عہدے پر ممتاز تھے جسکے سامنے خود وارث تخت و تاراج کی بھی گردن تسلیم خم ہوتی تہی۔ قاضی اسلم۔ ملا محمد فاضل باشندہ بدخشان کے شاگرد رشید تھے جب ابتدائی زمانہ کے مرحلے طے کرچکے تو کابل مین پہنچے اور ملا صادق حلوائی کا تلمذ اختیار کیا بعدازان توران مین گئے اور ملا مرزا جان شیرازی کی صحبت سے فیضیاب ہوئے اور وہین مرزا جان کے تلمیذ رشید۔ ملا یوسف سے حکمت کے فنون اور طبی معلومات حاصل کین جو اس عہد کے تمام مشہور اساتذہ مین نہایت امتیازی نظرون سے دیکھے جاتے تھے۔ جب قاضی اسلم ان تمام علوم سے فارغ التحصیل ہوگئے تو لاہور مین تشریف لائے اور ملا جلال لاہوری سے جو علوم عربیہ مین یگانہ روزگار اور فرید عصر تسلیم کیا جاتا تہا اور علوم عقلیہ اور نقلیہ کو جامع و حاوی تہا تفسیر و اصول کا درس لیا مرزا محمد زاہد تیرہ سال کی عمر مین فارغ التحصیل ہوگئے تھے آپکے بے نظیر جودت ذہن اور عدیم المثال فہم و فراست سے تمام اہل علما کے حلقے خالی تھے حاشیہ شرح مواقف اور حاشیہ شرح تہذیب اور حاشیہ رسالہ تصور و تصدیق آپکی محسوس یادگارین ہین علاوہ ان تصانیف کے آپکی چند اور تصانیف بھی مشہور ہین جیسے حاشیہ شرح تجرید حاشیہ ہیاکل وغیرہ۔ آپ اورنگ زیب کے عہد مین منصب احتساب پر ممتاز تھے ایک عرصہ کے بعد اس عہدے سے مستعفی ہوکر کابل تشریف لیگئے اور عزلت گوشہ

اصل یہ ہے میرزا زاہد ہروی سے پڑہیں جب شرح مواقف پڑہتے تھے تو آپ کے درس میں اور بھی کئی بڑی عمر کے طلبہ شریک تھے لیکن سب کے سب آپسے ناراض اور کبیدہ تھے کیونکہ آپ شرح مواقف جیسی مشکل کتاب کے کئی کئی صفحے استاد سے دریافت کیے بغیر صاف پڑھ جایا کرتے تھے اور کسی مقام پر دم نہ لیتے تھے حالانکہ ہر طالب العلم کتاب کے ایک ایک مقام کو سمجھنا اور اُس پر بحث کرنا چاہتا تھا بھلا یہ بات شیخ صاحب سے کب ممکن تھی یہان تو خیال و دماغ عقل کامل سے پہلے ہی آراستہ ہو چکا تھا اور یہ معمولی کتابیں آپکے سامنے بالکل پانی تھیں شیخ حامد جو بڑے طباع اور ذہین شخص تھے اور کتب کلامیہ کی تعلیم میں شیخ کے ہم درس بھی تھے آپکے اس لگاتار پڑھنے سے اور کسی مقام کو دریافت نہ کرنے سے سخت ناخوش تھے ایک دن کا ذکر ہے کہ شیخ کتاب کا مشکل مقام پڑھ رہے تھے شیخ حامد کو یقین تھا کہ آج یہ اس مقام پر ضرور رکینگے لیکن جب آپ وہ مشکل مقام بھی لگاتار پڑھتے چلے گئے تو شیخ حامد جھلا اُٹھے اور آپے سے باہر ہو کے کہنے لگے کہ شیخ صاحب آپ کچھ سمجھتے بھی ہیں یا یون ہی ورق گردانی کرتے ہیں شیخ نے اپنے دوست کا یہ طیش و غضب دیکھکر نہایت عجز و انکساری سے کہا شیخ صاحب مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ مقام آپکی سمجھ میں نہیں آیا ہے اگر حقیقت میں یہ مقام بغیر سمجھے رہ گیا ہے تو آپ مجھسے دریافت کرلیں شیخ حامد نے سب سے مشکل مقام کی طرف اشارہ کرکے کہا اسی کو سمجھا دیجیے اس وقت خود میرزا محمد زاہد اور آپکے تمام ہم سبقون کی پرشوق نظریں شیخ پر برابر اُٹھ رہی تھیں اور ہر ایک شخص دل ہی دل میں خوش ہو رہا تھا کہ آج شیخ کی علمی لیاقت کا پورا امتحان ہو جائیگا حقیقت میں ایسے مقام پر جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کی جانچ نہایت ہی قابل وقعت تھی آپنے ایک ایسے سہل اور آسان طریقہ پر اس مشکل مقام کی تقریر کی جس سے تمام حاضرین آپکے بے مثل جودت ذہن اور عدیم المثال فہم پر عش عش کرنے لگے اور تحیر انگیز صورت سے آپکے چہرے کو تکنے لگے جس تحیر کے ساتھ آپنے اُس اشکال کی تقریر کی وہ ایسی معمولی تقریر نہ تھی جس سے لوگوں کو استعجاب اور استعجاب کے ساتھ حیرت نہ ہوتی چنانچہ طلبہ آپکے فضل و کمال کے قائل ہو گئے اور جس شہرت کے ساتھ آپ مشہور تھے اب اُس سے بہت زیادہ وقعت لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو گئی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۷) نشینی اختیار کی آپ علم ظاہری کے علاوہ باطنی علم کا بھی حصہ رکھتے تھے اور اکابر صوفیہ سے ایک ایسی واجب الاحترام بزرگ کی صحبت سے فیضیاب تھے جس نے روحانی ذریعہ سے تعلیم حاصل کی تھی جیسا کہ آپکی بعض تصانیف خاص سے معلوم ہوتا ہے آپ نے مبحث وجود۔ اور مبحث علم واجب الوجود میں ایک نہایت نتیجہ خیز تقریر کی ہے چونکہ وہ حضرات صوفیہ کی دلچسپی سے خالی نہیں لہذا میں اس مقام پر نقل کرنا مناسب سمجھتا ہوں آپ مبحث وجود میں لکھتے ہیں والتحقیق ان الوجود بالمعنی المتبادر (باقی)

اگرچہ میرزا محمد زاہد پہلے ہی سے شیخ کو ہونہار اور رشید جانتے تھے لیکن اسوقت کی علمی قابلیت دیکھکر انہیں یقین ہوگیا کہ عنقریب زمانہ آنے والا ہے جس میں اس نونہال پودے کی خوش آئندہ جھونکے ایک عالم کے دل و دماغ کو معطر کرینگے اور یہی ہلال آئندہ زمانہ میں بدر کامل ہوکر ملک میں چمکیگا یہی وجہ تھی کہ میرزا موصوف شیخ پر حد سے زیادہ التفات کرتے اور ہر وقت آپکی دلجوئی و خوشنودی میں مصروف رہتے تھے چنانچہ خود جناب شیخ عبد الرحیم صاحب مرزا صاحب کے حالات پر مختصر ریمارک کرتے ہوئے آپکی اُن مہربانیوں کا ذکر کرتے ہیں جو ایام درس میں آپ پر مبذول تھیں۔

مرزا محمد زاہد کی مہربانیاں

آپ فرماتے ہیں کہ جناب مرزا محمد زاہد جن سے میں نے تمام کتب کلامیہ و اصولیہ پڑھی ہیں اور جو تمام علوم میں مجتہدانہ کمال رکھتے تھے مجھپر نہایت مہربان تھے اور بڑے ذوق شوق سے میری تعلیم میں شب روز مصروف رہتے تھے یہانتک کہ جس روز میں کسی قوی عذر کی وجہ سے کتاب کا مطالعہ نکرتا تھا تو آپ فرمایا کرتے تھے فرزندمن! ایک دو ہی سطریں پڑھ لو تاکہ ناغہ نہو عالمگیر بادشاہ آپ کی اسقدر عزت کرتا تھا کہ آپکو ندیموں اور وزرا کے زمرہ میں جگہ دیتا تھا ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ عالمگیر نے آپ کو بلایا اور آپ بہت جلد اُسطرف متوجہ ہوئے جونہی آپ دروازہ سے نکلنے لگے میں نے دروازہ کی دونوں بغلیاں مضبوطی سے پکڑ کر کہا تاوقتیکہ آپ میرا فلان کام سرانجام نہ دینگے میں آپکو نہ چھوڑونگا

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۸) امر اعتباری متحقق فی نفس الامر و معنی مابہ الموجودیۃ موجود بنفسہ بل واجب لذاتہ وذلک لان معنی کون الشیء اعتباریا متحققا فی نفس الامر ان یکون موصوفہ بحیث یصح انتزاعہ عنہ فہہنا ثلثۃ امور الاول المنتزع عنہ وہو الماہیۃ من حیث ہی والثانی المنتزع وہو الوجود بالمعنی المصدری والثالث منشأ الانتزاع وہو الوجود بمعنی مابہ الموجودیۃ وہو الوجود القائم بنفسہ الواجب لذاتہ لانہ لیس قائما بالماہیۃ لا علی وجہ الانضمام والا یلزم تاخرہ عن وجود الموصوف ولا علی وجہ الانتزاع والا یلزم حین الانتزاع الوجود المصدری انتزاع آخر فیلزم انتزاعات غیر متناہیۃ۔ اسی طرح اثبات علم واجب الوجود کے بحث میں فرماتے ہیں اعلم ان الواجب تعالی علما اجمالیا و علما تفصیلیا اما العلم الاجمالی فہو مبدأ للعلم التفصیلی وخلاق الصورۃ الذہنیۃ والخارجیۃ وہو العلم الحقیقی وہو صفۃ الکمال وعین الذات وتحققہ علی الفہمی فی فہملہ و مثالہ ان لسکن بجہتین جہۃ الوجود والفعلیۃ وجہۃ العدم واللافعلیۃ وہو بحسب الجہۃ الثانیۃ لا یصلح ان یتعلق بہ العلم فانہ بہذا الجہۃ معدوم محض فالجہۃ التی بحسبہا یتعلق بہ العلم ہی الجہۃ الاولی و ہی راجعۃ الیہ لان وجود الممکن ہو بعینہ وجود الواجب کما ذہب الیہ اہل التحقیق فعلمہ تعالی بالممکنات منطو فی علمہ بذاتہ بحیث لا یعزب عنہ شیء منہا و بعینا علی فہم ذلک حال الاوصاف الانتزاعیۃ مع موصوفاتہا فان لہا وجودا بحذاء الوجود الخارجی فی ترتب الآثار وہو منشاء الانتزاع بحسب الامتیاز بینہا و بین موصوفاتہا واما العلم التفصیلی فہی علم حضوری بالموجودات الخارجیۃ و بالصور الذہنیۃ العلویۃ والسفلیۃ فتامل لعلہ یحتاج الی تجرید الذہن وقد ذکرنا علی ذلک فی تعلیقات شرح التجرید ۱۲۔

آپنے نہایت خندہ پیشانی اور خوش آئندہ تبسم کے ساتھ فرمایا تم بیٹھو مین ابھی آتا ہون اطمینان و دلجمعی
سے تمہاری بات سونگا اور تمہارے کام کو انجام دون گا اسوقت مین متردد ہون اور شاہی دربار
مین جانے کی غرض سے پابرکاب ہون مین نے کہا یہ نہین ہوسکتا کہ مین آپکو اپنے کام کی انجام دہی بغیر
چھوڑ دون جب آپنے میرا یہ اصرار ملاحظہ کیا تو واپس پلٹ آئے اور جبتک میرا کام پورا پورا انجام کو
نہ پہنچا دیا قدم آگے نہ بڑھایا دوسرے طلبہ جب اس قسم کی مہربانیان مجھپر دیکھتے تھے تو تعجب کیا کرتے
تھے اور اس وجہ سے مین محسود طلبہ تہا۔

آپ یہ بھی فرماتے ہین کہ میرے استاد مرزا محمد زاہد مین سب سے زیادہ قابل تعریف ایک بات تھی کہ
جب کسی معاملہ مین اپسے فروگذاشت ہوجاتی اور کوئی متنبہ کرتا تو فوراً قبول کرلیتے چنانچہ ایک دن
کا ذکر ہو کہ آپنے رمضان مین میری دعوت کی مین آپکے مکان پر موجود تہا اور مغرب کا وقت قریب
آگیا تہا اتنے مین ایک کباب فروش آیا اور کباب کا خوان آپکے سامنے رکھکر عرض کیا کہ یہ آپکی نذر
ہین مرزا صاحب نے مسکرا کر فرمایا کہ اے عزیز! مین نہ تو تیرا پیر ہی ہون نہ استاد ہی نذرانہ کیا معنی؟ معلوم ہوتا
ہی کہ اس سے تیری کوئی اور غرض ہی اگرچہ اُسنے اول اول اپنا مافی الضمیر ظاہر کرنے سی انکار کیا لیکن آپکے مبالغے
اور اصرار سے معلوم ہوا کہ اُس کی دوکان بر سر راہ واقع ہی اور مرزا کے ماتحت لوگ اسکی دوکان وہان سے
اُٹھانا چاہتے ہین جب یہ کیفیت آپکو معلوم ہوئی تو فرمایا کل مین ایک متدین اور معتبر آدمی بھیجون گا جو تمہارا
عدل اور انصاف سے فیصلہ کریگا اب تو جا اور اطمینان رکھ۔ کباب فروش نے کہا حضور یہ کباب مین نے
خاص آپکے لیئے تیار کیئے تھے اور اب وقت مین اسقدر گنجایش نہین رہی کہ یہ فروخت ہوسکین آپنے ایک شخص
کو جو مرزا موصوف کے بچون کا معلم تہا حکم فرمایا کہ ان کبابون کی قیمت کا اندازہ کر کے گھر سے قیمت دلادو
چنانچہ اُس نے آٹھ آنے دلادیے اور کباب آپکے سامنے رکھدیئے مین نے یہ صورت دیکھکر عرض کیا
کہ آپکی غرض رشوت سے بچنے کی تھی لیکن افسوس کہ وہ ہنوز حاصل نہین ہوئی کیونکہ ان کبابون کی
قیمت بہت زیادہ معلوم ہوتی ہے اور کباب فروش آٹھ آنے پر صرف اس غرض سی راضی ہوگیا کہ اس
سے آپکا کام متعلق ہے آپ فوراً متنبہ ہوئے اور اسیوقت کباب فروش کو بلوا کر دریافت کیا کہ تونے
گوشت کتنے کا خریدا تہا اور مصالح کتنے کا ایندھن مین کیا خرچ ہوا اور نفع کسقدر حاصل ہوتا ہی حساب لگانے
معلوم ہوا کہ وہ ساڑھے تین روپے کے کباب تھے آپنے پورے دام اُسکے حوالہ کیئے اور معلم کو بلا کر سخت عتاب

سکے بعد فرمایا کیا تو جانتا تھا کہ میں حرام چیز سے روزہ افطار کرون یہ کونسی عقل اور کونسی دوستی کی بات ہی۔
اسکے بعد آپنے اور آپکے ساتھ مین سنے کھانا تناول کیا۔

علمی ترقی

تحصیل جناب شیخ عبدالرحیم صاحب دس سال کی عمر مین صرف نحو ادب کلام اصول معقول حکمت وغیرہ تمام علوم رسمیہ کی تکمیل کر چکے تھی جب آپنے گیارھوین سال مین قدم رکھا تو فقہ وحدیث کی تحصیل مین مصروف ہوئے لیکن کسی تذکرہ اور مستند تاریخ سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ ان علوم کی خدمت معلمی کن علما کے سپرد تھی البتہ ایک مورخ کے مجمل ریمارک سے اسقدر پتا چلتا ہی کہ صرف فقہ کی تعلیم آپنے اپنے والد بزرگوار جناب شیخ وجیہ الدین صاحب کی خدمت مین پائی اور چونکہ شیخ وجیہ الدین صاحب متعدد علوم مین کمال رکھتے تھی کچھ عجب نہین کہ علم حدیث کی تکمیل بھی آپ ہی کی خدمت مین حاصل ہوئی ہو۔ یہ بھی ممکن ہی کہ آپنے اس علم کی دوسرے معلم سے تحصیل کی ہو بہرصورت اس فن شریف کے اساتذہ کے متعلق ہماری واقفیت محدود ہی تاہم دعوے کیساتھ کہا جاسکتا ہی کہ اس عہد مین علمی روشنی ہر طرف پھیل رہی تھی اور عالمگیری دربار مین بڑے بڑے علما اور مجتہدین موجود تھے قطع نظر اسکے ابھی تک شیخ کی ننھیال مین اس قسم کی اہل کمال موجود تھی جو یگانہ روزگار اور فرید عصر تسلیم کیے جاتے تھی دنیا کی ممتاز و مشہور اہل کمال مین گنی جاتی تھی غرضکہ شیخ نے حدیث وفقہ کی تعلیم اعلے درجہ کی پائی جسمین کسیطرح کا کوئی شک شبہ نہین ہوسکتا اور جب آپکے اس کمال پر نظر ڈالی جاتی ہی جو اس علم مین خصوصیت کے ساتھ آپکو حاصل تہا تو صاف معلوم ہوتا ہی کہ اس خدمت کو بعض ان حضرات نے انجام دیا ہی جو ساری دنیا مین ممتاز و مشہور ہو چکے تھی یہی وجہ ہی کہ جن لوگون نے آپکے حالات زندگی قلمبند کیے ہین انہون نے آپ کے علمی تبحر پر ریمارک کرتے ہوئے خصوصیت کے ساتھ علم حدیث پر نہایت قیمتی اور وزنی ریویو کیے ہین۔ شاہ ولی جیسے فاضل اجل شخص ہمیشہ فرمایا کرتے تھی کہ اس نیلگون آسمان کے نیچے جناب شیخ عبدالرحیم صاحب سے زیادہ فن حدیث مین طاق اور جاننے والا اس عہد مین کوئی نہ تھا اگر مین انصاف سے آپکی نسبت کوئی رائے ظاہر کرون تو بلا تامل اس امر کا اعتراف کرونگا کہ مین نے ان جیسا ایک شخص بھی نہین دیکھا جو تمام علوم مین عموماً اور حدیث وفقہ مین خصوصاً تبحر رکھتا ہو شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے بعد آپ جیسے محدث و مفسر فقیہ کو ہندوستان کی گود مین پرورش پانا بہت کم نصیب ہوا ہوگا آپکو صحاح کی اکثر حدیثین ازبر تھین اور اس سے بڑھکر یہ کہ تمام حدیثین معہ اسناد کے بلا توقف نقل کرنے مین ملکہ خاص حاصل تہا شاہ ولی اللہ صاحب یہ بھی فرمایا کرتے تھی کہ مین اپنے والد بزرگوار کے علم کے آگے دنیا بھر کے

علماء کے علوم کو بالکل ایسا دیکھتا ہون جیسے دریا کے مقابلہ مین قطرہ" حقیقت مین شاہ صاحب کی تعریف مبالغہ آمیز اور جھوٹی تعریف نہین ہو بلکہ جس شخص نے جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کی تصنیفات اور ان حواشی کو دیکھا ہو جو آپ نے حدیث وفقہ کی کتابون پر چڑھاتے ہین وہ اُن سے جناب شاہ ولی اللہ صاحب کے اِس قول کا پورے طور پر اندازہ کرسکتا ہو کہ کہانتک ٹھیک اور درست ہو۔

تکمیل علوم

الغرض جناب شیخ عبدالرحیم صاحب بارہ سال کے تھے کہ علم حدیث وفقہ کی تکمیل کر چکے تھے اور آپ کو تمام وکمال اُسپر عبور ہو گیا تھا گویا یہی سال آپکے فارغ التحصیل ہونے کا تھا آپکا اِس چھوٹی سی عمر مین تمام درسیہ کتب سے فارغ التحصیل ہو جانا اور پھر ہر مضمون کتاب کو ازبر یاد رکھنا نیز ان سے ہزارہا جدید مسائل اور صدہا نکات وباریکیان مستنبط کرنا اگرچہ آپکے جودت ذہن اور بے نظیر فہم ودرایت کی بے مثال دلیل ہے لیکن مبصرین خوب سمجھتے ہین کہ یہ اُن وہبی علوم اور ربانی قابلیتون کا پرتو ہی جو روز ازل سے اُن پاک نفوس حضرات کے جلاء دل مین چمک چکا ہو جنھون نے روحانی ذریعہ سے تعلیم پائی ہو۔

ابتداے سلوک

معزز اور واجب الاحترام شیخ جب دینیات سے فارغ التحصیل ہو گئے تو لوگ آپکے پاس تحصیل علوم کی غرض سے جوق جوق آنے لگے اور اسی چھوٹی سی عمر مین سب نے آپکو اپنا سرتاج مان لیا لیکن آپکی عالی ہمتی اور بلند حوصلگی نے اِن ہی علوم پر قناعت نہین کی بلکہ ہمت کے بلند پرواز شاہین نے باطنی علوم کی تحصیل کی طرف بال وپر کھولے اور آپ اہل اللہ کی جستجو کے درپے ہوئے اگرچہ یہ شوق آپکو اثناء تحصیل ہی مین دامنگیر تھا اور گاہے گاہے ادہر متوجہ بھی ہوتے تھے مگر اُس کا ظہور کلیۃً فارغ التحصیل ہونے کے بعد ہوا جیسا ایک جگہ آپ خود اپنی قلم مبارک سے تحریر فرماتے ہین کہ "جب مین بارہ یا تیرہ سال کا تھا تو ایک رات حضرت زکریا علیہ السلام کو خواب مین دیکھا آپنے نہایت خندہ پیشانی سے میرے سر پر دست شفقت پھیرا اور اسم ذات کے شغل کی تلقین فرمائی جس کی تاثیر اِس درجہ کو پہنچ گئی تھی کہ باوجودیکہ مین تحصیل علم مین شب وروز مصروف تھا اور ذکر کی طرف میری توجہ بہت کم مبذول تھی لیکن پھر بھی جو بات اُسوقت مجھکو حاصل تھی اُسکی نظیر سے بڑے بڑے قوی الطلب اہل کمال کے حلقے خالی تھے جب مین دینیات سے فراغت پا چکا تو جناب شیخ عبدالعزیز[۱] قدس سرہ کو خواب مین دیکھا فرماتے ہین " فرزند من! تا وقتیکہ خواجہ تہمین نظر قبول سے

---

[۱] شیخ عبدالعزیز قدس سرہ ۔ جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کے پرنانا ہین جن کے حالات دوسرے حصہ کے پہلے باب مین لکھے جاچکے ہین ۱۲

نہ دیکھیں اپنی عقیدتمندی کا ہاتھ دوسرے شخص کے ہاتھ مین نہ دینا پھر اسکے بعد تمہین اختیار ہی" چنانچہ مین نے خواجہ خرد[1] کی خدمت مین اس واقعہ کا ذکر کیا اور تعبیر دریافت کی اور یہ بھی عرض کیا کہ چونکہ اس شہر مین آپکے سوا دوسرا شخص خواجہ کے لقب سے نہین پکارا جاتا اسلیئے معلوم ہوتا ہو کہ مبشر یہ آپ ہی ہین خواجہ نے جواب دیا عزیزمن تمہارے خواب کی تعبیر یہ ہو کہ تمہین جناب خواجہ کائنات علیہ افضل الصلوت والتحیات کی بیعت میسر ہوگی اور اس فقیر کا رتبہ اس سے بہت کم ہے کہ جناب شیخ عبد العزیز جیسے مقتدر بزرگ خواجہ کے ساتھ مجھو تعبیر فرمائین" چنانچہ مین اسکے بعد بشارت مذکور کا منتظر رہا اور شب و روز درود پڑھنے مین مستغرق رہا ایک رات کا ذکر ہی کہ مین درود پڑھ رہا تھا دفعۃً آسمان پر مہتاب جیسا ایک نور چمکا حالانکہ وہ رات تاریک تھی اور چاند کے طلوع ہونے کا زمانہ نہ تھا غرضکہ وہ نور آہستہ آہستہ زمین پر پھیلنا شروع ہوا اور آناً فاناً میری طرف بڑھنے لگا یہانتک کہ میری تمام چار پائی اور جسم پر چھا گیا اور مین بالکل نور مین ڈوب گیا جبتک وہ نور سر سے نیچے نیچے رہا مین بڑے ذوق شوق سے درود پڑھتا رہا لیکن جونہی سر پر آیا فوراً بیہوش ہوگیا اور اب مجھے اپنے آپ تک کی خبر نہین رہی سر سے دال بچھونے سے اٹھو اور ہر چند کہ میری جستجو کی مگر کہین پتا نہ چلا معلوم

---

[1] خواجہ خرد جناب خواجہ محمد باقی کے فرزند رشید اور طریقہ نقشبندیہ کے دوسرے بازو ہین ہنوز آپ صغیر سن ہی تھے کہ خواجہ محمد باقی رہگرائے عالم آخرت ہوئے جب خواجہ خرد ابتدائی عمر کے مرحلے طے کرکے سن بلوغ کو پہنچے تو شیخ احمد سرہندی کی خدمت مین حاضر ہوکر اُنسے اخذ طریقہ کیا اور زمانہ دراز کے بعد اجازت حاصل کرکے وطن مالوف کیطرف مراجعت فرمائی یہان چند روز بکر خواجہ حسام الدین اور شیخ الہداد کی صحبت مین حاضر رہے جو خواجہ محمد باقی کے تمام خلفا مین نہایت بلند رتبہ تھے خواجہ حسام الدین ابتدائی زمانہ مین ایک سوار اور مشہور امیر تھے اور انکے والد ممتاز تمام نامدار امرا مین صحبت و قعت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے خواجہ حسام الدین جب خواجہ محمد باقی کی خدمت مین پہنچے اور آپکے روحانی جذبات نے انہین تاثیر کی تو آپ اپنے تمام عزیز و اقارب مال و دولت کو ترک کرکے گھر سے نکل آئے اور چونکہ آپکے اقربا پیچھا نہ چھوڑتے تھے اور فقرا کے لباس مین رہنا پسند نہ کرتے تھے اسلیئے آپنے اپنے تئین دیوانگی مین ڈالدیا اور وابستہ کنیزون کو نجاست سے آلودہ کرکے سودائیون جیسے پھرنے لگے اب آپکے عزیز و اقارب کو مایوسی ہوگئی اور انہون نے آپکو مطلق العنان کردیا اسکے بعد خواجہ حسام الدین اطمینان سے جناب خواجہ محمد باقی کی خدمت مین زندگی بسر کرنے لگے اور انجام کار آپکے فیض صحبت سے بہرہ یاب ہوئے الغرض خواجہ خرد جب خواجہ حسام الدین کی خدمت مین پہنچے تو آپ خاص مراعات سے پیش آئے اور چند ہی روز مین ارشاد و تکمیل کے رتبہ پر پہنچا دیا خواجہ خرد کی شہرت اگرچہ زیادہ تر سلوک و تصوف مین ہی لیکن آپ حدیث و تفسیر اور فقہ وغیرہ علوم مین بھی مجتہدین فن کہلائے جاتے تھے سب سے بڑا فخر آپکو یہ حاصل ہوا کہ شیخ عبد الرحیم صاحب جیسے علامہ آپکے تلامذہ کے حلقے مین داخل تھے جیسا کہ آگے چلکر شیخ صاحب کے اساتذہ کے ذکر مین مفصلاً لکھا جائیگا جب آپ کا جام حیات لبریز ہونے کے قریب ہوا تو آپنے جناب شیخ عبد الرحیم صاحب کو بلاکر فرمایا کہ مجھے خواجہ محمد باقی قدس سرہ کے روضہ سے دور ہٹکر اس مقام پر دفن کرنا جہان زائرین کی جوتیان اُترتی ہین آپ کی فرزندی کے انتساب کے لحاظ سے مقبرہ کے اندر دفن نہ کرنا کیونکہ مین اس مقام کے لائق نہین ہون شیخ نے جواب دیا کہ چونکہ یہ کام آپکے ورثہ کے ہاتھ مین ہوگا۔ اس لئے ممکن ہو کہ مین آپ کے ارشاد کی تعمیل مین قاصر رہون فرمایا تمہارا کام تبلیغ ہے چنانچہ شیخ صاحب فرماتے ہین کہ جب خواجہ کا انتقال ہوا تو مین نے آپ کی وصیت کا اعلان کردیا اور آپ کی ورثہ کو اس پر متنبہ کردیا لیکن اُنہون نے ایک نہ سنی اور خواجہ کی وصیت کے برخلاف مقبرہ کے اندر دفن کیا۔ ۱۲

ہوتا ہی کہ سیر ظاہری وجود ہی مفقود ہوگیا تھا الغرض اِس حالت غیبت مین مین آسمانون کو یکے بعد دیگرے
طے کرتا ہوا اوپر پہنچا اور جناب نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی ملازمت نصیب ہوئی آپنے مجھے بیعت لی اور
نفی اثبات کا طریقہ تلقین فرمایا۔ جب مین ہوش مین آیا تو اپنی حالت کو بالکل بدلا ہوا پایا۔ اب مین ایک
دو مہینے اسی عالم مین تھا۔ چند روز کے بعد پھر خواجہ خرد کے پاس گیا اور اپنی گزشتہ کیفیت بیان کرکے التماس
کی کہ اب آپ مجھکو کیا مشورہ دیتے ہین فرمایا تمھین ظاہر مین بھی کسی بزرگ سے بیعت کرنا مناسب ہی مین نے
کہا کہ مین آپسے زیادہ بزرگ ومعتقد دوسرا شخص نہین پاتا فرمایا چونکہ مین تمھین نہایت عزیز رکھتا ہون
اسلیے اسبات کو پسند نہین کرتا کہ تمھین بیعت کرون عرض کیا مین نہین سمجھ سکتا کہ آپ مجھکو دوست بھی رکھتے ہین
اور پھر بیعت سے انکار بھی کرتے ہین آخر اس کی کچھ وجہ؟ فرمایا حقیقت یہ ہی کہ مین بعض ممنوعات کا مرتکب
ہوتا ہون اور سنت نبویہ کی اتباع مین قدرے تساہل کرتا ہون مین نہین چاہتا کہ میرے ارتباط کی وجہ سے تمہارا قدم
راہ تشرع سے ڈگمگا جائے لیکن ہان فیض صحبت پہنچانے مین کبھی دریغ نہ کرونگا مین خواجہ کی یہ تقریر جو دلسوزی
اور خیر خواہی سے بھری ہوئی تھی سنکر عرض کیا کہ پھر مجھے کس سے بیعت کرنا چاہیے فرمایا اگر شیخ آدم بنوری
قدس سرہ کے نامدار خلفا مین سے کوئی بزرگ ملجائے تو بہت اچھا ہی کیونکہ وہ تشرع تہذیب نفس کرنے
مین ایسا کمال رکھتے ہین جو دوسرے کو اس زمانہ مین میسر نہین ہی مین نے عرض کیا کہ ہماری پڑوس مین سید
عبد اللہ[۱] سکونت رکھتے ہین جو شیخ آدم کے ایک معزز خلیفہ ہین فرمایا بہت مغتنم ہین اُن سے بیعت
کرینی مناسب ہے چنانچہ مین بزرگ سید کی خدمت مین حاضر ہوا لیکن چونکہ آپ پر اخفا و خمول غالب تھا اسلیے
پہلی مرتبہ آپنے میری بیعت لینے سے انکار کردیا مگر آخر کار مین آپ کی صحبت سے فیضیاب ہوا اور
آپکے ہاتھ پر بیعت کی۔

یہ سب کچھ تھا لیکن اسم ذات کا شغل جو مجھے حالت غیبت مین حضرت زکریا علیہ السلام سے حاصل ہوا
تھا غالب تھا اور حقیقت یہ ہی کہ جو لطف و مزہ مجھے اِس مین ملتا تھا دوسرے شغل مین وہ لذت نہ پاتا تھا
نفی اثبات کا شغل اول تو مجھ سے بن ہی نہ آتا تھا اور اگر طبیعت پر زور ڈالکر کبھی مصروف بھی ہوتا تھا تو
مزا نہ آتا تھا اس سے مجھے اِس درجہ شرمندگی وندامت ہوتی تھی کہ محترم سید کے آگے سر نہ اُٹھا سکتا تھا
انجام کار مین نے سید صاحب سے اِسکا علاج دریافت کیا پہلے تو آپنے چند مرتبہ مجھپر نظر خاص ڈالی اور
روحانی تصرف کے ساتھ متوجہ ہوئے لیکن جب آپکا تصرف ذرا کارگر نہ ہوا تو فرمایا جس چیز نے انبیا

[۱] سید عبد اللہ اصل مین کہیڑی بستی کے رہنے والے تھے اِن کے والد بزرگوار نے اسی بستی مین بساست اختیار کی بقیہ دوسرے صفحہ پر دیکھو

علیہم السلام کے انفاس طیبہ کی توسط سے استقرار پایا ہو ہم اُسے بدل نہین سکتے تم جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس روح کی طرف متوجہ ہو اسکا علاج وہین سے میسر ہوگا چنانچہ مین نے ایسا ہی کیا اُس وقت سے نفی و اثبات کا شغل مجھپر غالب آیا اور اسقدر آسان ہوگیا کہ بارہ یا تیرہ برس کی عمر مین ایک سانس مین دو سو دفعہ بآسانی کہہ لیتا تھا گو مین اس زمانہ مین بھی تحصیل علوم سے خالی نہ تھا اور بہت سے علائق دنیوی میرے ساتھ وابستہ تھے لیکن باوجود اسکے جو انجذاب و کشش مجھے حاصل تھا دوسرے طالب کو کم نصیب تھا۔

واجب اللہ عنہ نصاحم سید امیر فقیر پر نہایت مہربانیان فرمایا کرتے تھے اور اکثر کہا کرتے تھے شیخ! تم ہنوز بچے تھے اور اپنے ہمعمرون مین کھیلتے پھرتے تھے کہ ہماری طبیعت تمہاری طرف مائل تھی مین تمہین دیکھکر خدا سے دعا کرتا تھا کہ خداوند خدا اس بچہ کو اپنے اولیا کے زمرہ مین داخل کرے اور اسکا کمال میرے ہاتھ سے ظاہر کرے سو خدا کا شکر ہے کہ اسکا نتیجہ ظہور مین آگیا۔

## شیخ کے اساتذہ اور اُنکے اجمالی حالات

شیخ ابوالرضا محمد

ابتدائی زمانہ مین شیخ عبدالرحیم صاحب کی تعلیم اور تعلیم کا دوسرا جُز تربیت جناب شیخ وجیہ الدین آپکے والد بزرگوار اور شیخ ابوالرضا محمد آپکے برادر مہربان کے ہاتھ مین تھی اور چونکہ یہ دونون اس قدر بلند منزلت کے شخص تھے جنکی علمی و عملی نظیر سے تمام ہندوستان خالی تھا اسلیئے تعلیم و تربیت کے اعتبار سے شیخ عبدالرحیم صاحب کو اعلیٰ درجہ کے اہل کمال مین شمار کرنا چاہیئے۔ ابتدائی تعلیم کے سلسلہ مین شیخ عبدالرحیم صاحب نے ان دونون مقدس اور پاک نفوس حضرات سے کون کون کتابین نکالین یہ ظاہر کرنا بہت مشکل ہے کیونکہ باوجود تلاش کے اسوقت تک کسی تاریخ و تذکرہ سے اسکا پتا نہین چلتا لیکن تاہم اسقدر یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ آپنے سلسلہ عقاید کے ابتدائی رسالون سے شرح عقاید اور شرح خیالی تک کی تعلیم شیخ ابوالرضا محمد سے پائی چنانچہ خود شیخ عبدالرحیم صاحب اپنے سلسلہ تعلیم پر ریویو کرتے ہوے بیان کرتے ہین کہ جس زمانہ مین مین اخی معظم شیخ ابوالرضا محمد سے شرح عقاید اور حاشیہ خیالی پڑھتا تھا اُسوقت حاشیہ خیالی پر مین نے ایک اعتراض کیا اور مخدومی اخوی جواب کے درپے ہوے شدہ شدہ اس مناظرہ کی نوبت یہانتک پہنچی کہ مجھمین اور برادر مہربان مین رنجش پیدا ہوگئی مین نے پڑھنا چھوڑ دیا ایکدفعہ کا ذکر ہے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۴ ہوتی۔ ابھی ہم کمسن ہی تھے کہ والد نے انتقال کیا اور آپ کو اسیوقت خدا طلبی کا داعیہ پیدا ہوا بقیہ صفحہ ۱۲۶ پر دیکھو

کہ ہم دونون خواجہ خرد کی ملاقات کے لیے گئے آپنے معمولی مزاج پرسی کے بعد فرمایا کہ اب تمہاری خیالی نماز کہان تک
پہنچی ہی مین نے عرض کیا کہ حضرت! چند روز سے مین نے اُسے چھوڑ رکھا ہی فرمایا کیون؟ عرض کیا کہ نماز روزے کے
ضروری احکام معلوم ہوجانے کے بعد اُسکی چندان ضرورت نہین دیکھی لیکن جب آپنے اصل حقیقت ظاہر

---

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲ جا بجا اولیاء اللہ کا کہوج لگاتے پھرے اور اتفاق سے پنجاب کے اطراف مین ایک بزرگ کی خدمت
مین پہنچے جو قرارت مین ید طولی رکھتا تہا اور جس نے قواعد تجوید و ترتیل کو معراج کمال تک پہنچا دیا تہا یہ بزرگ دنیا اور اہل دنیا
کو خدا حافظ کہکے صحرا کی ایک مسجد مین زندگی بسر کرتا اور آدمیون کے اختلاط اور اُن کی آمد شد سے فراغت پاکر توکل و قناعت
کے ساتھ موصوف تہا واجب الاحترام سید ایک مدت تک اُنکی خدمت مین رہے اور خدا طلبی کا رستہ دریافت کیا فرمایا کہ تمہارا ارشاد
و تلقین تو ایک اور عزیز پر موقوف ہی جسکی خدمت مین انشاء اللہ عنقریب پہنچنے والے ہو لیکن حفظ قرآن مجھسے کر لو چنانچہ آپ قرآن مجید
پڑہنے لگے اور اسی اثنا مین اُس عزیز کی صحبت کی برکت سے تجرید و ترک دنیا اور بعض شیطان کی دہوکا دہی سے بچنے کے آداب
حاصل کر لیے۔ بیان کیا جاتا ہی کہ ایک دن سید اور وہ بزرگ باہم قرآن مجید کے دور مین مصروف تہے کہ بہت سے آدمی عربی لباس
زیب تن کیے ہوئے جوق جوق ظاہر ہوئے اُن کا سردار مسجد کے قریب آیا اور اس بزرگ کی قرارت سنکر فرمانے لگا بارک
اللہ ادیت حق القرآن یعنی خدا برکت دے کہ تو نے قرآن کا حق ادا کیا یہ کہا اور واپس چلا گیا اُس عزیز کا دستور تہا کہ قرآن پڑہتے
وقت آنکھین بند کر لیتا تہا اور کسی چیز کی طرف ذرا التفات نہ کرتا تہا جب سورت ختم کر چکا تو سید سے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ
تہے جنکی ہیبت سے میرا دل کانپ رہا تہا ہر چند کہ مین اُٹھنا چاہتا تہا لیکن قرآن کی حرمت کی وجہ سے اُٹھ نہ سکا سید نے جواب دیا
کہ عربی شکل و شباہت کے بہت سے آدمی تہے جنکے جسمون کو سبز لباس ڈہانکے ہوئے تہا اُنکا سردار اسقدر بزرگ تہا کہ مین بے اختیارانہ
جوش کے ساتھ اُس کی تعظیم مین کہڑا ہو گیا ہنوز ان باتون کا سلسلہ ختم نہ ہوا تہا کہ اُسی شکل و شمایل کا ایک شخص آکر بولا کہ کل مین حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مین حاضر تہا آپ ایک حافظ کی تعریف فرما رہے تہے جو اسی صحرا مین سکونت رکہتا ہو اور یہ بہی فرما رہے تہے کہ
کل ہی کسی وقت مین اُسے دیکھون گا اور اُس کی قرارت سنون گا اب آپ لوگون سے دریافت کرتا ہون کہ حضور تشریف لائے ہوئے تہے
یا نہین اگر ہوئے تہے تو کس طرف تشریف لے گئے ان دونون حضرات نے جب اُس کی یہ حیرت انگیز تقریر سنی تو اِدہر اُدہر ڈہونڈہنے
لگے اور ہر چند تفحص کیا لیکن کہین سراغ نہ پایا الغرض جب بزرگ سید قرآن پڑہ چکے تو اُس عزیز نے انہین رخصت کیا اور کہا بسم اللہ
جاؤ اور جس جگہ سے ولایت پاؤ اُسکی خدمت مین انتہا سے زیادہ کوشش کرو سید عبد اللہ شہر بشہر و قصبہ بقصبہ گشت لگاتے
ہوئے سامانہ مین پہنچے اور شیخ ادریس رحمہ اللہ سامانی کی خدمت مین حاضر ہوئے جو سلسلہ قادریہ کے دوسرے بازو اور
سلوک و تصوف مین مشہور زمانہ تہے توکل و قناعت آپ کا اوڑہنا بچہونا تہا اور ریاضت و مجاہدہ لباس۔ آپ آمد و رفت کا دروازہ
بند کیے ہوئے محنت و تنگی مین زندگی بسر کرتے اور شدت و عسرت سے لذت اُٹہاتے تہے پہلی دفعہ جب محترم سید نے شیخ ادریس
سے ملاقات کی تو آپنے انہین کورا جواب دیا کہ دنیا مین فقیر بے شمار ہین جہان چاہو جاؤ کیونکہ میرے پاس وہی شخص رہ سکتا
جو مردون کی طرح کہانے پہننے لوگون کے ملنے جلنے سے بالکل علیحدگی اختیار کرلے اور حاجت ضروریہ کے سوا میرے دروازہ
سے باہر نہ جائے بزرگ سید نے ان تمام شرطون کو منظور کیا اور طریقہ سلوک کی تحصیل مین مصروف ہوئے اولوالعزم اور عالی ہمتون
کی طرح سید نے ان جانکاہ محنتون پر جنہین حقیقت مین اختیاری موت کہنا چاہیے نہ صرف صبر کیا بلکہ بدل راضی رہے شیخ ادریس
سید کی یہ جانفشانیان اور کارگزاریان ملاحظہ فرماکر بہت محظوظ ہوئے اور دن بدن اُن کے حال پر توجہ زیادہ مبذول کی
اسی اثنا مین شیخ کے فرزند رشید نے سید سے قرآن مجید یاد کرنا شروع کر دیا تہا جس نے شیخ کی توجہ مین ایک اور جلا پیدا کر دی
تہی القصہ حافظ سید عبد اللہ زمانہ دراز تک شیخ ادریس کی خدمت مین فیضیاب رہے لیکن جب اُن کا انتقال ہو گیا تو شیخ آدم قدس
سرہ کی خدمت مین حاضر ہوئے جو اُس زمانہ مین پیشوائے مذہبی تسلیم کیے جاتے تہے اور سلاطین وقت کی گردنین جنکے سامنے جہکی
رہتی تہین سید نے آپکو ایک عالی مقام شیخ متشرع عظیم المعرفت قوی التاثیر پاکر اور کہین جانے کا ارادہ بالکل بقیہ صفحہ ۱۰ پر

کرنے پر مبالغہ اور مبالغہ کے ساتھ بحید صرار کیا تو اصلی واقعہ بے کم و کاست بیان کیا گیا خواجہ خرد نے
نہایت مہربانی سے فرمایا کہ اچھا شرح خیالی ہم سے پڑھ لو اور کل صبح کو ضرور آؤ چنانچہ مین دوسرے دن کتاب
لیکر حاضر ہوا اور آپنے تقریر کرنی شروع کی میرے اعتراض کو نہ صرف پسند ہی کیا بلکہ اس کی قوت و
تائید ظاہر کی تین روز تک یہی صحبت رہی اور اس اثنا مین مین نے شرح خیالی کا بہت سا حصہ نکال
لیا چوتھے دن جب مین کتاب لیکر خدمت اقدس مین حاضر ہوا تو فرمایا چونکہ تمہارے محترم اور بزرگ تا تا
شیخ رفیع الدین محمد نے مجھے تین ہی سبق پڑھائے تھے اسلیئے مین بھی تمہین تین روز سے زیادہ درس نہین دونگا
اور اس کا قصہ یہ ہے کہ مین عنفوان شباب مین ظاہری حسن خوبصورتی کو دوست رکھتا تھا شیخ رفیع الدین محمد
صاحب کا ایک فرزند رشید نہایت ہی خوبصورت رکھتا تھا اور اُس کے حسن و جمال کا چرچا گھر گھر پھیلا ہوا
تھا مین ایک دن اُسے دیکھنے کے قصد سے گیا اور شرح لمعات ساتھ لیتا گیا تاکہ لوگون کو معلوم ہو کہ مین
تصوفی مسائل کی تحقیقات کیلئے آیا ہون کیونکہ شیخ موصوف ہمارے شہر مین مشکلات تصوف کے حل
کرنے مین اپنا نظیر نہ رکھتے تھے اور علمی فضیلت مین تمام ملک مین مسلم الثبوت تھے جب مین آپکی خدمت مین
پہنچا تو نہایت جوش مسرت سے میرا استقبال کیا اور بڑی مہربانی سے پاس بٹھایا جب مین نے شیخ کے
سامنے کتاب رکھی تو آپنے دو تین جملے سرسری طور پر فرماکر کتاب بند کر دی اور زیادہ تحقیق نہ فرمائی اور اسکے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۲ فسخ کر دیا اور سالہا سال آپ ہی کی صحبت مین گزار دیئے لیکن جب شیخ آدم کا بھی انتقال ہو گیا تو سید عبد اللہ
اپنے عم بزرگوار سید عبد الرحمن کے پاس چلے آئے جو شیخ آدم کے ایک مخلص اور سب سے بڑا مرید تھے اور ہمیشہ ان ہی کی صحبت مین رہتے
جس زمانہ مین شیخ آدم اور سید عبد الرحمن کی باہم خط و کتابت ہوتی تھی تو جو مکتوب شیخ کی طرف سے لکھا جاتا اُس مین سید عبد الرحمان کیساتھ
سید عبد اللہ کا نام بھی ہوتا چنانچہ مین اس مقام پر شیخ کے دو مکتوب نقل کرنا مناسب سمجھتا ہون جن سے علاوہ [illegible] محبت
کے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ شیخ آدم بزرگ سید کی بہت عزت کرتے تھے مکتوب اول بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام
علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین الاکرمین حضرت اللہ تعالیٰ وراہ دردین و دنیا دی بحسب مرضات خود موفق بجمعیت خالص مخلص دارد
ع زان یار دلنوازم شکریست نے شکایت * گر نکتہ دان عشقی خوش بشنو این حکایت * این سلام نامہ فقیرانہ بآن برادران معنوی
بنظر انتباہ مطالعہ باد وقت گزران ست کار فرداد عمل فرد المحسوب ست و اللہ ولی التوفیق و منہ الرشاد و علی الصراط السلام بحرمۃ حبیبہ
آلہ و صحابہ و تبعہ الامجاد علیہ و علیہم الصلوٰۃ و السلام - از ہمہ یاران این جا سلام برادرانہ خوانند مکتوب دوم بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی خیر خلقہ محمد و آلہ اجمعین الاکرمین سلام زین اخوی معنوی سیادت پناہ توفیق آثار سید عماد
و حافظ عبد الرحمن بعد سلام فقیرانہ مطالعہ فرمایند احوال این محال مستوجب حمد ست سلامت و استقامت برادران
مطلوب است و الاجابۃ من اللہ سبحانہ بقیۃ المرام یک عنایت نامہ گرامی اخلاص مشحون از مقام بارہ از اثنیان و ثانی
از حافظین از مقام اکبرآباد رسیدہ بود الحمد للہ والمنۃ کہ بصحت و سلامت اند و از یاد فقیران غافل نیستند متوقع بہرحال کہ این
اخلاص نتیجہ بخش سعادت دارین باشد بمنہ و فضلہ سبحانہ و تعالیٰ ای برادر وقت گزران است سعی بتضرع و دعا صباح و قادہ ضروریست
کہ حق سبحانہ و تعالیٰ باقی عمر ازین وارفانی ضائع نگذارد ۱۲

ہی اپنے فرزند رشید کو بلا کر فرمایا کہ خواجہ کی خدمت مین حاضر ہو مین یہ صورت دیکھکر سخت نادم ہوا اور شرمندگی
کے مارے شیخ کے سامنے سر نہ اٹھا سکا لیکن چونکہ جوانی کا زمانہ تھا اسپر ذرا بھی التفات نہین کیا اور دوسرے
روز اسی نیت اور اسی اسباب پر حاضر ہوا وہان جا کر بدستور سابق معاملہ دیکھا تیسرے روز ایک قوی ندامت
مجھپر غالب ہوئی اور مین نے اُن خیالات سے جو میرے دل مین جم گئے تھے توبہ کی اُس روز آپنے نہایت ہی خندہ
پیشانی سے ملاقات کی اور انتہا سے زیادہ ملتفت ہو کر تصوفی تحقیقات کے درپے ہوئے اور خاص
خاص علمی نکات بیان فرمائے درس سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا کہ اگر آپ کو اس فن کی تحقیق پیش نظر ہے
تو مجھے حکم دیجئے تاکہ روزانہ دولتخانہ پر حاضر ہو کر جو کچھ فقیر کو آتا ہی عرض کرون لیکن مین آپکے یہان آنے کو تجویز
نہین کرتا کیونکہ آپکی عزت و توقیر کا پایہ اس سے کہین زاید بلند ہی مین نے شیخ کی یہ دلسوزی اور مہربانی سے
بھری ہوئی تقریر سنکر التماس کی کہ جب حضرت میری حضوری تجویز نہین فرماتے ہین تو مین آپکی اس تکلیف کو
کب گوارا کر سکتا ہون معلوم ہوتا ہی کہ اب یہ سلسلہ بند ہوا چاہتا ہی اور یہ تحقیق عنقریب نیا جنم لیا چاہتی
ہے شیخ میرے یہ برجستہ فقرے سنکر نہایت محظوظ ہوئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مسجد فیروز شاہ مین تشریف لاکے
اور ایک جگہ معین کر کے فرمایا آپکو یہان بیٹھنا اور تصوف کے مشکل سے مشکل اور مغلق مقامات کا مطالعہ
کرنا چاہیئے اگر کوئی مقام مشکل حل ہونے سے باقی رہجائے گا تو اُس کا حل کرنا میرے ذمہ ہی چنانچہ اُسی روز سے
میری یہ حالت ہوئی کہ جب کبھی کوئی مشکل پیش آتی تو شیخ کے بتائے ہوئے مقام پر جا کر مطالعہ کرتا اور مشکل مقام
خود بخود پانی ہوجاتا۔ یہ تعجب کے ساتھ دیکھا جاتا تھا کہ اگر مین اُس معین جگہ سے ایک بالشت کے فاصلہ کا بھی
تفاوت کرتا تو وہان یہ بات میسر نہوتی تھی"۔

شیخ عبد الرحیم صاحب فرماتے ہین کہ جب خواجہ نے اپنی تقریر کا سلسلہ یہانتک پہنچایا تو مین نے عرض کیا
معلوم ہوتا ہی کہ ان تین سبقون پر اکتفا کرنا اسی کرامت کے ساتھ مقید ہی خواجہ بھی اگر اس قسم کا تصرف فرماین
تو بہت ہی مناسب ہوگا خواجہ نے فرمایا میرے اس واقعہ کے بیان کرنے سے یہی غرض تھی اور تمہین
اسبابت پر برانگیختہ کرنا منظور تھا بس اگر آج سے بعد تمہین کسی علم مین کوئی ایسی مشکل وقت پیش آئے جو تم
سے حل نہوسکی اُسے مجھپر ظاہر کرنا انشاء اللہ حل ہوجائیگی۔

شیخ کا بیان ہی کہ خدا کا شکر ہی اُس روز سے مجھے کوئی مشکل پیش نہین آئی گو مین مرزا محمد زاہد کی خدمت
مین تحصیل علوم کرتا تھا لیکن حقیقت مین مجھے ہر کتاب کے مضامین پر تمام و کمال عبور حاصل تھا اکثر ایسا

اتفاق پڑا ہو کہ مین ایک کتاب کا ابتدائی حصہ پڑھتا اور آخر حصہ کی لوگون کی تعلیم دیتا تھا۔
واقعہ مذکورہ بالا سے جسطرح یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ گیا ہو کہ شیخ عبدالرحیم صاحب کی ابتدائی تعلیم
جناب شیخ ابوالرضا محمد کے ہاتھ مین تھی اسی طرح یہ بات بھی ثابت ہوتی ہو کہ آپکے سلسلہ اساتذہ مین جناب
خواجہ خرد اور میرزا محمد زاہد ہروی بھی داخل ہین مذکورہ بالا حضرات کے علاوہ شیخ کے اور بھی چند اساتذہ ہین
جن مین سے خلیفہ ابوالقاسم اکبرآبادی خصوصیت کے ساتھ نہایت بلند رتبہ کے آدمی ہین اور جنکی شہرت اگرچہ
زیادہ تر تصوف کی تحقیقات مین ہو لیکن حقیقت مین تمام علوم مین اجتہاد کا درجہ رکھتے تھے اور ہندوستان مین مجتہدین
فن تسلیم کیئے جاتے تھے خلاصہ یہ کہ شیخ عبدالرحیم صاحب کے جن اساتذہ کی مختصر فہرست نہایت تلاش و
جستجو اور بحث جانکاہی سے ہمین دستیاب ہوئی ہو اُن کے نام نامی حسب تفصیل ذیل مین درج ہین۔
جناب شیخ وجیہ الدین صاحب شہید۔ جناب شیخ ابوالرضا محمد صاحب۔ جناب حافظ سید عبداللہ صاحب
جناب خواجہ خرد صاحب۔ جناب خواجہ ابوالقاسم صاحب اکبرآبادی قدس اللہ اسرارہم شیخ وجیہ الدین صاحب
شہید کے حالات ہم پہلے حصہ مین نہایت بسط و شرح کے ساتھ ذکر کر آئے ہین اور شیخ ابوالرضا محمد صاحب کے
واقعات اسی حصہ کے دوسرے باب مین درج ہونگے باستثنا ان دونون حضرات کے باقی اہل کمال کے مختصر
حالات اس موقع پر لکھے جاتے ہین امید ہو کہ معزز ناظرین خاص دلچسپی کیساتھ پڑھینگے۔

# حافظ سیّد عبداللہ قدس سرہٗ

سید عبداللہ کا ابتدائی زمانہ

جناب سید عبداللہ صاحب اصل قصبۂ کھٹیری ضلع بارہہ کے رہنے والے ہین ابھی آپ نہایت کم سن
تھے کہ والدین کا سایۂ عاطفت سر پر سے اُٹھ گیا اور اُس زمانہ مین آپکو داعیہ خداطلبی پیدا ہوا اولیاء اللہ
کی جابجا تلاش کرتے پھرے اور آخر کار ضلع پنجاب مین ایک بزرگ کے پاس پہنچکر قرآن مجید حفظ کیا از ان
بعد سامانہ کی طرف متوجہ ہوئے اور شیخ ادریس سامانی کی خدمت مین پہنچے اور محنت و خدمت کا کوئی دقیقہ
اٹھا نہ رکھا سید عبداللہ صاحب فرماتے ہین کہ جس زمانہ مین شیخ ادریس کی صحبت مین حاضر تھا میری
عادت ہو گئی تھی کہ فقیرون کے استنجے کے لیئے پتھر سے ڈھیلون کو صاف کیا کرتا تھا ایک دن مجھے
اپنی اس خدمت اور کارگذاری پر خوشی اور خوشی کے ساتھ عجب پیدا ہوا لیکن شیخ نے باطنی اشراق سے
فوراً معلوم کر کے فرمایا عبداللہ انھین میرے چہرے اور بدن کچھ کہرچون کے نشانات اور تغیرات

معلوم ہوتے ہین۔ وہ مین نے عرض کیا جی ہان۔ فرمایا مین خدا طلبی کے ابتدائی زمانہ مین ایک جوگی
کی خدمت مین حاضر تہا اور اُن کے استنجے کیلئے اپنے بدن اور چہرے سے ڈہیلے صاف کیا کرتا تہا
حقیقت یہ ہی کہ جو لذت مجہے اُس مالش مین حاصل ہوتی تہی اب تک اُس کا اثر میرے دل مین باقی ہے یہ جو ن
کے نشان اُسی مالش کے اثر ہین۔

خدمت گذاری

سید عبد اللہ فرماتے ہین کہ شیخ ادریس کے زمانہ خدمت مین ایک یہ کام بھی مین نے اپنے ذمہ کر لیا
تہا کہ جمعرات کے روز شیخ اور آپکے گہر والون کے میلے کپڑے دریا پر لیجاتا اور اپنے ہاتھ سے صاف کر کے
خدمت شیخ مین حاضر کیا کرتا آپ نماز جمعہ اُن ہی سفید کپڑون کو زیب بدن فرمایا کرتے ایک دفعہ کا
ذکر ہی کہ جمعرات کو فاقہ کی وجہ سے میری بری حالت تہی اور بہوک کے مارے بیتاب تہا لیکن اسی حالت
مین بدستور سابق شیخ کے کپڑے لیکر دریا پر پہنچا اور لوگون سے پرے ہٹکر ایک تنہا مقام پر کپڑے دہونے
مین مشغول ہوا جون جون آفتاب بلند ہوتا جاتا تہا اور دہوپ مین حرارت و تیزی ترقی کرتی جاتی تہی
مجہپر بہوک اور پیاس غالب ہوتی جاتی تہی آخر کار مین بیہوش ہوگیا اور مجہے اپنے آپ تک کی خبر نہین رہی
اسی اثنا مین ایک برقع پوش مرد میرے پاس آیا اور نہایت نرمی اور آہستگی سے مجہے بیدار کر کے برقع
کے اندر سے گرما گرم روٹی نکال کردی اور ساتھ ہی یہ کہا کہ کیا تم نے قرآن مجید مین آیۃ۔ ولا تلقوا
بایدیکم الی التہلکۃ نہین پڑہی ہی مین نے بایں خوف وہ روٹی قبول نہین کی کہ مبادا یہ شیطان ہو
اور مجہے دہوکا دیتا ہو لیکن اُس عزیز نے میری یہ اندرونی خلش خود دریافت کرلی اور ایک نہایت
ہی تسلی کے لہجہ مین فرمایا کہ اے شخص تو اس خیال کو دل سے نکال ڈال اور اس روٹی کو غیبی رزق یقین کر
چنانچہ اُس کے اس ارشاد سے میرا دلی کہٹکا جاتا رہا اور مین نے خوب سیر ہو کر روٹی کہائی اسی اثنا
مین مین نے دل مین کہا کہ دریا کا پانی گرم ہی کاش سرد پانی یہان ہوتا تو بہت اچہا ہوتا میرے دل
مین اس خطرہ کے گذرتے ہی برقع پوش نے مجہے ٹہنڈا پانی دیا جسے مین نے خوب سیر ہو کر پیا اس کے
بعد کپڑے دہو کر شیخ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ آپ نے مجہے دیکہتے ہی فرمایا سید! تم نے خضر کے ہاتھ سے
روٹی لیکر کہائی بہتر کیا لیکن محمدیون کو خضر کا احسان اُٹہانا زیبا نہین ہی۔

شیخ آدم کی صحبت و خدمت

الغرض جب شیخ ادریس صاحب کا انتقال ہوگیا تو محترم و بزرگ سید عبد اللہ جناب شیخ آدم کی
خدمت مین پہنچے اور چونکہ اُن کا طریقہ آپ کو بہت پسند آیا اسلیئے زمانہ دراز تک اُن ہی کی صحبت مین

زندگی بسر کی۔ بزرگ سید عبداللہ کے عام اوصاف اور خاص فضائل سے قطع نظر کر کے آپ کی خوش لحنی اور ملکۂ علم تجوید خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہے یہ خصوصیت روز ازل سے آپ ہی کے حصہ میں تھی کہ جب قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول ہوتے تو جسقدر چرند پرند اس مقام پر ہوتے آپ کی موسیقی تیز آواز اور لحن داؤدی کے اثر سے مردوں کی طرح گر پڑتے۔ جناب شیخ عبدالرحیم صاحب فرماتے ہیں کہ سید عبداللہ کچھ ایسے دردانگیز لہجہ میں قرآن مجید پڑھا کرتے تھے کہ تمام حاضرین پر ایک طرح کی محویت طاری ہو جاتی تھی اور جسقدر لوگ مسجد میں موجود ہوتے تھے سب ہمہ سماع ہو جاتے تھے ایک دن کا ذکر ہو کہ دارا شکوہ کے قاریوں میں سے نو مشہور منتخب قاری آپکے امتحان کے لیئے آئے جن میں سے ہر ایک شخص قواعد تجوید میں ید طولے رکھتا تہا ان لوگوں نے استدعا کی کہ قرآن کا کچھ حصہ ہمارے سامنے پڑھیئے سید نے فرمایا کہ اگر تمہیں ایک دور کی سننے ہیں تو میں ابھی پڑہتا ہوں اور اگر زیادہ کی رغبت ہو تو تھوڑی دیر توقف کرو چاشت کی نماز کے بعد حسب دستور دو سپارہ پڑہونگا چنانچہ وہ نماز چاشت تک ٹہیرے رہے اور آپنے نماز کے بعد دو سپارہ پڑہے معترضوں نے اگرچہ اعتراض کرنے کی بہت کوشش کی لیکن انہیں کوئی اعتراض کرتے بن نہ پڑا۔ ان بعد سید نے فرمایا کہ لوگ قرأت سبعہ کو بایں طریق پڑہتے ہیں کہ ایک ایک لفظ چند طریقوں سے تلفظ کرتے ہیں مگر یہ طریقہ میرے نزدیک ذرا بھی وقعت نہیں رکھتا میں اس طرز کو پسند کرتا ہوں کہ ایک دفعہ صرف عاصم کی کسی طریقہ پر تلاوت کی جائے اور اس میں دوسرے طریقہ کا ذرا بھی اختلاط نہو پھر ابو عمرو کے قاعدہ کے مطابق اور اسی طرح ساتوں قاریوں کے قرأت پڑہے متعن لوگ آپکی اس تقریر سے حیرت زدہ ہو گئے اور کسی کو دم مارنے کی گنجایش نرہی۔

محترم بزرگ سید کی باطنی تصرفات اور روحانی توجہات کے بہت سے دلچسپ واقعات مشہور ہیں جنہیں میں اس مقام پر ذکر کر کے کتاب کو طول نہیں دیتا مختصراً اس قدر عرض کرنا کافی سمجھتا ہوں کہ آپ میں درحقیقت وہ تمام خصلتیں مجتمع تہیں جو ایک پاکباز اور متشرع ولی میں ہونا چاہئیں اور جنکی نظیر سے اس عہد کے مشائخ کے حلقے بالکل خالی نظر آتے تھے۔ علوم و فنون اور عام خاندانی حیثیت سے قطع نظر کر کے ربانی قابلیتوں اور فطری ضمیری جوہروں نے آپکی شہرت کو اور بھی چمکا دیا تہا اور آپکی سحر نما کرامتوں کے ڈنکے ایک عالم میں بجگئے تھے۔ آپ کا انتقال اکبر آباد میں ہوا شیخ عبدالرحیم صاحب خود اپنی قلم سے لکہتے ہیں کہ جس زمانہ میں اورنگزیب اکبر آباد میں جلوس فرماتہا میں اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں حاضر تہا ابھی

سید عبداللہ کی خوش لحنی

سید کی باطنی تصرفات

زمانہ میں سید عبداللہ ہی - سید عبدالرحمان کے ساتھ اکبرآباد مین تشریف رکھتے تھے وہین آپ بیمار ہوئے
اور وہین رحلت فرمائی جب آپکے انتقال کا وقت قریب ہوا تو آپنے وصیت فرمائی کہ مجھے قبرستان کے ایسے
موقع مین دفن کرنا جہان کوئی پہچان نہ سکے چنانچہ لوگون نے ایسا ہی کیا اتفاق وقت سے مین اُسوقت
بیمار تھا اور سخت بیمار تھا - مرض نے مجھے یہانتک ضعیف وکمزور کردیا تھا کہ سید عبداللہ کے جنازہ کیساتھ
جا نہ سکا لیکن جب مرض مین تخفیف ہوئی اور کچھ کچھ قوت آگئی چلی تو مین ایک ایسے شخص کو ہمراہ لیکر روانہ
قبرستان ہوا جو بزرگ سید کے دفن مین شریک تھا قبرستان مین پہنچکر جب مین نے سید کے مرقد کی زیارت
کرنے کا قصد کیا اور ہمراہی سے دریافت کیا تو وہ سید کی قبر بتا نہ سکا لیکن قیاس سے ایک قبر کی طرف
اشارہ کرکے کہا یہ سید کا مزار ہی مین اُس جگہ بیٹھکر قرآن پڑھنے لگا دفعةً بزرگ سید نے مجھے پس پشت سے
آواز دی کہ عبدالرحیم الفقیر کی قبر یہ ہی لیکن جو کچھ تم نے پڑھنا شروع کیا ہی اُسے وہین تمام کرو اور اسی قبر
کی میت کو ثواب پہنچاؤ چنانچہ مین نے ایسا ہی کیا قرأت سے فارغ ہوکر مین نے اپنے ساتھی سے کہا
ذرا غور سے دیکھو کہ جس قبر کی طرف تو نے اشارہ کیا ہی کیا حقیقت مین یہی سید عبداللہ کی قبر ہی یا میرے
پس پشت واقع ہی - اُس نے جواب دیا کہ مین عرصہ سے اس مین غور کررہا ہون لیکن آپکے کہنے سے مجھے
یاد آگیا کہ دراصل مجھسے چوک ہوگئی تھی بیشک سید صاحب کی قبر شریف آپ کی پشت ہی کی طرف واقع ہی
مین وہان سے اُٹھکر محترم سید کے مزار پر آیا اور قرآن پڑھنے لگا اُسوقت مجھے غم واندوہ کی وجہ سے کچھ ایسی
برخاستگی طبع حاصل ہوئی کہ قرارت کے قواعد کی رعایت بخوبی نہین کرسکا دفعةً قبر کے اندر سے آواز آئی کہ عبدالرحیم!
تم نے فلان فلان مقام پر تساہل کیا - حالانکہ قرارت کے بارہ مین تابہ امکان احتیاط کرنی چاہیے -

## خواجۂ خرد قدس سرہ

خواجہ خرد کے ابتدائی واقعات

خواجہ خرد - جناب خواجہ محمد باقی کے فرزند رشید اور اہل کمال مین بڑے پایہ کے شخص ہین ہنوز آپ صغیر
اور کم سن ہی تے کہ آپ کے والد بزرگوار خواجہ محمد باقی رہگرائے سفر آخرت ہوگئے تھے جب آپنے عمر کے
ابتدائی مراحل طے کرکے سن رشد مین قدم رکھا تو شیخ احمد سرہندی کی خدمت مین پہنچے اور زمانۂ دراز تک اُنکی
خدمت مین فیضیاب رہی بعد ازان آپ خواجہ حسام الدین اور شیخ الہداد کے پاس تشریف لائے
جو خواجہ محمد باقی کے مشہور وممتاز خلیفے تھے یہان سے آپنے اجازت اور اخذ طریقہ کی سند حاصل کی اور

درس وتدریس کا دروازہ کھولا۔

خواجہ خرد کے اگرچہ ایک اور بھائی بھی تھے جو عمر مین بڑے اور علم وفضل مین آپ سے افضل تھے لیکن باطنی تصرفات اور روحانی توجہات مین جو شہرت آپکو حاصل تھی وہ خواجہ کلان کو میسر نہ تھی۔ خواجہ کلان ان خاص صفت مین آپ کی ہمسری اور برابری کا دعوے نہ کرسکتے تھے آپ کے باطنی علم نے تمام ملک مین شہرت عام پیدا کردیتی تھی اور طالبان حق دور و دراز ملکون سے خطرناک اور دشوار گزار راہین طے کرکے خدمت مین حاضر ہوتے تھے علما فضلا مشائخ کا مجمع ہمیشہ آپکی درگاہ مین رہتا تھا اور سینکڑون طلبہ کامیاب اور بامراد ہوکر جاتے تھے آپکی کرامات کے واقعات نہایت دلچسپ ہین منجملہ ان کے دو ایک واقعات بجگہ قلمبند کیے جاتے ہین۔

(۱) شیخ عبدالرحیم صاحب فرماتے ہین کہ ایکدفعہ مین اور میرے ساتھ مخدومی شیخ ابوالرضا محمد خواجہ خرد کیخدمت مین حاضر تھے اس وقت آپ طلبہ کو سبق پڑھا رہے تھے اور بھوک کی وجہ سے نہایت بیتاب تھے رفتہ رفتہ بھوک یہانتک غالب ہوئی کہ آپ سبق پڑھانہ سکے ایک شخص کو گھر بھیجا کہ کھانے کی کوئی چیز ہو تو لے آیئے لیکن گھر والون نے صاف جواب دیدیا کہ ہمارے پاس بجز دو ایک لقمون کے جو بچے کیواسطے اٹھا رکھے ہین اور کچھ نہین ہے خادم نے عرض کیا کہ گھر مین دو ایک لقمون کے سوا اور کچھ کھانا نہین ہے اور وہ بھی بچے کے لئے رکھا ہوا ہے فرمایا اُس مین سے تھوڑا سا لے آؤ چنانچہ خادم دوبارہ گیا اور ایک چھوٹی تشتری مین تھوڑا سا کھانا لے آیا آپنے ہاتھ دھوئے اور حاضرین سے فرمایا کہ تم لوگ بھی فقیر کے ساتھ کھانے مین شریک ہوجاؤ اس بات کا خیال نہ کرو کہ کھانا تھوڑا ہی خدا برکت دیگا اور تم سب سیر ہوکر کھالوگے حاضرین کو آپکے اِس ارشاد سے تعجب اور تعجب کے ساتھ حیرت ہوئی خواجہ نے ہم دونون بھائیو کو خصوصیت کے ساتھ مکرر فرمایا اور اس وجہ سے ہمین آپکے ساتھ ضرور شریک ہونا پڑا انجام کا ہم تینون شخصون نے خوب سیر ہوکر کھا اور تشتری مین اُسیقدر کھانا بچ رہا جس قدر خادم گھر سے لایا تھا آپنے تشتری خادم کے حوالہ کی اور فرمایا یہ بچے کیلئے لیجاؤ۔

(۲) ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ خواجہ خُرد کے پاس ایک شخص نے آکر التماس کی کہ بادشاہ مجھے ایک مہم سر کرنے کی غرض سے ایک بہت دور مقام پر بھیجتا ہے اول تو وہ ملک ہی نہایت دور ہے دوسرے دشمن تعداد مین کثیر اور اسباب جنگ مین ید طولےٰ رکھتے ہین بخلاف اِسکے نہ تو میرے پاس اسقدر جنگی سامان

ان ہو نہ جنگی فوج ہی اور سب سے زیادہ مصیبت کی یہ بات ہو کہ بادشاہ سے کسی طرح عذر نہیں کرسکتا۔ آپ مجھ پر توجہ کیجیے اور اس نازک اور خطرناک موقع پر امداد فرمائیے خواجہ نے بطریق خوش طبعی فرمایا کہ کچھ نقدی پیش کرو تاکہ ہماری خاطر تمہاری طرف متوجہ ہو اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ تم فلان روز جنگ کرنا اور اپنی قلت دشمنون کی کثرت سے ذرا بھی خوف نہ کرنا انشاء اللہ فتحیاب ہو گے شیخ عبدالرحیم صاحب فرماتے ہین کہ جب وہ شخص چلا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جو دن مین نے اس شخص کیلئے مقرر کیا ہے اُسے یاد رکھنا اور جب وہ وقت آجائے تو مجھے یاد دلا دینا چنانچہ جب وہ وقت ہوا تو مین نے خواجہ کو یاد دلایا آپ حجرے مین تشریف لے گئے اور مجھے دروازہ پر بٹھا کر فرما گئے کہ کسی کو اندر نہ آنے دینا تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ آپ شادان و فرحان حجرہ سے باہر تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ مین ابھی معرکہ جنگ مین پہنچا حقیقت مین دشمنون کی تعداد بکثرت تھی اور یہ لوگ نہایت ہی قلیل تھے اول مرتبہ اگرچہ ان تھوڑے آدمیون کو شکست ہوئی۔ لیکن اُس عزیز نے نہایت ثابت قدمی کی اور اپنی جگہ سے تل بھر نہ ہٹا اسی اثنا مین مین معرکہ جنگ مین پہنچا اور خدا کے فضل سے اُس عزیز کی فتح ہوئی بہت سے دشمن قتل کیے گئے اور بقیۃ السیف شکست کھا کر بھاگ گئے مین نے اس تمام واقعہ کو ایک کاغذ پر لکھا اور اُس دن تاریخ وغیرہ ثبت کر کے اپنے پاس رکھا ایک عرصہ کے بعد اُس شخص کا خط آیا اور جو کچھ خواجہ نے بیان فرمایا تھا بجنسہ وہی باتین خط مین مندرج تہین۔

(۳) خواجہ خرد زور کوشک کے محلہ مین تشریف رکھتے تھے کہ ایک شخص نے آپ کی خدمت مین حاضر ہو کر التماس کی کہ حضور مجھ پر کوئی ایسی توجہ فرمائی کہ تحصیل علم سے فراغت پا جاؤن فرمایا کہ مین تمہارے اس سوال کا عنقریب جواب دون گا اور جواب شافی دون گا وہ شخص تو اپنے گھر چلا آیا اور خواجہ نے اُس کے عقب مین ایک شخص روانہ کیا اور ایک رقعہ اُسکے ہاتھ لکھکر بھیجا جس مین لکھا تھا کہ کل انشاء اللہ تم تمام علوم سے فارغ التحصیل ہو جاؤ گے وہ شخص یہ غیر مترقبہ بشارت سنکر نہایت متعجب ہوا دوسرے روز اتفاق سے یہ شخص سو گیا اور ہمیشہ کے لئے اس جہان کو رخصت کر گیا۔

باوجود اس عظمت وجودت اور باطنی وظاہری کمالات کے خواجہ خرد کے مزاج مین حد سے زیادہ عاجزی وانکساری تہی آپ ہر شخص کے ساتھ اپنے عام متواضعانہ اخلاق سے پیش آتے اور اہل علم کے اعزاز ووقعت مین پہلے درجہ کی کوشش کرتے چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ شیخ عبدالرحیم صاحب آپکی درگاہ مین تشریف لے گئے اُس وقت خواجہ تو چارپائی پر تشریف رکھتے تھے اور تمام طلبہ بوریے پر بیٹھے ہوئے تھے جن ہی

شیخ صاحب درگاہ مین داخل ہوئے خواجہ نے انتہا سے زیادہ تعظیم کی خود پائینتی اور شیخ کو سراہنے کی جانب بٹھایا ہرچند شیخ صاحب نے مقام صدر مین بیٹھنے کو بے ادبی سمجھا اور بہت کچھ معذرت کی لیکن خواجہ نے باصرار تمام آپ کو مقام صدر مین بیٹھنے پر مجبور کیا اس تعجب خیز معاملہ سے تمام حاضرین دریائے تحیر مین غرق ہو گئے انجام کار خواجہ رحمت اللہ آپکے فرزند رشید نے اُٹھکر التماس کی کہ حضرت! اس مجلس مین بعض لوگ ایسے بھی موجود ہین جو عمر مین سب سے بڑے اور فضل و علم مین سب سے افضل ہین اور اسوجہ سے تعظیم و تکریم کے قابل بھی ہو سکتے ہین باوجود اسکے آپ نے شیخ عبد الرحیم صاحب کو اس اعزاز کیساتھ خاص کرنے مین کیا نکتہ ہو خواجہ نے فرمایا شیخ عبد الرحیم کی خصوصیت کے ساتھ تعظیم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ تم لوگون کو مجھے یہ بات دکہانی مقصود تھی کہ جو وقعت و بزرگی اس محترم اور جلیل القدر خاندان کی میرے دل مین ہو تم اُسے محسوس کر کے اس معاملہ مین میری تقلید کرو اور جس طرح مین اُن کی تعظیم و توقیر کرتا ہون اُسی طرح تم بھی اُنہین نگاہ وقعت سے دیکھو جس زمانہ مین مین اُنکے جدِ امجد شیخ رفیع الدین صاحب کی خدمت مین حاضر تہا اور اُن کی صحبت سے فیضیاب ہوتا تھا تو شیخ صاحب کا دستور تہا کہ جب مین حاضر ہوتا تہا اسی تواضع سے پیش آتے تھے باوجودیکہ وہ میرے اُستاد تھے اور مین نے اُن کی خدمت مین بہت کچھ فیض حاصل کیا تہا علیٰ ہذا القیاس جناب شیخ رفیع الدین صاحب جب ہمارے والد بزرگوار خواجہ باقی باللہ کی خدمت مین حاضر ہوتے تھے تو وہ بھی آپ کے ساتھ یون ہی پیش آتے تھے حالانکہ شیخ صاحب خواجہ کے مشہور خلیفہ تھے۔ خواجہ محمد باقی قدس سرہ نے چونکہ سلوک کے ابتدائی زمانہ مین شیخ قطب العالم جناب شیخ رفیع الدین صاحب کے والد بزرگوار کی خدمت مین تحصیل علوم کی تھی اور اُن سے بہت کچھ فائدہ اُٹھایا تہا اِن لحاظ مین نے اپنے اس محسن خاندان سے اسیطرح کا سلوک کرنا زیبا ہو۔

شیخ عبد الرحیم صاحب کا بیان ہو کہ ایک دن خواجہ خرد کے خدام مین سے ایک خادم شراب کے نشہ مین مست تہا ایسے موقع پر مجھے اُسکے ساتھ بحث کرنے کا اتفاق پڑا چونکہ وہ مخمور تہا اور میری ہر بات کا جواب نامعقول دیتا تہا اسلیے میری طبیعت منغص ہو گئی اور اب مین نے عزم بالجزم کر دیا کہ اسکے بعد یہان کبھی نہین آؤنگا ابھی دو تین ہی روز گزرے تھے کہ خود خواجہ تشریف لائے اور میرے مکان کے دروازہ پر کھڑے ہو کر ایک بڑھیا سے میرا پتا پوچھا اُس نے جواب دیا کہ عبد الرحیم اسوقت سوتا ہو فرمایا جب وہ بیدار ہو تو کہہ دینا خرد تمہین ڈھونڈتا آیا تہا اور اب وہ جھجو کی مسجد مین ملے گا چنانچہ جب مین بیدار

ہوا تو بڑھیا نے سارا ماجرا مجھسے بیان کیا مین۔ فوراً اُس مسجد مین پہنچا خواجہ خرد اپنا عمامہ سر کے نیچے رکھے ہوئے بے تکلف سوتے تھے مین جاکر بیٹھ گیا اتنے مین ظہر کی اذان ہوئی خواجہ اُٹھے اور نہایت مہربانی کیساتھ پیش آئے معمولی مزاج پرسی کے بعد اِدھر اُدھر کی باتین کرنے لگے اور انتہا سے زیادہ سیری و دلجوئی کی۔

## خلیفہ ابوالقاسم اکبرآبادی قدس سرہ

خلیفہ ابوالقاسم۔ ملا عمر کے داماد تھے جو اپنے زمانہ کے مشہور و معتبر علما مین ایک منتخب اور ممتاز عالم و فاضل گنے جاتے تھے شرح ملا پر جو ایک بسیط اور نہایت مفید و کارآمد حاشیہ ہے وہ ملا عمر کی خداداد قابلیت اور ذہانت کا بدیہی نتیجہ ہے خلیفہ ابوالقاسم ملا ولی محمد کے شاگرد رشید ہین جو اعیان دولت اور روسا شہر مین شمار کیئے جاتے اور حضرت امیر[1] کے ممتاز و معزز علما مین گنے جاتے تھے حضرت امیر کے خلفا مین آپ بالکل وہی نسبت رکھتے تھے جو نسبت شیخ نصیرالدین محمود قدس سرہ کو حضرت سلطان المشائخ نظام الدین صاحب قدس سرہ کے اصحاب مین حاصل تھی۔ خلیفہ ابوالقاسم نے تمام علوم کی تحصیل ملا ولی محمد سے کی اور ان ہی کی خدمت مین علم باطنی حاصل کر کے بیعت کی آپ ہمیشہ گمنامی اور عزلت نشینی کو دوست رکھتے تھے اور یہی

---

[1] حضرت امیر ابوالعلے کے والد بزرگوار میر ابوالوفا اور دادا امیر عبدالسلام ہین۔ میر ابوالوفا خواجہ ابوالفیض بن خواجہ عبداللہ بن خواجہ احرار کی اولاد مین ہین حضرت امیر ابوالعلے والدکیطرف سے حسینی سید اور میر نعمی الدین ربانی کی اولاد مین سے ہین جس زمانہ مین ان کے والد ماجد اور جد امجد سمرقند کو چھوڑ کر ہندوستان کو عبور کرتے ہوئے مکہ معظمہ جا رہے تھے یہ اُس زمانہ مین حالت سفر مین پیدا ہوئے ان کے والد اور دادا ارض حجاز مین ہی انتقال کر گئے تھے اُن کی وفات کے بعد آپنے خواجہ فیضی کے سایہ عاطفت مین پرورش پائی جو اُس زمانہ مین مان سنگھ پورب کے گورنر کی رفاقت مین ایک معزز و ممتاز عہدہ رکھتے تھے جب میر ابوالعلے ابتدائی زمانہ کے مرحلے طے کر کے سن بلوغ کو پہنچے اور عالم شباب مین قدم رکھا تو خواجہ فیضی کا سایہ بھی آپکے سر سے اُٹھ گیا فیضی کے انتقال کے بعد آپ چند روز تک نوکر پیشہ رہے اور سپاہیانہ طریق پر زندگی بسر کی اسی اثنا مین ایک رات آپنے خواب مین دیکھا کہ تین بزرگ کھڑے فرماتے ہین کہ ابوالعلے تم نے یہ کیا وضع اختیار کر رکھی ہے تم وہی وضع رکھو جس وضع مین ہمین دیکھ رہے ہو اور اسباب معاش کیطرف سے ذرا بھی متفکر نہ ہو کیونکہ خداتعالیٰ فرماتا ہے اللہ نور السموات والارض اِس کے بعد اُن بزرگون مین سے ایک نے اُسترہ نکالکر میر ابوالعلے کا سر مونڈا اور دوسرے نے اپنا قمیص اُنکے زیب بدن کیا تیسرے نے اپنی دستار عنایت کی۔ میر ابوالعلی یہ دیکھکر بڑی بیتابی کے ساتھ چونک پڑے اور اُسیوقت سے اُن کے دل مین ایک طرح کا قلق و اضطراب پیدا ہوا ہر چند چاہا کہ نوکری کو بالائے طاق رکھین لیکن مان سنگھ مانع آیا اور آپکا استعفا منظور نہین کیا یہانتک کہ رفتہ رفتہ چند اس قسم کے اسباب جمع ہوگئے جن سے طوعاً وکرہاً میر ابوالعلی کو ملازمت ترک کرنی پڑی ملازمت کے تعلق سے سبکدوش ہوتے ہی آپ ہمہ تن خداطلبی مین مصروف ہوگئے اغلب اوقات خواجہ معین الدین قدس سرہ کے مزار کیطرف متوجہ ہوتے اور وہان سے قسم قسم کے فیوض سے بہرہ ور ہوئے ازان بعد آپنے میر عبداللہ سے بیعت کی جو آپنے عم بزرگوار اور بڑے محترم و معزز شخص تھے گو یا آپ بظاہر نوکری پیشہ تھے لیکن حقیقت مین ولایت کے آثار اُن کی تابان پیشانی صاف عیان تھے حضرت امیر العلی پر ایک دفعہ فالج گرا جس سے آپکو سخت تکلیف ہوئی لیکن آپنے اسوقت بھی محنت و جانفشانی کا کوئی دقیقہ

طریقہ آپ پر غالب تھا لوگون سے ملنا جلنا بالکل ترک کردیا تھا اور ابنا ملوک کی صحبت اپنے حق مین سم قاتل سمجھتے تھے آپکا مشرب ترک اکساب اور توکل کلی تھا یہی وجہ تھی کہ اکثر اوقات آپکی زبان پر جاری رہتا تھا کہ ولی کے تین نشان لوگون مین مشہور ہین لیکن چوتھا نشان یہ ہے کہ خداوند تعالی بدون کسی واسطہ کے اُس کی معیشت کا متکفل اور ذمہ وار ہو جائے ۔جناب شیخ عبدالرحیم صاحب فرماتے ہین حقیقت مین جناب خلیفہ ابوالقاسم کے توکل کی نظیر دنیا مین کہین نہین مل سکتی او چونکہ آپکو حقیقی توکل حاصل تھا ۔اس لیے خدا تعالے آپ کی تمام ضرورتون اور حاجتون کا خود کفیل ہوگیا تھا اگرچہ آپ معاش کا کوئی سبب اور وسیلہ نہ رکھتے تھے لیکن ہمیشہ خوشحالی اور نہایت آسودگی کی حالت مین زندگی بسر کرتے تھے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپکے گھر مین گھی ہو چکا اور دوسرا گھی کہین سے نہ آیا خلیفہ متحیر تھے اور بغیر گھی کے کھانا تناول فرماتے تھے ایکروز کسی تقریب سے آپ گھر مین تشریف لیگئے اور بالا بالا گھر کی تلاشی لی معلوم ہوا کہ گھی کی ایک ٹھلیا کسی نے مخفی کرکے رکھدی ہے اسوقت آپنے فرمایا کہ گھی نہ آنے کا یہی سبب تھا چنانچہ خلیفہ نے اُسے فوراً خرچ کرڈالا اور اُسی اثنا مین بہت سا گھی ہدیۃً آگیا ۔

---

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۶ اٹھا نہ رکھا گو آپ کو طہارت و وضو کے وقت بہت ہی مشقت اٹھانی پڑتی تھی مگر تو بھی کبھی بیوضو نہ رہتے تھے ایکدن آپ یہ بیت پڑھ رہے تھے ؎ دردم از یارست و درمان نیز ہم ٭ دل فدائے اوشد و جان نیز ہم ۔ اسی بیت کو پڑھتے تھے آپ پر ایک قوی وجد طاری ہوا جسکی حرارت سے تمام اعضا کھل گئے اور انہین اصلی قوت عود کر آئی آپ کو وہ قوی جذب اور باطنی تصرف حاصل تھا کہ جس شخص پر نظر خاص ڈالتے بیخود ہو کر مردہ کی طرح گر پڑتا ۔آپکا طریقہ بجز اتباع شریعت نبوی اور پیروی جادہ محمدی کے اور کچھ نہ تھا شرعی احکام سے کبھی سر مو انحراف نہ کرتے بلکہ آپکے تمام اقوال و افعال شریعت کے مطابق ہوتے اول اول آپکے تمام تلامذہ اور مرید جیسے ملا ولی محمد وغیرہ بالکل آپ ہی کے قدم بقدم چلتے تھے اور آپکے طریقہ و روش کے ذرا بھی مخالف نہ تھے لیکن انکے بعد ایک قوم پیدا ہوئی جنہون نے بحکم ؎ بدنام کنندہ نکو نامی چند سے نفسانی خواہشون کی پیروی اختیار کی اور عقاید فاسدہ پر کاربند ہو کر آیہ ومن ذریتہما محسن وظالم لنفسہ مبین کے مصداق قرار دیے گئے ۔حضرت امیر ابوالعلی کا دامن اس قسم کے گندگیون سے بالکل پاک اور ستھرا ہے چنانچہ ملا لطف اللہ جامع مقامات مین حضرت امیر نے اس امر کو اپنی تالیف مین خوب واضح کرکے بیان کیا ہے ۔جناب شیخ عبدالرحیم صاحب فرماتے ہین کہ حضرت ابوالعلی کے فرزند رشید امیر نورالعلی سے ملا حقیقت مین جن کمالات کیساتھ آپ موصوف تھے دوسرے لوگون مین اُن کی نظیر بمشکل پائی جا سکتی تھی جو بات سب سے زیادہ قابل تعریف اور لائق تمجید آپ مین پائی جاتی تھی وہ آپ کی راستبازی اور صادق القولی تھی جہانتک لوگون پر خیال دوڑایا کوئی شخص آپسے زیادہ راستباز اور سچا نہین پایا مین ایک دن اُن سے ملکر پوچھا لوگ کہتے ہین کہ میر ابوالعلی سماع کیطرف بہت راغب تھے فرمایا مجھے یاد نہین پڑتا کہ آپنے کبھی راگ سنا ہو ہان چند بار ایسا ہوا ہے کہ آپکے حضور مین کسی نے کوئی غزل یا قصیدہ پڑھا اور آپنے اُسپر انکار نہین کیا دوبارہ مین نے دریافت کیا لوگ کہتے ہین کہ امیر ابوالعلی جس شخص پر نظر خاص ڈالتے یا اپنے منہ کا چبا ہوا پان کسی کے منہ مین ڈالدیتے تو وہ بیہوش ہو جاتا تھا فرمایا کلیتہً یہ بات نہ تھی البتہ گاہے گاہے ایسا ہوتا تھا خود مین نے ہزارہا دفعہ آپ کے منہ کا پان کھایا ہے لیکن کبھی بیہوش نہین ہوا ۔امیر نورالعلی بہت روز آپ کی خدمت مین رہے ہین اور امیر ابوالعلی سے کلاہ اور خرقہ پایا ہے ۱۲

خلیفہ ابو القاسم جب علوم دینی کی تحصیل سے فارغ ہوئے اور ارشاد وتکمیل کے درجہ کو پہنچگئے نیز طالبان حق کی گودیان فوائد وفیوض سے لبریز کرچکے تو آپکو سفر حج کی عزیمت پیدا ہوئی گھر سے باہر تشریف لائے اور بغیر ترتیب زاد وراحلہ اور بدون گھر والون سے ملے چلے عرب کی طرف توجہ مبذول فرمائی رستہ مین آپکے بعض مخلص اور بے ریا معتقدین بھی آپکی ہمراہی مین ہوئے لیکن آپنے مجرد اور تنہا لوگون کو اپنے ساتھ چلنے کی اجازت دی اور جو لوگ اہل وعیال رکھتے تھے انہین واپس کردیا اور فرمایا چونکہ ہمنے ایک دور ودراز سفر کا قصد کیا ہے اور سامان سفر سے خالی ہاتھ ہین اسلیئے عجب نہین کہ ارض حجاز اور اسکے اطراف مین ہمین ہر قسم کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے تم لوگ اہل وعیال رکھتے ہو لہذا مین تمہارا اہل وعیال ہی مین رہنا پسند کرتا ہون زان بعد آپ متوجہ ارض حجاز ہوگئے اور اسی بے سروسامانی کی حالت سے مکہ معظمہ پہنچگئے ایک مدت تک حجاز مین رہے اور پھر صحیح وسالم اپنے وطن مین تشریف لائے اس اثناے سفر مین بہت سی خوارق عادات باتین اور تعجبناک واقعات آپسے ظہور مین آئے جن مین سے بعض واقعات خصوصیت کیساتھ قابل ذکر ہین۔

خوارق عادات

ازانجملہ یہ کہ خلیفہ کے یارون مین یہ بات مشہور تھی کہ جس وقت آپ حج کے ارادہ سے گھر سے نکلے ہین تو آپ کی جیب مین بجز ایک پاولی کے اور کچھ نہ تھا لیکن یہ تعجب کی بات ہے کہ آپ اس دور ودراز سفر مین کبھی اور کسی مقام پر محتاج نہین ہوئے یہانتک کہ جب سفر سے مراجعت فرماکر گھر تشریف لائے تو ہنوز وہ پاولی جیب خاص مین تھی شیخ عبد الرحیم صاحب فرماتے ہین کہ جب مین نے اس واقعہ کی شہرت سنی تو خلیفہ سے اسکی بابت دریافت کیا فرمایا عبد الرحیم! ابتک کسی نے مجھ سے اس واقعہ کو دریافت نہین کیا نہ مین نے اسکا بھید کسی پر ظاہر کیا اصل قصہ یہ ہے کہ جب مین حج کے ارادہ سے شہر سے نکلا تو ایک اجنبی شخص میرے پاس آیا اور ایک پاولی بطریق نیاز پیش کی مین نے اس سے لیکر جیب مین ڈال لی پھر خدا تعالی نے خود بخود سامان مہیا کردیئے اور مجھے اس پاولی کے خرچ کرنے کی حاجت نہین پڑی اسیطرح جب مین نے میلے کپڑے اتار کر اجلے کپڑے پہنے تو یارون نے میرے میلے کپڑے لپیٹ کر اپنے پاس رکھلیئے اور خدا تعالے نے بھی دوسرے کپڑے عنایت فرمائے غرضکہ تمام سفر مین نہ مجھے کپڑون کی ضرورت پڑی اور نہ اس پاولی کی حاجت ہوئی جب مین گھر آیا تو وہ کپڑے اور پاولی برآمد ہوئی اور لوگون مین یہ بات شہرت پکڑ گئی۔

از انجملہ یہ کہ ایک دن آپ جہاز مین بیٹھے ہوئے اپنے یار دوستون سے اولیا اللہ کے مقامات کرامات کا ذکر چھیڑ رہا تھا اور بیان کا سلسلہ یہانتک پہنچا یا تھا کہ خدا کے برگزیدہ اور مقبول بندے دور دراز مسافت کو چشم زدن مین طے کر لیتے اور پانی کی سطح پر اسطرح دوڑتے ہین جیسے زمین کی سطح پر نا خدائے آپ کی یہ تقریر سنکر کہا کہ اس قسم کے جھوٹے قصے اور بناوٹی کہانیان بہت سنی گئی ہین مین نے تو کسی کو بھی ایسا نہین دیکھا خلیفہ نے جون ہی نا خدا کا یہ مضحکہ آمیز قول سنا آپکی غیرت کی رگ حرکت مین آئی فوراً سمندر مین کود پڑے اور بلا تکلف پانی ہی سطح پر چلنے لگے جہاز والون نے ناخدا کو سخت ملامت کی اور وہ بھی نادم و پشیمان ہوا کہ ایک فقیر میرے مجادلہ کے سبب سے معرض ہلاکت مین پڑا ادھر آپکے بے ریا معتقدین آپکی مفارقت کے رنج مین سخت محزون و متالم ہوئے کہ دفعۃً خلیفہ نے بآواز بلند فرمایا کہ لوگو امین بخیریت ہون اور سطح آب پر بلا تکلف سیر کر رہا ہون تم ذرا رنج نکرو یہ صورت دیکھکر نا خدا اور تمام اہل جہاز نے توبہ کی اور نیازمندی و عاجزی کا اظہار کر کے خلیفہ کو سمندر سے جہاز مین لائے اور خاطر و مدارات کا کوئی دقیقہ اُٹھا نرکھا۔

از انجملہ یہ کہ حرمین مین ایک بزرگ متوطن تھے جنہون نے اپنے آبا و اجداد سے نسلاً بعد نسل حضرت غوث الاعظم کی کلاہ شریف تبرکاً حاصل کی تھی اور جو ارض حجاز اور اُسکے اطراف مین ایک معزز و ممتاز شخص شمار کیا جاتے تھے جب بزرگ خلیفہ ابو القاسم مکہ معظمہ مین پہنچے تو ایک رات حضرت غوث الاعظم نے اُس شخص کے خواب مین تشریف لاکر فرمایا کہ یہ کلاہ جو تمہارے پاس بطریق امانت ہے خلیفہ ابو القاسم اکبرآبادی کے حوالہ کر دو صبح کو جب یہ بزرگ اُٹھے تو انہین خیال آیا کہ حضرت غوث الاعظم نے جو خلیفہ ابو القاسم کو خصوصیت کے ساتھ ذکر فرمایا ہے تو اس تخصیص مین کوئی خاص حکمت مضمر ہے چنانچہ اُنہون نے خلیفہ کے امتحان کی غرض سے ایک قیمتی اور وزنی جبہ کلاہ کے ساتھ منضم کیا اور پوچھتے پوچھتے خلیفہ کی خدمت مین پہنچے اور عرض کیا یہ دونون تبرک حضرت غوث الاعظم کے ہین جنکی بابت مجھے خواب مین ارشاد ہوا ہے کہ ان امانتون کو آپکے سپرد کر دون خلیفہ نے کلاہ اور کلاہ کے ساتھ جبہ کو قبول کیا اور نہایت مسرور و شادان ہوئے ازان بعد اُس بزرگ نے کہا چونکہ یہ تبرک خدا کی ایک نعمت عظیم ہے اسلئے آپکو اُسکے شکریہ مین بہت سا کھانا پکا کر شہر کے رؤسا کو مدعو کرنا چاہیئے خلیفہ نے فرمایا تم ہی رؤسا شہر کی دعوت کر دو اور کل سب کو لیکر آجاؤ ہم وافر کھانا تیار کر دینگے چنانچہ دوسرے دن علی الصباح وہ

بزرگ رؤسا شہر کو ساتھ لیکر آیا او سیر ہو کر کھانا تناول کیا جب کھانا کھا چکے اور فاتحہ سے فارغ ہو گئے
تو اُس بزرگ نے خلیفہ سے کہا کہ جب آپ متوکل ہین اور معاش کے ظاہری اسباب نہین رکھتے ہین
تو فرمایئے کہ اسقدر کھانا کہان سے مہیا ہوا آپنے ایک نہایت خوش آیندہ تبسم کے ساتھ فرمایا کہ ہم نے
جبہ کو فروخت کرکے کھانے کا سامان مہیا کیا یہ کہنا تھا کہ اُس عزیز نے ایک شور مچایا اور زاری و فریاد
شروع کی کہ مین نے اس فقیر کو اہل دل خیال کیا تہا لیکن افسوس میرا خیال بالکل غلط ثابت ہوا اور یہ
شخص نہایت نا قابل ظاہر ہوا حقیقت مین یہ ایک مکار شخص ہے جو فقیرون کے لباس مین لوگون کو
دھوکا دیتا پھرتا ہے حیف اسنے اُن عظیم الشان تبرکات کی کچھ قدر و منزلت نہ کی اور چند حقیر دامون پر فروخت
کر دیا۔ خلیفہ ابو القاسم نے ایک نہایت تندی اور تیزی کے لہجہ مین فرمایا کہ بس خاموش رہ زیادہ ڈونڈ
مچا جو تبرک تھا اُسے ہم نے تعویذ بازو بنا کر رکھا ہے اور جو در اصل تبرک نہ تھا بلکہ ہمارے امتحان کی غرض
سے تونے پیش کیا تھا اُسے ہم نے فروخت کر ڈالا اور حقیقی تبرک کے شکرانہ مین صرف کر دیا۔ یہ سُنکر وہ
بزرگ متنبہ ہوا اور تمام اہل مجلس سے حقیقت حال بیان کیا۔ حاضرین مجلس کی زبان سے ایک بے ختیانہ
جوش کے ساتھ نکلا کہ الحمد للہ یہ تبرک ایک ایسے شخص کو پہنچا جو اُسکا اہل اور مستحق تھا

خلیفہ ابو القاسم اگرچہ امیر ابو العلی کی صحبت مین بھی پہنچے ہین اور اُنکی خدمت سے بھی بے انتہا فوائد
اُٹھائے ہین لیکن ارتباط استفاضہ اور بیعت ملا ولی محمد ہی کی خدمت مین رکھتے تھے چنانچہ ایک دن کا ذکر
ہے کہ حضرت امیر نے خلیفہ سے فرمایا کہ تم ہم سے بیعت کیون نہین کرتے جواب دیا کہ چونکہ ملا ولی محمد خود
حضرت امیر کی خدمت سے فیضیاب ہین اور اِس عاجز نے تمام علوم کی تحصیل اُن ہی کی خدمت مین کی
ہے اور اُن ہی کی جناب مین الفت تمام رکھتا ہے اس لیے ارتباط بیعت بھی اُن ہی کے حضور مین بہتر و
مناسب دیکھا حضرت امیر ابو العلی نے آپ کی یہ شستہ تقریر سُنکر تبسم کیا اور مرحبا کہکر دعائین دین آپ کا
انتقال اکبر آباد مین ہوا اور وہین دفن کیے گئے۔

## اجازت عامہ

ہمین اُن حضرات کی تعداد صحیح اندازے کیساتھ بتانا سخت مشکل ہے جن سے جناب شیخ عبد الرحیم
صاحب نے اجازت عامہ حاصل کی کیونکہ باوجود ہزار تلاش و تتبع کے ہنوز کوئی ایسی مفصل فہرست

دستیاب نہین ہوئی جس سے اس بات کا پتہ چل سکے لیکن قیاس اس بات کو چاہتا ہی کہ آپ کو مختلف
اشخاص اور متعدد اساتذہ سے اجازت عامہ حاصل ہوئی ہو کیونکہ آپ جن حضرات کی خدمت مین استفادہ کیلئے
حاضر ہوئے اور جس علم کی تحصیل مین مشغول ہوئے اُسے بالفعل تکمیل کے مرتبہ پر پہنچایا اور جب آپ شخص
کی درس گاہ سے فارغ التحصیل اور کامل ہوکر بلند مرتبہ ہوئے تو کیا عجب کہ ہر شخص سے اجازت اور عام
سند حاصل کی ہو لیکن جہانتک تاریخ سے پتہ چلتا ہے اُس سے اس قدر یقین کے ساتھ معلوم ہوتا ہی
کہ سید عبداللہ اور خلیفہ ابوالقاسم اکبرآبادی اور سید عظمت اللہ جیسے مجتہدین فن اور اہل کمالات کی فیض
صحبت اور تعلیم و تربیت نے جناب شیخ عبدالرحیم کو تمام دینی فنون اور دینی علوم مین کامل کردیا تھا اور
آپ مین ہر قسم کی اہلیت و قابلیت پاکر اجازت عامہ سے ممتاز و سرافراز فرمایا تھا چنانچہ ہم اس امر کے
ثبوت مین خود جناب شیخ عبدالرحیم صاحب ہی کے بیان کو پیش کرتے ہین جس سے بڑھکر کوئی اور مستند
شہادت ہو نہین سکتی۔

خلیفہ ابوالقاسم اکبرآبادی کی اجازت

آپ فرماتے ہین کہ جب خلیفہ ابوالقاسم نے مجھے تکمیل و ارشاد کی اجازت سے سرفراز فرمانا چاہا تو آپنے
ایک مخلص اور بے ریا عقیدتمند مرید کو حکم فرمایا کہ ہمارے تمام شناساؤن اور مریدون کی دعوت کرو اور
کافی مقدار کھانا مہیا کرو چنانچہ اُس نے آپکے ارشاد کی فوراً تعمیل کی جب کھانا پک کر تیار ہوا اور تمام
دعوتی جمع ہوگئے تو آپ نے فقیر کو طلب کیا میرے سر پر دستار باندھی اور ایک اجازت نامہ لکھکر عنایت
فرمایا اُسوقت مین نے التماس کی کہ حضور! مین اس عظیم الشان اور جلیل القدر کی قابلیت نہین رکھتا اور
ان حقوق کی تحمل و برداشت کی اپنے مین طاقت نہین دیکھتا فرمایا کوئی مضائقہ نہین آخر تم نے دوسری
جگہ سے بھی اجازت عامہ حاصل کی ہو بھلا بتاؤ سید عبداللہ کے ساتھ تمہارا معاملہ کس طرح تھا مین نے
عرض کیا اُنہون نے اپنے تمام حقوق مجھے معاف کردیئے تھے فرمایا مین نے بھی اپنے تمام ظاہری و
باطنی حقوق تمہین معاف کردیئے عبدالرحیم! یہ فرقہ جو کام کرتا ہے اُسکا انجام پہلے ہی سے پیش نظر
رکھ لیتا ہے۔

سید عبداللہ کی اجازت

جب یہ سب کچھ ہو چکا تو آپنے مجھے طالبان حق کی رہنمائی اور دینی علوم کی اشاعت و درس کی اجازت
دی اور یہ بھی فرمایا کہ اب اگر تم مناسب سمجھو تو دہلی مین جاکر رہو اور وہان کے باستعدادون مین
دینیات کی اشاعت دو لیکن مین نے عرض کیا کہ ابھی چند روز تک مین آپ ہی کے قدمون مین

رہنا پسند کرتا ہون چنانچہ آپ اِس سے بہت خوش ہوئے اور روز بروز زیادہ توجہ مبذول فرماتے رہے۔ آپ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ عبدالرحیم! اِس شہر مین گشت لگایا کرو اور درویشون کی زیارت کیا کرو لیکن فقیر اسوجہ سے تعلل کیا کرتا تھا کہ اِس کی خاطر کلی صرف خلیفہ ہی کی طرف منجذب تھی جب آپنے میری یہ حالت دیکھی تو ایکدفعہ بتاکید فرمایا اور ایک خادم کو میرے ہمراہ کرکے ارشاد کیا کہ انہین سید عظمت اللہ[۱] کے پاس لیجاؤ انہین سلام پہنچا کر کہنا کہ آپ کی ملاقات کیلیئے اِس عزیز کو بہیجا ہے چنانچہ مین خلیفہ کے خادم کے ساتھ سید عظمت اللہ کی ملاقات کیلیئے چلا لیکن جب ہم دونون بزرگ و محترم سید کے محلہ مین پہنچے تو خادم اُن کا گہر بہول گیا اتفاق سے اُسی مقام پر محلے کے بچے کھیل رہے تھے اُن مین سے ایک ہونہار بچے پر میری نظر پڑی مین نے خادم سے کہا یہ لڑکا بزرگ زادہ معلوم ہوتا ہے اِس سے سید کا مکان پوچھنا چاہیئے استفسار کے بعد معلوم ہوا کہ وہ سید عظمت اللہ کا فرزند رشید ہے وہ ہمین مکان پر لے گیا اور سید کو ہمارا پیام پہنچایا اُس زمانہ مین سید عظمت اللہ بیمار تھے اور ضعف کی وجہ سے باہر نہ آسکتے تھے معذرت کہلا بہیجا مجھے افسوس ہے کہ مین مرض کی اشتداد کے سبب سے صاحب فراش ہون اور ذرا بہی جنبش کرنے کی طاقت نہین رکہتا اور چونکہ اسوقت قبیلہ کی مستورات کا ہجوم ہے اِسلیئے پردہ کرانا بہی ناممکن ہے مین اُمید کرتا ہون کہ آپ میری معذرت کو نگاہ قبول سے دیکھینگے چنانچہ سید کے فرزند نے ہم سے یہ تمام باتین بیان کین لیکن ہنوز اُس کی تقریر کا سلسلہ ختم نہوا تھا کہ سید نے ایک اور شخص کو بہیجا کہ خلیفہ کے فرستادون کو ٹہراؤ اور خدام سے فرمایا کہ جس چارپائی پر مین لیٹا ہون یون ہی اُٹھا کر دروازہ کے قریب لیچلو چنانچہ آپکے ارشاد کی فوراً تعمیل ہوئی اور آپنے نہایت خندہ پیشانی سے مجھسے ملاقات کرکے فرمایا مین معذور تھا اِسلیئے آپ کی خدمت مین معذرت کہلا بہیجی تھی لیکن پہر فوراً مجھے خیال ہوا کہ خلیفہ کا ایک عزیز کو میری ملاقات کیلیئے بہیجنا ضرور کسی حکمت پر مبنی ہوگا لہذا خود حاضر خدمت ہوا ازان بعد سید صاحب نے میرا نام نسب اور وطن دریافت کیا اور خوب کرید کرید پوچھا۔ مین نے اپنا نام و نسب وطن سب کچھ بتا دیا

---

[۱] سید عظمت اللہ بن عبداللطیف بن بدرالدین بن سید جلال قادری متوکل اکبرآبادی۔ سادات حسینی سے تھے آپ اکبرآباد مین پیدا ہوئے اور وہین سکونت اختیار کی اُس زمانہ مین آپکا وجود باوجود نہایت مغتنم تھا مزاج مین اسقدر استغنا تھا کہ فقرا اور اغنیا مین سے کسی کے مکان پر کبھی تشریف نہیجاتے تھے اور گوشۂ قناعت مین زندگی بسر کرتے تھے مشائخ چشتیہ مین ایک مشہور و معزز شخص گنے جاتے تھے اور سلسلہ چشتیہ سے زیادہ مناسبت رکھتے تھے لیکن لوگون کو عام طور پر سلسلہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ و شکاریہ مین مرید کیا کرتے تھے آپنے ۱۱۴۲ھ مین چوتھی ربیع الاول کو ۷۲ سال کی عمر مین بمقام اکبرآباد انتقال کیا اور جس محلہ مین سکونت رکھتے تھے وہین مدفون ہوئے ۱۲

لیکن شیخ عبدالعزیز کی نسبت کو مخفی رکہا کیونکہ مجھے معلوم تہا کہ سید کا سلسلہ دہانتک پہنچتا ہی جب آپ سنینگے کہ شیخ
عبدالعزیز میرے جد امجد ہوتے ہین تو ضرور تواضع سے پیش آئینگے جو ایسے نازک اور خطرناک موقع پر نہ صرف
تکلیف کا موجب ہی بلکہ شدید مرض کا سخت خوف ہی اگرچہ مین نے اس نسبت کو ہر چند چہپایا لیکن بزرگ سید نے
خداداد فراست سے خود دریافت کرلیا ازان بعد ایک اشکال کی تقریر کی اور مجہسے جواب کے طالب ہوئے مین نے
عرض کیا کہ حضرت! مین استفادہ کیلئے حاضر ہوا ہون نہ افادہ کے واسطے فرمایا ہم یون ہی مامور ہین۔ الغرض
بہت سی رد وکد کے بعد جو کچہ اسوقت مجہے بن آیا بزرگ سید کے اشکال کا جواب دیا جسے آپ سنکر نہایت شاد
ہوئے اپنے تئین چارپائی سے نیچے ڈالدیا اور بیحد تواضع سے پیش آئے اور ساتہ ہی فرمایا کہ مین اپنی تقصیر کی معافی
چاہتا ہون کہ آپ کو پہلے سے مین نے معلوم نہین کیا ازان بعد فرمایا کہ شیخ عبدالعزیز قدس سرہ نے ہمارے
جد امجد کو وصیت کی تہی کہ اگر ہماری اولاد مین سے کوئی شخص تمہارے پاس آئے اور اس اشکال کی باین وضع
تقریر کرے تو اُسے ہماری یہ امانت یعنی طریقہ کی اجازت اور کچہ تبرکات حوالے کردینا۔ میرے بزرگوار دادا اپنے
زمانۂ حیات مین اس امر کے متلاشی رہے مگر کوئی شخص اس قدر و منزلت کا نہ پایا چنانچہ جب اُن کا جام زندگی لبریز
ہوکر چھلکنے لگا تو اُنہون نے میرے والد بزرگوار کو یہی وصیت فرمائی والد ماجد نے ہرچند تفحص کیا لیکن وہ
بہی ناکام رہے انجام کار یہی نوبت پہنچی مین اُس وقت سے اس زمانہ تک برابر اسی کہوج مین لگا ہوا تہا
لیکن بجز آپکے اور کسی شخص کو نپایا چونکہ مین اسوقت پا بر رکاب تہا اور کوئی ایسا فرزند ہو اس عظیم الشان منصب
کی قابلیت رکہتا ہو ندیکہتا تہا اسلیئے شب و روز افسوس کرتا تہا الحمد للہ کہ آج میری امید کا پژمردہ درخت
سرسبز و شاداب ہوکر پہلا پہولا اور مین اُس بار امانت سے سبکدوش ہوا یہ کہکر سید نے عمامہ میرے سر پر باندہا
اور اجازت عامہ عنایت فرمائی۔ کثیر المقدار شیرینی اور کچہ نقدی میرے ساتہ کی اور بڑی خوشی کے ساتہ رخصت
کیا۔ جب مین وہان سے واپس ہوکر خلیفہ کی خدمت مین حاضر ہوا تو آپنے جوش مسرت کے ساتہ میرا استقبال
کیا اور بیساختہ آپکی زبان سے نکلا کہ آج تم بہرپور ہوکر آئے ہو مین نے وہ تمام عطیات آپکے سامنے رکہدیئے
فرمایا عبدالرحیم! نقدی ظاہری جمعیت کی طرف اشارہ ہی اور عمامہ اجازت عامہ اور باطنی جمعیت کی طرف مشیر
ہے ان دونون باتون مین کوئی دوسرا شخص شریک نہین ہوسکتا البتہ شیرینی ایک ایسی چیز ہی جس مین ہمین
شریک ہونا جائز ہی چنانچہ تہوڑی سی شیرینی آپ نے قبول کی اور باقی درویشون کو
تقسیم کردی۔

# شیخ عبدالرحیم صاحب کی ملاقات اہل اللہ اور مجذوبوں سے

جناب شیخ عبدالرحیم کے اہل اللہ اور مجاذیب سے ملاقات کرنے کے اس قدر واقعات ہیں کہ اگر ہم فیصدی دس کا بھی انتخاب کریں تو بھی حیات ولی کی وسعت اُنکے لئے ناکافی ہوتا ہم چند ایسے واقعات قلمبند کئے جاتے ہیں جو خاص دلچسپی کا سامان رکھتے ہیں۔ اور جن سے شیخ عبدالرحیم صاحب کے خاص فضائل او عظمت وشوکت اچھی طرح ظاہر ہوتی ہے اور جنہیں خود شیخ صاحب نے اپنی پُرزور قلم سے تحریر کیا ہے۔

آپ لکھتے ہیں کہ میں ایک دفعہ رات کے وقت اکبر آباد کا گشت لگا رہا تھا ایک موقع پر مجذوب درویش میری نظر پڑا جو دنیا کے مجذوبوں کا نام شمار میں لا رہا اور کہہ رہا تھا کہ ملک شام میں فلاں مجذوب ہے اور روم میں فلاں اُسوقت میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کاش ہندوستانی مجذوبوں کی نسبت کچھ کہتا تو لطف سے خالی نہ ہوتا بمجرد اس خطرہ کے درویش نے ہندوستان کے مجذوبوں کے نام لینے شروع کئے اور بیان کرتے کرتے یہاں تک پہنچا کہ بیکا مجذوب خوب ہے اور ابراہیم مجذوب ہے اسی اثنا میں مجھے یہ خلش پیدا ہوا کہ اگر ہندوستان کے سالکوں کا ذکر کرے تو مزید اطلاع کا باعث ہو درویش میرے اس خطرہ پر بھی آگاہ ہو گیا اور ایک تند و تیز لہجہ میں کہا کہ خلیفہ ابوالقاسم خاص فضائل وکمالات میں ایسا معزز و ممتاز شخص ہے جسکی نظیر سے سارا اکبر آباد خالی ہے یہ کہکر میری طرف متوجہ ہوا اور کہا تم یہاں کیوں کھڑے ہو جاؤ اور اپنے کام میں مصروف ہو۔ چنانچہ میں چلا آیا۔

شیخ کا بیان ہے کہ میں سونی پت میں کسی تقریب سے گیا اتفاقاً دل میں آیا کہ منور مجذوب کو دیکھنا چاہئے چنانچہ میں اُس کے مقام پر گیا جب میں وہاں پہنچا ہوں تو وہ سوتا تھا جوں ہی میری حرکت محسوس کی اپنی گدڑی چاروں طرف سے سمیٹکر اُس میں لپٹ گیا اور ہوش وحواس بجا کرکے بیٹھ گیا میں تھوڑی دیر تک بیٹھا رہا اور جب دیکھا کہ کوئی بات نہیں کرتا ہے تو خود میں نے کلام کی سلسلہ جنبانی کی اور کہا مجھے تم سے ایک بات دریافت کرنی ہے۔ اگر تم عقل وہوشیاری کے ساتھ جواب دو تو بہتر ورنہ خیر جواب دیا کہ میں جواب دینے میں تا بامکان احتیاط کروں گا میں نے کہا صرف اتنا بتادو کہ تمہیں ایسی کونسی چیز حاصل ہوئی ہے جسنے تمہاری ساری عقل وتمیز کو کھو دیا ہے اور ہوش وحواس سلب کر لئے ہیں اُس نے میری بات سنکر اول تو کچھ سکوت کیا گویا کسی گہرے خیال میں ڈوب گیا لیکن پھر سر اٹھا کر بولا عزیزمن یہ ایک ایسا نازک اور باریک سوال ہے

جس کا جواب عبارت کے قالب مین ڈالنا اور الفاظ کے ساتھ تعبیر کرنا ناممکن ہی مگر ایک مثال کے پیرایہ مین
اُسکی کیفیت تم پر ظاہر کرتا ہون۔ سنو! جس چیز نے ہماری عقل و تمیز کو سلب کر کے مجنونون اور دیوانون کے
زمرہ مین داخل کیا ہی وہ ایک ایسی کیفیت سے تعبیر کیجا سکتی ہو کہ ایک شخص نے مقدار سے زیادہ گرمی پائی
اور عرق مین غرق ہوگیا دفعۃً ایک نہایت سرد اور خوش آئندہ ہوا کے جھونکے چلنے شروع ہوئے جن سے
اُسے راحت کلی حاصل ہوئی بس یہی کیفیت ہم لوگون پر طاری ہو کر اسدرجہ کو پہنچا دیتی ہے مین نے کہا اگر
یہ بہتر کیفیت تو سالکون کو حاصل ہوتی ہو مگر پھر بھی اُن کی عقل بجا اور ہوش و حواس قایم رہتے ہین جواب دیا
کہ عزیز من! یہ داشت الٰہی ہو جس شخص کو جیسا چاہتے ہین رکھتے ہین۔

واجب الاحترام اور معزز شیخ فرماتے ہین کہ ایک دفعہ میرے والد بزرگوار دور دراز سفر سے مراجعت فرمائے
وطن ہوئے لیکن آپکا قصد تھا کہ شہر مین داخل نہ ہون اور بالا بالا دوسرے سفر کی جانب عنان توجہ مبذول
فرمائین اسلیئے مجھے آپ بلا بھیجا۔ مین والد ماجد کی زیارت کیلئے شہر کے باہر گیا اثنا راہ مین میرا گذر ایک باغ
پر ہوا جو نہایت شاداب و پر رونق تھا اور جسکی انتہا سے بڑھی ہوئی زینت اور سرسبزی نے مجھے بے اختیار
اپنی طرف مائل کر لیا۔ مین اُسکی خوبصورت روشون اور لہلہاتے پودون کی سیر کرتا ہوا ایک ایسے گنجان
درخت کے قریب پہنچا جسکی نرم و نازک شاخین جھوم جھوم کر زمین کا بوسہ لے رہی تہین اُنکی آڑ مین ایک
مجذوب مغل صورت بیٹھا ہوا تھا مجھے دیکھتے ہی غل مچا کر کہا ای عزیز! ادہر آ اور تھوڑی دیر ہمارے پاس بیٹھ جا
چنانچہ مین اُسکے پاس جا بیٹھا اور وہ اپنے سلوک و ریاضتون کی حکایتین بیان کرنے لگا ازان بعد بولا تمہارے
پاس فلان قسم کا کھانا ہے قدرے میرے لیئے منگاؤ مین نے فوراً اپنے آدمی کو آواز دی اور کھانا
اُسکے سامنے پیش کیا پھر بولا کہ تمہاری جیب مین اسقدر پیسے ہین مین صرف ایک پیسہ کا محتاج ہون کہ
حجام کو دیکر سر اور ڈاڑھی درست کراؤن مین نے چند پیسے اُسکے سامنے رکھے لیکن اُس نے بجز ایک پیسے
کے اور کسی چیز کو نگاہ قبول سے نہ دیکھا۔

شیخ صاحب لکھتے ہین کہ موضع میرواڑہ مین ایک مجذوب تھا جسکی شہرت تمام اطراف مین پھیلی ہوئی تھی
اُسکا عام دستور تھا کہ کبھی مسجد مین قدم نہ رکھتا اور جب اُس سے دریافت کرتے تو کہتا ہم نجس و ناپاک ہین اور
مسجد مین داخل ہونیکو اپنے مناسب حال نہین دیکھتے اسیطرح اُسکا یہ بھی داب تھا کہ وہان زمیندارون کا کھانا
نہ کھاتا تھا کہ اس کھانے مین بستگی ہی جب میرا اُس موضع مین جانے کا اتفاق ہوا

تو میری ملاقات کے لئے مسجد میں آیا اور میرے ہی ساتھ کھانا تناول کیا لوگوں نے اسکی وجہ دریافت کی تو بولا اس عزیز کی وجہ سے میری نجاست جاتی رہی اور تمہارے کھانے سے تشنگی دور ہوگئی۔

آپ یہ بھی فرمایا کہ مجھے ایک دفعہ خیال آیا کہ صوفیہ کے لباس میں مقید رہنا بہرحال تکلف سے خالی نہیں ہو اور اس خیال نے مجھ پر اسدرجہ ہجوم کیا کہ میں نے فوراً وہ لباس اتار پھینکا سپاہیانہ طور پر عمامہ باندھا کمر میں تلوار لگائی اور گھوڑے پر سوار ہو کر باہر نکلا تھوڑی دور چلا تھا کہ ایک مجذوب سامنے سے آکر کہنے لگا کیا یہ ممکن ہو کہ کوئی شخص چاند کو پیالے سے پہیائے ہرگز نہیں عزیز من تیرے معبود کی قسم کہ یہ لباس تیری شان کے سزاوار و لائق نہیں اسے اتار ڈال اور لباس صوفیہ زیب بدن کر چنانچہ اسوقت سے میں نے لباس صوفیہ کو بالالتزام اختیار کیا اور اسکے علاوہ کسی اور قسم کا لباس پہننا پسند نہیں کیا۔

شیخ فرماتے ہیں کہ ہمارے شہر میں ایک نہایت صالح و نیک شخص سکونت رکھتا تھا جو علم و فضل کے علاوہ توکل و قناعت میں اپنا نظیر نہ رکھتا تھا اُسکے مزاج میں اسدرجہ خداداد استغنائی تھی جسنے تمام چیزوں سے اُسے بے تعلق و بے پروا کر دیا تھا۔ سعد اللہ خان کے بعض خواجہ سرا ان سے تحصیل علوم کرتے تھے اور وہی ان کی خدمت میں مصروف رہا کرتے تھے ہر چند کہ سعد اللہ خان نے کئی دفعہ انہیں بلایا اور ایک دو دفعہ خود بھی ملاقات کے لئے در دولت پر حاضر ہوا لیکن آپنے اُس سے ملنا پسند نہیں کیا اتفاق وقت سے ایکدن میں بھی اُن کی خدمت میں حاضر ہوا اُس زمانہ میں میں نہایت کم سن تھا اور علم نحو میں کافیہ پڑھا کرتا تھا۔ ایک خواجہ سرا نے بحث منادی کا ایک جزئی مسئلہ مجھسے دریافت کیا جسکا معقول جواب اُس وقت مجھسے بن نہ پڑا اس سے مجھے نہایت قلق و رنج ہوا اور میں اپنے دل ہی دل میں سخت شرمندہ ہوا لیکن وہ عزیز میری تغیر حالت کو فوراً تاڑ گیا اور میرے حزن و رنج کا سبب معلوم کر کے ایک نہایت برہمی کے لہجہ میں خواجہ سرا کو عتاب کیا اور کہا تو اس لڑکے کو نہیں جانتا کہ کون ہو اور کس قدر قیمتی جوہر اپنے میں مضمر رکھتا ہو۔ عنقریب وہ زمانہ چلا آتا ہو کہ یہی لڑکا جو ہنوز ہلال کی صورت میں نظر آتا ہو فلک پر بدر کامل ہو کر چمکیگا اور ایک عالم کو اپنے علمی نور سے روشن و منور کریگا کوئی دن جاتا ہو کہ اس بچے کی پاپوش تیرے آقا کے سر پر کے جانے سے سخت ننگ و عار کرے گی بڑے بڑے باشان و شوکت حکمران اسکے قدموں کو بوسہ دینگے اور اس کی قدمبوسی کو ذریعہ فخر سمجھینگے۔

---

# شیخ کی عام اخلاق و عادات اور فضل و کمال

شیخ عبد الرحیم صاحب کے اِن خاص فضائل اور معاملات کو نظر انداز کر کے اب ہم آپکے علمی فضائل و کمال اور عام اخلاق و عادات قلمبند کرتے ہین کیونکہ انسان کے حالات زندگی مین یہی وہ صاف آئینہ ہے جس مین مختلف حیثیتون کی تصویرین دکھائی دیتی ہین شیخ کے علمی فضل و کمال کا بیان مختصراً لکھا جا چکا اس سے زیادہ تشریح و تفصیل کی اس موقع پر ضرورت نہین سمجھتے لیکن تاہم اُن علوم کی نسبت اجمالی طور پر ریمارک کرنا مناسب سمجھتے ہین جن مین بزرگ شیخ کو کامل مہارت اور پوری دستگاہ تھی اور جنہین آپنے خداداد قابلیت اور فطری بخشش کی بدولت اسقدر جلد حاصل کر لیا تھا کہ اس سے جلد تکمیل کے درجہ کو پہنچنا کسی بشر کا کام نہین ہے۔

صرف ونحو

صرف و نحو جو علوم عربیہ کے عنصر ہین اُن مین شیخ کو اسقدر کمال تھا کہ موجدین فن مین آپکا شمار ہوتا تھا آپ طلبہ کے درس کے وقت اس خاص فن مین ایسے ایسے نکات اور باریکیان بیان کرتے تھے جنہین سنکر بڑے بڑے علماء اور ماہرین فن دنگ رہجاتے تھے یہی وجہ تھی کہ شیخ کا شہرہ اس علم مین یہانتک ہوا کہ آپ علماً و عملاً مسلم الثبوت اُستاد تسلیم کئے گئے مجتہدین فن دور دور سے تعلیم کے لیئے حاضر ہوتے اور آپ کی شاگردی کو باعث فخر جانتے۔

حدیث وفقہ

حدیث و فقہ مین آپ کو وہ کمال تھا جسکی نظیر اس عہد مین موجود نہ تھی علم حدیث کے ماہرین نے آپکو شیخ المحدیث کا خطاب دیا تھا اور فقیہی لوگ فقہ کا دوسرا باز سمجھتے تھے آپکو حدیث و فقہ کی ہزارون جزئیات ازبر تھین اور بہت سی حدیثین مع اسناد و نوک زبان تھین آپ کو دیگر مشاغل علمیہ مین التفات تھا لیکن جسقدر علم حدیث مین انہماک و استغراق تھا کسی اور علم مین نہ تھا آپ کی صحبت مین ہمیشہ اسی علم کا چرچا رہتا تھا اور اسی سبب سے ہر وقت آپ کی درس گاہ مین طالبان حدیث کا ایک جم غفیر اور مجمع کثیر لگا رہتا جو آپکے بیانات شافیہ سے اپنی معلومات بڑھاتے اور فیض علم سے بہرہ ور اور کامیاب ہو کر جاتے غرضکہ شیخ کی فقہ و حدیث مین اسقدر شہرت تھی کہ بہت تھوڑے عرصہ مین آپ اس فن خاص کے جولانگاہ کے شہسوار مشہور ہو گئے تھے اور اُن معتقد لوگون کے معتقد علیہ مانے گئے تھے جو خود امام وقت اور مجتہد فن کہلائے جاتے تھے پھر جیسا آپکو فقہ و حدیث مین کمال تھا ویسے ہی علم تفسیر مین اپنا نظیر نہ رکھتے تھے وہ الہامی نکات

تفسیر

اور ربانی اسرار جو قرآن مجید کے لفظ لفظ مین کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے ہین آپ ایسے تبحر کے ساتھ بیان کرتے جسے سنکر بڑے بڑے علامہ اور ماہرین فن حیرت زدہ ہوجاتے جب آپ قرآن کی تفسیر بیان کرنے لگجاتے تو سامعین کو معلوم ہوتا تھا کہ وحی اتر رہی ہی حقیقت مین یہ شیخ صاحب ہی کا بیج ڈالا ہوا ہے جو اسوقت تک حدیث و تفسیر کا درخت پھلا پھولا اور لہلہاتا نظر آتا ہے اور یہ احسان ہندوستان پر عموماً دہلی پر خصوصاً آپ ہی کا ہی جسکے بار سے اُسکا سر اوپر نہین اٹھ سکتا کیونکہ اس سے پیشتر تمام ہندوستان مین جہل و بدعت کی تاریکی پہیلی ہوئی تہی اور کوئی شخص حدیث و تفسیر سے واقف نہ تہا۔ ایک فاضل اجل ہمعصر جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کے حالات پر یوں کرتے ہوئے کہتا ہی کہ شاہ عبدالرحیم صاحب جنہون نے پہلی ضرورت ہندی مسلمانون مین علم نبوی کی اشاعت دیکھی واقعی ایک برتر الہامی خیال تہا جو بجلی کی طرح آپکے دماغ مین کوندا۔ شاہ عبدالرحیم صاحب نے ایک مدرسہ رحیمیہ کی بنیاد ڈالی اور اس مین علم حدیث کی تعلیم دینی شروع کی۔ اس تعلیم نے چند سال مین اپنا قیمتی اثر مسلمانون پر ڈالا اور اب جوق جوق طلبہ آپسے حدیث سیکھنے کیلیے آنے لگے گویا اسی تاریخ سے مذہب بدعت و شرک کے ساکن سمندر مین ایک تحریک سی پیدا ہونے لگی مگر یہ خفیف تحریک ایسی نہ تہی کہ ایسے بڑے عظیم الشان مین کچھ معلوم ہوتی اور ایک تموج خیز طوفان اس مین پیدا ہوتا۔ شاہ عبدالرحیم صاحب قوانین فطرت کی باریکیون اور مفہوم کو خوب سمجھتے تھے وہ جانتے تھے کہ معمولی تختہ پر جب تک کہ اسے خیراد نہ کیا جائے اور اُسپر ملتانی نہ پھیری جائے کبھی صفائی اور آسانی سے لکھا نہین جاسکتا اسلیئے اُنہون نے اپنی کوششون کو بظاہر ناکامی کا جامہ پہنے ہوئے دیکھکر کچھہ ہراس نہین کیا اور ہمیشہ دل مین یہ یقین رکھا کہ یہ ناکامیان خوش آئندہ ہین کیونکہ یہ بدیہی امر ہے کہ مرض ہر طرح برا ہوتا ہے لیکن اُس مرض کو مبارک کہنا چاہیئے جسکا انجام صحت ہو۔

غرضکہ یہ امر عموماً تسلیم کرنا پڑتا ہی کہ تفسیر و احادیث کی اشاعت مین جو سرگرمی اور کوشش شیخ عبدالرحیم صاحب نے فرمائی اس مین متقدمین و متاخرین مین سے کوئی شخص آپ کا دعویدار نہین ہوسکتا اور اگر دعوے کرے بھی تو اُسکا یہ دعویٰ چل نہین سکتا بہلا ایسے شخص کی کون برابری کرسکتا ہے جسے خود فطرت اپنی بانگی اور ہنر کا نمونہ بنانا چاہتی ہو اور ایسی لیاقت و قابلیت کا کون مقابلہ کرسکتا ہے جو پہلے ہی سے ربانی قابلیتون اور روحانی جوہرون سے آراستہ کی گئی ہو۔

اگرچہ شیخ کو علم حدیث و تفسیر کے مشاغل مین زیادہ تر انہماک تہا لیکن باوجود ان مشاغل کے

علم ادب اور مناظرہ کا بھی چرچا رہتا تہا اور ان علوم سے آپکو غفلت نہتی علم ادب مین آپکو وہ کمال
حاصل تہا جو اس وقت تک ماہرین فن کو تسلیم ہو آپکے علمی مناظروں پر نظر ڈالنے سے صاف معلوم ہوتا
ہے کہ قدما اور جاہلیت کے شاعرون کے اشعار بکثرت یاد تھے جنہین حسب موقع ہر ہر مقام پر برجستہ پیش
کرتے تھے۔ شاعری جسے علم ادب کا بہت بڑا جوہر کہنا چاہیئے اس مین بھی شیخ کو مہارت تامہ حاصل تھی لیکن
آپکے اشعار ہمیشہ مبالغہ آمیز باتون اور فضول و بیہودہ عبارتون سے خالی ہوتے اور پند و نصائح کے
رنگ مین ڈوبے ہوئے ہوتے تھے ذیل کی رباعی آپ ہی کی موزون طبیعت کا بدیہی نتیجہ ہے ۵ اے کہ
نعمتہاے تو از عد فزون ٭ شکر نعمتہاے تو از حد برون ٭ عجز از شکر تو باشد شکر ما ٭ گر بود فضل تو ما را رہنمون

جناب شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہین کہ ایک دفعہ میرے والد بزرگوار نماز ظہر کے متصل دفعۃً میری طرف متوجہ
ہوے اور برجستہ یہ دو شعر فرمائے رباعی گر تو راہ حق بجوئی اے پسر ٭ خاطر کس را مرنجان الحذر ٭ در طریقت
رکن اعظم رحمت است ٭ این چنین فرمود آن خیر البشر ۔ یہ رباعی پڑھکر فرمایا ولی اللہ! دوات قلم لاکر اس رباعی کو
قید کتابت مین لے آو۔ کیونکہ حق تعالیٰ نے دفعۃً میرے دل مین اس مضمون کو باین غرض القا فرمایا ہے کہ
تمہین وصیت کرون۔

ان رباعیات سے عمدگی مضامین کے علاوہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ شیخ کو نظم پر کسقدر اقتدار تہا اور وہ
کس مرتبہ کے شاعر تھے۔ شیخ کی علمی سوسائٹی اور آپکے مناظرہ کے حالات اس مین شک نہین کہ متشرعین و
متصوفین کی روح و جان ہین لیکن افسوس ہے کہ آپکے خاص خاص مناظرے اور علمی بحثین جس سے آپکی
جودت طبع ذہانت وسعت نظر اور زور تقریر کا حال معلوم ہو ہمین کہین سے دستیاب نہین ہوئین البتہ کسیقدر
علمی کمالات کے حالات کا آپکے ملفوظات سے پتا چلتا ہے جنہین ہم آگے چلکر جدا عنوان سے بیان کرینگے
شیخ کی ذہانت و طباعی مین بہت سے دلچسپ واقعات مشہور ہین لیکن ہم اسموقع پر صرف وہی ایک واقعہ لکھتے ہین
جسکا جناب شاہ ولی اللہ صاحب آپکے فرزند رشید نے اکثر مقامات مین ذکر کیا ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب کا بیان ہے میرے والد بزرگوار اکبر آباد مین تھے کہ حضرت سید عبد اللہ کا انتقال ہوگیا
اس حادثہ سے آپکو سخت اندوہ و رنج ہوا اور کسی عزیز کی صحبت کے طالب ہوئے اسی اثنا مین حضرت خلیفہ
ابو القاسم اکبر آبادی کے فضائل و مناقب جستہ جستہ آپکے کان مین پہنچے اور آپ غائبانہ انکے گرویدہ ہوکر
ایک شخص کی ہمراہی مین خلیفہ کی خدمت مین پہنچے دیکھا تو وہ اپنے مکان کی تعمیر مین مشغول تھے اور کچیا

سماع کو سکان کے مقامات بتاتے رہو تھے اسی اثنا مین آپکی زبان مبارک پر یہ بیت جاری ہوئے سے
ہر کرا ذرہ وجود بود + پیش ہر ذرہ در سجود بود + فقیر کے والد بزرگوار نے فوراً بیت مذکور کا اس طرح اعادہ
کیا ہے ہر کرا ذرہ شہود بود + پیش قبرہ در سجود بود۔ خلیفہ نے اس بیت کو سنتے ہی شیخ صاحب کیطرف التفات
کرکے فرمایا مین نے ایک معتبر و مستند نسخہ مین لفظ وجود ہی لکھا دیکھا ہو شیخ نے کہا آپ بجا فرماتے ہین لیکن میری
نظر سے بھی ایک صحیح نسخہ گذرا ہی جس مین لفظ شہود لکھا ہوا ہی اگرچہ تھوڑی دیر تک دونوں حضرات مین مناظرہ رہا
لیکن باوجود رد و قدح کے مسئلہ متنازعہ فیہ طے نہین ہوا اسی اثنا مین خلیفہ نے فرمایا معلوم ہوتا ہی کہ تم علوم
و فنون کا کافی حصہ رکھتے ہو شیخ نے فرمایا اگر یہ علم راہ حق مین مضر ہو تو مین توبہ کرتا ہون فرمایا علم بجائے خود
کوئی مضر چیز نہین لیکن یہ دل و دماغ کی خوبی ہو کہ علم ضرر اور ہلاک بچاتا ہو اسلئے یہ کہنا بجا نہوگا کہ علم نہ تو ہر شخص
کیلئے مضر ہی ہو نہ ہر شخص کیلئے مفید و نافع ہی۔ بعد ازان آپنے استدلالاً یہ بیت پڑھی ہے علم را برتن زنی مارے بود
علم را بر دل زنی یارے بود + الغرض چونکہ اس مناظرہ کا کوئی تصفیہ نہین ہوا اسلئے شیخ صاحب خلیفہ کی مجلس
اٹھکر چلے آئے لیکن دوسرے روز یا خیال کہ خلیفہ عبادت مین مشغول تھو زیادہ تحقیق نکر سکے اور بات کی تحقیق
نہین ہوئی پھر تشریف لیگئے جب آپ وہان پہنچے تو خلیفہ نے بڑے جوش مسرت سے استقبال کیا اور فرمایا کل
مین عبادت مین مشغول تھا اسلیئے بات ناتمام رہ گئی تھی اب کہیے نسخہ شہود کی کیا توجیہ ہی شیخ نے فرمایا اسکی
توجیہ ظاہر ہو کہ جس شخص کی نظر مین حق تعالیٰ کا شہود ذرات عالم مین سماجاتا ہی وہ بالضرور ہر ذرہ کے آگے سجدہ
ہوتا ہی لیکن جو شخص جمع کے مرتبہ مین مستغرق رہتا ہو جسے وجود سے تعبیر کرتے ہین وہ سجدہ سے فارغ ہوجاتا
ہے۔ بعد ازان خلیفہ نے فرمایا کہ اچھا جس صحیح نسخہ مین لفظ وجود لکھا ہوا دیکھا گیا ہو اس کی توجیہ کیا ہی شیخ نے
فرمایا کچھ عجب نہین کہ وجود بمعنی وجدان ہو اور یہ وجود شہود کے معنی کے قریب قریب ہے شیخ کی اس علمی تقریر سے
بزرگ خلیفہ بہت خوش ہوئے اور ہمیشہ اعزاز و توقیر سے پیش آتے رہے۔

شیخ کے تصرف و کشف کے حالات کتابوں مین جستہ جستہ مذکور ہین چنانچہ اس مقام پر بعض واقعات جنہین مستند
و معتبر لوگون نے شیخ کے حالات مین بیان کیا ہے ہم لکھتے ہین ایک دفعہ کا ذکر ہو کہ شیخ ایوب مرادآبادی
واجب الاحترام شیخ کی ملاقات کیلئے آئے اور امتحان کے قصد سے اپنے لوگون اور اسباب کو کسی دوسرے
مقام پر چھوڑ کر تنہا آپکی خدمت مین حاضر ہوئے اتفاق سے اسوقت بزرگ شیخ تیر اندازی کی مشق مین مصروف
تھے شیخ ایوب کو دیکھتے ہی آپنے کمان زمین پر ڈالدی اور جوش مسرت کے ساتھ خیر مقدم ادا کیا معمولی

مزاج پرسی کے بعد اہل و عیال کی خیریت دریافت کی شیخ ایوب نے نہایت ادب سے سر جھکا کر عرض کیا کہ کترین کو اِس سے پیشتر قدمبوسی کا اعزاز حاصل نہیں ہوا ہی تعجب ہی کہ حضرت شیخ مجھے روشناس ہیں فرمایا تمہارا نام ایوب ہی شیخ ایوب کہتے ہیں کہ واجب الاحترام شیخ کے اِس فقرہ نے مجھ اور بھی تعجب و حیرت میں ڈالدیا اور میں دل ہی دل میں سوچنے لگا کہ یہ معاملہ کیا ہی اسنے میں شیخ نے فرمایا کہ تمہیں میری خیر و عافیت دریافت کرنے سے تعجب ہوا ہوگا پھر تمہارا نام لینا اور بھی حیرت و استعجاب کا باعث ہوا ہوگا میں نے عرض کیا کہ بیشک میرے ایسے ہی خیالات تھے لیکن یہ تو فرمائیے کہ آپ نے کس طرح معلوم کیا کہ میرا نام ایوب ہی فرمایا تمہاری صورت دیکھتے ہی میرے دل نے گواہی دی کہ تمہارا نام ایوب ہی اس کے بعد شیخ ایوب نے کہا مجھے اطلاع دیجیے کہ جس کام کے لیے میں لشکر میں جاتا ہوں اُس میں کامیاب ہوں گا کہ نہیں فرمایا نہیں شیخ ایوب کہتے ہیں کہ چند مجبوریاں اِس قسم کی پیش آئیں جن سے مجھے لشکر میں جانا پڑا اور ہر چند کہ اپنی کامیابیوں میں صد ہا کوششیں کیں لیکن سب کی سب بے سود اور رائگاں گئیں۔

ایک ذی وجاہت اور باحشمت و شوکت امیر محمد فاضل کے پڑوس میں سکونت رکھتا تھا جو شاہی طرز کی عمارت بنانا چاہتا تھا جب اُس نے سلسلہ تعمیر جاری کرنا چاہا تو حویلی کے ایک موضع میں کچھ تنگی امیر چاہتا تھا کہ دو چند یا سہ چند یا جس قیمت پر محمد فاضل راضی ہو جائے قدرے زمین خرید کرکے اپنی حویلی میں ملحق کرلے لیکن محمد فاضل نے دو چند سہ چند قیمت کو بھی نگاہ قبول سے نہیں دیکھا اور باہمی رد و قدح کی یہانتک نوبت پہنچی کہ دونوں میں سخت رنجش و عداوت ہو گئی انتہائی غیظ میں امیر کے منہ سے نکل گیا کہ میں صبح کو بادشاہ سے شکایت کرونگا کہ شاہی زمین ہی جسپر محمد فاضل نے غاصبانہ تصرف کر رکھا ہی غرضکہ جہانتک بن پڑیگا اس زمین کو لیے بغیر نہ چھوڑونگا گو لاکھ روپیہ تک خرچ کیوں نہو جائیں۔ جب رات ہوئی تو محمد فاضل شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا شیخ نے کسی قدر متفکر و اداس دیکھکر اس کا سبب دریافت کیا۔ عرض کیا کہ آج صبح سے میں متفکر ہوں کیونکہ مکان کی ایک زمین کی بابت فلاں امیر سے مناقشہ ہو گیا ہی اور وہ بادشاہ سے شکایت کرنے پر آمادہ ہی شیخ نے فرمایا تم مطمئن ہو اُسے بادشاہ سے ملاقات ہی نصیب نہو گی۔ چنانچہ صبح کو جب وہ درباری لباس پہنکر بادشاہ کے دربار میں حاضر ہونے کے قصد سے نکلا تو رستہ میں چند شاہی افسروں نے اُسے بادشاہ کا پیام دیا کہ فلاں مہم کی انجام دہی میں اسیوقت کوچ کرنا چاہیے اگرچہ اُس امیر نے بہت اصرار کیا کہ میں بالمشافہ رخصت ہونا چاہتا اور بعض ضروری مطالب شہنشاہ سے عرض کرنا چاہتا ہوں لیکن شاہی افسروں نے اُسکی ایک

نسی او جیا شہر سے باہر نکال دیا اور اتفاق سے اُسکا وہین انتقال ہوگیا۔

شیخ عبدالرحیم صاحب - ایک دفعہ شیخ عبدالاحد کے مکان پر گئے اُنھون نے اپنے لڑکے سے کہا جاؤ اور شیخ کے لیے گلاب کا شیشہ لے آو۔ شیخ عبدالاحد کے مکان مین گلاب کے دو شیشے دہرے تھے لڑکا چہوٹا شیشہ اُٹھا لایا شیخ نے مسکرا کر فرمایا برخوردار مین! گلاب کا بڑا شیشہ کیون چہوڑ آئے۔ شاہ ولی اللہ صاحب کا بیان ہے کہ جب شیخ عبدالاحد صاحب بیمار پڑے تو جناب والد بزرگوار ان کی عیادت کیلیے تشریف لے گئے اسوقت اتفاق وقت سے فقیر بہی حاضر خدمت تہا شیخ عبدالاحد کے اقربا نے آپسے استدعا کی کہ مریض کیلیے دعا کیجیے کہ خدا تعالی شفا عاجل عطا کرے لیکن آپنے بجز سکوت کے اور کوئی جواب نہین دیا اسپر شیخ کے اقربانے بعجز سماجت کے ساتھ اصرار کیا اور بجز خاموشی کے کوئی جواب نہین پایا دفعۃً شیخ عبدالاحد نے آپکا مافی الضمیر دریافت کر اقربا کو مبالغہ سے منع کیا اور فرمایا لوگو! اولیاء اللہ کی جناب مین کسی امر کی نسبت مبالغہ کرنا نہ صرف بے ادبی و گستاخی ہی ہی بلکہ سخت ممنوع ہی والد بزرگوار جب اُس مجلس سے اُٹھے تو فقیر کی طرف متوجہ ہوکر فرمانے لگے چونکہ شیخ کی عمر کا پیمانہ لبریز ہوچکا ہی اور اُن کی زندگی کا یہ اخیر مرحلہ ہی جو طے ہونے کو باقی ہی اسلیئے ایسے وقت مین دعا کرنا بے سود تہا اور میری خاموشی کی بہی وجہ تہی چنانچہ اس کے چند روز بعد شیخ عبدالاحد کا انتقال ہوگیا۔

ایک دفعہ محمد قلی اورنگ زیب کے لشکر مین کسی سمت کو روانہ ہوا تہا چونکہ زمانہ دراز تک اُسکی کوئی خبر عزیز و اقارب کو نہین ملی اسلیئے اُسکی اس مفقود الخبری نے بالخصوص اُسکے برادر محمد سلطان کو سخت بے چین کردیا اور جب وہ بہت ہی بیتاب ہوا تو شیخ کی خدمت مین حاضر ہوکر التجا کی کہ اُس گم گشتہ کی خبر دین شیخ صاحب فرماتے ہین کہ مین نے توجہ کی اور ہرچند کہ اُسے لشکر کے ایک ایک خیمہ مین ڈہونڈا لیکن کہین سراغ نہ چلا اموات کے زمرہ مین تلاش کیا وہان بہی پتا نہ لگا ازان بعد مین نے لشکر کے اردگرد غور مین ڈوبی ہوئی نظرون سے دیکھا معلوم ہوا کہ غسل صحت پاکر شتری رنگ کا لباس زیب بدن کئے ہوئے ایک کرسی پر جلوہ افروز ہی اور وطن مالوف مین آنے کا تہیہ کر رہا ہی چنانچہ مین نے اُس کے بہائی سے بیان کیا کہ محمد قلی زندہ ہی اور دو تین مہینہ مین آیا چاہتا ہی چنانچہ جب وہ آیا تو بجنسہٖ یہی قصہ بیان کیا۔ شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہین کہ ایک دفعہ خواجہ محمد سلطان نے ایک خوبصورت گہوڑا خریدا اور میرے والد بزرگوار کو دکہایا آپنے اُنہین خلوت مین طلب کیا اتفاق سے یہ فقیر بہی موجود تہا جب محمد سلطان حاضر ہوئے تو آپنے

فرمایا عزیز من! تمہارا گھوڑا ہے تو بہت اچھا لیکن اسکی عمر کم ہے۔ خواجہ محمد سلطان کی بی بی نہایت زبان دراز اور بد خو تھی اسکی بد زبانی سے یہ عزیز بہت ہی عاجز تھا شیخ کی یہ تقریر سنکر بولا کاش میری عورت اس گھوڑے کا فدیہ ہو جائے آپنے مسکرا کر فرمایا گھبراؤ نہیں ایسا ہی ہوگا۔ خدا کی قدرت ابھی تین مہینے بھی نگزرے تھے کہ اسکی عورت مرگئی اور گھوڑا ایسی قیمت پر فروخت ہوا جسمیں اسے خاطر خواہ نفع ہوا۔

شیخ کی حذاقت

شیخ کی حذاقت بھی خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہے یوں تو اس معزز و جلیل القدر خاندان کی حذاقت اور جودت ذہن عموماً تمام دنیا کو تسلیم ہے لیکن شیخ عبد الرحیم صاحب کی حذاقت و جودت ذہن کا عام طبقہ کے لوگوں کو خصوصاً ادبی اعتراف ہے۔ اعلےٰ درجہ کے ادبیات اور فقہ و حدیث کے نکات و باریکیوں اور منطقی ابحاث کلام کے مشکل مقامات میں آپکی معلومات انتہائی درجہ پر تھی باوجود ان تمام کمالات کے آپکے باطنی علم کا نمبر سب سے بڑہا ہوا تھا سچ تو یہ ہے کہ اگر ہندوستان شیخ کے کمالات پر فخر کرے تو کچھ نازیبا نہیں ہے۔ میں اس مقام پر آپکی حذاقت کا صرف ایک دو واقعہ لکھتا ہوں جس سے شیخ کے کمالات کا ان کو بھی اعتراف ہونا پڑتا ہے۔

عالمگیر چونکہ علم و فضل کا حامی و مددگار تھا اسلئے اسکے دربار کو ماہرین علوم اور مجتہدین فنون سے زیادہ تر رونق تھی اور جیسا خود اعلےٰ درجہ کا فاضل اور بے نظیر عالم تھا ویسے ہی اسکے دربار کے رکن عظیم باکمال تھے جس زمانہ میں کتاب فتاوی عالمگیری اسکے حکم سے مدون ہو رہی تھی اور اسکی نظر ثانی کیجا رہی تھی تو اسکا اہتمام شیخ حامد کے سپرد تھا جو مرزا محمد زاہد ہروی کی درسگاہ میں۔ ہمارے معزز و ممتاز شیخ کا ہم سبق تھا۔ شیخ حامد ایکدن جناب شیخ عبد الرحیم صاحب کے پاس آکر کہنے لگے کہ اگر آپ اس کام میں میری مدد کرینگے تو اسکے صلہ میں ایک معقول رقم روزانہ آپکے لئے مقرر ہو جائے گی لیکن شیخ کے مزاج میں قدرتی طور پر وہ استغنا تھی کہ آپنے شیخ حامد کی اس التماس کو رغبت کے کانوں سے نہیں سنا اور نہایت بی توجہی سے ٹالدیا۔ اتفاق سے شیخ کی محترم والدہ کے کان میں اس قصہ کی بھنک پہنچگئی اور انہوں نے اس شغل کے قبول کرلینے پر یہانتک اصرار و مبالغہ کیا کہ شیخ بالکل مجبور ہو گئے اور فتاوی عالمگیری کی نظر ثانی کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ایکدن کا ذکر ہے کہ آپ فتاوی عالمگیری کے ایک مقام کی جانچ پڑتال کر رہے تھے کہ ایک ایسی ناموجہ عبارت آپکی نظر پڑی جسمیں اختلال کلی تھا اور اس اختلال کی وجہ سے مسئلہ کی صورت بگڑ گئی تھی آپنے فوراً شیخ حامد کو فتاوی عالمگیری کے مؤلف کی اس لغزش پر تنبیہ کی اور فرمایا میرے نزدیک عبارت

محتمل ہو اور اصل مسئلہ یون معلوم ہوتا ہی لیکن شیخ حامد نے اسپر بالکل توجہ نہین کی اور مؤلف کتاب کی
وسیع وعمیق نظر پر بہروسہ کرکے شیخ کے اس اعتراض کو نگاہ وقعت سے نہین دیکہا مگر شیخ نے اپنے
خیال کی تائید و توثیق کیلئے جب اس مسئلہ کے ماخذ کا تتبع کیا تو معلوم ہوا کہ یہ مسئلہ دو کتابون مین مختلف
عبارتون کے ساتھ لکہا گیا ہی چونکہ فتاوی عالمگیری کے مؤلف نے دونون عبارتون کو بلا امتیاز ایک جگہ
جمع کردیا ہی اسوجہ سے صورت اختلال ظاہر ہوئی ہی لہذا شیخ نے کتاب کے حاشیہ پر حسب ذیل کی عبارت لکہدی
من لم یتفقہ فی الدین قد حنف فیہ ھذا غلط وصوابہ کذا ۔ اُن دنون عالمگیر کو اس کتاب کی تدوین
وتصنیف کے بارہ مین بہت کچھ اہتمام تہا اور ملا نظام جسے فقہ مین مجتہدانہ کمال حاصل تہا روزمرہ ایک دو
صفحہ بادشاہ کے سامنے پڑہا کرتا تہا چونکہ عالمگیر کو اس علم سے خاص دلچسپی تہی اسلیئے وہ فتاوی عالمگیری
کے ایک ایک مسئلہ کو غور مین ڈوبی ہوئی نظر سے دیکہتا تہا اور کاتبون کی بعض بعض غلطیان خود بتاتا
تہا جب ملا نظام اُس مقام پر پہنچا جسپر شیخ نے مختصر ریمارک کیا تہا تو اتفاق سے اس نے حاشیہ کو متن
کے ساتھ ملاکر پڑھ دیا عالمگیر اس عبارت کے سنتے ہی فوراً کھٹک گیا اور جب اُس نے دیکہا کہ ملا نظام
اس موقع پر نہین رُکتا تو خود ٹوک کر کہا یہ عبارت کیسی ہی ذرا پہر کے پڑہو ملا دوسری دفعہ بہی یون ہی کہہ گیا
تب عالمگیر نے اُسے متنبہ کیا لیکن ملا نظام کو فی الوقت کوئی جواب بن نہ پڑا بلکہ بطریق مدافعہ عرض کیا کہ اسکا
مین نے مطالعہ نہین کیا ہی کل مفصل عرض کرونگا چنانچہ جب ملا نظام شاہی دربار سے واپس آیا تو شیخ
حامد کو تحت عتاب کے بعد فرمایا افسوس اس جلد کو مین نے تمہارے بہروسہ پر چہوڑ دیا تہا مگر تم نے
ذرا ہی غور نہین کیا اور مجہے بادشاہ کے سامنے انتہا سے زیادہ خفیف وشرمندہ کرایا شیخ حامد نے
اُسوقت کوئی جواب نہین دیا اور جناب شیخ عبد الرحیم صاحب کی خدمت مین حاضر ہوکر تمام قصہ دوہرایا آپنے
وہ دونون کتابین جو اس مسئلہ کی ماخذ تہین شیخ حامد کے سامنے دہردین اور عبارت کی پریشانی واختلال
ایسے طریق پر واضح کیا جسے سنکر تمام لوگ دنگ رہگئے اور شیخ کی ذہانت وحذاقت پر عش عش کرنے لگے اور
اسی وجہ سے آپ محسود علما ہوگئے ۔

شیخ کی پیشین گوئی

ایکدفعہ محمد فاضل نے اپنے فرزند رشید کو اجمیر بہیجنا چاہا لیکن چونکہ سفر دور دراز اور خطرناک تہا
اسلیئے خود بہی اُسکے ہمراہ جانیکا قصد کیا جب شیخ سے رخصت ہونے گیا تو آپنے فرمایا تمہارے جانیکی
چندان ضرورت نہین لڑکا بخیر وعافیت واپس آجائیگا اور رستہ مین کسی طرح کی زحمت وتکلیف نہ پہنچیگی البتہ

اجمیر سے لوٹتے وقت دو منزل کے فاصلہ پر ان کے ڈاکو قافلہ کو لوٹینگے لیکن تم مطمئن رہو اُسکی مال و جان کی حفاظت ہمارے ذمہ ہی۔ ہان لڑکے سے اتنا کہدو کہ اُسوقت اپنی سواری کو یکسو کرے جبکہ ڈاکو حملہ آور ہون شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہین کہ جب وہ وقت پہنچا تو شیخ صاحب متوجہ ہوئے اور اس توجہ مین حزن و ملال کے آثار آپکے چہرے سے ظاہر ہوئے لوگون نے اس کا سبب دریافت کیا تو فرمایا مسافت چندروزہ طے کرنے کے سبب سے کچھ ماندگی عارض ہوگئی ہی چنانچہ جب محمد فاضل کا لڑکا وطن کو واپس آیا تو اُس نے بیان کیا کہ اجمیر سے لوٹتے وقت دو منزل کے فاصلہ پر ڈاکوؤن نے حملہ کیا ہم نے اپنی سواری رستہ سے یکطرف کرلی اسی اثنا مین جناب شیخ صاحب کی صورت مبارک حاضر ہوئی ڈاکوؤن نے اگرچہ بڑی بے دردی اور ظلم سے تمام قافلہ کو لوٹ کھسوٹ کر ننگا کر دیا لیکن ہماری سواری اُنکی دستبرد اور غارت سے بالکل محفوظ رہی۔

رستم اور اسد اللہ جو عالمگیر کے نہایت جنگجو اور کینہ ور صوبے تھے باشندگان پھلت کو ہمیشہ ستایا کرتے تھے ایک دفعہ کا ذکر ہی کہ اُنہون نے ساکنان پھلت سے ہلاک کرنے کا قصد کیا اور ایک نہایت خونخوار و خونریز فوج سے حملہ کرنا پھلت کے باشندے بیچین و مضطرب ہوکر شیخ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور بصد الحاح و عاجزی التجا کی شیخ نے فرمایا گھبراؤ نہین آخر کار تمہیر فتحیاب ہوگے مخالفت کی فوج کو شکست فاش ہوگی اور رستم و اسد اللہ عنقریب پابزنجیر ہوکر بری حالت مین مرینگے چنانچہ مقابلہ کے دن بمضمون آیۂ کریمہ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ ساکنان پھلت کی فتح ہوئی اور مخالفین نہایت ذلت کے ساتھ شکست کھاکر بھاگے زان بعد تھوڑے دن نہ گذرے تھے کہ اورنگ زیب کے دربار مین ایک شکایت آمیز عرضی باین مضمون پہنچی کہ رستم و اسد اللہ نے ڈاکہ زنی کا پیشہ اختیار کیا ہے اور خلق اللہ کو اپنی جابرانہ کارروائیون سے سخت پریشان کر رکھا ہی اگرچہ عالمگیر اِن لوگون کی طرف سے پہلے ہی بدظن ہوچکا تھا اور بہت سے برُے خیالات اُسکے دل مین جمگئے تھے لیکن اس شکایت آمیز عرضی اور چند خطوط نے اُسکے ظن کو اور بھی مستحکم کر دیا اب اُسکا جوش بڑھ گیا اور رستم و اسد اللہ کے قتل پر متوجہ ہوگیا سیاست ملکی کے قانون نے قطعی طور پر اُن کا استیصال کرنا چاہا اور دربار شاہی سے فرمان جاری ہوا کہ رستم و اسد اللہ کو پابزنجیر کرکے حاضر دربار کیا جائے چنانچہ اُس طرف کے حاکم نے ان دونون ظالمون کو قید کرکے روانہ دربار کیا اور یہ دونون ستمگار بڑی بیرحمی کے ساتھ قتل کرڈالے گئے

شیخ کی فراست

شیخ صاحب ایکدفعہ اتفاقاً ایک گاؤن مین تشریف لے گئے وہان کے لوگون نے ایک قریب المرگ
مریض کا قارورہ دکہایا جو بہت تلخ گہونٹ پی رہا تہا آپنے فوراً نسخہ لکھکر حوالہ کیا اسی مجلس مین ایک
طبیب بہی حاضر تہا شیخ کی یہ کیفیت دیکھکر بولا کہ حضور نے مریض کی بیماری کی تشخیص کی ہو کہ نہین شیخ نے
مسکراکر فرمایا کہ یہ ایک عورت کا قارورہ تہا جسکا نام یہ ہو اور جسکے اخلاق و عادات اس قسم کے ہین اور
فلان مرض مین مبتلا ہو جسے اُسکے تمام افعال و احوال ایک ایک کرکے معلوم ہین طبیب بولا کہ حضرت!
یہ مسئلہ طب مین کہان لکھا ہو فرمایا اسے طب نہین کہتے بلکہ اسکا نام فراست صادقہ ہو۔

شیخ کے عام اخلاق

شیخ کے علمی فضایل و کمالات کی نسبت جو کچہ ہمین لکہنا تہا مختصراً لکھ چکے اب آپکے اخلاق و
عادات کا ایک سرسری اور اجمالی خاکا کہینچتے ہین۔ شیخ کے حالات زندگی پر سرسری نظر ڈالنے سے معلوم
ہوتا ہو کہ آپ بڑے درجہ کے مستغنی المزاج تہے یہی وجہ تہی کہ امرا و زرا سے ملنا پسند نکرتے تہے اور انکی مجلسون
مین شریک ہونے کو معیوب سمجہتے تہے لیکن باوجود اسکے اگر کوئی امیر دولتمند آپکی مجلس مین آنکلتا تو عام
خوش اخلاقی سے پیش آتے اور شریف القوم کی خصوصیت کے ساتہ زیادہ عزت کرتے آپکے اخلاق نہایت
وسیع اور فیاضانہ تھے غرور و نخوت ترفع و کم بینی نام تک کو نہ تہی گو آپ کسی بات مین کسیکے محتاج نہ تہے لیکن
پہر بہی مزاج مین انتہا درجہ کی سادگی اور عجز و انکسار تہا ہر ایک شخص کو خواہ وہ کسی قدر و منزلت کا آدمی
ہوتا خوش اخلاقی اور فیاض طبعی سے پیش آتے۔ علما کی انتہا سے زیادہ تعظیم کرتے درویشون اور صالحون

طرز معاشرت

سے اُنکے مکان پر جاکر ملاقاتین کرتے اگر کسیکی بیماری کا حال سنتے تو فوراً اُسکی عیادت کو تشریف لیجاتے
آپکا عام طرز معاشرت ہر طرح کی بناوٹ و تکلف سے خالی اور قابل تقلید تہا جو سامنے آیا تناول کرلیا
اور جو میسر ہوا پہن لیا اپنے زمانہ کے ہمعصرون سے دوستانہ ملتے تہے اور کبہی کسی کیطرف سے ذرا کدورت
نرکہتے تھے بزرگان دین سے عام قسم کا تعلق تہا اور صوفیاے کرام سے دلی عقیدتمندی تہی۔ خویش و

فیاضی

اقارب سے حسن سلوک۔ غربا کی امداد۔ مہمانون کی خاطر و مدارات عام و خاص مین مشہور تہی اور اس کا چرچا
اس قدر پہیل گیا تہا کہ آپ تمام ہندوستان مین روشناس ہوگئے تھے غریبون اور بیکسون کے حال پر
شفقت کرتے اور در پردہ اُن کی خبرگیری کرتے رہنے کے بہت سے واقعات مشہور ہین جن مین سے بعض
واقعات اوپر مذکور ہو چکے ہین۔ کیا زمانہ بچپن اور کیا عالم شباب مین کسی ممنوع فعل کے مرتکب نہین ہوئے
بلکہ ہمیشہ طریقہ محمدیہ کے قدم بقدم چلتے رہے گویا اتباع شریعت آپکا جبلی خلق تہا رات کا اکثر حصہ تہجد گذاری

طرز لباس

مین صرف کرتے اور اوقات نماز مین بکثرت نوافل پڑہا کرتے۔ باوجود پابندی شریعت اوران فضایل کے شیخ زاہد خشک ہی نہ تھے بلکہ ہر بات مین توسط اور میانہ روی کو دوست رکھتے تھے نہ راہبون کی طرح رہبانیت کے تنگ و تاریک کوچہ مین قدم فرسا تھے نہ مطلق العنانون جیسے مداہنت و تہاون کیطرف مائل تھے۔ ہمیشہ وہ شریفانہ لباس زیب بدن فرمایا کرتے جسمین کسی طرح کا تکلف کرنا نہ پڑتا نرم وسخت کا اعتبار نہ کرتے بلکہ جس صفت کا میسر ہوجاتا بڑی خوشی کے ساتھ قبول فرماتے لیکن خدا تعالی آپکو اچھا اور نرم ہی لباس بغیر آپکے اختیار کے عطا فرمایا کرتا۔ ایک دفعہ آپ ایک فاخر او قیمتی لباس زیب جسم کئے ہوئے تھے کہ ایک خشک صوفی نے اس مین بحث چھیڑدی شیخ نے فرمایا کہ میرے لباس کا ایک ایک تار اگرچہ شال در شال اور نہایت قیمتی ہی لیکن حقیقت مین محبت آلہی کا کمند ہی کیونکہ میری کوشش وسعی کے بغیر خداوند ہی دربار سے عنایت ہوتا ہے اور تیرے لباس کا ہر ہر تار اگرچہ ایک بڑہوٹا ٹاٹ ہی مگر دراصل وہ ایک نہایت ہی زہریلا اژدہا ہی کیلئے کہ تونے اپنی کوشش اور ارادہ سے بہم پہنچایا ہی فی الواقع شیخ کا یہ حکیمانہ قول نہایت ہی قیمتی اور آب زر سے لکھنے کے قابل ہی فلاسفر شیرازی نے کیا خوب کہا ہی ؎ درویش صفت باش کلاہ تتری دار۔

شیخ خود فرمایا کرتے تھے کہ جب سے مین نے دنیا کو ترک کیا ہی اسوقت تک اپنے لئے بازار سے نہ تو کسی قسم کا لباس ہی خرید کیا ہی نہ عمامہ و جوتا ہی بلکہ جب جس چیز کی ضرورت پڑی خدا تعالی نے اپنی قدرت سے فوراً مہیا کردی۔ الغرض شیخ کے تمام اخلاق وعادات ایسے شایستہ وپسندیدہ تھے جنکی نظیر دنیا مین ڈہونڈے نہین ملتی تہی اور آپ مین وہ تمام خصلتین مجتمع تہین جو ایک پاکباز دیندار ولی کامل مین ہونا چاہئین علم وفضل۔ فہم وفراست۔ عزم وثبات۔ سخاوت وشجاعت۔ عقل وتدبیر۔ فکر واصابت رائے۔ عالی دماغی۔ حوصلہ مندی۔ اتقاء وپرہیزگاری۔ نفس کشی ووفاشعاری۔ راستبازی وخداترسی۔ بے طمعی۔ عاجزی وانکساری

شیخ کا تعامل

حلم وبردباری وغیرہ وغیرہ شریفانہ اخلاق مین سب سے مستثنیٰ وممتاز تہے۔ باوجود ایسے عظیم الشان عالم وفاضل ہونیکے تکلف وتعصب مزاج مین نام کو نہ تہا اکثر امور مین تو آپ حنفی مذہب ہی کے مطابق عمل کرتے اور حنفی فقہ کے مسائل پیش نظر رکھتے تہے لیکن بعض وہ مسئلے جنہین حدیث نبوی یا دیگر وجوہ کی رو سے دیگر مذاہب مین ترجیح حاصل ہی بغیر تردد وانکار عمل مین لاتے تہے منجملہ ان مسائل کے ایک مسئلہ یہ ہی کہ آپ نماز مین امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھا کرتے تھے اسیطرح جنازہ کی نماز مین بھی سورہ فاتحہ ترک نکرتے

اگرچہ اس عہد میں اس حد تامل کا نام و نشان تک نہ تہا جو آج ہمارے زمانہ مین حنفی و شافعی اور مالکی و حنبلی کے گروہوں مین دیکھی جاتی ہو بلکہ ہر فرقہ کے علیحدہ پیشوا بلا تامل ایک دوسرے کے پیچہے نمازین پڑہتے تہے اور باہم ایک دوسرے سے دوستانہ برتاو برتتے تہے کوئی کسی پر طعن و طنز نہ کرتا تہا لیکن پہر بہی ایکدن شیخ عبد الاحد قدس سرہ نے اس مسئلہ مین بحث چہیڑ ہی دی اور اپنے اسلاف کی ایک متواتر نقل بایں مضمون پیش کی کہ نماز جماعت بالکل اس درباری جماعت کے مشابہ ہو جو ایک اولوالعزم اور پُرشوکت بادشاہ کے سامنے کہڑے ہو کر عرض احوال کرے اور یہ ظاہر بات ہو کر بادشاہ کا دربار ادب ہی امر کا متقاضی ہو کہ تمام لوگ ایک زبان ہو کر اپنی حاجتین عرض کرین نہ یہ کہ کوئی کچہ کہے اور کوئی کچہ بولے شیخ صاحب نے فرمایا کہ آپنے حنفی مذہب کی تائید مین جو کچہ ارشاد فرمایا ہی محض قیاس ہو اور قیاس ہی مع الفارق کیونکہ حقیقت مین دعا اور خضوع کے ساتہہ مناجات کرنا اور نفس کو تہذیب و تزکیہ سے آراستہ کرنا نماز ہو جیسا کہ حدیث نبوی لاصلوٰۃ لمن لم یقرأ بام الکتب اس دعوے پر صراحت کے ساتہ دلالت کرتی ہو اور یہ امر اظہر من الشمس ہو کہ خدا تعالی سمیع ہو اگر تمام دنیاجہان کے لوگ ایک میدان مین صف آرا ہون اور ہر شخص ایک جدا لغت اور نئے الفاظ مین مناجات کرے تو وہ ہر شخص کی علیحدہ علیحدہ مناجات سن سکتا ہو اور ایک شخص کی مناجات دوسرے کی مناجات مین خلل انداز نہین ہو سکتی اس مناظرہ کی ذیل مین شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہین کہ جو لوگ امام کے پیچہے سورہ فاتحہ نہ پڑہنے پر آیہ واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون کو استدلالاً پیش کرتے ہین ان کا یہ استدلال نہایت ضعیف و کمزور ہی کیونکہ غایت ما فی الباب یہ ہو کہ آیۂ مذکور صرف نماز جہریہ پر دلالت کرتی ہو اور اسکی تاویلات تفاسیر معتبرہ مین بشرح و بسط مذکور ہین۔

## شیخ کے تصرفات و کرامات اور دعا کی مقبولیت وغیرہ

شیخ کے تصرفات

شیخ کے کشف و تفرس کے واقعات اس سے پیشتر کسی قدر اختصار کے ساتہ بیان ہو چکے ہین اب آپکے تصرفات و کرامات کے چند واقعات قلمبند کئے جاتے ہین۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک باشندہ سہرند کو اولیاء اللہ کے تصرفات کا بالطبع انکار تہا لیکن تاہم ایک عزیز کے سلسلہ مین داخل تہا اور اس سے بیعت کر چکا تہا اتفاقاً عید کے روز محترم و بزرگ شیخ احمد سہرندی کے فرزند رشید شیخ محمد معصوم

سے مصافحہ کیا آپ نہایت خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی سے پیش آئے اور معمولی مزاج پرسی کے بعد فرمایا تم کہان تھے بہت روز کے بعد ملاقات ہوئی ۔ شیخ محمد معصوم کی مہربانی نے اُسے اپنا گرویدہ بنا لیا اور اُس کا دل خودبخود آپ کی خدمت کی طرف مایل ہو گیا اُسکا شوق جون جون شیخ محمد معصوم کی خدمت مین بڑہتا جاتا تہا دون ودون اُس عزیز کی خدمت مین قصور وکمی واقع ہوتی جاتی تہی جسے یہ پیشتر بیعت کر چکا تہا لیکن جب وہ عزیز اس قصہ سے آگاہ ہوا تو غصہ کے مارے جہلا اُٹہا اور شیخ محمد معصوم کے ہلاک کرنے پر ہمت مقرر کی شیخ نے بہی اُسکی مدافعت پر کوشش کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسکی شر خود اُسی پر اُلٹ پڑی اور ہلاک ہو گیا اب یہ شخص اگرچہ پہلے پہل یکسو و یکجہت ہو کر شیخ کی خدمت مین مصروف رہا مگر ایک مدت کے بعد شک و اضطراب مین پڑ گیا اور فسخ بیعت کر کے کسی اور درویش کی خدمت مین پہنچا غرضکہ بہت سے درویشون کی خدمت مین یون ہی پہرتا رہا اور اپنے جبلی انکار کی وجہ سے کہین سے متمتع نہین ہوا شدہ شدہ شیخ عبدالرحیم صاحب کی خدمت مین بہی حاضر ہوا اور کہنے لگا یا تو دنیا مین کوئی صاحب تصرف ہو ہی نہین یا ہو میری نظر مین نہین پڑا ۔ شیخ نے فوراً اُس کی طرف متوجہ ہو کر ایک خاص نظر ڈالی جس سے وہ بیخود ہو گیا اور حالت غیبت مین ایک عجیب غریب واقعہ نظر پڑا کہ گویا سبز لباس عطا کیا گیا ہو جب ہوش وحواس مین آیا تو شیخ صاحب نے اس واقعہ کی اطلاع دی اُس نے دل سے اعتراف کیا اور زان بعد اہل اللہ کے تصرف وکرامت مین کبہی شک نہین کیا ۔

ایک دفعہ محمد مظفر نامی شخص نے شیخ کو ایک خط لکہا اور ایک شخص کی معرفت روانہ خدمت کیا اُس مین لکہا تہا کہ حامل رقیمہ اولیاء اللہ کی توجہ وتاثیر کا منکر ہو اگر آپ نظر خاص سے اس پر متوجہ ہونگے تو قوی اُمید ہو کہ یہ راہ راست پر آجائے گا شیخ نے خط کا مطالعہ کرتے ہی ایک سرسری نظر سے اُسے دیکہا فوراً بیہوش ہو گیا اور غیبت کلی حاصل ہوئی ۔ ہوش مین آنے کے بعد اپنے عقیدہ فاسد سے توبہ کی اور سخت نادم وپشیمان ہوا ۔

شیخ کی کرامت

شیخ عبدالاحد سہرندی کی مجلس مین اکثر اوقات علمی چہیڑ چہاڑ رہا کرتی تہی اور اہل اللہ کے تصرفات و کرامات کا ذکر ہوا کرتا تہا ایک دن ایک شخص بول اُٹہا کہ اس زمانہ مین میری نظر مین تو کوئی صاحب کرامت گزرا ہی نہین شیخ عبدالاحد نے اُسکے عقیدہ کی درستی کے لئے سات روپے اُسکے سامنے رکہے اور فرمایا دیکہو یہ سات روپے مین نے شیخ عبدالرحیم کے نذرانہ کیلئے رکہے ہین لیکن جب وہ تشریف لائینگے تو مین

صرف پانچ روپے پیش کرونگا اسپر دیکھو وہ کیا کہتے ہین اسکے بعد شیخ عبدالاحد نے ایک شخص کو شیخ کی خدمت مین بھیجا کہ انہین ہمراہ لے آئے چنانچہ جب شیخ تشریف لائے تو پانچ روپے نذر کیے گئے اور ساتھ ہی کہا گیا کہ یہ آپکا نذرانہ ہو براہ عنایت قبول فرمائین شیخ نے مسکرا کر فرمایا کہ میرا نذرانہ تو سات روپے ہین پانچ کیون دیے جاتے ہین چنانچہ شیخ عبدالاحد نے دو روپے اور ان مین شامل کر دیے نذان بعد شیخ نے ہنسی سے فرمایا کہ اس امتحان کا کفارہ بھی دلوا دیجئے شیخ عبدالاحد نے ان مین دو روپے اور اضافہ کیے اور بمنت عرض کیا کہ اس سے میری غرض آپکا امتحان لینا نہ تہا بلکہ اس شخص کے عقیدہ کی اصلاح منظور تہی چنانچہ وہ شخص شرمندہ ہوکر چپ ہو رہا اور اہل اللہ کی کرامت کا قائل ہو گیا۔

جب اورنگ زیب دنیا سے کوچ کر گیا اور اسکی اولاد مین باہمی خانہ جنگیان پہوٹ نکلین اور محمد معظم نے بہائی محمد معظم پر ایک خونخوار لشکر کے ساتھ اکبر آباد پر حملہ آور ہوا تو بعض لوگون نے شیخ سے دریافت کیا کہ ان دونون مین کسے فتح نصیب ہوگی فرمایا مین دیکھتا ہون کہ کہی سات بندوقین محمد اعظم پر چہپائی ہوئی مین بہلا اس صورت مین محمد اعظم کس طرح جانبر ہو سکتا ہو چنانچہ اس جنگ کا خاتمہ محمد اعظم کے قتل پر ہوا۔

اسیطرح جب معز الدین تخت پر جلوس فرما ہوا اور فرخ سیر نے پورب کی طرف سے خروج کیا تو معز الدین سخت متوحش اور بیچین ہوکر بیسیون درویشون کی خدمت مین حاضر ہوا اور فتح کی بشارت و دعا کی درخواست کی اسی اثنا مین کسی نے شیخ سے بہی نقل کیا کہ معز الدین بادشاہ خدمت اقدس مین حاضر ہونا چاہتا ہی فرمایا ہمارا یہان آنا مناسب نہین ہی کیونکہ اگر مین نفس الامری واقعہ بیان کرون گا تو سخت ناخوش و بددل ہوگا اور اگر اُسکے خوش کرنے کیلئے جہوٹ بولونگا تو فقیرون کی شان کیلئے جہوٹ بولنا اور نفس الامری بات کو چہپانا ہرگز زیبا نہین۔ چنانچہ جب معز الدین اور فرخ سیر کا مقابلہ ہوا تو انجام کار فرخ سیر کو فتح نصیب ہوئی۔

ایک دفعہ شیخ کے بڑے صاحبزادے صلاح الدین کسی مہلک اور خطرناک مرض مین مبتلا ہوگئے اور بیماری نے یہانتک طول پکڑا کہ زندگی کی اُمید بالکل منقطع ہوگئی اور شیخ صاحب کو یقین ہو گیا کہ انکا جام حیات لبریز ہوکر چہلک گیا چنانچہ اس واقعہ کو خود شیخ صاحب یون بیان کرتے ہین کہ جب مین نے دیکھا کہ صلاح الدین کی زندگی کی رگ کٹ چکی تو لوگون کو کفن خرید کرلانے اور قبر تیار کرنے کا حکم دیا لیکن اسکے ساتھ ہی فوراً میرے دل مین ایک جوش اُٹہا اور ایک تنہا گوشہ مین بیٹھکر دست بدعا ہوا جب میری الحاح و عاجزی حد سے متجاوز ہوگئی تو ایک فرشتہ حاضر ہوا اور صلاح الدین کے حیات و صحت کی بشارت دی اسی اثنا مین شیخ

شیخ صلاح الدین کو چھینک آئی اور کروٹ بدلکر کھڑے ہوگئے ایک صاحب دعوت شخص روم سے
ایران میں اور ایران سے ہندوستان میں آیا جسے عبداللہ چلپی کہکر پکارتے تھے اور جسکے عجیب و
غریب مشاہدات لوگوں سے محسوس کئے گئے تھے اُسکی انسبت ایک یہ بات بھی مشہور تھی کہ پورے چالیس روز
بے آب و دانہ حجرہ میں معتکف رہتا ہے لوگ حجرے کا دروازہ بند کردیتے ہیں اور چالیس دن بعد صحیح
سالم نکل آتا ہے یہ بھی سنا جاتا تھا کہ اندہیرے میں بیٹھ کر قرآن مجید لکھتا اکثر ایسا ہوتا کہ زمین میں گھس
جاتا اور جہاں چاہتا نکل آتا رفتہ رفتہ لوگوں مین اُسکی یہ باتین مشہور ہوگئین اور وہ اولیاء اللہ اور
کرامتیوں کے زمرہ مین شمار کیا جانے لگا شیخ صاحب فرماتے ہین کہ اُسکے یہ کمالات و فضائل سُنکر میرے
دل میں بڑی اشتیاق ملاقات کی آگ بہڑک اُٹھی اور اُس سے ملنے کے لئے روانہ ہوا ان دنون عبداللہ
چلپی بادشاہ سے مخفی ہوکر ایرانیوں کے مکان پر قیام پذیر تہا یہت اُنھیے ایرانی روافض کا سامنا کرنا پڑا
او متنازعہ فیہ مسائل میں چھیڑ چھاڑ شروع ہوگئی اگرچہ مین اُن جہلاء کو منہ لگانا نہین چاہتا اور اُن سے
مناظرہ کرنا خلاف شان سمجھتا تھا لیکن انفاق سے مجھین اور اُن مین مناظرہ شروع ہوگیا اور چونکہ مین نے
اپنے تئین ابتدا اُسنی ظاہر نہین کیا تہا بلکہ دریافت کرنے پر اپنا مذہب خذ ما صفا ودع ما کدر بتایا تہا
اسلئے وہ چنداں تعصب سے پیش نہ آئے - مناظرہ شروع ہونے سے پیشتر بارہ مسئلے متعین ہوگئے
جنہین مین نے ترتیب وار ایک ایک مسئلہ کرکے بیان کیا اور برہانی و خطابی دلائل سے برابر الزامی جوابات
دیتا رہا سب ملزم ہوئے اور کسیکو محل انکار نہین رہا - آخر کار سب متفق ہوکر بول اُٹھے انصاف یہ ہے کہ جس پہلو
پر آپ نے ان مسائل کی توضیح کی ہے ہمین اُسمین دم مارنے کی گنجائش نہین ہے آپ کی تقریر مین اس بلا کا
جادو ہے جسکا اثر ہمارے دلون مین برقی قوت بنکر دوڑ گیا ہے اور ہم ذرا بھی تاب جواب نہین رکھتے -
الغرض جب اس مناظرہ کا خاتمہ ہوگیا تو مین نے عبداللہ سے ملاقات کی لیکن سچ پوچھئے تو میری نگاہ
عبداللہ کے استقبال کو جسطرح بڑی بیتابی کے شوق سے بڑہی تہی اُسکی صورت دیکھکر اُس سے زیادہ نفرت
و بدمزگی کے ساتھ ہٹی کیونکہ مین نے ایک ہی نظر مین معلوم کرلیا کہ وہ اولیاء اللہ کے طریق سے بالکل بے بہرہ
ہے چنانچہ مین نے اُسکی تعظیم سے پہلوتہی کی اور نہایت مکدر ہوکر واپس آنے لگا میرے چہرہ کا یہ فوری
تغیر دیکھکر ایک ایرانی بولا یہ کیا وجہ ہے کہ جس شوق ذوق سے آپ عبداللہ کی ملاقات کو تشریف لائے
تھے اُس سے زیادہ آپنے اُسے دیکھکر اعراض و پہلوتہی کی مین نے جواب دیا کہ میں عبداللہ کو ولی خیال

کرتا تھا لیکن دیکھنے سے معلوم ہوا کہ ولی نہیں ہی بلکہ صاحب دعوت ہی عبداللہ نے جب میری یہ
تقریر سُنی تو کہنے لگا انصاف یہی ہی جو شیخ صاحب فرماتے ہین زان بعد عبداللہ نے دعاء سیفی پڑھنی
شروع کی اور پڑہتے پڑہتے ایک ایسے موقع پر پُہنچا جہان اگرچہ بلحاظ قواعد نحویہ اعراب مین دو وجہ
کا احتمال تھا لیکن باعتبار وجدان صرف ایک ہی وجہ متعین تھی اور عبداللہ نے دوسری وجہ کو اختیار کیا تھا
اِس پر مین بول اُٹھا کہ عبداللہ! تم نے اعراب مین غلطی کی ہی اِس کے جواب مین اُس نے زور سے کہا
کہ نہین مین نے غلطی نہین کی بلکہ غلطی پر تم ہو اس باب مین مناظرہ شروع ہوگیا اور دعاء سیفی کے وہ نسخے
فراہم کئے گئے جو اُستادون سے پُہنچے تھے اتفاق کی بات ہی کہ مختلف اُستادون کے بارہ نسخون مین عبداللہ ہی کے
مطابق نکلا لیکن تیرھوان نسخہ جو شیخ احمد جام کے تبرکات مین سے تھا اور جو سب نسخون سے زیادہ معتبر
و مستند تسلیم کیا جاتا تھا بعض امرا کے کتب خانہ سے تلاش کر کے موجود کیا گیا اُس مین وہی لکھا تھا جیسا
کہ مین کہتا تھا۔ عبداللہ نے اعتراف کیا اور اس تلاش و تتبع پر عش عش کرنے لگا زان بعد یار انیون کی طرف
متوجہ ہو کر کہنے لگا تم جانتے ہو کہ مین نے اِس بارہ مین اسقدر موشگافی اور چھان بین کیون کی؟ اِس وجہ سے
کہ جب مین اِس مقام پر پُہنچتا تھا تو ایک ظلمت خیز تاریکی دیکھتا تھا۔ انجام کار عبداللہ چلپی نے شیخ کی ارادت
کا حلقہ کان مین ڈالا اور آپ سے بیعت کر کے طریقۂ قادریہ مین داخل ہو گیا۔

شاہ ولی اللہ صاحب کا بیان ہی کہ شیخ صاحب اِس فقیر کو عجیب و غریب معارف کی تعلیم کیا کرتے تھے ایک
دن کا ذکر ہی کہ آپنے حدیث اتقوا فراستہ المومن فانہ ینظر بنور اللہ تعالیٰ کی تفصیل و توضیح فرمائی اور
اسکی شرح مین دو قصے نقل کئے ایک شیخ رفیع الدین صاحب کی فراستہ کا قصہ دوسری اپنی فراستہ کا واقعہ آپ
فرمانے لگے کہ ایکدفعہ ایک فقیر وضع شخص سر سے پاؤن تک برقع مین لپٹا ہوا آیا جو نہایت سوز و گداز سے
ہر وقت و ہر لحظہ عاشقانہ اشعار پڑہتا اور گریہ و زاری کیا کرتا تھا مجھسے بیعت کرنی چاہی اور قیام کے لئے ایک گوشہ
کی درخواست کی مگر مین نے اُس سے طبعی نفرت اور بے توجہی ظاہر کی جب وہ باہر چلا گیا تو مین نے حاضرین
کو متنبہ کیا کہ یہ ایک نہایت زہریلا سانپ ہے تا بامکان اس سے محترز و مجتنب رہنا چاہیئے لیکن حاضرین نے
میری اِس تقریر کو رغبت کے کانون سے نہین سنا اور دل مین انکار کیا۔ مگر تھوڑی مدت نہ گذری تھی
کہ وہی شخص عورت کا روپ بھر کر عاقل خان کے گھر مین خیرات کی تقریب مین گھس گیا (عاقل خان اُس
زمانہ مین دہلی کا صوبہ اور عالمگیری دربار کا ایک معزز و ممتاز گورنر تھا) جب وہان سے پلٹ کر آنے لگا تو دربان

شیخ کی قبولیت

نے اُس کی ہیئت رفتار کو نگاہ تعجب سے دیکھا اور دلمیں یہ خیال کرکے کہ عورتوں کی رفتار سے اسکی رفتار بالکل جدا ہے درپے تجسس ہوا اور جب حقیقت امر واضح ہوا تو گرفتار کر لیا گیا استفسار کے بعد معلوم ہوا کہ کسی شریف عورت کو ورغلا کر بھگا لایا تھا اور اسکی برقع پوشی اور گوشہ نشینی کی علت غائی یہی تھی۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بارش بند ہو گئی اور قحط سالی کے آثار تمام اطراف میں چھا گئے عام لوگوں میں ایک طرح کی بےچینی پھیل گئی اور جب بیقراری حد اعتدال سے بڑھ گئی تو شیخ کی خدمت میں رجوع کرکے دعا کے خواستگار ہوئے شیخ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ دعا کا ہنوز خاتمہ بھی نہ ہوا تھا کہ ایک گھرا ابر نمودار ہوا اور خفیف سی ترشح ہونے لگی زاں بعد شیخ نے فرمایا کہ کثرت بارش ہماری خام اور کچی دیواروں کی پوشش پر موقوف ہے غیبی تدبیر ہمارے مکان کی دیواروں کے ڈھانے اور مسمار کرنے سے احتراز کرتی ہے آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ لوگوں نے ایک عماجلانہ حرکت کے ساتھ بانس اور گھانس فراہم کر دی اور شیخ کے مکان کی دیواروں کو گھانس سے پاٹ دیا پھر جو موسلادھار پانی پڑنا شروع ہوا تو تمام خشک چشمے اور سوکھی نہریں اُبل پڑیں اور ایک مدت تک لوگوں کو بارش کی حاجت نہیں رہی۔

شیخ پر لوگوں کا حسد

ادنےٰ سے اعلےٰ درجہ تک کے لوگوں کو یہ بات تسلیم ہے کہ دنیا میں کوئی کیسا ہی صاحب اقبال و تارک دنیا بے تعلق کیوں نہ ہو لیکن یہ ممکن نہیں کہ وہ تمام ملک و قوم کو راضی کر سکے شیخ کے فضل و کمال کا ستارہ جب عروج پر پہنچا اور آپکے کشف و کرامات کا چرچا گھر گھر پھیل گیا تو آپکے اقبال اور رواج حشم کو دیکھکر بعض لوگ حاسد و دشمن پیدا ہو گئے تھے لیکن اس کے ساتھ ہی خدا کا فضل و کرم ہر وقت آپکے شامل حال رہا اور کسی دشمن کا مکر و فریب ذرا چل نہ سکا چنانچہ خود شیخ صاحب اس قسم کے چند واقعات اپنی قلم مبارک سے تحریر فرماتے ہیں آپ لکھتے ہیں کہ جب میں ابتدائی زمانہ کے مرحلے طے کر رہا تھا تو اُس وقت یہ کیفیت تھی کہ جس پر نگاہ قبول سے دیکھتا تھا وہ مجھپر فریفتہ و شیدا ہو جاتا تھا اسی وجہ سے میں کسی کی طرف التفات نکرتا تھا اور محمد فاضل کے بالاخانہ پر تنہا جا بیٹھتا تھا جب لوگوں کی آمد و رفت کا وقت ہوتا تو میں ایک چادر سے اپنے تمام جسم کو چھپا لیتا۔ اتفاقاً ایک روز ہدایت اللہ بیگ اُس قرابت کی وجہ سے جو ان دونوں میں متحقق تھی آیا اور میرا اُسکا سامنا ہو گیا مجھے دیکھتے ہی فریفتہ ہو گیا اور بیعت کی استدعا کی چونکہ میں نے پہلے سے سن رکھا تھا کہ وہ ایک نقشبندی عزیز کے ساتھ ربط بیعت رکھتا ہے اس لئے میں نے کہا کہ تمام فقرا تن واحد کے منزلے میں ہیں اور جب یہ ہے تو اُسی عزیز کا حق مقدم ہے جس سے تم پہلے بیعت کر چکے ہو لیکن جب اُس نے انتہا سے زیادہ مبالغہ کیا اور اسکی فریفتگی و شیفتگی سے حد تجاوز ہو گئی تو مجبوراً

مین نے اُس سے بیعت لیلی اور ساتھ ہی یہ بھی کہدیا کہ اُس عزیز کی خدمت میں قصور نکرنا اور تا بامکان
اس جدید بیعت کا اظہار نہ کرنا مگر شدہ شدہ اُس عزیز کے کان تک یہ خبر پہنچ گئی غصہ میں جھلا اُٹھا اور
ہدایت اللہ بیگ کی معرفت مجھے کہلا بھیجا کہ ابھی تمہاری جوانی کا زمانہ ہے اور تم طلب کا درجہ رکھتے ہو نہ ارشاد کا میں نے اُسکے
جواب میں کہلا بھیجا کہ فطرت کی بخششیں اور حق تعالی کے عطیے کبر سنی پر موقوف نہیں ہیں نیز بقول ایک فلسفی کے بزرگی بعقل است
نہ بسال " فضیلت و بزرگی کا تاج اُسی سر پر منحصر نہیں ہے جو عمر میں بڑا ہو۔ جب میرا یہ پیام سنا تو غصے میں سرخ ہو گیا اور دوبارہ کہلا
بھیجا کہ میرے انتقام سے غفلت میں نہ رہنا چاہئیے میں نے کہا لا یحیق المکر السیئ الا باھلہ تم جو کر سکتے ہو کر گذرو انشاء اللہ اُسکا وبال
تم ہی پر پڑیگا چنانچہ اُسنے میری ایذا پر کمر ہمت باندھی اور میں بھی رافعت میں مشغول ہوا نوبت یہانتک
پہنچی کہ اُس عزیز کو ظاہر ہوا کہ سینہ میں خنجر لگا اور جام حیات لبریز ہو گیا۔ آدھی رات کا وقت تھا کہ اُسنے
ہدایت اللہ بیگ کو بلا کر معذرت کی اور نیازمندی ظاہر کر کے کہا یہ تو مجھے یقینی طور پر معلوم ہو گیا ہے کہ اب میں
کسی طرح جانبر نہین ہو سکونگا لیکن میں چاہتا ہون کہ شیخ میرے ایمان کو تباہ و برباد نکریں مین نے کہا
اگر تم میری ایذا کے درپے نہوتے اور اس بارہ مین پہل نکرتے تو یہانتک نوبت کیون پہنچتی الحمدللہ کہ
تمہارے ایمان مین کسی قسم کا ضرر رجوع نکریگا چنانچہ اُسی شب کو وہ عزیز عالم آخرت کی طرف کوچ کر گیا۔
شیخ صاحب فرماتے ہیں ایک دفعہ میرے اہل محلہ نے مجھپر جادو کیا ایک رات کوئیں جائے ضرور گیا دیکھتا
ہوں کہ ایک شخص جوگی کا روپ بھرے ہوئے کھڑا ہے میں چند قدم اُسکی طرف بڑھا اور پاؤں سے جوتا
اُتار کر خوب پیٹا فوراً ایک دھوان ظاہر ہوا اور دیکھتے دیکھتے غائب ہو گیا ایک اور مرتبہ مخالفوں نے سحر کر کے
اپنا ولی بخار نکالنا چاہا میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک آگ کا پتلا آتشین گھوڑے پر سوار اور آتشین نیزہ ہاتھ
میں لئے ہوئے مجھپر بلا آتا ہے اسی حالت میں میںنے ایک نرسر کا ٹکڑا ہاتھ میں لیا اور قرآن کی کوئی سورت
پڑھکر پہیا کا نہ اُسپر حملہ کیا نرسر کی ضرب کہاتے ہی سوار نیز اُسکا گھوڑا و نیزہ پہکا ہوا کوئلہ ہو کر گر پڑا صبح کو محمدی
شیخ ابوالرضا محمد کے سامنے میں اس واقعہ کو بیان کر رہا تھا کہ ایک بلی کا بچہ میرے سامنے سے گذرا جون ہی
میں نے اُسپر ہاتھ رکھا فوراً ایک جبت کی جبت کے ساتھ ہی اُسکے مُنہ سے خون بہنے لگا اور موت کے گھونٹ
پیکر راہ فنا پر گامزن ہوا۔ ایک اور مرتبہ لوگوں نے مجھپر سحر کیا جسکی وجہ سے سخت بیمار ہو گیا ہر چند کہ علاج کیا گیا
اور ازالہ مرض کی تدبیریں پے درپے کی گئیں لیکن کوئی تدبیر موثر نہ پڑی اسی اثنا مین مین نے خواب مین دیکھا
کہ ایک بزرگ کھڑے فرمارہے ہیں کہ تمپر سحر کیا گیا ہے قرآن کی فلاں فلاں آیتیں پڑھو۔ ایک دفعہ حاسدوں نے

مجھپر ایک طوفان اُٹھایا اور قاضی کی عدالت مین جا استغاثہ دائر کیا طلبی کی بعد مجھے بھی عدالت میں
جانا پڑا خدا کی قدرت کہ گواہون کے منہ کالے پڑ گئے اور زبانیں گنگ ہو گئیں۔ بھری عدالت میں
اُنکی دروغگوئی ظاہر ہوئی اور مدعی سخت شرمندہ ہوئے ہرچند کہ قاضی نے اُنکی تشہیر کرنی چاہی لیکن
میں نے اصرار کیا کہ ان کے لئے یہی فضیحت و ذلت کافی ہے۔

اثر صحبت

# شیخ کی صحبت کا اثر

شیخ کے علمی کمال کا پایہ اس قدر رفیع و اعلی تھا کہ جو شخص آپ کی خدمت مین دلی عقیدتمندی کے ساتھ صحبت
رکھتا تھا اُسمین ایک ایسا عجیب و غریب اثر سرایت کر جاتا تھا جس کے نظیر سے بڑے بڑے کاملین کے حلقے
خالی ہوتے تھے اور بعض بعض آپ کے صحبت یافتہ ایسے مقتدر و معزز تھے جو خود کاملین وقت اور مجتہدین
فن مین شمار کئے جاتے تھے۔ محمد فاضل کی لڑکی جسکا نام شریفہ تھا اور جس نے باوجود صغر سنی کے شیخ
کی انعکاسی شعاع کو قبول کر لیا تھا اُسپر بہت سے امور منکشف ہو گئے تھے اور اپنے عہد میں ولیہ و صدیقہ
کے ممتاز القاب سے پکاری جاتی تھی اُسکے کشف کی یہ حالت تھی کہ ایک رات واجب الاحترام شیخ تسبیح
ہاتھ مین لئے ہوئے محمد فاضل کے مکان کی طرف تشریف لئے جاتے تھے اتفاق سے تسبیح آپ کے ہاتھ
سے گر پڑی جب آپ مکان مین تشریف لائے تو شریفہ بولی مجھے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ کی تسبیح فلان مقام
پر پڑی ہوئی ہے لوگون نے جب اُس مقام کو شمع سے دیکھا تو حقیقت مین تسبیح اسیجگہ پڑی ہوئی تھی۔
ایکدن شریفہ گھر مین موجود تھی کہ دفعۃً کہنے لگی شیخ ہمارے مکان پر آتے ہین اور اسوقت آپ کو فلان کھانے
کی طرف رغبت ہے گھر والون نے شریفہ کا بتایا ہوا کھانا طیار کیا چنانچہ شیخ تشریف لائے اور اُسی کھانے کی
رغبت ظاہر فرمائی۔ ایک اور دفعہ کا ذکر ہے کہ شریفہ اپنے گھر مین بیٹھی تھی اور اتفاق سے شیخ بھی وہین تشریف
رکھتے تھی شیخ سے متوجہ ہو کر بولی کہ شیخ فتح محمد نے ہمارے مکان کی طرف توجہ مبذول فرمائی ہے تھوڑی دیر
کے بعد اسوقت شیخ فتح محمد ایک شخص سے باتین کرنے کھڑے ہو گئے ہین اور ایسے مقام پر کھڑے
ہوئے ہین کہ خود تو دھوپ مین ہین اور وہ شخص سایہ مین نان بعد بولی کہ شیخ نے بازار سے تین نارنگیان
خریدی ہین دو اپنے لڑکون کے واسطے اور ایک آپ کے لئے پھر کہا اب شیخ کی نیت بدل گئی ہے کیونکہ دو
نارنگیان تو آپ کے لئے مقرر کی ہین اور ایک دونون فرزندون کے واسطے۔ اس کے بعد کہا اب شیخ ہمارے

دروازہ پر آکھڑے ہوئے ہیں چنانچہ جب شیخ فتح محمد سے یہ تمام باتیں دریافت کی گئیں تو انھوں نے سب بے کم و کاست ویسی ہی بیان کیں جس طرح شریفہ نے کہا تھا۔

محمد غوث پھلتی کا بیان ہی کہ ایک دن شیخ حجرہ میں تنہا سوتے تھے میں آپ کی زیارت کے لئے گیا لیکن آپکے بعض مخلص و بے ریا معتقدین نے مجھے اندر جانیسے منع کیا اور کہا شیخ آرام میں ہیں اسوقت حجرہ میں جانے کی اجازت نہیں ہی۔ میں مجبور ہوکر دروازہ پر ٹھہر گیا اسی اثنا میں حجرہ کے اندر سے ایک روشنی کی آواز میرے کان میں پہنچی جس نے مجھے سخت بیچین کردیا اور میں ایک بے اختیارانہ جوش کے ساتھ بغیر اجازت حجرہ میں گھس گیا حجرہ کے اندر قدم رکھتے ہی بہت سی غیبی چیزیں مجھ پر منکشف ہوگئیں اور ان دیکھی چیزوں کو نظروں کے سامنے پانے لگا منجملہ اُن کے ایک یہ کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ فرہاد خاں باشندہ حسین پور شیخ کی زیارت کے قصد سے آرہا ہی الغرض جب میں شیخ کے قریب پہنچا تو آپنے پاؤں مبارک میری طرف پھیلادئے اور میں آہستہ آہستہ پاؤں دبانے میں مشغول ہوا اُس وقت میرے دل میں یہ کھٹکا پیدا ہوا کہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اولیاء اللہ کا ایک دوسرا جمال ہوتا ہی جو عوام اشخاص کی نظروں سے مستور و مخفی رہا کرتا ہی وہ جمال کیسا ہوتا ہی اب جو میں آنکھ اُٹھاکر دیکھتا ہوں تو شیخ کے چہرہ مبارک سے ایک حجاب آہستہ آہستہ اُٹھتا جاتا ہی گویا ایک ابر کا ٹکڑا بدر کامل کے حلقہ سے علیحدہ اور جدا ہوتا جاتا ہی یہاں تک کہ جب وہ پردہ ذقن مبارک تک مرتفع ہوگیا تو ایک ایسی آنکھوں میں خیرگی اور چکاچوند پیدا کردینے والی روشنی ظاہر ہوئی کہ میں بیہوش ہوکر گرنے لگا شیخ صاحب میری یہ حالت دیکھکر فوراً اُٹھ بیٹھے اور وضو کرنے میں مصروف ہوگئے میں یہ تمام واقعہ عرض کرنے کی غرض سے آپکے پاس گیا فرمایا بیان کرنے کی کچھ حاجت نہیں فرہاد خاں ابھی آیا چاہتا ہی چنانچہ تھوڑے عرصہ کے بعد فرہاد خاں خدمت شیخ میں مشرف و ممتاز ہوا۔

## شیخ کے ملفوظات

چونکہ اب شیخ کے علمی کارناموں کا خاتمہ ہی اس لئے یہاں آپکے بعض حکیمانہ اقوال اور دلآویز فقرے نقل کئے جاتے ہیں جن سے شیخ کی بیدار مغزی اور فضل و کمال اور مختلف خیالات کا اندازہ ہو سکتا ہی۔

جناب شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ والد بزرگوار اِس فقیر کو مجلس صحبت میں اکثر اوقات حکمت عملی اور آداب معاملہ کے متعلق بہت کچھ تعلیم فرمایا کرتے تھے اُن میں سے جس قدر باتیں فقیر کو محفوظ ہیں معرض بیان میں لاتا ہے

(۱) آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجلس میں کبھی کسی قوم کو برائی سے یاد نہ کرو مثلاً یون نہ کہو کہ اہل یورپ ایسے ہیں اور باشندہ پنجاب اس قسم کے ہیں فلان ایسے اور مغل ویسے ہیں کیونکہ ممکن ہے کہ کوئی شخص اُس قوم کا مجلس میں موجود ہو اور اپنی قوم کی برائی سُن کر اس کی حمیت کی رگ حرکت میں آئے اور صحبت درہم وبرہم ہو جائے۔

(۲) عام مجلس میں جمہور کے مخالف ہرگز کوئی بات زبان پر نہ لاؤ گو فی نفسہ صحیح اور درست ہی کیوں نہ ہو اس لئے کہ عام لوگ جب اُسے انکار کے کانوں سے سُنیں گے تو ضرور ہی بد دل ہونگے اور صحبت منغص وپریشان ہو جائے گی۔

(۳) اگر تمہیں کسی شخص کی طرف کوئی ضرورت پڑے تو اول اُس کے سامنے ایک شائستہ اور معنی خیز تمہید پیش کرو اور حاجت طلبی میں نہایت سہولت وتدریج سے کام لو یہ نہیں کہ پتھر کی طرح بات کو پھینک مارو اور موقع ومحل نہ دیکھکر بات کو ضائع وبرباد کردو۔

(۴) مرد کو وہ لباس وعادت اختیار کرنا چاہیئے جو اُس کی صفت کمال کا نمونہ ہو مثلاً جو شخص دانشمند ہو اُسے چاہیئے کہ دانشمندوں جیسا لباس زیب جسم کرے اور دانشمندانہ طریقہ سے زندگی بسر کرے اور جو شخص فقیر ہو اُسے فقیرانہ لباس سے تن پوشی کرنا چاہیے اور فقیرانہ زندگی بسر کرنا مناسب ہے۔

(۵) جب بزرگ اور معزز لوگوں سے ہمکلام ہو تو بیچدار اور مختصر تقریر نہ کرو بلکہ جہان تک ہو سکے صاف صاف لفظوں میں توضیح مطلب کرو اور اُس کے ساتھ ہی کسی قدر آواز بھی بلند واونچی کرو کیونکہ مغلق اور پیچیدہ باتیں بزرگوں کے سامنے پیش کرنا نہایت گستاخی وبے ادبی ہے۔

(۶) مریض کی عیادت سے بڑا مقصود اُسکی رضامندی ہے نہ صرف کیفیت مزاج کی اطلاع۔ یہی کیفیت تعزیت اور سفارش کی سمجھنا چاہیئے پس جوان تمام باتوں کو بجالایا اور صاحب معاملہ کو اپنی محنت پر مطلع نہیں کیا گویا اُس نے اپنی محنت کو ضایع وبرباد کر ڈالا۔

(۷) جب شیخ صاحب یاروں کو رخصت کرتے تو محل وصیت اور مقام تودیع پر یہ بیت اکثر پڑھا کرتے

آسایش دو گیتی تفسیر این دو حرف است　　　با دوستان تلطف با دشمنان مدارا

(۸) جو لوگ قدر ومنزلت میں تم سے کم درجہ رکھتے ہیں اگر وہ تمہیں ابتداً سلام کریں تو اسے خداوندی نعمتوں میں سے ایک نعمت شمار کرو اور اسکا شکریہ بجالاؤ اُنسے نہایت خندہ پیشانی اور ہنس مکھ چہرہ سے

ملاقات کرو اور جوش مسرت کے ساتھ مزاج پرسی کرو کس لئے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اس قسم کے لوگ ادنے التفات سے جسکی وقعت وقدر تمہاری نگاہ میں کچھ بھی نہیں ہوتی حد سے زیادہ خوش ہو جاتے اور قدر وقعت سے دیکھتے ہیں اور اگر تمہاری طرف سے بے التفاتی دیکھتے ہیں تو محزون وغمگین ہو جاتے ہیں ۔

صد ملک دل بہ نیم نگہ میتوان خرید خوبان درین معاملہ تقصیر میکنند

(۹) بعض آشنا ذاتی محبت رکھتے ہین کہ اگر تمہاری محبت تدریجاً اُنکے دل ہین مستقر ہوتی ہے تو پھر کسی حال میں کیا خوشی و فراخی کے زمانہ مین اور کیا تنگی وسختی کے وقت مین کبھی اُن کے دل سے نہین جاتی ایسے لوگوں کی محبت بہت غنیمت شمار کرنا اور اُنہیں پیارے فرزندوں سے بھی عزیز تر رکھنا چاہیئے اور بعض آشنا اس قسم کے ہوتے ہیں جنکی آشنائی کا سبب ظہور فضیلت کا نشان ہوتا ہے اور وہ کسی نہ کسی حاجت کی وجہ سے تمہارے آشنا بنجاتے ہین تمہین ہر شخص کو جاننا اور ہر ایک کو اُسکی منزلت وقدر میں رکھنا چاہیئے اور کسی اُسکے مرتبہ سے بڑھکر اعتماد کرنا ہرگز مناسب نہیں ۔

(۱۰) عقلا و حکما کا کام نہیں ہے کہ کسی کام میں صرف استیفائے لذت مقصود ہو بلکہ چاہیئے کہ اُسکے ضمن میں دفع حاجت یا اقامت فضیلت یا ادا سنت واقع ہو ۔

(۱۱) بات کرنے رستہ چلنے نشست وبرخاست کرنے میں طاقتوروں کی رسم اور اُنکی عادات استعمال مین لاؤ اگرچہ فی نفسہ ضعیف و ناتوان کیوں نہو اور اگر اتفاقیہ کوئی عیب یا خیانت تم سے ظہور مین آئے تو اُسکے پوشیدہ کرنے مین انتہا سے زیادہ کوشش کرو اور تابہ امکان شرمندہ وخجل رہو بلکہ اپنے تئین صفت مقابل پر بہ تکلف مستعد و آمادہ کرو تاکہ نفس اُس سے خوگیر نہ ہو ۔

(۱۲) ایک مرتبہ کسی شخص نے مخدومی شیخ ابوالرضا محمد قدس سرہٗ کی خدمت میں ایک خط لکھا جس میں تحریر تھا کہ خدا تعالیٰ کا رستہ کیونکر طے کرنا چاہیئے اور کیمیا کا حقیقت مین وجود ہے کہ نہین شیخ ابوالرضا محمد نے یہ خط جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کے حوالہ کردیا آپ نے اُسکے جواب مین لکھا اِذَا انْزَوَجَتِ الْاَجْسَادُ تَجَسَّدَتِ الْاَرْوَاحُ حَصَلَ الْمَقْصُوْدُ ۔

(۱۳) ایک دفعہ شیخ کے ایک مخلص و بے ریا معتقد نے سوال کیا کہ ابناء روزگار مین کسطرح زندگی بسر کرنا چاہیئے فرمایا کن فی الناس کاحد من الناس پھر اُسنے دریافت کیا کہ حضرت حق تک پہنچنے کا کیا طریقہ ہے فرمایا رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ

(۱۴) ایک مرتبہ آپ سفر مین تھے اور ہمراہی لوگ نوبت بہ نوبت بہلی پر سوار ہوتے چلے جاتے تھے۔ اسی اثنا مین بعض لوگ ایسے بھی تھے جو اپنی باری سے زیادہ سوار ہوتے شیخ صاحب نے اُن لوگون سے متوجہ ہوکر فرمایا جو بہلی مین سوار تھے کہ آیہ اعدلوا ھو اقرب للتقوی کون سے سیپارہ مین ہی شیخ بدر الحق فوراً اس رمز کو تاڑ گئے اور بہلی سے نیچے اُتر کر کہنے لگے کہ حضرت یعضدون کا پارہ اس آیت کے بعد ہے

(۱۵) شیخ امان اللہ جب کابل کی طرف متوجہ ہونے لگے تو جناب شیخ صاحب سے رخصت ہونے آئے اور دعا کے مستدعی ہوئے فرمایا جس مقام مین قیام پذیر ہو اہل اللہ کے کھوج مین لگے رہو اور جس سالک و مجذوب سے اس معنی کی بو سونگھو اُسکی صحبت کو مغتنم سمجھو چنانچہ شیخ امان اللہ کابل کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ کے فرمان کے بموجب اولیاء اللہ کی تلاش مین رہے لیکن جب واپس آئے تو شیخ کے سامنے کھڑے ہوکر یہ بیت باواز بلند پڑھی ؎ آفاق راگردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام + بسیار خوبان دیدہ ام اما تو چیزے دیگری

(۱۶) شیخ اکثر اوقات فرمایا کرتے تھے کہ ہر شخص نے اپنی استعداد کے مطابق مسئلہ معیت سے حظ اُٹھایا اور اپنے ذوق کے مطابق اُس سے حصۂ خاص لیا ہے جو گروہ اس بات کا معتقد ہے کہ خدا تعالی اپنے علم و قدرت سمع و بصر کے ساتھ سب کو محیط ہے اُنکی دلیل یہ ہے ما یکون من نجوی ثلثة الا ھو رابعھم ولا خمسة الا ھو سادسھم الخ ایک فریق کا اِس پر اعتقاد ہے کہ ہر فعل و انفعال اور ہر حرکت و صفت جو عالم مین ظہور پذیر ہے سب حق تعالی کی طرف سے ہے اُسکی دلیل ایک تو یہ آیت ہے قل کل من عند اللہ دوسری یہ آیت وما بکم من نعمة فمن اللہ اور ایک جماعت ہمہ اوست کی قائل ہے اُن کی دلیلین یہ ہین کل شئ ھالک الا وجھہ ھو الاول والاخر والظاھر والباطن اور ایک فریق حق کو حق مین دیکھتا ہے لیکن اس مقام کی اظہار حقیقت سے عبارت محض قاصر و عاجز ہے۔

(۱۷) لوگ جانتے ہین کہ ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنا ایک نہایت دشوار و سخت بات ہے کیونکہ جس قدر اُن کے ساتھ زیادہ سلوک کیا جائے گا ہنوز تھوڑا ہے لیکن مین کہتا ہون کہ بر والدین بہت ہی سہل و آسان امر ہے کس لئے کہ والدین اپنی اُس پہلے درجہ کی شفقت و مہربانی کیوجہ سے جو اُنہین قدرتی طور پر اولاد سے ہوتی ہے ادنی درجہ کی دلجوئی سے رضا مند ہو جاتے اور تھوڑی سی چیز کو بہت شمار کرتے ہین۔

(۱۸) جب خدا تعالی کسیکو کوئی کیفیت و حالت عنایت فرمائے تو تا بہ امکان اُسکی کافی طور پر نگہداشت کرے اور اُسکی نگہداشت کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے تئین کسی چیز مین مشغول نہ کرے اور جس متبرک جگہ سے کہ یہ کیفیت

حاصل ہوئی ہے اُسے چھوڑے علی ہذا القیاس جس ہیئت پر نشست رکھتا ہے اُسے جہانتک بن سکے بدلے اور بجز اس کے تمام باتون کو یکلخت ترک کر بیٹھے جیسا کہ حافظ شیرازی کہتے ہین ؎

اینجا فنون شیخ نیرزد بہ نیم جو ۔۔۔ دل را بدست آر ہمین مشرب است بس

(۱۹) ایک مرتبہ تمباکو کی نسبت ذکر چھڑ گیا شیخ نے گو اسکی حرمت کی توضیح و تفسیر نہین فرمائی لیکن قباحت و شناعت کے بہت سے شواہد ذکر کئے منجملہ اُن کے ایک یہ قصہ نقل کیا کہ لاہور مین دو عزیز مصاحبت رکھتے تھے ایک انتہا درجہ کا فاضل اور جامع کمالات تھا نیز علوم وہبی و کسبی مین پورا پورا اقتدار رکھتا تھا لیکن تمباکو سے احتراز نکرتا تھا۔ دوسرا اگرچہ محض اَن پڑھ اور عامی درویش تھا مگر تمباکو سے ہمیشہ محترز رہتا تھا ایک رات دونون نے اپنی اپنی جگہ واقعہ مین دیکھا کہ گویا یہ درویش عامی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مقدس مین نہایت اطمینان سے بیٹھا ہوا ہے اور اُس فاضل کو مجلس نبوی مین بیٹھنے کی اجازت نہین ملتی ہی آخرکار اسی عامی نے اہل مجلس سے دریافت کیا کہ اس فاضل درویش کو مجلس مین آنے کی اجازت کیون نہین دیجاتی جواب دیا کہ چونکہ یہ شخص تمباکو پیتا ہے اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اس سے کراہت رکھتے ہین اسوجہ سے اُسکی شرکت اس مجلس مین پسند نہین فرماتے جب صبح ہوئی تو اس عامی نے بمقتضائے ہمدردی رات کے واقعہ کی تبلیغ کرنی چاہی لیکن جون ہی اُس فاضل کے گھر مین داخل ہوا دیکھا کہ وہ پُرنم آنکھون سے آنسوؤن کی ندیان بہا رہا ہے اور ایک سخت رنج والم مین بھرا بیٹھا ہے جب اس نے اس روتے اور اندوہ و غم کا سبب دریافت کیا تو وہی مجلس نبوی مین شریک ہونے کی عدم اجازت بیان کی اس نے کہا عزیز من انہین خوش ہونا چاہئے کیونکہ مین نے اہل مجلس سے اسکا سبب دریافت کر لیا ہی اور وہ تمباکو کا پینا ہے فاضل درویش نے یہ تقریر سنتے ہی حقہ اور نے کو چور چور کر ڈالا اور حقہ کشی سے توبۂ نصوح کرلی۔ آنے والی شب کو پھر دونون نے ایک ہی ساعت مین خواب دیکھا کہ گویا فاضل آنحضرت کی مجلس مین موجود ہے اور تمام لوگون سے آگے آنحضرت کے بہت ہی قریب بیٹھا ہوا ہے آپ نہایت مہربانی کے ساتھ اُسکی طرف ملتفت ہین اور بیحد عنایتین فرما رہے ہین۔

(۲۰) شیخ فرماتے ہین کہ ہمارے دوستون مین ایک عزیز گو تمباکو سے احتراز کرتا تھا لیکن مہمانون کے لئے حقہ و نے گھر مین رکھتا تھا ایک مرتبہ اُس نے خواب مین دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسکے مکان مین تشریف لائے ہین لیکن مکان مین داخل ہونے کے بعد ہی ایک نفرت و کراہت کے ساتھ مراجعت

فرمائی یہ شخص آنحضرت کی یہ نفرت دیکھکر آپ کے عقب مین دوڑا اور نفرت وکراہت کا سبب دریافت کیا فرمایا تیرے گھر مین حقہ نے چلم موجود ہے اور ہمین ان چیزون سے سخت نفرت ہے۔

(۲۱) فرماتے ہین کہ ہمارے محلہ مین ایک خیاط سکونت رکھتا تھا ایک دن مین نے ایک آدمی بھیجکر اُسے بلایا معلوم ہوا کہ وہ دفعۃً مرگیا ہے اور اُسکے متعلقین گریہ وزاری مین مصروف ہین لوگ غسل وکفن کا انتظام کر رہے ہین۔ تھوڑی دیر کے بعد مجھے جامع مسجد کی طرف جانے کا اتفاق ہوا دیکھتا ہون کہ وہی درزی بازار مین کھڑا باتین کر رہا ہے مجھے اسوقت نہ صرف تعجب بلکہ تعجب کے ساتھ سخت حیرت ہوئی اور جب اُسکا واقعہ سُنا تو اور بھی تحیر ہوا اُسنے بیان کیا کہ مین اسی محلہ کے ایک تنگ گلی مین چلا جاتا تھا کہ دیکھتا ہون کہ ڈراونی شکل کے دو آدمی نہایت غیظ وغضب مین بھرے ہوئے میری طرف بڑھے چلے آرہے تھے جنکی ہیبت ورعب میرے دل مین اسقدر بیٹھ گیا کہ سر سے پاؤن تک تھر تھر کانپنے لگا اُن مین سے ایک شخص نے آگے بڑھکر میرے اس زور سے طمانچہ مارا کہ مین بیہوش ہوکر گر پڑا گویا بظاہر مین مرگیا تھا لوگ مجھے بمشکل گھر لائے اور تجہیز وتکفین کی تیاریان کرنے لگے لیکن مین اسی اثنا مین دیکھتا ہون کہ وہ دونون پُرشوکت وہیبت شخص مجھے لئے جاتے ہین یہانتک کہ مین ایک ایسے مقام پر پہنچ گیا جہان بہت سے لوگون کے جمگھٹے لگے ہوئے تھے اور جنکی شکل وشمائل اور ہیئت وصورت بنی آدم کی صورت سے بالکل علیحدہ اور ممتاز تھی لوگون کے غول اور جمگھٹے کے بیچ مین ایک نہایت مکلف تخت تھا جسپر ایک سردار بڑی شان وشوکت سے بیٹھا ہوا تھا۔ ان دونون شخصون نے مجھے اُس سردار کے سامنے پیش کیا لیکن اُسنے میری صورت دیکھتے ہی کہا کہ یہ وہ شخص نہین ہے جسے مین نے بلایا تھا اسے وہین پہنچا آؤ جہان سے لائے تھے وہ لوگ مجھے ہمراہ لیکر واپس آتے ہی تھے کہ عقب سے کسی نے باآواز بلند پکارا اس شخص کو یہان لاؤ یہ حقہ پیتا ہے چنانچہ وہ دونون شخص مجھے پھر اُس رئیس کے سامنے لیگئے اور لوہا آگ مین لال کرکے میرے گھٹنے کو داغ دیا جس کی تکلیف سے مین چونک پڑا آنکھ کھولکر دیکھتا ہون تو عزیز واقارب مجھے غسل دیکر کفن مین لپیٹنا چاہتے ہین۔

(۲۲) شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہین کہ ایک دن شیخ صاحب مجھسے بیان فرمانے لگے کہ سید علیم اللہ نے جو شیخ آدم قدس سرہ کے اکابر اصحاب مین ایک نہایت ہی مقتدر اور جلیل القدر شخص ہین اور جن کے فضل وکمال اور علمی کارنامون کو شہرت عام نے ضرب المثل کے ایسے بلند درجے پر پہنچا دیا ہے کہ قوم کے

اکثر معززین اُن کے ایک ایک بات کو فخریہ استعمال کرتے ہین تمباکو کی حرمت مین ایک نہایت پُرزور اور
جوشیلا رسالہ لکہا اور دو افغانیون کی معرفت علماء دہلی کے پاس روانہ کیا جب پیشتر وہ رسالہ میرے سامنے
پیش کیا گیا جس مین آیہ یوم تاتی السماء بدخان مبین اور ان ہی جیسے اور چند دلائل سے تمباکو کی تحریم مین
استدلال کیا گیا تہا مین نے اُن دونوں شخصون کو جواب صاف دیدیا کہ جس قدر استدلالات مین نہایت کمزور
وضعیف ہین ایسی سخیف اور بودے استدلالات سے کچھ کام نہین چلتا اُن بعد مین نے اُن بے سروپا اور
غلط روایتون کی نہایت تفصیل کے ساتھ تردید کی اور آیت کی تفسیر مین وہ اقوال پیش کئے جو معتبر و مستند
مفسرین نے بیان کئے ہین اگرچہ میری یہ تمام تقریر دلسوزی اور خیر خواہی سے لبریز تھی لیکن اُن دونون
افغانیون نے رغبت کے کانون سے نہین سُنی اور ناخوش ہوکر مجلس سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور ملا یعقوب کے
درسگاہ مین پُہنچے جو دہلی کے فضلا مین اگرچہ ایک مشہور اور مسلم الثبوت فاضل تہا مگر تمباکو پینے کا سخت عادی
تہا یہ لوگ جب اُن کی مجلس مین پہنچے اور اُسے بر سر مجلس حقہ پیتے دیکھا تو انکار واعتراض سے پیش آئے ملا یعقوب
نے کہا کہ مین حقہ بر سر مجلس اسی لئے پیتا ہون کہ لوگون کو اسکی اباحت معلوم ہو جائے اور اگر کسی کو حقہ
کے مباح ہونے مین شبہ ہو تو بسم اللہ پیش کرے سید علیم اللہ کے فرستادون نے نہایت جرأت وبیباکی سے
کہا کہ چونکہ اس مسئلہ کا ماخذ موجود ہے اس لئے اسکا فیصلہ بہت آسانی کے ساتھ ہو سکتا ہے اور اصول
روایت و درایت دونون سے حل ہو سکتا ہے چنانچہ اسکے بعد اُنہون نے رسالہ کی چند فقہی روایتین اور
حدیثین پیش کین جنہین ملا یعقوب نے ادنے توجہ کے ساتھ رد کر دیا دونون مغموم ومحزون ہو کر پہر میرے پاس
آئے اور مناظرہ کی ساری کیفیت دوہرائی مین نے کہا عزیزان من! تمہارا دعوئ تحریم پھر اسپر ان بے
سروپا اور ضعیف روایات سے استدلال کرنا حقیقت مین اسی قابل تہا جیسا تمہارے ساتھ برتاؤ کیا گیا۔
لیکن اب تم ملا یعقوب کے پاس جاؤ اور آیہ یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک کا شان نزول دریافت کرو جب
تم یہ سوال پیش کروگے تو ملا یعقوب فوراً جواب دیگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی محترمہ بی بی زینب رضی
اللہ عنہا کے گہر مین شربت شہد تناول فرمایا کرتے تھے ایک مرتبہ تمام ازواج مطہرات نے حضرت زینب سے
رشک کرکے اس بات پر باہم مشورہ کیا کہ آج جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم جس کے پاس تشریف
لائین وہ ایک افسوسناک لہجے مین عرض کرے کہ حضور کے مُنہ مبارک سے گندنے کی بو آتی ہے چنانچہ تمام
محترم بی بیون نے متفق ہوکر یہی بات کہی جس کے جواب مین حضرت نے فرمایا مین نے گندنا تو نہین

کھایا ہے البتہ شہد کا شربت پیا ہے ایسپر بی بیون نے عرض کیا معلوم ہوتا ہے کہ شہد کی مکھی گھُننے کے
وقت پر بیٹھی ہوگی اسپر آنحضرت نے اپنے حق مین شہد حرام ٹھیرالیا اور یہ آیت نازل ہوئی۔ جب ملا یعقوب
آیت کے شان نزول کی بابت یہ تقریر کر چکے تو تم دریافت کرنا کہ آخر اس کی علت کراہت کیا تہی ملا یعقوب
بجز اس کے اور کچھ کہہ ہی نہ سکے گا کہ علت کراہت بدبو تھی اسوقت تم پوچھنا کہ حدیث شریف مین جو
تو اتر آیا ہے کہ من اکل ھاتین الشجرتین فلا یقربن مسجدنا تو یہان علت نہی کون چیز ہے اسکے جواب مین
ہی ملا یعقوب یہی کہے گا کہ بوئے بد اسپر تم بے دھڑک ہوکر پوچھنا کہ حدیث مین جو یہ آیا ہی کہ حضرتؐ
خوشبو سے رغبت اور بدبو سے نفرت رکھتے تہے۔ صحیح ہے کہ نہین اگر صحیح ہے تو ہم پوچھتے ہین کہ تمبا کو مین
بدبو ہے کہ نہین ملا یعقوب اگر اس سے انکار کر جائے اور کہہ بیٹھے کہ تمباکو مین بدبو نہین ہے تو تم کہنا
کہ جن لوگون نے مدت العمر تمباکو نہین پیا ہے اُن سے دریافت کرنا چاہیئے کہ اُسکی بو دماغ کو اچھی
معلوم ہوتی ہے یا بُری اور جب یہین بُرے بدبو ہونا ثابت ہوتا ہے تو محتاط اور اہل ورع و تقوی کے مناسب
حال یہی ہے کہ تمباکو پینا ترک کردین چنانچہ یہ دونون شخص ملا یعقوب کے پاس گئے اور تقریر کا سلسلہ
اُسی اسلوب پر چھیڑا جس طرح کہ واجب الاحترام شیخ نے تعلیم کیا تہا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ملا یعقوب کو ان باتون
کا اعتراف کرنا پڑا فوراً چلم وغیرہ کو چور چور کر ڈالا اور ہمیشہ کے لئے ترک کردیا۔

**شیخ کے مکتوبات**

شیخ کے ملفوظات اور حکیمانہ مقولے جس قدر نقل کئے گئے ہین اُن سے آپ کے علم و فضل و بزرگی اور
علمی کمالات کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے شیخ کے حکیمانہ اقوال اور دل آویز مقولون کی فہرست اگرچہ ایک
نہایت طول طویل فہرست ہی لیکن ہم نے آپ کے صرف اُنہین نتیجہ بخش اور حکمت آمیز فقرون کو قابل انتخاب
سمجھا ہے جنسے عام لوگ زیادہ متمتع ہو سکتے ہین۔ آپ کے مکتوبات بھی نہایت مفید اور کارآمد ہین مگر چونکہ
وہ بالکل ادبی ہین اسلئے اردو زبان مین اُنکا ترجمہ کرنا تکلف سے خالی نہین اور نمونے کے طور پر کسی
مکتوب کو اردو کے قالب مین ڈہال کر ناظرین کے سامنے پیش کیا بھی جائے تو افسوس ہے کہ عام لوگ
اُس سے کچھ بھی فائدہ نہ اُٹھا سکین گے اسوجہ سے ہم نے اُنہین دانستہ انتخاب کے قابل نہین سمجہا امید
کہ معزز ناظرین ہمین اس بات کا الزام نہ دینگے کہ ہم نے شیخ کے مکتوبات کیون نہین قلمبند کئے۔ علاوہ
ازین آپ کے نصائح خیز وعظ اور عبرت انگیز کلمات کتابون مین اِس کثرت سے پائے جاتے ہین کہ ہم فیصدی
پانچ کے انتخاب کی بھی گنجایش نہین دیکھتے یہ ضرور ہے کہ اس قسم کے موثر وعظ سے قوم کو بہت کچھ فائدہ

پہنچنے کی امید ہو سکتی ہے مگر افسوس کہ ہم اس موقع پر اس بابت کچھ بھی نہین لکھ سکتے وجہ یہ کہ کتاب ضخیم ہوئی جاتی ہے اور ہنوز ہمین اس کے متعلق بہت کچھ لکھنا باقی ہے چنانچہ ہم شیخ کی ازدواج و اولاد کا ذکر کر کے اس عنوان کو ختم کرتے ہین۔

شیخ کی ازدواج

محترم و بزرگ شیخ کے دو نکاح ہوئے تھے اور غالبًا پہلا نکاح آپ کے والد بزرگوار جناب شیخ وجیہ الدین صاحب شہید کے زمانۂ زندگی مین ہوا تھا۔ اگرچہ اس بارہ مین ہماری واقفیت بالکل محدود ہے کہ جس محترم اور محترمہ بی بی سے آپکا پہلا نکاح ہوا وہ کس خاندان کی چشم و چراغ تھین اور اُن کے والد بزرگوار کا کیا نام تہا لیکن نکاح ثانی کی نسبت یقین کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ وہ جناب مخدومی شیخ محمد قدس سرہ کی محترم و معزز صاحبزادی تھین جیسا کہ خود شیخ کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے۔

شیخ فرماتے ہین کہ ایک مرتبہ مین خواجہ قطب الدین قدس سرہ کے مرقد منور کی زیارت کے لئے گیا۔ مین ایک اونچے چبوترہ پر کھڑا ہوا تہا جو آپ کے مزار کے بہت ہی متصل تہا کہ دفعۃً خواجہ کی روح پاک ظاہر ہوئی اور ارشاد فرمایا کہ عنقریب تمہارے ہان ایک ہونہار لڑکا پیدا ہوگا تم اُسکا نام قطب الدین احمد رکھنا لیکن چونکہ میری بی بی سن ایاس کو پہنچ چکی تھین اور عادتًا ایسے وقت مین اولاد کا ہونا تعجب تہا اسوجہ سے مین خواجہ کا یہ ارشاد سُن کر حیران ہوگیا کبھی تو مین اپنی بی بی کی حالت کو دیکھتا تھا اور کبھی خواجہ کے ارشاد پر غور کرتا تھا آخر مین نے اپنے دل مین فیصلہ کیا کہ اس لڑکے سے خواجہ کی مراد پوتا ہوگا جون ہی میرے دل مین یہ خیال گذرا خواجہ نے فورًا تاڑ لیا اور فرمایا جو تم نے خیال کیا ہے میری مراد یہ نہین ہے بلکہ خاص تمہارے صلب سے لڑکا پیدا ہوگا چنانچہ اسکے تھوڑے دنون بعد میرے دل مین دوسرے نکاح کی خواہش پیدا ہوئی اور ولی اللہ لڑکا متولد ہوا اگرچہ اول اول یہ واقعہ مجھے بالکل فراموش ہوگیا اور اسی وجہ سے اُسکا نام تمام خاندان مین ولی اللہ مشہور ہوگیا لیکن کچھ زمانہ گذر جانے کے بعد جب مجھے یاد آیا تو مین نے اُس کا نام بدلکر قطب الدین احمد رکھا۔

اسی واقعہ کو جناب شاہ ولی اللہ صاحب بہ تبدیلی چند الفاظ اسطرح قلمبند فرماتے ہین کہ جب میرے والد ماجد زندگی کے ساٹھ مرحلے طے کر چکے تو آپ پر منکشف ہوا کہ ایک اور لڑکا میرے ہان پیدا ہوگا چنانچہ آپ کے دل مین نکاح ثانی کی خواہش پیدا ہوئی۔ مخدومی شیخ محمد قدس سرہ نے یہ ماجرا معلوم کیا تو باوجود اپنی محترم و عزیز لڑکی کو آپ کے نکاح مین دینا سرمایۂ فخر سمجھا کہ وہ فخر خاندان و قوم لڑکا میرے ہی پارہ جگر کے

بطن سے پیدا ہو لیکن جب یہ کدخدائی متحقق ہو چکی تو بعض سوختہ جگر نفاق پیشہ لوگوں نے بطریق طعن کہا کہ شیخ کو اس سن وسال میں کدخدائی مناسب نہ تھی۔ شدہ شدہ یہ باتیں آپ کے کان تک پہنچیں فرمایا ان لوگوں سے کہدینا چاہئے کہ ابھی میری زندگی کا زمانہ بہت کچھ باقی ہے اور کئی فرزند جو دنیں آنیوالے ہیں چنانچہ اس شادی کے بعد آپ سترہ سال تک زندہ رہے اور دو فرزند پیدا ہوئے۔

شیخ کے حالات زندگی میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں اُن سے کہیں اسبات کا پتہ نہیں چلتا کہ آپکی پہلی بی بی کے بطن سے کے اولادیں پیدا ہوئیں لیکن اسقدر ضرور معلوم ہوتا ہے کہ ایک صاحبزادے صلاح الدین نام پیدا ہوئے تھے جو بڑے ہو کر فوت ہو گئے اور جوانی لدسر لا بیہ سکے پورے فوتو تھے۔ دوسری ممتاز و محبوب بی بی سے دو صاحبزادے پیدا ہوئے جناب شاہ ولی اللہ اور شاہ اہل اللہ جنکی فرزندی کے انتساب نے نہ صرف جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کو بلکہ تمام خاندان کو دنیا میں روشناس کر دیا ہے اور جن کے فضل وکمال کی شہرت نے اُس روشناسی کو اور بھی چمکا دیا ہے بلکہ سچ پوچھیے تو اس عظیم الشان اور جلیل القدر خاندان کا اعزاز و اقتدار ان ہی کے نام سے قائم ہے جو آجتک دونوں کو زندہ کئے ہوئے ہے اور بلحاظ اُس پیشین گوئی کے جو ایک موقعہ پر شیخ عبدالرحیم صاحبنے ایک طولانی دعا کے وقت کی تھی عجب نہیں کہ قیامت تک زندہ رہے اُسکا ایک ٹکڑا یہ ہے کہ آپ فرماتے ہیں "مجھے الہام ہوا ہے کہ تیرا سلسلہ دنیا میں قیامت تک باقی رہے گا اور اُس میں کبھی انقطاع واقع نہ ہوگا،،

شیخ کے لائف کے متعلق جس قدر ضروری حالات ہمیں اس مقام پر نقل کرنے تھے مختصراً ذکر کر آئے لیکن آپ کے بعض حالات ایسے بھی ہیں جو جناب شاہ ولی اللہ صاحب کے واقعات سے وابستہ ہیں لہذا اب ہم شیخ کی سوانح عمری آپ کے انتقال اور بعض اسباب انتقال پر ختم کرتے ہیں اور بعض وہ حالات جو اس باب میں تحریر ہونے سے رہگئے ہیں شاہ ولی اللہ صاحب کی لائف میں معزز ناظرین کی خدمت میں پیش کرینگے۔

## شیخ کا انتقال

محترم و بزرگ شیخ نے جس وقت اِس ناپائدار اور بے ثبات دنیا سے عالم باقی کی طرف کوچ کیا ہے

ابتدائے مرض

اُسوقت زندگی کے بیشتر مرحلے طے کر چکے تھے - آپکے ابتداء مرض کی کیفیت یون بیان کی گئی ہے کہ
پہلے پہل خفیف سی تبخیر ہوئی اسی اثنا مین رمضان المبارک کا مہینہ آگیا اور آپ نے بدستور سابق
صیام وقیام کو بڑی جرأت وآزادی کے ساتھ ادا کرنا شروع کیا مگر جون جون زمانہ گزرتا گیا مرض
اشتداد پکڑتا گیا یہانتک کہ اچھی خاصی تپ ہوگئی - یہ امر نہ صرف تعجب بلکہ نہایت حیرت کے ساتھ دیکھا
جاتا ہی کہ شیخ کی مرض مین اگرچہ شدت بڑہتی جاتی اور کرب وبیچینی المضاعف ہوتی جاتی ہی لیکن آپکا
صیام وقیام پر وہی اہتمام تہا جو حالت تندرستی مین ہرچندکہ قانون شریعت نے افطار کی اجازت پہلے
ہی سے دیدی ہی کیونکہ آپ شیخ فانی تھے اور روزہ کی بالکل طاقت نہ رکھتے تھے قطع نظر اس کے مریض
بھی تھے مگر آپ کی شب بیداری اور روزہ مین کسی قدر بھی فرق نہ پڑتا تہا جب آپکے فرزند رشید جناب
شاہ ولی اللہ اور دیگر معززان اہل بیت آپ سے دریافت کرتے کہ حضرت! باوجود شرعی رخصت کے
اس قدر سختیون اور رنج وتکلیفون کے جھیلنے کا سبب کیا ہے تو فرماتے کہ روزہ رکھنے کی حالت مین
اس سے بڑہکر اور کچھ نہین کہ مین ضعف کی وجہ سے بیہوش ہوجاؤن اور چونکہ بیہوشی کی مجھ مین پہلے ہی
عادت ہی اس لئے مین ایک خفیف سی تکلیف کے مقابلہ مین عظیم الشان ثواب سے محروم رہنا پسند
نہین کرتا لیکن جب شوال کا مہینا آیا تو دفعۃً اشتہا ساقط ہوگئی اور انتہا درجہ کا ضعف غالب ہوا ضعف کے
آثار نمودار ہوئے اور امید زلیست بالکل منقطع ہوگئی - شاہ ولی اللہ صاحب کا بیان ہی کہ ان ایام مین
مین آپکے پاس ہر وقت حاضر رہتا تہا ایسے نازک اور خطرناک اور نہایت کرب وبیچینی کے وقت مین
بھی علی الاتصال آپ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری تھے استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم
مگر پہر چند روز ہی مین آپکی طبیعت مین ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا جس سے کسی قدر صحت کی امید ہوگئی
اور فی الجملہ مرض مین تخفیف حاصل ہوئی یہانتک کہ صفر المظفر کے ابتدائی تاریخون مین پہر مرض نے معاودت
کی اور مرض کی بیچینی واضطراب کی یہانتک نوبت پہنچی کہ آپ کو کسی پہلو اور کسی کروٹ چین ہی نہ پڑتا

انتقال

تہا اور آناً فاناً آپ کے چہرے پر آثار تغیر نمایان ہوتے تھے صبح کی پو پھٹنے سے پہلے آپ پر موت کے
آثار نمودار ہوئے لیکن اس شدت اور کرب کے وقت بھی آپ کی ہمت عالی اسطرف مائل تھی کہ نماز فجر
فوت نہو چنانچہ اُسی عالم بیہوشی مین چند مرتبے آپنے حاضرین سے دریافت کیا کہ صبح صادق ہوگئی ہے
کہ نہین حاضرین مجلس نے جواب دیا کہ ہوا ہی چاہتی ہے لیکن جب آپ کی زندگی کا پیمانہ لبریز ہوکر چھلکنے

لگا تو آپنے حاضرین کو فرمایا کہ اگر ہنوز تمہاری نماز کا وقت نہیں آیا نہ سہی ہماری نماز کا وقت آپہنچا ہی اسوقت آپ حاضرین کی طرف متوجہ ہوکر فرمانے لگے مجھے قبلہ رخ کردو چنانچہ لوگون نے فوراً آپکے ارشاد کی تعمیل کی - اگرچہ وقت مین شبہ تہا لیکن آپنے اشارون سے نماز فجر ادا کی ازان بعد اسم ذات کے ذکر مین مشغول ہوئے اور اسی حالت مین ودیعت حیات کارکنان قضا کے ہاتہون سپرد کی - بارہوین صفر روز چہارشنبہ سنہ ۱۱۳۱ ہجری عہد فرخ سیر مین ۷۷ سال کی عمر مین بمقام دہلی فوت ہوئی اور مہندیون مین دفن کیے گئے - آپکے انتقال کے پچاس روز بعد فرخ سیر گرفتار ہوا اور دہلی مین ایک عام بہچینی اور عظیم الشان متسلکہ پڑگیا - آپکو فتح چتوڑ کا قصہ و مسجد جامع دہلی کی تعمیر کا زمانہ اچھی طرح یاد تہا

# باب دوم

## شیخ ابو الرضا محمدؒ

شیخ ابو الرضا محمد - جناب شیخ وجیہ الدین صاحب شہید کے فرزند رشید اور حضرت شیخ عبد الرحیم صاحب کے بڑے بہائی ہین - ابتدا مین شیخ عبد الرحیم صاحب کی اتالیقی آپ ہی کے سپرد تہی جسے آپنے نہایت قابلیت اور دلسوزی کے ساتہ ادا کیا شیخ عبد الرحیم صاحب نے جسطرح آپکے سایہ عاطفت مین پرورش پائی اور تعلیم و تربیت حاصل کی اسیطرح عام اخلاق و عادات اور مجلسی کمالات بہی حاصل کیے اگرچہ شیخ عبد الرحیم کی تعلیم پر دیگر ماہرین فن بہی چار سال کی عمر سے مقرر تھے اور آپکے اطوار و عادات کی عمدہ طور پر نگرانی بہی کرتے تہے لیکن پوری پوری خدمت تربیت شیخ ابو الرضا محمد ہی کے ہاتہ مین تہی اور آپکو بچپن ہی کے زمانہ سے شیخ عبد الرحیم پر خاص توجہ تہی بمقابلہ شیخ عبد الحکیم اور اس خاندان کے دیگر صاحبزادون کے جو علمی کمالات شیخ عبد الرحیم صاحب کو حاصل ہوئے سچ پوچھیے تو اسی تعلیم و تربیت کا اثر تہا جو شیخ ابو الرضا محمد کے سایہ عاطفت مین حاصل ہوئی تہی

## شیخ ابو الرضا محمد کی ولادت طفولیت سن رشد تعلیم تربیت حلیہ وغیرہ

ولادت

شیخ وجیہ الدین شہید کے نامور اور بلند اقبال صاحبزادے شیخ ابو الرضا محمد کا سن ولادت بوجہ کسی تذکرہ خاص یا آپ کے زندگی کے حالات و واقعات سے معلوم

نہین ہوا لیکن مستند کتابون سے اسقدر ضرور معلوم ہوتا ہی کہ اپنے محرم کی ۱۷ تاریخ ۱۱۰۱ھ ہجری مین اس جہان سے رخصت ہو کر سفر آخرت قبول کیا اور یہ بہی تحقیق ہو کہ جس عہد مین ابو المظفر شہاب الدین محمد شاہجہان ہندوستان کے وارث تخت و تاج کے اقبال کا ستارہ چمک رہا تہا اور سلطنت کا عروج معراج کمال پر پہنچا تہا اس زمانہ مین شیخ ابو الرضا محمد پیدا ہوئے جس زمانہ مین شیخ ابو الرضا پیدا ہوئے اسوقت آنکے والد بزرگوار جناب شیخ وجیہ الدین صاحب کی معمولی حالت تہی کیونکہ شاہی دربار سے اس وقت تک آپکو کوئی معزز و ممتاز منصب حاصل نہین ہوا تہا اسلئے کہا جا سکتا ہو کہ شیخ ابو الرضا محمد کا زمانہ طفولیت معمولی حالت مین تہا لیکن اسکے چند برس بعد جو زمانہ آیا وہ شیخ ابو الرضا محمد کے حق مین نہایت برکت اور خوشی کا زمانہ تہا کیونکہ جب شاہ جہان بادشاہ کا اقبال پہاڑ کی چوٹی کا ڈہلتا ہوا سورج تہا۔ اور اورنگ زیب کی بلند اقبالی کا آفتاب نصف النہار تک پہنچگیا تہا تو جناب شیخ وجیہ الدین صاحب کو شاہی دربار مین بہت بڑا اعزاز و اقتدار حاصل ہو گیا تہا۔

تعلیم و تربیت

شیخ ابو الرضا محمد کی تعلیم و تربیت کب شروع ہوئی اور خدمات اتالیقی کن علمار کے حوالہ کیگئی یہ ظاہر کرنا بہت مشکل ہو کیونکہ کسی تذکرہ اور تاریخ سے اسکا پتہ نہین چلتا لیکن تاہم شوارق المعرفۃ کے ایک مختصر نوٹ سے اسقدر ضرور پتا لگتا ہو کہ شیخ ابو الرضا محمد نے تمام ظاہری علوم حافظ بصیر سے حاصل کئے جو عہد شاہجہان مین ایک بڑے نامور اور مشہور فاضل تہے اور حقیقت مین جامع علوم و فنون تہے حافظ بصیر کے علاوہ اس زمانہ مین دیگر ماہرین فن اور اہل کمال بہی موجود تہے جنکی علمی روشنی نے شاہجہان آباد کو اس سرے سے لیکر اس سرے تک چمکا دیا تہا ممکن ہو کہ شیخ ابو الرضا محمد نے دیگر مجتہدین فن سے بہی علمی سرمایہ حاصل کیا ہو بہر صورت آپکی تعلیم و تربیت بڑے اہتمام سے ہوئی کیونکہ آپکی حالت زندگی پر جہانتک نظر ڈالی جاتی ہو اُن سے تمام علوم و فنون مین کمال اعلےٰ درجہ کا کمال ظاہر ہوتا ہی۔ شوارق المعرفۃ مین لکہا ہو کہ شیخ ابو الرضا محمد متعدد علوم مین اعلےٰ درجہ کا کمال رکہتے تہے اور اسے فطرت کی بخشش و عنایت سمجہنا چاہئے کہ آپکا ذہن و حافظہ اس بلا کا تہا کہ ایک ہی زمانہ مین مختلف علوم تحصیل کرتے تہے "جناب شاہ ولی اللہ صاحب کا بیان ہو کہ شیخ ابو الرضا محمد کے تمام علوم و فنون حقیقت مین وہبی علوم تہے اور قدرتاً آپ مین جملہ علمی کمالات پہلے ہی سے موجود تہے لیکن چونکہ آسمانی قوانین تحصیل صوری پر جاری ہین اسلئے آپنے بظاہر علمار کی خدمت مین حاضر ہو کر علوم کی تحصیل کی اور چند روز کے عرصہ مین اہل کمال

---

۵ لہ مگر آپکے واقعات انتقال پر نظر ڈالنے اور اُن حالات کے پڑہنے سے صاف معلوم ہوتا ہی جو آپکے مرض موت کے متعلق بیان کئے گئے ہین کہ آپ ۱۰۴۸ھ ہجری مین پیدا ہوئے کیونکہ آپکا انتقال محرم کی ۱۷ تاریخ ۱۱۰۱ھ ہجری مین ہوا اور انتقال کیوقت آپکی عمر ٹہیک ترپن سال کی تہی حسابی قاعدے سے جب ترپن سال ۱۱۰۱ھ مین سے تفریق کئے جاتے ہین تو ۱۰۴۸ھ باقی رہتے ہین اسلئے آپکا سن ولادت ٹہیک ۱۰۴۸ھ ہجری ہو واللہ اعلم ۱۲

علوم باطنی

سے زمرہ میں شمار کیے جانے لگے۔

الغرض جب آپ ابتدائی عمر کے مرحلے طے کر چکے اور علوم ظاہری کی تحصیل و تکمیل سے فارغ ہوگئے تو حضرت خواجہ محمد باقی کے فرزند رشید جناب خواجہ خرد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کمالات باطنی سے فیضیاب ہوئے اول اول اگرچہ آپ بصوابدید والد بزرگوار اس زمانہ کے امراسے ملنے جلنے تھے اور شاہی دربار سے ایک معزز و ممتاز عہدہ بھی آپکے نامزد ہوگیا تھا لیکن دفعۃً آپکی فطری استعداد ظہور پذیر ہوئی اور آپنے عزلت نشینی۔ تجرید تام۔ توکل کلی ہر حال میں سنت نبوی پر عمل کرنا اختیار کیا اور یکلخت ابنائے دنیا حتیٰ کہ عزیز و اقارب سے بھی ملنا جلنا ترک کردیا۔ ایک مشہور روایت سے ثابت ہوا ہے کہ جب آپنے تمام دنیاوی تعلقات سے دست برداری کی تو اپنی محترم بی بی سے فرمایا کہ ہم نے جس رستہ کو اختیار کیا ہے وہ ایک نہایت ہی خطرناک اور دشوار گذار رستہ ہے اور اس میں ذرا شک نہیں کہ جو سختیاں اور شدتیں ہمیں اس راہ میں جھیلنی پڑینگی وہ سخت جگرخراش اور جانگزا ہونگی پھر باوجود کثرت شدائد و متاعب کے یہ ممکن نہیں کہ ہم اس راہ کو چھوڑ کر کوئی اور راہ چلیں پس اگر تم اس دردناک مصائب اور المناک مشقتوں کو اختیار کرتی اور لذیذ و مزیدار غذاؤں قیمتی اور فاخر لباس سے پہلو تہی کرنا چاہتی نیز قبائل و عشائر سے قطع تعلق کرنا چاہتی ہو تو ہماری رفاقت میں رہ سکتی ہو ورنہ تمہیں اختیار ہے۔ ممتاز و محترم بی بی نے آپکی یہ تقریر سنکر تمام زیورات اور کپڑے جسم سے علیحدہ کردیے اور ایک نیلی پیرہن زیب بدن کرکے آپکی رفاقت کی اور دنیا کی آسایش و راحت اور تجملات پر لات مار کے راہ مولا میں قدم فرسائی شروع کردی۔

عزلت نشینی

شیخ ابوالرضا محمد نے جب اپنی مونس و غمگسار بی بی کو اس حالت میں بھی اپنا مونس و غمخوار پایا تو خالی ہاتھ والدین کے گھر سے نکلے اور فیروز آباد کی مسجد کے متصل ہی ایک تیرہ و تنگ حجرہ مرتب کرکے سکونت اختیار کی اس زمانہ میں اکثر ایسا اتفاق ہوتا تھا کہ آپ پر تین تین فاقے متواتر گزر جاتے تھے اور اگر کبھی سد رمق میسر بھی ہوتا تھا تو جو کی روٹی اور چھاچھ کے علاوہ اور کچھ نہ ہوتا تو کبھی کبھی محمد جان یا اور کوئی نیازمند خدمت اقدس میں حاضر کیا کرتا تھا۔ لیکن آپ ہمیشہ نہایت قلیل مقدار اُسمیں سے تناول کرتے اور باقی فقرا کو علے السویہ تقسیم فرمادیتے۔ آپکے مکان میں چولہ چکی ہنڈیہ وغیرہ کوئی چیز نہ تھی اور نہ آپنے ان چیزوں کے فراہم کرنے میں کبھی کوشش کی لیکن تھوڑے عرصہ کے بعد خداتعالی نے بغیر کسی سبب و ذریعہ کے اپنی برکت ظاہر فرمائی اور اپنے بندوں کے دلوں کو آپکی طرف متوجہ کردیا دیکھتے دیکھتے

ایک نہایت خوشنما اور عالیشان حویلی بڑی شان و شوکت سے آپکے لئے طیار کی گئی اور معاش میں تمام کمال توسیع ہوئی۔

شیخ ابو الرضا محمد خود اپنا ایک ابتدائی واقعہ یون بیان کرتے ہیں کہ مین خواجہ خرد کی خدمت مین حاضر تھا کہ شیخ تاج سنبلی کے اصحاب مین سے ایک فقیر آیا جو تجرید و بے اسبابی مین انتہا درجہ کا کمال رکھتا تھا (شیخ تاج حضرت خواجہ محمد باقی کے معزز و مقتدر خلیفہ تھے) چونکہ آپپر غیبت قوی غالب تھی اسوجہ سے جو بات خواجہ خرد اُن سے دریافت کرتے تھے اُس کا جواب بہت ہی رُک رُک کے دیتا تھا اسی اثنا مین خواجہ کی زبان مبارک سے نکلا کہ جو شخص معرفت خدا کا طالب ہو اُسے اِس جوانمرد کی صحبت اختیار کرنا چاہیے خواجہ کی یہ تقریر سنتے ہی اُس فقیر سے اخذ طریقت کرنے اور بیعت کرنے کی میرے دل مین خواہش پیدا ہوئی اور ایک بے اختیاری جوش کے ساتھ مین اُسکی طرف بڑھا لیکن اِس کے ساتھ ہی مین نے احتیاطاً اپنے فوری جوش کو دبایا اور استخارہ کرکے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی روح مبارک کی طرف متوجہ ہوا خواب مین مجھے دکھائی دیا کہ گویا حضرت غوث الاعظم ایک کشتی پر سوار ہوئے دریا کی سیر کر رہے ہین اور مین دریا کے کنارہ پر آپکی پس پشت کھڑا ہوا ہون ایکا ایکی آپ میری طرف متوجہ ہوئے چونکہ آپکے ایک ایک بال سے شعاعین بڑی تیزی کے ساتھ چمکتی تھین اسلیئے نظرون مین خیرگی اور چکا چوند پیدا ہوتی تھی حضور نے خود مجھے پکارا کہ شیخ ابو الرضا محمد یہر آؤ۔ یہانتک پہنچکر مجھے ہول ہو گیا اور مین نہین کہسکتا کہ اسکے بعد کیا ہوا لیکن اسقدر اثر مین نے اپنے دل مین ضرور پایا کہ اُس فقیر کی محبت کا میرے دل مین نام کو باقی نہین رہی اور خود حضرت غوث الاعظم کی جناب سے استفادہ کا دروازہ مفتوح ہوا۔

فرماتے ہین ایک اور مرتبہ مین نے جناب غوث الاعظم کو خواب مین دیکھکر عرض کیا سیدی مین اپنے ایک ایسے شخص سے بیعت کرنا چاہتا ہون جس نے آپسے اخذ طریقت کیا ہو۔ فرمایئے کہ کون شخص بیعت کے قابل ہو فرمایا گھبراؤ نہین عنقریب تمہین جناب امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی سعادت بیعت حاصل ہونے والی ہو چنانچہ مجھے اس موقع کا بہت تھوڑا انتظار کرنا پڑا کہ ایک رات خواب مین دیکھتا ہون کہ گویا مین ایک ایسے رستہ پر جا رہا ہون جہان کوئی دوسرا آمد و رفت کرنے والا نہین ہو لیکن وہان گذرنے والون کے قدم کے نشانات برابر محسوس ہوتے ہین چنانچہ مین انہین قدمون کے آثار پر رستہ طے کرنے لگا تھوڑی دور جاکر دیکھتا ہون کہ ایک نہایت صبیح و ملیح شخص جسکی صاف و ستہری پیشانی مین ستارۂ اقبال

چمک رہا ہے رستہ کے عین وسط میں بیٹھا ہے اور باشان و شوکت بیٹھا ہے میں نے جب اس سے دریافت کیا تو ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا کہ میری طرف چلے آؤ ان کا یہ دل آویز فقرہ سنتے ہی میں نہایت ہشاش بشاش ہوا اور آہستہ آہستہ آگے قدم بڑھایا ازان بعد فرمایا اے آہستہ رو میں علی ہوں اور جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس غرض سے بھیجا ہے کہ تمہیں ان کی خدمت میں لیجا حاضر کروں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہمراہی میں دوڑتا چلا یہاں تک کہ جناب رسالتمآب کی خدمت میں حاضر ہوا جناب علی کرم اللہ وجہہ نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ کے نیچے رکھکر اپنا ہاتھ آنحضرت کے دست مبارک میں دیدیا اور فرمایا یا رسول اللہ ھذا یابی ابوالرضا محمد جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر المومنین سے بیعت لی اسوقت میرے دل میں خطرہ گذرا کہ کیا آنحضرت کے بیعت لینے کا یہی طریقہ ہے یا کوئی اور حضرت علی نے اس خطرہ پر فوراً مشرف ہوکر فرمایا کہ تمام لیا اللہ کے صحن ایسے ہی بیعت میں ہوتا ہوں ازان بعد آپ نے اشغال اذکار اور اسرار کی تلقین سے سرفراز فرمایا اور خطاب و توجہ سے عزت افزائی کی اس زمانہ سے میں ذکر قلبی وہبی میں مشغول ہوا اور تمام اشغال و وظائف مجھپر نہایت سہل و آسان ہوگئے۔

حلیہ

آپکا قد انبا بدن چھریرا تھا۔ رنگ میں سرخی و سپیدی کے ساتھ ایک قسم کی ملاحت تھی ڈاڑھی ہلکی اور کسیقدر دراز تھی۔ رخساروں پر اسقدر گوشت کم تھا کہ چہرہ کی تمام باریک رگیں ابھری ہوئی معلوم ہوتی تھیں اور سرخ و سپید رنگ میں سبزی لیے ہوئے رگیں بالکل وہی لطف دکھاتی تھیں جو گل سرخ میں سبز نمایاں دکھاتی ہیں۔

# شیخ ابوالرضا محمد کا فضل و کمال علمی ذوق علوم کی اشاعت مجالس علمیہ وغیرہ

فضل و کمال

فضل و کمال کے اعتبار سے شیخ ابوالرضا محمد جس درجے کے آدمی تھے اسکی نظیر سے ہندوستان کی تمام علمی مجلسیں خالی تھیں وہ کونسا علم تھا جس میں آپکو تجربہ نہ تھا علوم نقلی و عقلی پر آپکو تمام و کمال عبور تھا ادبیہ فنون آپکے آگے بالکل پانی تھے اگرچہ آپ بیشتر اوقات کلام صوفیہ کے متعلقات حل کرنے اور علم سلوک کی نکات و باریکیوں کے استنباط کرنے میں منہمک رہتے اور روزانہ اوقات اشغال و اذکار میں صرف ہوتے تھے

ذوق علمی

تاہم یہ تمام منصبی فرائض آپکے علمی ذوق کے ماتحت رہتے تھے ان اہم اور فرائض امور کے بعد جس قدر فرصت ملتی تھی وہ علمی مباحث میں صرف ہوتی تھی اول اول آپ طلبہ کو ہر قسم کے علوم و فنون کا درس دیتے تھے

اور مختلف علوم کے شائقین جوق جوق آپکی خدمت مین تحصیل کی غرض سے حاضر ہوتے تھے لیکن آخر مین بجز تفسیر بیضاوی اور مشکوٰۃ شریف کے اور کسی علم کا درس دینا پسند نکرتے تھے کیونکہ اس زمانہ مین آپکی طبیعت تمام علوم رسمیہ سے ہٹکر صرف قرآن و حدیث ہی کیطرف مایل تھی اور انہین دونون علمون سے خاص دلچسپی

وعظ

یہی وجہ تھی کہ آپکا ہر وعظ بہی رنگ مین ڈوبا ہوا ہوتا تہا آپکا دستور تہا کہ نماز جمعہ کے بعد ہمیشہ وعظ فرمایا کرتے تہے ابتداءً قرآن مجید کی کوئی عبرت خیز آیت پڑھکر انہین حدیثین نہایت ترتیل و آہستگی کے ساتھ دلچسپ لہجہ مین انہین پڑھتے اور اس خوش لہجگی اور دلپذیر آواز سے پڑھتے کہ لوگ غول کے غول آکے جمع ہوتے اور ہر درجے اور ہر مرتبے کے آدمی جن مین طالب العلم علما فضلا صوفیہ رئیس شہزادے وغیرہ ہوتے تو سب آکے جمع ہو جاتے تھے اور تمام حاضرین ہمہ تن گوش ہوکر آپکا وعظ سنتے تھے آپکے لہجہ مین اس بلا کا درد اور اثر تہا کہ قرآنی الفاظ زبان مبارک سے نکلتے ہی سامعین کے دلونپر ایک چوٹ سی لگجاتی اور سبکے دل کانپ اٹھتے تھے اور اسکے ساتھ ہی بے اختیاری کی حالت مین اس شدت سے گریہ وزاری کرتے تھے کہ سکوت و خاموشی کی پرامن خلوت مین زلزلہ پڑجاتا تہا۔ الغرض جب تمام سامعین آپکی طرف ہمہ تن متوجہ ہوجاتے تھے تو آپ اُس قرآنی آیت اور حدیثون کا فارسی زبان مین ترجمہ فرماتے جس سے سامعین کے کلیجے ہلجاتے اور اب ہر شخص آپکے اور بہی وعظ کو رغبت کے کانون سے سننے کا مشتاق ہوجاتا شیخ ابوالرضا محمد صاحب اسکے بعد تہوڑا سکوت کرکے اور پہر اردو زبان مین احادیث کا ترجمہ اور انکے متعلقات کو اس شیوا بیانی اور دلکش پیرایہ مین بیان کرتے تہے کہ خدا رسول کی محبت کا جوش سامعین کی رگ رگ مین خون کی طرح دوڑجاتا اور خدا کے سچے جلال کا پرتو صاف باطنون کے جملہ دل پر پڑجاتا تہا۔

فصاحت و بلاغت

آپکی تقریر کا سلسلہ آنًا فانًا بڑہتا چلاجاتا تہا اور تقریر کے وقت کسی موقع پر نہ رکتے تھے سلسلہ کلام مین الفاظ و معنی کی تکرار نہ ہوتی تہی غیر معتبر اور بے سروپا روایتون کا تو ذکر ہی کیا تہا جس فن پر آپ بحث شروع کرتے تھے تاوقتیکہ اُس سلسلہ کا خاتمہ نہوجاتا تہا دوسری بحث کا پہلو اختیار نکرتے تہے اور جب ایک تقریر کا سلسلہ ختم کرنے کے بعد دوسری گفتگو شروع کرتے تہے تو بعد کی تقریر پہلی تقریر سے زیادہ موثر اور دلکش ہوتی یہ سب کچھ تہا لیکن آپکی تقریر ہر حالت مین حد اعتدال سے تجاوز نہوتی تہی اور ہمیشہ رنگ آمیزی اور مبالغہ سے خالی اور بیرنگ ہوتی تہی۔ سنگدلون کو نرم دل کردینا اور عباد و زہاد کے دلون کا مالک بنجانا شیخ کے نزدیک کوئی بات ہی نہ تہی۔

علمی مجلسین

آپکی تقریر مین اِس بلا کا جادو تہا کہ اُسکا اثر ایک عظیم الشان مجلس پر برابر پڑتا تہا اور کسی کو دم مارنے
کی جگہ نہ ہوتی تہی چنانچہ ایک تمثیلی حکایت سے اسکا ثبوت اچھی طرح ہوتا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ شیخ محمد عاشق
نے جو ماہرین فن اور اہل کمالات کے زمرہ مین شمار کئے جاتے ہیں ۔۔ جنکا علمی تبحر اور فضل و کمال اُس عہد کے
تمام لوگون کو تسلیم تہا۔ ملا یعقوب سے بہی تحصیل علوم کی تہی اور جناب شیخ ابو الرضا محمد کی خدمت سے بہی فیضیاب
ہوتے تھے۔ اِن کو مسئلہ توحید مین ایک گونہ تردد تہا جسکی نسبت یہ اکثر ملا یعقوب اور نیز شیخ صاحب سے دریافت کرتے
رہتے تھے لیکن اِسکے ساتہ ہی ملا یعقوب کے جوابات شیخ کی خدمت مین اور شیخ کی گفتگو ملا یعقوب کے پاس دوہرایا کرتے
تھے۔ رفتہ رفتہ اِسکی نوبت یہانتک پہنچی کہ دونون حضرات مین تحریری مباحثہ شروع ہو گیا اور بہت دنون تک
اِسکا سلسلہ ختم نہین ہوا آخرکار ملا یعقوب نے کہا کہ مین خود شیخ کی خدمت مین حاضر ہو کر اسبارہ مین بالمشافہ
مناظرہ کرونگا اور دو بدو اِس مسئلہ کا ابطال کرونگا چنانچہ ایک دن خدمت شیخ مین حاضر ہوئے اور آپکی زور
تقریر کو دیکھکر بالکل خاموش و ساکت بیٹھے رہے جب مجلس برخواست ہوئی اور ملا یعقوب اُٹھکر باہر آئے تو لوگون
نے اِس سکوت کا سبب دریافت کیا کہا جونہی مین شیخ کے سامنے گیا میرے تمام علوم مسلوب ہو گئے اور آپکی تقریر
کا مجہپر ایسا اثر پڑا کہ بات تک منہ سے نکلی۔

ذکاوت

اِس تمثیلی واقعہ سے جسطرح شیخ کی زور تقریر کا حال معلوم ہوتا ہی اُسیطرح آپکی ذکاوت ذہنی اور وسعت علم کا
بہی اچھی طرح ثبوت ہوتا ہی۔ خلاصہ یہ کہ شیخ ابو الرضا محمد کے علمی فضائل و مراتب کے واقعات و حکایات کتابون مین
اِس کثرت سے پائے جاتے ہین جنکا ضبط و احصار ناممکن نہین تو قریب قریب محال ضرور ہے۔ طائر خیال بلند
پرواز اُنکے مراتب علم اور شان کمال کی بلندی کو پا نہین سکتا اور قلم کا مسافر اِس دشوار گذار اور سنگلاخ گھاٹی
مین قدم قدم پر ٹھوکرین کھاتا ہی اگر کسی کو آپکے علمی کارنامون کے دیکھنے کی خواہش ہو تو کتاب شوارق المعرفۃ
کا مطالعہ کرے۔

## شیخ ابو الرضا محمد کی اخلاق و عادات

اخلاق

شوارق المعرفۃ کے مؤلف نے شیخ ابو الرضا محمد کی قابلیت پر جو مختصر ریویو کیا ہی اُسکے الفاظ یہ ہین کہ
جناب شیخ ابو الرضا محمد بہایت دقیق النظر عالی ہمت۔ بلند حوصلہ۔ قوی العلم فصیح اللسان عظیم الورع۔ وسیع المعرفت
شجاع و فیاض شخص تہے۔ آپکی ذاتی خوبیون اور عام اخلاق نے تمام لوگون کو اپنا گرویدہ کر لیا تہا آپکے حسن اخلاق

معراج کمال تک پہنچ گئے تھے اور اپنے ہمعصرون مین باعتبار بعض بعض خوبیون کے سب سے فائق تھے۔ گو آپکے مزاج
مین پلے درجے کا عجز و انکسار تہا اور ہر ایک شخص سے خوش خلاقی اور تواضع کے ساتھ پیش آتے تھے مگر ساتہی امرا
اور دولتمندون سے دلی نفرت رکھتے تہے۔ عالمگیر جیسے پابند مذہب بادشاہ نے چند مرتبہ درخواست کی کہ اگر اجازت
ہو تو در دولت پر حاضر ہو کر سعادت قدمبوسی حاصل کرون لیکن آپنے اس کی التماس کو نگاہ قبول سے نہ دیکھا
اور اپنے پاس آنے کی اجازت نہ دی۔ امرا اور متمول لوگون کو آپ ہمیشہ نظر حقارت سے دیکھتے اور کبھی انکی طرف
التفات نکرتے اگر وہ تحائف و ہدایا بھیجتے تو آپ کبھی قبول نفرماتے البتہ اگر کوئی غریب مسلمان اور مخلص نیازمند
چار پانچ پیسے ہدیۃً خدمت اقدس مین پیش کرتا تو اسے بڑی مسرت اور تازگی کے ساتھ اپنے دست مبارک مین
لیتے اور اسکے حق مین دعاے برکت فرماتے۔ آپکا قاعدہ تہا کہ تہوڑی اور حقیر چیز کو جس خوشی اور رغبت کے ساتھ
قبول کرتے کثیر اور قیمتی چیز کو اس خوشی اور تازگی کیساتھ نہ لیتے۔

استغنائے مزاج

جسطرح آپکو مالدارون سے نفرت تھی اور انسے میل جول ناپسند تہا اسیطرح آپ ضرورت کے علاوہ کسی کے
مکان پر بطریق ضیافت بہی تشریف لیجانا اچہا نہ جانتے تہے چنانچہ شیخ معظم پہلتی کا بیان ہے کہ جس زمانہ مین شیخ
ابوالرضا محمد ابتدائی عمر کے مرحلے طے کر رہے تہے اسوقت آپ نہایت تنگی و عسرت کی حالت مین زندگی بسر کرتے
تھے اکثر ایسا ہوا ہے کہ آپکو دو دو تین تین روز بغیر کھائے گذر گئے ہین اور کہین سے سد رمق تک میسر نہین ہوا
ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ پر متواتر تین فاقے گذر گئے اور کھانے کی کوئی چیز دستیاب نہین ہوئی اسوقت
آپکا ایک مخلص نیازمند آیا اور عرض کیا کہ میرے گھر مین کھانا موجود ہے آپ وہانتک قدم رنجہ فرمائیے اور اس
نیازمند کی مہمانی قبول فرما کر عزت افزائی کیجیے آپ اٹھکر اسکے گھر کی طرف متوجہ ہوئے جب مکان پر پہنچے
تو وہ شخص آپکو مکان کے دروازہ پر کھڑا کرکے اندر گیا کہ مستورات کو یکسو کرے خدا کی شان کہ دروازہ کے قریب
ایک چارپائی کھڑی تہی دفعۃً اسمے حرکت ہوئی اور شیخ پر گر پڑی جس سے آپکو اسدرجہ صدمہ پہنچا کہ بیہوش ہو گئے
اور چند منٹ تک آپ عالم بیہوشی ہی مین پڑے رہے لیکن جب ہوش مین آئے تو اٹھکر اپنے مکان پر
تشریف لے آئے اور فرمایا کہ یہ حق تعالے کی طرف سے ایک تنبیہ تہی کہ بار دیگر امر معاش مین کوشش و
تلاش نکرنی چاہیئے بنا برین اسکے بعد پہر کبھی کسی کے مکان پر بطریق ضیافت تشریف نہین لے گئے
الا عند الضرورۃ۔

استقلال

شیخ ابوالرضا محمد کے حالات زندگی مین جو بات سب سے زیادہ قابل وقعت اور لائق تقلید ہے وہ آپکی

بے نظیر ثابت قدمی اور عدیم المثال استقلال سے ہر چند کہ ابتدائے زمانہ مین آپکو نہایت جگر خراش مصائب
اور جانگداز تکالیف جھیلنی پڑین لیکن کبھی حزن و ملال اور اندوہ و غم کے آثار آپکے چہرہ پر محسوس نہین ہوئے
بلکہ جسطرح خوشی اور شادمانی کے زمانہ مین آپ شادان و فرحان اور خوش دیکھے گئے اسیطرح تکالیف و
مصائب کے زمانہ مین خوش و خرم دیکھے جاتے تھے شیخ مظفر بلخی لکھتے ہین کہ ایک مرتبہ مجھپر ایک ایسے رنج و غم
کا پہاڑ ٹوٹ پڑا جس سے مین بے اختیار روتا پھرتا اور ہائے ہائے کے نعرے بلند کرتا تھا جناب شیخ
صاحب نے میرے اس مضطربانہ حال پر واقف ہوکر فرمایا عزیز من! خدا تعالی نے اپنے طالبون کی
دو قسمین کی ہین ایک کی قسمت مین فرحت و شادمانی مقدر کی ہے اور دوسرے کی قسمت مین اندوہ و ملال اور
جب یہ قسمت ازلی ہے تو پھر ملال و رنج کرنے کے کیا معنی ؟

تورع و احتیاط

ابتدا مین شیخ کا تورع و احتیاط حد اعتدال سے تجاوز کر گیا تھا اور اسیوجہ سے آپ کسیکا تحفہ و ہدیہ قبول
نہ فرماتے تھے چنانچہ شیخ مظفر بلخی کا بیان ہے کہ جب مین رہتک سے شیخ کی خدمت مین حاضر ہوتا تھا تو مصری کے
کوزے آپکے لئے لایا کرتا تھا لیکن آپ انہین نگاہ قبول سے نہ دیکھتے اور فرماتے کہ گاؤن اور قصبون کے
روسا کی بیع و شرا شرعی قانون کے مطابق نہین ہوتی ہے اسوجہ سے مین اس تحفہ کو قبول نہین کرتا۔ چنانچہ
مین نے اس رسم کو موقوف کر دیا لیکن اب مین بجائے اسکے کہ شیخ کیلئے کوئی ہدیہ و تحفہ لاؤن قند مصری
آپکے صاحبزادون کو برسم ہدیہ دیدیا کرتا تھا۔ جب اسکو ایک دراز زمانہ گذر گیا تو مین ایک دفعہ رہتک سے
آیا اور مصری کے دس کوزے شیخ کے بچون کے پیشکش کئے وہ انہین لیکر شیخ کی خدمت مین آئے آپنے
اسمین سے تھوڑی سی مصری لیکر تناول کی ازان بعد ایکدن میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا شیخ مظفر ہم نے
تمہاری لائی ہوئی مصری تناول کی واقعی بات یہ ہے کہ عجیب غریب چیز تھی یہ کہکر فرمانے لگے کہ اب ہم نے تورعات
زائدہ کو خدا حافظ کہا اور جس چیز کا ظاہر شرع حکم کرتی ہے اسے عمل مین لائے۔

سنت کی رعایت

اسیطرح آپ سنت نبوی کی رعایت و اہتمام مین نہایت زیادہ احتیاط کرتے اور کبھی کسی سنت کو ترک
نہین کرتے تھے یہانتک کہ جب مسجد مین تشریف لاتے تو دروازہ پر تھوڑی دیر خاموشی کیساتھ توقف
کرتے اور بایان قدم جوتے سے نکالکر اسپر رکھ لیتے ازان بعد دایان قدم مسجد مین داخل کرتے اور اسصورت
سے مقصود یہ تھا کہ ذیل کی دونون حدیثون پر عمل واقع ہو حدیث اول لیکن الیمنی اولہما تنعل و اخرہما
تنزع حدیث دوم کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحب التیامن فی شانہ کلہ۔ اس سے صاف

معلوم ہوتا ہے کہ شیخ مین دینداری اور مذہبی جوش اسقدر تہا کہ آپ اوسنے اسی ادسنے سنت کو کمال احتیاط و اہتمام سے ادا کیا کرتے تھے اور سنت نبوی کو کسی حال مین ترک نہین کرتے تھے۔

# شیخ ابو الرضا محمد کا تصرف و کشف وغیرہ

شیخ کے کشف و تصرف کے واقعات اس کثرت سے شوارق المعرفت مین لکھے گئے ہین جن مین سے ہم فیصدی دس کا بہی انتخاب نہین کرسکتے کیونکہ یہ چند مختصر صفحات اُن کیلئے کسی طرح کافی نہین ہوسکتے لیکن بحکم مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ کے چند وہ واقعات اس مقام پر درج کئے جاتے ہین جنہین مستند و معتبر لوگون نے نقل کیا ہی شیخ معظم بھلیہ نقل کرتے ہین کہ اورنگ زیب کے عہد سلطنت مین ستنامی کے کفار نے ایک مقام پر قبضہ کرلیا تہا جنکے مقابلہ مین مسلمانون کی افواج دار الخلافہ ہندوستان سے روانہ کی گئی اور ایک نہایت عظیم الشان و خونخوار جنگ واقع ہوئی لیکن ساتہ ہی مشہور ہو گیا کہ لشکر کفار سے ایک شخص بہی نہین قتل کیا گیا اور مسلمانون کی فوج کو انتہا سے زیادہ نقصان پہنچا اس سے خود بادشاہ اور ارکان دولت کو سخت اضطراب ہوا اور عام بیچینی و کرب پہیل گیا شیخ کے بعض رفقا اس بارہ مین دعا کے مستدعی ہوئے چنانچہ آپنے دعا کی اور فرمایا کہ خداوندی دربار مین میری دعا نے قبولیت کا جامہ پہنا اس بعد تھوڑا زمانہ نہ گذرا تہا کہ شیخ نے نہایت جوش مسرت اور تازگی سے فرمایا الحمد للہ مسلمانون کی فتح ہوگئی اور لشکر کفار شکست کھاکر بہاگ گیا۔ آپکے رفقا جب مجلس اقدس سے اُٹھے تو شہر کے تمام کوچہ و بازار مین اس خبر کی اشاعت کی اور رفتہ رفتہ اورنگ زیب کے کانون تک پہنچی جسے وہ سنکر حیرت زدہ ہوگیا اور کہا یہ معاملہ کیا ہی باوجود کہ تاکید و تشدد کے ہنوز مخبرون نے اسبارہ مین کوئی خبر نہین دی سخت تعجب ہے کہ لوگون کو یہ خبر کیونکر معلوم ہوئی چنانچہ اُس نے اسمین تفحص و تجسس شروع کیا اور انجام کار معلوم ہوا کہ شیخ ابو الرضا محمد نے بطریق کشف یہ خبر دی ہی فوراً دربار کے ایک معتمد علیہ کو شیخ کی خدمت مین روانہ کیا اور شیخ نے اُسے جنگ کے مفصل واقعات سے مطلع کیا۔ چند روز کے بعد جب یہ خبر شاہی دربار مین موصول ہوئی تو اس مین اور شیخ کے بیان مین کچہ بہی تفاوت نہ تہا۔

ایک اور مرتبے کا ذکر ہے کہ آپکے دل مین آیا کہ ایک ایسا دبیز اور مضبوط لباس تیار کرانا چاہیے جو ایک دو سال تک کفایت کرسکے اور احتیاط و ورع اور نفی خاطر کیلیئے بہی لباس سزاوار و شایان ہے

کشف

چنانچہ آپنے ایک باشندہ کشمیر کو یہ خدمت سپرد کی اور اُس نے ایک پشمینی لباس نہایت دبیز و بخت حاضر خدمت کیا جسے شیخ نے بڑی خوشی سے زیب بدن فرمایا اور شبانہ روز پہنے رہے دوسرے روز آپ نماز چاشت مین مصروف تھے تمام مجلس پر خاموشی کی حکومت پھیلی ہوئی تھی اور سکوت خیز چادر اِس سرے سے لیکر اُس سرے تک تنی ہوئی تھی۔ نماز سے فارغ ہونیکے بعد آپنے ایک نہایت خوش آئندہ تبسم کیا شیخ محمد پھلتی نے تو اپنی آداب ظاہر کرکے عرض کیا کہ حضرت اِس موقع پر آپکے تبسم کرنے کا کیا سبب ہے فرمایا حق تعالے نے میرے دل مین القا کیا کہ کیا ہمارے خزانے مین کچھ کمی تھی جو تم نے یہ لباس اختیار کیا ہم ہر حال مین تمہارے کفیل و کارساز ہین۔ ہم تمہین دنیا مین بھی ناز و نعمت سے رکھنا چاہتے ہین۔ تم بھی اِس لباس کو اُتار ڈالو ہم عنقریب تمہاری شان کے لائق لباس بھیجتے ہین۔ یہ کہکر آپنے فوراً موجودہ لباس اُتار دیا اور موعودہ لباس کے انتظار مین بیٹھ گئے شیخ معظم کہتے ہین ہمین اسبارہ مین بہت تھوڑی دیر انتظار کرنا پڑا کہ ایک ضعیف عورت نے دروازہ کھٹکھٹایا اور اندر آنے کی اجازت مانگی شیخ نے میری جانب متوجہ ہوکر فرمایا کہ دروازہ پر جاؤ اور دیکھو اگر لباس شال و رشال اِس رنگ ڈھنگ کا ہو اور اُس پر اِسطرح کے گل بوٹے پڑے ہوئے ہون تو لیلو اور کہو تیرا نذرانہ مقبول ہو۔ ورنہ واپس کردو مین دروازہ پر گیا دیکھتا ہون کہ ایک ضعیف عورت پرانی چادر اُوڑھے ہوئے نہایت فصاحت و بلاغت سے بول رہی ہے اور اُسکے ہاتھون مین ایک آراستہ و پرتکلف لباس بالکل اُسی رنگ ڈھنگ کا ہے جیسا کہ شیخ نے فرمایا تھا مین یہ دیکھکر دنگ رہگیا اور شیخ کے اِس کشف پر مجھے نہایت تعجب ہوا الغرض شیخ نے وہ خلعت فاخرہ پہنا اور خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا پھر تو آپکا یہ قاعدہ تھا کہ ہمیشہ قیمتی لباس بغیر قصد و اختیار زیب بدن فرماتے اور شاہانہ پوشاک پہنکر مکان سے نکلتے تھے۔

شیخ مظفر رہتکی کہتے ہین کہ درگ داس کے واقعہ مین جب رہتک مین فتنہ و فساد شروع ہوا اور اُسکے تمام اطراف و اضلاع تاراج کرڈالے گئے تو مین اپنے قبایل و عشائر کو ساتھ لیکر دہلی مین آنے لگا اُس وقت تمام دہقانی درندون کی طرح آدمیون کے خون کے پیاسے تھے اور دشمنون جیسے لوگون پر حملہ آور ہوتے تھے۔ میرے ساتھ باوجود کثرت قبائل اور مستورات کے اسباب و اثاثہ کے بہت سے بوجھ تھے جنمین مین اسوقت وبال جان سمجھتا تھا لیکن بفضل خدا سے ہم تمام راہ مین محفوظ رہے اور امن و امان کے ساتھ وہ دشوار گذار اور سنگلاخ گھاٹیان طے کرچکے مگر ایک مقام پر دہقانیون کا

ایک وحشی غول ہمارا مزاحم ہوا اور غارتگری کے ارادہ سے ہماری طرف بڑھا ہم سنے نہایت بیداری کے ساتھ ترکش سے تیر کھینچکر کمان پر رکھا اور بڑی چیرہ دستی کیساتھ اُن پر حملہ کیا۔ وحشیانون کا غول فوراً منتشر ہوگیا اور سب مرعوب و خوفزدہ ہوکر جھاڑیون اور چھپرون کے پیچھے جا چھپے مجھے تعجب تہا کہ باوجود اس کثرت کے ان کا اس درجہ مرعوب ہونے اور خوف کھاکر چھپنے کی کیا وجہ ہو لیکن جب شیخ کی خدمت مین حاضر ہوا تو یہ عقدہ تمام و کمال حل ہوا شیخ نے نہایت خندہ پیشانی سے ملاقات کی اور فرمایا شیخ مظفر! ہم اس سفر مین تمہارے ساتھ تھے اور منزل بمنزل تمہاری حفاظت و نگرانی کرتے چلے آئے تھے کیا تم نے نہین دیکھا کہ جب وحشیانون نے تم پر حملہ کرنا چاہا اور تم بالکل تنہا تھے اور اس وجہ سے اُن کی تاب مقاومت نہ رکھتے تھے ہم نے انہین متفرق و پریشان کردیا اور وہ مرعوب ہوکر جھاڑیون کے پیچھے جا چھپے۔

ایک دفعہ باشندگان رہتک کی ایک جماعت کسی تقریب کی وجہ سے دہلی مین آئی اور سب ملکر شیخ کی زیارت کیلئے چلے رستہ مین ایک شخص نے فی البدیہ کہا کہ حقیقت مین شیخ کے کرامات و تصرفات کے حالات مین نے بہت سنے ہین اور اس قسم کی حکایات اکثر لوگ نقل کرتے ہین لیکن مین اُن حالات و نتائج کی اُسیوقت تصدیق کرسکتا ہون کہ خود آنکھون سے دیکھ لون خیر اور کچھ نہین تو آج صرف اسقدر چاہتا ہون کہ شیخ مجھے خصوصیت کیساتھ حلوا روٹی کھلائین۔ چنانچہ جب یہ لوگ شیخ کی مجلس مین حاضر ہوئے اور ملاقات کی تو آپنے اپنی عادت کیموافق ہر ایک شخص کا حال دریافت کیا اور تلطف و مہربانی سے پیش آئے ان بعد گھر سے حلوا روٹی منگاکر اُس شخص کے آگے رکھا جس نے بطریق امتحان رستہ مین اسکی خواہش ظاہر کی تھی اور فرمایا کہ یہ خاصکر اسی کا حصہ ہو اسکے بعد رستہ کی باہمی تقریر بجنسہٖ نقل کی جس سے وہ شخص نہایت شرمندہ و خجل ہوا۔

سید عمر متوطن حصار کا بیان ہو کہ ایک دفعہ شیخ صاحب ایک خوبصورت رنگی ہوئی چادر سے اپنا جسم چھپائے ہوئے تھے اور ہرن کی خوشنما و دلگیر پوست پر بیٹھے ہوئے وظیفہ مین مصروف تھے اُس وقت مجھے آپکی چادر اور ہرن کی کھال بہت ہی مرغوب اور پسند آئی میرا میلان طبع اسطرف تہا کہ اگر ممکن ہو تو ایسی ہی چادر اور اسی قسم کی ہرن کی کھال تلاش کرنا چاہئے اور نیز شیخ سے یادگار کے طور پر یہی لینا چاہیے لیکن پاس آداب کے لحاظ سے مین شیخ سے اسبابت کچھ عرض نہ کرسکا اور ہرچند کہ اس خطرہ کو دل سے دور کرنے کی کوشش کرتا تہا مگر وہ رہ رہکر دم بدم ابہرتا تہا۔ اتنے مین شیخ صاحب مجلس سے اٹھے اور مجھسے فرمانے لگے تم ذرا

شہر سے رہنا ہے ایک کام ہے آپ پانی کے سقایہ کی طرف تشریف لیگئے اور چادر میں جو شیرینی کا دھبہ
لگا ہوا تھا اپنے ہاتھ سے دہویا ان بعد چادر اور ہرن کی کھال دونوں کو تہ کرکے مجھ عنایت فرمایا اور ارشاد
کیا کر او لیا، اللہ کے سامنے اس قسم کے خطرات کو دل میں راہ دینا چاہیے۔
بیان کیا جاتا ہی کہ مسجد میں ایکدفعہ ایک عورت کا جنازہ لایا گیا اور شیخ سے استدعا کی گئی کہ آپ نماز جنازہ
کے امام ہوں فرمایا ہنوز یہ عورت زندہ ہے۔ اور روح نے جسم سے مفارقت نہیں کی ہے اس صورت میں
اس پر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ عورت کے ورثہ نے مبالغہ کیا کہ حضرت! یہ عورت یقینی طور پر مرچکی ہے اور
تجربہ کے بعد ایسا کیا گیا ہے فرمایا تمہارے تجربہ نے غلطی کی ہو حقیقت میں عورت زندہ ہو انجام کار جب جنازے
کو کھول کر دیکھا گیا تو عورت زندہ تھی لوگوں کو تعجب اور تعجب کے ساتھ سخت حیرت ہوئی جنازہ کو اٹھا کر لیگئے
اور اسکے ایک روز بعد عورت مرگئی۔ اگرچہ شیخ ابوالرضا محمد کے باطنی تصرف وکشف کی یہ ظاہر مثالیں
ہیں لیکن جب غور سے دیکھا جاتا ہو تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ سن رشد کے زمانہ سے عہد انتقال تک
جو بات بھی آپکی زبان مبارک سے نکلی وہ بجائے خود ایک سچا کشف اور معجزنما کرامت تھی۔ گو ان ظاہری
مثالوں، وتمثیلی حکایتوں سے شیخ کا تصرف وکرامت بہت کچھ ثابت ہوتا ہے لیکن اس سے اعلیٰ درجہ
کی مثال ایک وہ عینی واقعہ ہے جسے حافظ عنایت اللہ نے بڑے وثوق کے ساتھ بیان کیا ہی۔

تصرفات

حافظ عنایت اللہ کہتے ہیں کہ علمی سوسائٹی کا ایک منتخب اور سندیافتہ شخص جو فضل وکمال میں بہت
بڑی شہرت رکھتا تھا اور فضلاء زمانہ میں امتیاز یہ نظروں سے دیکھا جاتا تھا جسے ملا حقیقت میں اس کی وسعت
نظر اور ذکاوت ذہنی اور زور تقریر اعلیٰ درجہ کی تھی اور اسکی علمی کمالات کا ہر شخص کو اعتراف تھا۔ اس نے
خاصکر مناظرہ ومباحثہ کی تعلیم میں زیادہ محنت کی تھی اور اس مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کی غرض سے
ایک خاص علمی سوسائٹی قایم کر رکھی تھی جسکا خود ہی سکرٹری تھا اور جسمیں شب وروز علمی بحثیں بڑے زور
شور سے ہوا کرتی تھیں یہ اسی سوسائٹی کی مشق کا نتیجہ تھا کہ اس کی زبان کسی موقع ومحل پر نہ رکتی تھی اور برجستہ
کا جچپتہ جواب دیتا تھا الغرض یہ شخص مجھسے ملکر کہنے لگا کہ اس شہر میں کوئی ایسا عالم وفاضل باقی نہیں رہا جو علمی
بحث میں مجھسے مغلوب نہیں ہوا میں نے اسکی یہ لن ترانی سنکر جواب دیا کہ کبھی تم شیخ ابوالرضا محمد کی مجلس میں
بھی گئے اور ان کی زیارت سے مشرف ہوتے ہو بولا میں نے سنا ہو کہ عوام کو تفسیر حسینی کا وعظ سناتے
ہیں دراصل انہیں کسیطرح کا علم وفضل حاصل نہیں ہوا اور علمی فضائل سے محض بے بہرہ ہیں اس کی اس گستاخی

پر بے حد طیش آیا اور غصہ کے لہجہ مین کہا کہ اس سے زیادہ بیہودہ گوئی مت کرو ذرا میری مجلس مین جاکر کمال
علم کا اندازہ کر چنانچہ جمعہ کے وعظ مین وہ شخص حاضر ہوا اور بحث کا پہلو سوچا تا شیخ نے اپنے باطنی تصرف سے
اس کی یہ علمیان معلوم کرکے ایک ایسا زبردست تصرف کیا کہ اس کا سارا علم سلب کر لیا حتی کہ صرف و نحو
کا ایک قاعدہ تک اسکے حافظہ مین نہین رہا دوسرے علوم کا تو کیا ذکر ہے اس نے اپنی حالت مین
یہ فوری تغیر و تبدل دیکھکر معلوم کر لیا کہ یہ شیخ کے تصرف کا اثر ہے فوراً نادم ہوا اور علی رؤس الاشہاد اپنی
لن ترانیون سے توبہ کی اور شیخ کی خدمت مین پہلے درجہ کی تضرع و عاجزی پیش کی آپ کو اسکی حالت پر رحم آیا
اور اسے اس کا علم عطا فرماکر اصلی حالت پر لے آئے ازان بعد اس نے اور بھی عاجزی و نیازمندی ظاہر
کی اور بحث عاجزی و انکسار سے پیش آیا شیخ نے فرمایا بیشک مین عالم و فاضل نہین ہون اور عوام الناس
کو تفسیر حسینی کا وعظ سناتا ہون آپکی یہ دل آویز اور تواضع سے بھری ہوئی تقریر سنکر اسے اپنی گستاخی و
بے ادبی پر تنبیہ ہوئی اور اب اس نے دوبارہ اظہار نیازمندی کرکے توبہ کی اور کہا کہ مین آپسے بیعت
کرنا چاہتا ہون شیخ نے اسکی بیعت قبول نہین کی اور فرمایا منقش و نگارین الواح کسی کام کی نہین ہوتین
الحاصل شیخ ابو الرضا محمد کے اس قسم کے واقعات اسقدر مشہور ہین کہ تذکرہ مشائخ خاصکر ان کتابون
مین جو اس واجب الاحترام اور معزز خاندان کے حالات مین لکھی گئی ہین بکثرت پائی جاتی ہین اسی لئے مین
صرف ایک اور واقعہ جو سابق کے واقعات سے بھی تعجب خیز اور حیرت انگیز ہے لکھکر اس عنوان کو
ختم کرتا ہون۔

رحمت اللہ کفش دوز کا بیان ہے کہ جس زمانہ مین شیخ ابو الرضا محمد فیروز آباد کی مسجد مین تشریف
رکھتے تھے اس زمانہ مین مین بھی وہین موجود تھا ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ مین درخت کے سایہ مین آپکے سامنے
کھڑا ہوا تھا اسی اثنا مین حاضرین مین سے ایک شخص بول اٹھا کہ سنا جاتا ہے شیخ بایزید بسطامی بعض اوقات
ایک شخص پر نظر خاص ڈالتے تھے اور وہ شیخ کی قوت جذب اور حدت نظر سے مرجاتا تھا آج اس زمانہ مین
اگرچہ شیوخ کا غلغلہ آسمان تک پہنچا ہوا ہے اور ہر طرف سے یہی صدا کانون مین برابر پہنچ رہی ہے
کہ فلان شیخ اس قدر و منزلت کا ہے اور فلان اس رتبے کا لیکن کسی مین ان جیسی باطنی قوت نہین
پائی جاتی۔ یہ سنکر شیخ کی غیرت کی رگ حرکت مین آئی اور آپنے بے اختیاری جوش کے ساتھ فرمایا
کہ بیشبہ بایزید بسطامی ارواح کو جذب کر لیتے تھے لیکن انہین ارواح کو دوبارہ جسمون مین ڈالنے کی

قوت نہ تھی میرے دل نے جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے وہ تربیت حاصل کی ہے اور حضور نے مجھے وہ قوت مرحمت فرمائی ہے کہ اگر چاہوں تو کسی کی روح جذب کرلوں اور اسکے ساتھ ہی چاہوں تو واپس کردوں۔ یہ لکھکر شیخ نے مجھپر نظر خاص ڈالی اور بڑی عجلت کے ساتھ میری روح کو جذب کیا میں مردہ ہوکر زمین پر گر پڑا اسوقت مجھے علم نہ رہا تھا اور کسی بات کا شعور نہ تھا کہ اپنے تئین ایک عمیق اور گہرے دریا میں ڈوبتا دیکھتا تھا جب میری یہ کیفیت ہوئی تو شیخ نے سائل کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اسے دیکھو مردہ ہے یا زندہ اُس نے غور میں ڈوبی ہوئی نظر سے مجھے دیکھا اور ایک ایک عضو کو ٹٹولکر عرض کیا کہ بالکل مردہ ہے فرمایا اگر تم چاہو تو مین اسے اسی حالت پر چھوڑ دون اور چاہو تو دوبارہ اِسکے قالب میں روح واپس کردون سائل نے لرزتے ہوئے عرض کیا کہ اگر زندہ ہو جائے تو کمال رحمت و عنایت ہے چنانچہ آپنے دوبارہ توجہ کی اور میں زندہ ہوکر اٹھ کھڑا ہوا۔ تمام حضار مجلس شیخ کی قوت دیکھکر دنگ رہگئے اور اسواقعہ کو یاد کرکے عش عش کرنے لگے۔

## شیخ ابوالرضا محمدؒ کے مکتوبات و ملفوظات و مسودات وغیرہ

جناب شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنی ایک عمدہ اور نہایت قیمتی تصنیف مین شیخ ابوالرضا محمد کے بہت سے مکتوبات جمع کئے ہین جو بالخصوص حضرات صوفیہ اور علم سلوک کی سنگلاخ گھاٹیون کے طے کرنیوالون کے لئے ازبس مفید ہین اور جن سے شیخ کے علمی کمالات کا ثبوت اچھی طرح ہوتا ہے لیکن چونکہ سب کے سب بالکل ادبی اور عوام کی دلچسپی سے خالی ہین نیز اول تو اُن کا اُردو زبان مین ترجمہ کرنا تکلف سے خالی نہین اور اگر نمونۃً کسی مکتوب کا ترجمہ کیا بھی جائے تو افسوس اُس سے لوگ فائدہ نہین اُٹھا سکتے لہذا ہم اُن مین سے بعض مکتوب جو نہایت ہی مفید اور سہل ہین اور جن سے شیخ کی خداداد ذہانت اور زور قلم ثابت ہوتا ہے بطور نمونہ معزز ناظرین کی خدمت مین پیش کرتے ہین اُمید ہے کہ شائقین بڑے ذوق شوق سے پڑھین گے۔

شیخ عبدالاحد

ایک دفعہ شیخ احمد سرہندی کے بلند اقبال اور نامور پوتے شیخ عبدالاحد نے جو اُس زمانہ کے مشاہیر مشائخ کے زمرہ مین ایک نہایت معزز و ممتاز فاضل شمار کئے جاتے تھے اور جنکا علمی تبحر و کمال بڑے بڑے مشائخ وقت کو تسلیم تھا شیخ کی خدمت مین ایک خط لکھا جسکے اخیر حصہ مین یہ عبارت تحریر تھی ثم المرجو

مکارمکم الشریفة ان لاتنسونا من دعواتکم الصالحة فی اوقاتکم المرجوة فان الامر صعب والطریق صعب وصعب قال علیہ السلام وان امامکم عقبة کؤد ے کیف الوصول الی سعاد ودونہا + قلل الجبال ودونہن حتوف + الرجل حافیة ومالی مرکب + والکف صفر والطریق مخوف + عزیزمن! اشفق من: آنچہ سخن حق است درگفت نیاید وآنچہ ازغیرحق است چندان گفت رانشاید پس سخن کوتاہ باید والسلام۔

شیخ کا جواب

جناب شیخ ابوالرضا محمد صاحب نے شیخ عبدالاحد کے اس خط کا یوں جواب تحریر فرمایا۔

عنایت نامہ وشفقت نامہ رسیدہ رابطہ معارفت ویکتائی استحکام پذیرفت جزاکم اللہ سبحانہ عن اکرامکم واوصلکم اللہ عزشانہ مرامکم۔ مرقوم بود کیف الوصول الی سعاد ودونہا + قلل الجبال ودونہن حتوف + والرجل حافیة ومالی مرکب + والکف صفر والطریق مخوف + انتہی الحق کہ وصول سعادت ذاتیہ مطلقہ بالاطلاق الحقیقی بسیر مستطیل کہ مبنے برعبور شواہق جبال اعتبارات محضہ اضافات وہمیہ صرفیہ عالم خلق وامرست ہمچنین صعب الحصول است زیراکہ سالک حقیقت خود را بدان مخوف گردانیدہ است مشاعر ومدارک خویش بدان منقشی ساختہ والا فالحق سبحانہ فی الحقیقة من الوجہ الخاص اقرب الی العبد من حبل الورید لاثمہ طریق موصوف لامامون ولامخوف لایسع ثمہ رجل حافیة ولامرکب ولاکف حافیة ای خالیة اذ ممکن لیس لہ ظہور فی الناس فسبحان من احتجب باشراق نورہ واختفی باستغراق ظہورہ ے توہمت قدماء ان لیلے تبرقعت + وان لنا فی البین بالمنع اللثما + فلاحت فلا واللہ ماثم مانع + سوی ان عینی کان من حسنہا اعمے + ے پردہ برخاست یا بدیدستم + دست با دوست کردہ در آغوش + آن شناسد حدیث این دل ست + کہ ازین بادہ کردہ باشد نوش + ے وغی بی متی قلبی نغنیت کما غنے + وکنا حیثما کانوا وکانوا حیثما کنا + **رباعی** روزان بتو بودم وندانستم + شب باتو غنودم وندانستم + ظن بود بمن کہ من جملہ منم + من جملہ تو بودم ونمیدانستم + نوشتہ بودند کہ "آنچہ سخن حق است درگفت نیاید" ظاہر امراو آنست کہ درگفت نیاید بجہت قصور افہام مستمعین وگرنہ سخن اگر لفظی است عین گفت ست واگر نفسی است فامن عیان الادلہیان **دوہرہ** کبیرا کا گھر سکھر ہے جہاں سلسلے سبیل اگث بانو جیپل سواوکون لاوے بیل + والسلام علی اہل اللہ الکرام۔

ایک اور مرتبہ شیخ عبدالاحد نے آپکو یہ خط لکھا۔ الحمد للہ الذی اوجدناہ فوجدناہ واخرجنا من الظلمات الی النور فعرفناہ - ارسل الینا بشیرا ونذیرا نتبعناہ - انزل علینا کتابا - تہوانتقنا

فتجلى لنا بجلاله وجماله وعززنا بنواله ووصاله فتهر على تلال وجودنا فجعلها دكا وظهر على معالم فيونا فما بقى ما عينا ولا اثرا لما اراد اظهار عظمته فحيرنا فما زمانا ه سقينا خمرته فتجلى لنا بها عيانا رايناه بعين المكاشفة فتشفنا شاهدنا بسر المعائنة فتشعشع له وعرج بنا من صفاته الى الحضرة ذاته وعامل معنا بما يجرى لكمالاته و كمالاته ثم مما لا يعبر بعبارة ولا يشار باشارة ومن بعد هذا ماتدرى صفاته واكتمه احفظ لربه اجمل هذا وما العطش نماق مما لم يلتف الساق بالساق ويتم الميثاق وينتهى المساق فيومئذ ينعدم الفراق وعليه لا يشرب الرياق ثم انا يا مولانا نستغفر الله على مقولنا ذلكم وعلى جميع ضيفنا بوسيلتكم عباد الله

جواب

شیخ عبد الاحد کے اس خط کے جواب میں جناب شیخ ابو الرضا محمد نے یون تحریر فرمایا۔ بقاء العطش دليل لبقاء العطشان ويدل على بقاء عين المهجور بقاء اثر الهجران فوجود الفراق على معالم القيود سقوف وثبوت العطش عند فال الوجود دقوف فكما لا يتصور مع الوقوف على معالم القيود اطلاق كذلك لا يتصور مع وصال المحبوب فراق فمع بقاء صفات المحدث الحميم لا يمكن العروج الى صفات المحدث القديم فضلا عن العروج الى حضرة ذات الواجب الكريم ثم التفاف الساق وانتهاء المساق فى حق بعض موعود وفى حق بعض موجود قال الله تعالى كلا (اى حقا) اذا بلغت التراقى (اى اذا بلغت النفس الانسانية اعالى صدرها يعنى نهايتها وهى النقطة الاخيرة من عالم الامر باشتياقها الى مشاهدة الجمال الالهى) وقيل من راق (اى نودى من باطنها من يرقنى ويشفنى من سم الفراق والم الاشتياق ؎ لسعت حية الهوى كبدى + فلا طبيب لها ولا راق الا الحبيب الذى شغفت به + انه رقيتى وترياقى + وظن انه الفراق (اى وظن المتعطش الى لقاء بحبيب ان ما تنزل به من القلق والاضطراب سبب الفراق عن جميع ماسوى المحبوب) والتفت الساق بالساق (اى لما اجتمعت ساق عالم الاكوان مع ساق عالم الرحمن يعنى يشاهدهما جميعا وهذا هو مقام المشاهدة) الى ربك يومئذ المساق (اى يوم اذ كان كذا يساق الى صرف العالم الالهى فيسقى ثم بالماء الزلال فلا عطش لاحد فى الوصال فلا يبقى عين ولا اثر وليس ثمه مخبر ولا خبر ويسعد بالسعادة السرمدية ولا يطرد بعد الاصطفاء من الحضرة الالهية) ؎ آسوده بکام خویش از وصل حبیب + نه بیم فراق است ونه تشویش رقیب +

مرزا محمد سہرندی کا جواب

مرزا محمد سہرندی نے ایک دفعہ شیخ کی خدمت مین بطریق اشارت ذیل کے الفاظ لکھے کہ "بلیلہ اسہال برای حصول بہالی بکار بردہ آخر الامر دستے اسہال حلل روئے ندادہ" جسکا جواب آپ نے اس طرز پہ تحریر فرمایا "بخاطر فاطر دردانہ کہ بیرو مجستہ ماثر صفراوی مزاج است حاریابس کہ سلوک طریق حق را درخور آمد اما بسبب بعضی مسموعات

رسمیه و مقایسات فاسده عقلیه اخلاط سوداویه غیر طبیعیه که سالک را از وصول بمنزل مقصود بازدارد غالب
حکیم حاذق نبود تشخیص مرض ننمود بجائے هلیله اسود هلیله اصفر بداد خفظ صفرا نکرد و معاونت سودا نمود کار بعکس
افتاد و حال المزاج انجامید و حاذقان طریقت و ماهران حقیقت بحکمت نظری و عملی باشربه جاره یا لب بتوفیق
الله تعالی تبدیل مزاج کنند چه حق تعالی ظاهر ست که بهیچ ظاهری حجاب نیست و او باطن است که بجز دے
چیزے در باطن نیست قال نبینا صلی الله علیه وسلم فی مناجاته اللهم انت الظاهر لا ظاهر فوقك وانت
الباطن لا باطن دونك ؎ تو همت قلما ان لیلی تبرقعت + وان لنا فی البین ما یمنع اللثما + فلا حت
فلا والله ما اشم مانم + سوی ان عینے کان من حسنها اعمی + گرنه بیند بروز شپره چشم + چشمه آفتاب را چه گناه
کحالان حقیقت کحل عنایت در چشم کشند و نابینایان را چشم بخشند انی ابرئ الاکمه والابرص کحل عنایت
جز بلسان طیور نسخه نکنند فهم من فهم ومن لم یفهم لم یفهم سلیم والله الهادی کحل عنایت مرکب است
از دو جزو ترقیق و تحقیق ـ ترقیق آنست که قلم اعلی بحروف عالیات بشگافت و وزبان شد ظاهر الوجود و باطن
الوجود ـ باطن بدو راه رفت امر و خلق پدید آمد ـ اجناس متنوعه بهر کس بخشید ؎ ما در پیاله عکس رخ یار دیده
ایم + مطرب بگو که کار جهان شد بکام ما + و تحقیق آن باشد که ادانی در اقاصی و اسافل در اعالی تحقیق کنند
و در چشم کشند بروق شهود بدرخشد و اراضی قلوب بنور جمال مطلق منور گردد واشرقت الارض بنور ربها همانا
سطوت احدیه ذات هستی طالب را در عالم نیستی برو سر کل شئ هالك الا وجهه بظهور پیوندد و این هنگام هر کس
از مرزائی خود آگاهی یابد محمد مرزا ـ مرزا محمد گردد ـ

ایک اور مکتوب

ایک اور خط میں شیخ نے اپنے پرزور قلم سے مرزا موصوف کو یہ مضمون تحریر کیا ـ هو الحی القیوم یا ازالی
و یا جلالی تطلب وحدانیتی ـ وانت تشرك انا نیتك با نا نیتی ـ ان هذا الاشراك جلی لا شرك خفی ـ افلا
تخاف من عزتی ـ ولا تستحی من فردانیتی ـ یا مرحوم انت الموهوم ـ وانا المعلوم ـ انا النور ـ وانت الظهور ـ
انا الحق **والحقیقة** وانت المجاز والطریقة ان کنت ترید ان تکون مجدا موحدا فادفع الموهوم
واتبع المعلوم وقل بقلبك السلیم وبسرك القدیم بلا عیب ولا ریب فی کل زمان و فی کل مکان ـ
لا هو الا انا ولا انا الا هو فاذا رفعت البین وصلت بالعین فان شککت فیه فانت معلول وان
ارتبت فانت معزول وان قبلت بایمانك وایقانك فانت مقبول فلا تکونن من الممترین المردودین ـ
اجبت سؤالك برحمتی ولکن لا تغفل عن عظمتی وعلیك ان لا تظهرها القیت علیك عند ان جوهیه

لامرحوم الا العاطل۔ ولا مرحوم الا الواصل ان فهمت کلامی فعلیک رحمتی و سلامی۔

ایک اور خط

دوسری مرتبہ آپ نے بایں مضمون خط لکھا۔ بسم اللہ الواحد الاحد قال لی الحق والملک المطلق یا قرۃ عینی و رضائی بعزتی و بقائی کنت احدا ولم یکن شئ ورائی واکون شیئا سوائی اظہرت بذاتی من ذاتی شئونی وصفاتی ومظہر الخلق والخلیقۃ وانا الحق والحقیقۃ وانا الذات لکل شئ وانا الحیوۃ لکل حی فالخلق کلہم قدری والخلیقۃ کلہا امری من اراد بقائی فلیراقب جلائی ولیذکر بذکر لاھوتی ولاجبروتی ولا ملکوتی وھو لاھو الاھو من فہم کلامی فعلیہ رحمتی وسلامی۔

شیخ عبدالحفیظ کے نام

شیخ عبدالحفیظ کو جو آپ کے خاص اصحاب میں ایک معزز و ممتاز دوست تھے اور جن کی رعایت شیخ کو ہمیشہ ملحوظ نظر رہتی تھی ایک مرتبہ یوں تحریر فرمایا۔ بفہم کہ از دریائے نور نورانی حبابے اکثر بشتابی وازین حباب رہ بتابی خود را دریا ہمان نور یابی واین فہم را بقصد و توجہ دل برخود نگاہداری کہ قصد و توجہ را در استیقاء حالات تقابیہ اثر تمام ہست۔ چون قصد شکستہ گردد و خطرۂ غیر راہ یابد۔ فی الحال بخیال بازشتابد باضداد او و در این نور اسم ذات با اسم متکلم درجائے تنہا و تاریک بدل حاضر فی الغدو والاصال علی التوالی والاتصال بگوید بحدیکہ از خود و از ہمہ بے خبر شود و روزن دل کشادہ گردد۔ ارواح جملہ فرشتگان و پیغمبران را در بیداری بیند و فواید عظیمہ از ایشان گیر و ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ؎

چشم دل چون باز شد معشوق را در خویش دید
مہ عین دریا گشت چون بیدار شد چشم حباب

دوسرا خط شیخ عبدالحفیظ کے نام

اس کے بعد شیخ عبدالحفیظ نے اس حدیث قدسی کے معنی دریافت کیے جو قصۂ معراج میں وارد ہوئی ہے اور لکھا کہ اس جملہ قف یا محمد فان اللہ یصلی کی توضیح ارشاد کیجیے آپ نے برداشتہ قلم یہ مضمون تحریر فرمایا۔ بخاطر فاتر و وارد کہ چون آن سیمرغ قاف معرفت بر ہوائے عالم خلق و امر پرواز نمود بسر حد نقطۂ اخیرہ عالم کہ نہاد امکان رسیدہ ہوائے دلکشائے عالم قدس حضرت الٰہی در نظر آمد از بس علو ہمت کہ داشت خواست کہ دران عالم نیز طیران نماید خطاب مستطاب در رسید کہ قف یا محمد یعنی علی النقطۃ الاخیرۃ من عالم الامر فانہا حد العبودیۃ مع مشاہدۃ الربوبیۃ فان اللہ یصلی ای یرید ان یرحم بک علی العلمین بالنبوۃ والرسالۃ ویجب ان یقف الرسول فی ھذا البرزخ حتی یستفیض المعارف والاحکام من الحضرۃ الالٰہیۃ ویفیض علی عالم خلقہ وامرہ وقیامک بمرادی اجلب رحمتی علیک من قیامک بمراد نفسک ادیل وصالہ ویرید ہجری فاترک ما ارید لما یرید فانی فی الوصول عبیدۃ نفسی وفی الہجران مولی للموالی وانسب

بعلو ہمت حضرت علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام آنست کہ بعد از طیران در ہوائے عالم الٰہی در ین برزخ بانہ آوردہ خطاب فرمودہ باشند و معانی دیگر مستبعد کہ فراخور مذاق مقلدان بعضے صوفیان متاخرانست
دوبارہ شیخ صاحب نے حدیث مذکورہ بالا کی یہ تفسیر لکھکر شیخ عبدالحفیظ کو روانہ کی۔ کہ چون آن شہباز از ہوائے کثرت اسمائے وصفات الٰہیہ در گذشتہ بقصوی برزخیہ کبرٰے کہ اول مراتب تعینات آست و بحقیقت محمدیہ مسماۃ است دم گرفت کہ بعالم حقیقت ذات مجرد پرواز نماید خطاب رسید کہ قف یا محمد علی ھذا البرزخیۃ الکبری التی ھی منتہی مقامات العارفین فان اللہ یصلی ای یرحم علی کمل عبادہ فی ھذہ المرتبۃ العلیا والمنزلۃ الزلفی او یرحم علی عبادہ بالامر بالوقوف فان التشوق الی صفات وراھا تضییع الوقت وطلب لما لا یمکن تحصیلہ او المعنی فان اللہ یصلی ای یعبد نفسہ یعنی یثنی علی کمالاتہ الذاتیۃ و یتوجہ الیہا غنی عن العلمین لا مجال الجد فی شق عزتہ وحرم نفسہ ؎ تعالی العشق عن ھمم الرجال وعن وصف التفرق والوصال * متی ما جل شئ عن خیال * یجل عن الاحاطۃ والمثال :

یہانتک مولنا شیخ ابو الرضا محمد صاحب کے خطوط جسقدر مجھے لکھنے تھے نقل کر چکا۔ اگرچہ میرے پاس شیخ کے خطوط کا ایک بڑا ذخیرہ تہا۔ اور اس قسم کا سرمایہ بہت کچھ موجود تھا جو مجھے اس بارہ مین کافی مدد دیسکتا تہا۔ مگر مین نے انہین اسوجہ سے نظرانداز کردیا کہ عام لوگون کی دلچسپی سے خالی تھے۔ صرف بعض خطوط قلمبند کیے گئے جو معزز ناظرین کی دلچسپی کے باعث تھے۔ شیخ کے وہ تمام خطوط جو آپنے مختلف مشائخ صوفیہ اور علماء فضلا کی طرف لکھے ہین۔ جناب مولنا شاہ ولی اللہ صاحب نے ایک جگہ جمع کردیے جو ۱۳۱۵ ہجری مین کتابی صورت مین طبع بھی ہو چکے ہین شائقین کو اسکا مطالعہ کرنا چاہیے۔

اسکے بعد مین شیخ کے مسودات مین سے بعض عمدہ باتین بعینہ قید کتابت مین لانا چاہتا ہون جو نہایت ہی مفید اور قابل انتخاب ہین اور جنسے آپ کی عملی زندگی کا اقتدار اور علم و فضل کا اصل جاہ و جلال صحیح طرح ثابت ہوتا ہے۔

شیخ کے بعض مسودات

(۱) آپ رسالہ اصول الولایۃ مین آیہ یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ کی تحت مین فرماتے ہین کہ حاصل ولایت کہ بہ شش است چہار شرط بترتیب نص۔ اول ایمان بتصدیق دل و اقرار زبان دوم تقوے باکتساب مامورات و اجتناب محظورات۔ سوم طلب شیخ طریقت کہ وسیلہ عبارت ازانست راہ وصول بدوست ازو عیان است چہارم جہاد بارشاد در افنار انانیت و اثبات ہویت و دور کن آنچہ خود

رستگاری و بہ بخار شہود دوست گرفتاری کہ فلاح عبارت ازان ست و ولایت کبرے ہمین ست.

اسی رسالہ مین آپ یہ بھی لکھتے ہین - چون مرید صادق در خلوت درآید اول ہمگی از ملک خود برآید غسل
کامل نماید مصلے و جامہ پاک باید تا خدمت پاکی را شاید در وے بجا آرد دو رکعت بہ نیت توبہ گزارد و نجات
خود در ادائے حقوق خلق و خالق بیند بتضرع و زاری در موضع خلوت نشیند تکبیر تحریمہ جمعہ جماعت دریابد
بعد از خلوت شتابد از ہمراہ حذر نماید چپ و راست نظر نکند از نظر خلق پرہیزد و از لذت نفس گریزد و درآمد
شد غفلت نورزد. خلوت کہ چنین نباشد ہیچ نیرزد. کار بذکر و مراقبہ و دوام طہارت و انکسار محکم گیرد و نزدیک
کسل خود را بنماز نفل و تلاوت و درود و استغفار خالی نپذیرد و اگر ملال یابد بتجدید وضو شتابد اگر غلبہ
بود بخوابے تا نفس حدیث نگوید و براہ معصیت نپوید ثلث لیل نہار خواب باید تا جسد را اضطراب نباید شش
ساعت در شب و دو ساعت در روز در ہر دو جانب بقدر درازی و کوتاہی روز و شب کم و زیادہ کند و نقصان
از ثلث بتدریج حاصل کند پیش از غروب آفتاب بکمال طہارت بر مصلی رو بقبلہ بذکر و مراقبہ انتظار نماز مغرب
کشد و میان مغرب و عشا بذکر و مراقبہ و نماز مواصلہ نماید کہ در تنویر قلب تاثیر تمام دارد چون صبح طلوع نماید
این چہار دعا بخواند اللہم یارب انت الہ عالم وانا عبد جاھل اسألك ان ترزقنی علما نافعا حتی اعبد
[illegible] والا ھلکت - یارب۲ انت الله غنی وانا عبد فقیر اسألك ان تحفظنی حتی لا اسأل من سواك کفاف
الدنیا والا ھلکت - یارب۳ انت الله قوی وانا عبد ضعیف اسألك ان تعیننی حتی اغلب الشیطان بقوتك
والا ھلکت - یارب۴ انت الله قادر وانا عبد عاجز اسألك ان تجعلنی جابرا علی نفس حتی اقھرھا بقدرتك
والا ھلکت - پس دو رکعت سنت در خانہ گزارد و پیغمبر گفت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم. ہر کہ میان سنت و
فرض فجر چہل و یکبار بخواند یاحی یا قیوم یا حنان یا منان بدیع السموات والارض یاذا الجلال والاکرام
لا الہ الا انت اسألك ان تحیی قلبی بنور معرفتك یا الله یا الله یا الله اگر ہمہ دلہا بمیرند دلش نمیرد و ایمان
بسلامت برد چون بقصد جماعت از خانہ برآید گوید بسم الله وبالله والی الله والتکلان علی الله ولا حول ولا
قوۃ الا بالله چون بدر مسجد رسد گوید اللہم عبدك ببابك من نبك ببابك توجہ الیك عمن سواك یستغفرك
ویطلب رضاءك ان لم تفتح باب فضلك فای باب سوے بابك پاے راست در مسجد نہد گوید بسم الله الحمد
لله والصلوۃ والسلام علی رسول الله وچون درآید بگوید اعوذ بالله العظیم وبوجھہ الکریم وسلطانہ القدیم
من الشیطان الرجیم از شر شیطان در امان باشد وچون اندرون مسجد رود سلام گوید اگر کسی نباشد یا مشغول

بنماز باشد بگوید السلام علینا وعلی عباد الله الصالحین بعد از ادائے جماعت بجائے خود روبقبلہ نشستہ
بذکر و مراقبہ بجد تمام اشتغال نماید کہ خواب درین وقت سخت مکروہ است اگر خواب غلبہ نماید ذکر گویان بر خاستن
ونشستن رفع نماید تا چون آفتاب یک دو نیزہ بلند گردد دو رکعت بہ نیت شکر ادا نماید پس ازان ہر جا کہ
جمعیت خاطر باید در مسجد یا در خلوت بذکر و مراقبہ اشتغال نماید تا ربع روز آنگاہ چہار رکعت نماز چاشت
گزارد و اگر تعلیم و تعلم یا کارے ضروری داشتہ باشد بقدر حاجت بکار خود مشغول گردد والا تجدید وضو
بذکر و مراقبہ بنشیند۔ اگر خوردنی موجود باشد بجز دو در وقت خوردن بزبان ذاکر و بدل نیک حاضر باشد
بعد ازان بہ تجدید وضو بذکر در قیلولہ رود چنانکہ بیداری پیش از زوال آفتاب غنیمت شمرد تا در وقت زوال
آفتاب بطہارت کاملہ رو بقبلہ بر سجادہ ذاکر و مراقب نشستہ باشد چون آفتاب برگردد۔ چہار رکعت صلوٰۃ
زوال ادا نماید۔ بعد از ادائے نماز ظہر اگر امرے ضروری از زیارت و عیادت و تعلیم عیال و پرسش احوال
شان داشتہ باشد بقدر ضرورت اشتغال نماید و شتاب از نزد ایشان برخیزد و استغفار کند حسنات الابرار
سیات المقربین۔ پس ازان تکمیل طہارت تہیہ نماز عصر کند و میان عصر و مغرب بذکر و مراقبہ مواظبت
نماید ۵ عمر برف است و آفتاب تموز ٭ اندکی ماند خواجہ غرہ ہنوز ٭ دل گفت مرا علم لدنی ہوس است
تعلیم کن و گرت بدین دسترس است ٭ گفتم کہ الف گفت دگر ہیچ مگو ٭ در خانہ اگر کس است یکحرف بس است

شیخ ممدوح کی ان دونون عبارتون سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ آپ شب و روز طاعت خداوندی
مین غرق رہتے تھے اور ان منصبی فرائض اور اہم معاملات مین جو وقت دم لینے کو ملتا تھا وہ ذکر و علیہ
مین صرف ہوتا تھا۔ نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو عملی زندگی احکام شریعت کے دائرہ مین بسر کرنے کا
خیال بدرجہ غایت رہتا تھا اور آپ کون کون سے افعال کو جائز اور کن کن باتون کو ناجائز قرار دیتے تھے محترم
و بزرگ شیخ کے حالات زندگی پڑھنے والے خود بخود اس بات کی بخوبی جانچ کر سکتے ہین کہ عہد طفولیت سے
لیکر زمانہ انتقال تک جس شخص کی زندگی بالکل آسمانی شریعت کی پابندی اور نبی معصوم کے احکام کی
متابعت مین گزری وہ شیخ ابو الرضا محمد جناب شیخ وجیہ الدین کے فرزند رشید اور مولانا شیخ عبد الرحیم
صاحب کے برادر کلان تھے قطع نظر ان تمام باتون کے عبارات مذکورہ سے شیخ کی انشا پردازی اور زور
قلم کا کمال بھی بخوبی واضح ہوتا ہے۔ آپنے ان طولانی مضامین اور غیر محدود مباحث کو جنکے لیے صدہا
اجزا سیاہ کیے گئے ہین اور بڑی بڑی ضخیم کتابین لکھی گئی ہین نہایت مختصر اور چھوٹے چھوٹے جملون

مین کس خوبصورتی سے ادا کیا ہے۔ پھر اسپر عبارت کا طرز جیسا دلکش اور موثر ہے اظہر من الشمس ہے اسلیے کہ نکو ست از بہارش پیداست ۔

علاوہ ازین شیخ کے مسودات مین ہمین بعض وہ عبارتین بھی دستیاب ہوئی ہین جو تصوفی تحقیقات مین اعلیٰ درجہ کا نمونہ ہین اور صوفیاے کرام کی موجودہ اور آیندہ نسلون کیواسطے ایسی ہی ضروری اور لازمی ہین جیسے جسم کیلئے روح یا آنکھون کیواسطے نور چنانچہ بطور نمونہ چند عبارتین نقل کیجاتی ہین آپ لکھتے ہین کہ الفناء فقدان لوازم البشریة اما ذھولا عن علمها او علما بالعدم اما ادحالا حقیقیا وللفناء تسع مراتب ۔ الاولی الذھول وھو عبارة عن عدم شعور العبد بنفسه عند الاستغراق فی ذکر الحق لاهل الحجاب او عند ورود انوار الجمال لاھل الکشف ۔ الثانیة الذهاب وھو فناء العبد عن افعاله بشهود اھل الحق کالقلم بین الکاتب وقد یطلق علی الترقی ۔ الثالثة السلب وھو عبارة عن فناء صفات الخلق بظهور صفات الحق ۔ الرابع الاصطلام وھو فناء العبد عن ذاته بوجود ذات الحق ۔ الخامسة الانعدام وھو فناء العبد عن فناءه فلا یبقی عنده شعور بانه فانی السادسة السحق وھو زوال الحسن من نفس العبد فتقبل الصفات الالهیة من غیر تأمل کما تقبل صفات نفسه فهو اول مقامات التحقق بالله السابعة المحق وھو زوال الحصر والحد من جسمانیة العبد وروحانیته الثامنة الطمس وهو ذهاب احکام البشریة من طبعه وعادته ظاهره و باطنه فلا یغیره الجوع المفرط والسهر الدائم وغیرها التاسعة المحو وھو کمال الزوال بسائر آثار الخلیقة بظهور آثار الحقیقة فالمراتب الخمس الاول مخصوصة باھل الفناء والاربعة الاخیرة باھل البقاء والبقاء صفة الهیة یتصف بها العبد بعد فناءه عن نفسه

محترم شیخ کے ایک مسودہ مین بسم اللہ الرحمن الرحیم کی تفسیر بھی ہمین نظر پڑگئی ہے چونکہ نہایت دلچسپ ہے اور ایک نرالے ڈھنگ کی تفسیر ہے قطع نظر اسکے دلکش اور موثر بھی ہو اسلیے ہدیہ ناظرین کرتے ہین ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم **الباء** متعلقة بمقدر دعام ھو الوجود **الاسم** ھو تجلی الذات بصفة من الصفات **والله** علم لذات واجب الوجود الموجود بنفسه المستجمع لجمیع صفات الکمال المتقدس عن جمیع سمات النقصان **والرحمن الرحیم** ھو اسمان من الرحمة بمعنی التفضل والاحسان والاول باعتبار الفیض الاقدس الذی یحصل به الصور العظیمة المسماة بالحقائق والماهیات مع استعداداتها

والثانی باعتبار الفیض المقدس الذی یحصل بہ تلک الماہیات فی الخارج مع لوازمہا وتوابعہا والمعنی فیاض الحقائق والماہیات فی الحضرۃ العلمیۃ اولا ونقیض الوجود علیہا فی الخارج ثانیا فہما صفتان لاسم اذ بدلان منہ او بیانان لہ او خبران لمقدر عائد الیہ او مفعولان لاعنی بیانا لہ ولیسا بمتعلقین بالجلالۃ لانہ لیس الذات الرحمن الرحیم سواہما والمعنی ان وجود کل شئ بظہور ذات الواجب تعالی فی حضرۃ الغیب والشہادۃ

اس دلچسپ اور لطیف تفسیر سے وا ہب الاعتصام مفسر کا جس رجہ علمی تبحر ثابت ہوتا ہے حقیقت یہ ہے کہ اُسکی نظیر بہت مشکل سے مل سکتی ہے جو لوگ آپکے حالات زندگی پڑہین گے اور آپکے مکتوبات مسودات بامعان نظر دیکھین گے انہین خود معلوم ہو جائے گا کہ آپ کس قدر و منزلت کے شخص تھے اور آپ کا علمی کمال کس درجہ پر پہنچگیا تھا آنراکہ عیان ست چہ حاجت بہ بیان ست۔ ہم مولنا شیخ ابو الرضا محمد صاحب کے علمی حالات اور معقول خطوط و مسودات کے موثر و دلکش مضامین نقل کر چکے اب آپکے کچھ حکیمانہ اقوال اور عبرت خیز مضامین ڈوبے ہوئے مقولے لکھتے ہین جنسے آپکے فضل و علم کی شان معلوم ہوتی اور علمی تبحر اور بھی ثابت ہوتا ہے۔

شیخ کے ملفوظات

حضرت مولنا شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ نے ایک مستقل کتاب لکھی ہے جسمین جناب شیخ ابو الرضا محمد کے بیشمار دل آویز مقولے جمع کیئے ہین یہ رسالہ اگرچہ ایک نہایت مختصر سا رسالہ ہے لیکن تصوف و مسائل سے لبریز ہے جس مقام کو پڑھو یہی معلوم ہوتا ہے کہ معنی خیز مضامین کا دریا نہایت زور شور سے لہرین لے رہا ہے۔ الفاظ کی بندش اور عبارت کی چستی اس غضب کی ہے جسے دیکھکر بڑے بڑے فاضل دنگ رہجاتے ہین اس کی عبارت سے بزرگ شیخ کا فاضلانہ اور عالمانہ پن برستا ہے اُسیطرح مطالب کی خوبی اور عمدگی آپکے علو شان اور بے نظیر تبحر کو ثابت کرتی ہے مین اس مقام پر اُسی رسالہ مین سے چند مفید اور نصائح سے بھرے ہوئے مقولے انتخاب کر کے اپنی ناچیز تالیف مین درج کرتا ہون۔

(۱) شیخ فرماتے ہین کہ ایمان کی ایک مقدم و معین حد ہے کہ جب وہ اُس حد تک پہنچ جاتا ہے تو پھر کبھی اُسکا زوال نہین ہوتا۔ اسیطرح اعمال کے لیے بھی ایک مقرر حد ہے کہ جب وہان عروج کر جاتے ہین تو پھر مردود نہین ہوتے۔ ایمان کی اوسط درجہ کی حد یہ ہے کہ ایماندار کے سینے مین ایک محسوس نور ظاہر ہو جائے جس کی روشنی اور چمک سے اُسپر اُسکے باطنی آثار اچھی طرح نمودار ہو جاتین اُسوقت آپنے

ارشاد کیا کہ مین نے ایک رات اپنے سینہ مین ایک نور دیکھا جو چراغ کی طرح دہک رہا تھا اور جس کی روشنی مین مجھے گھر کے تمام اطراف اور اثاث بیت اچھی طرح نظر پڑتے تھے اسی اثنا مین خدا تعالی نے مجھپر الہام فرمایا کہ ادنے درجہ کا ایمان جو میری جناب مین مقبول ہی اسی نور کے مانند ہے جسے مین ایماندار سے سلب نہین کرتا۔ اس کے ذیل مین جناب مولانا شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہین کہ شیخ کی مراد نور ایمان سے طہارت وطاعت کا نور ہی جیسا کہ مین نے حسب موقع بیان کیا ہی"

(۲) فرماتے ہین کہ انسان فلاح دارین اسوقت حاصل کر سکتا ہی جبکہ عقاید مین انبیا علیہم السلام کی تقلید کرے اور بغیر کم وبیشی کے تقلید کرے جیسا کہ قدماء اہل سنت کا مذہب ہے لیکن شرط یہ ہی کہ کسی صاحب کشف سے ملاقات کرے جو اُن عقاید کی تفصیل وتحقیق پر کما ینبغی تنبیہ حاصل کرئے۔

(۳) آدمی قبیح وناشائستہ صفات ترک کردینے اور اخلاق کو مہذب آراستہ کرنے کی وجہ سے گو فرشتہ ہی کیون نہ بنجائے لیکن پھربھی ولایت خاصہ کے کمال کے مقابلہ مین یہ کچھ بھی کمال نہین ہی وجہ یہ کہ خدا تعالی فرشتون کی حکایت نقل فرماتا ہے کہ وما منا الا له مقام معلوم اس سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ ملائکہ کے مقامات معلوم المقادیر ہین اور صاحب ولائت خاصہ کا مرتبہ جو تجلی ذات کے شرف سے معزز وممتاز ہوچکا ہی کوئی حد اور نہایت نہین رکھتا البتہ ایسا شخص خداوندی عنایتون کا مورد اور خوارق وکرامات کا مصدر ضرور ہوتا ہی کیونکہ کرامت کا صدور اوصاف ذمیمہ کے ترک کردینے اور انوار طاعات سے معمور ہونے کی وجہ سے ہوتا ہی یہ سب کچھ ہی لیکن شخص موصوف حقیقت مین طریقہ ولایت مین داخل نہین ہی کیونکہ ہنوز خودداری اور تن آرائی مین مصروف ہی اور جب یہ ہی تو اولیاء کے زمرہ مین شمار نہین کیا جا سکتا۔

(۴) تمام ریاضات مین عمدہ اور بہتر ریاضت یہ ہی کہ آدمی دائمی توجہ کیساتھ کھانے پینے مین درمیانی راہ اور متوسط درجہ اختیار کرے۔ افراط وتفریط سے ہمیشہ مجتنب ومحترز رہی۔

(۵) جب حضور دلمین مضبوطی اور استحکام کیساتھ جگہ کرلیتا ہی تو پھر کسی چیز کی طرف ملتفت ہونے اور باتین کرنیسے زوال پذیر نہین ہوتا البتہ غامض ودقیق علوم کی تعلیم وتعلم مین مشغول ہونے کی سبب سے خفیف سا حجاب واقع ہوجاتا ہی لیکن جسے ملکہ حضور ویسا ہی ذہن نشین ہوجاتا ہی جیسے آنکھ مین بینائی تو اب کوئی چیز بھی اُسکے لیے حاجب نہین ہوسکتی۔

(۶) اہل سنت اور معتزلہ وشیعہ جو وجود ارادہ الہی مین نزاع کرتے ہین تو یہ صرف لفظی نزاع ہی کیونکہ معتزلہ وشیعہ اسے

سے انکار کرتے ہین کہ رویتِ خداوندی جہت کا تقاضا کرتی ہی اور خدا تعالی جہت سے پاک ومنزہ ہی اسکے ساتھ ہی وہ انکشاف اتم برفع حجب کو ثابت کرتے ہین۔ مگر اہل سنت اسبات کے قایل ہین کہ دیدار آلہی بے کیف و بے جہت ہوگا اور یہی عین انکشاف اتم ہی۔

(۷) جو چیز عام لوگون کو قیامت کے دن نصیب ہوگی وہ اولیاء اللہ کو دنیا مین میسر ہو جاتی ہی چنانچہ وہ دنیا ہی مین خداوندی دیدار سے مشرف ہو جاتے ہین اور اسکی ذات مقدس اشکال سے منزہ دیکھتے ہین پہر اسبارہ مین وہ مختلف الفاقات ہوتے ہین بعضون کو صرف اسقدر معلوم ہوتا ہی جیسے بجلی کہ ادہرسے کوندکر ادہر چلی گئی اور بعضون کو اس سے کسیقدر زائد لیکن جو حضرات کاملین ہین اور اُن کا رتبہ ولایتِ معراجِ کمال کو پہنچگیا ہے وہ ہمیشہ دیدار آلہی مین محو رہتے ہین جیسا کہ حضرت امیر المومنین جناب علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ لم اعبد اھاحتی لم ارہ۔

(۸) اولیاء اللہ کے سلسلے اور اُنکے طریقہ مین داخل ہونیکے یہ معنی ہین کہ اس پاک و برتر نفوس قوم کی ریاضیات پر عمل ہو۔ اور اسکے باجاہ و جلال اور نتہرے ہوئے مشارب کو قبول کرے جو شخص ان باتون کو پیش نظر نہ رکھے اور ان رنگون مین رنگین نہ ہو اُسے اس برگزیدہ اور معزز و مقتدر قوم کے سلسلہ مین داخل نہ سمجھنا چاہیے اگرچہ ظاہرا کسی ولی سے ارتباط کیون نہ پیدا کیا ہو۔

(۹) ہمارے عارف زمانہ کو ذاتی تجلی میسر نہین ہے ورنہ اپنے اور اپنی اولاد واقارب کی حصول اغراض کے لیے سلاطین کے محتاج نہوتے۔

(۱۰) عارف کو اسبارہ مین جرأت کرنا نہایت ہی نامناسب ہے کہ دوسرے عارف کے مرید کو اپنا گرویدہ بنائے۔ اور اپنے طریقہ کی طرف مائل کرکے اُسکی اُس توجہ مین شورش ڈالدے جو شیخ اول سے حاصل ہی اگر کوئی شخص باصرار پیش آئے اور اسکے طریقہ مین داخل ہونا چاہے تو اسوقت بہی اُسے یہی مناسب ہے کہ اُسکے شیخ کے حوالہ کردے اور اپنے سلسلہ مین داخل نہ کرے البتہ اگر اُسکے شیخ نے سفر آخرت قبول کرلیا ہو یا کسی دوسرے شہر مین چلا گیا ہو تو مضائقہ نہین ہی۔

(۱۱) جسکو ذوق مشاہدہ حاصل ہو جاتا ہی پہر وہ کسی معصیت سے زائل نہین ہوتا۔

(۱۲) ولی۔ دنیا مین آگ سے جلایا جاتا اور تلوار سے مار ڈالا جاتا ہی کیونکہ اسکے عناصر روح پر غالب ہو جاتے ہین اور نشاءِ اخرویہ مین اسکے برعکس حالت پیش آتی ہی لیکن یہ انہین اہل کمال کو نصیب ہوتی ہی جنسے

عجب امکانیہ اُٹھ جاتے ہین۔

(۱۳) شیخ فرماتے ہین کہ ایک فاضل نے کسی صوفی سے دریافت کیا کہ صوفیائے کرام اسقدر ریاضات و مجاہدات کی سختیان اور تکلیفین کیون جھیلتے ہین۔ جواب دیا کہ اگر تجھے اسبات کی اُمید دلائی جائے کہ فلان شخص مشقت کی برداشت کریگا تو حکومت کی باگ تیرے ہاتھ مین دیدیجائے گی یا بادشاہ کی گردن تیرے آگے جھکائی جائیگی تو اسوقت تو یہ تمام مشقتین اور مصیبتین گوارا کریگا کہ نہین وہ بولا کہ ضرور ہی بلکہ جس شخص کو ان باتون کا متوقع کیا جائیگا نہایت خوشی اور ذوق شوق سے بڑی بڑی سختیان جھیلنے کو تیار ہوجائیگا اسپر صوفی نے کہا کہ ہماری ان جانفرسا ریاضات اور جگرخراش مجاہدات کی یہی وجہ ہو کہ خدا تعالیٰ اپنی عظمت و جبروت اور پورے جاہ و جلال کیساتھ ہمارے خانۂ دل مین جلوہ فرما ہوتا ہی۔

(۱۴) ایکدفعہ جملہ اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا باصحاب القبور آپکے پیش نظر تھا جسکی تفسیر و توضیح آپنے یون فرمائی کہ اصحاب قبور سے مدد چاہنے کا یہ مطلب ہے کہ اُن کے حالات یاد کرکے عبرت پذیر ہو کیونکہ مردون کے حالات یاد کرنے اور اُن سے عبرت حاصل کرنے سے دنیاوی امور کے تعلقات کی رگ کٹجاتی اور فکر معاش مضمحل ہوجاتا ہی۔

(۱۵) حدیث ان الدنیا اشبہ من جیفۃ منتنۃ کی تفسیر مین فرمایا کہ دنیا انسان کو خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے سے مانع آتی ہی کیونکہ انسان کا دلی تعلق اُسکے ساتھ وابستہ ہوتا ہی بخلاف مردار کے کہ اسمین یہ صفت پائی نہین جاتی اسلئے دنیا۔ مردار سے زیادہ قبیح شنیع ٹھہری۔

(۱۶) فرماتے تھے مخالف شریعت کوئی بات منہ سے نکالنا کذب فی الاقوال ہی اور شریعت کے برخلاف کوئی کام کرنا کذب فی الافعال اسی طرح ایک حال سے دوسرے حال کی طرف متلون ہونا کذب فی الاحوال ہے۔

(۱۷) آپ اکثر اوقات فرمایا کرتے تھے کہ اہل شہود حسین اور خوبصورت عورتین اور بے ڈاڑھی مونچھ کے نازک اندام لڑکون کی طرف بالکل التفات نہین کیا کرتے ہین کیونکہ اُن کی نظر اِن لوگون سے تجاوز کرکے تجلیات حقیقی پر پڑتی ہی البتہ جو لوگ نعمت عظمےٰ سے محروم و محجوب ہوتے ہین وہ خوبصورت عورت کی طرف مائل ہوتے اور بدصورت عورت سے اعراض کرتے ہین لیکن عارف کے نزدیک دونون مساوی حکم رکھتی ہین اسیطرح اہل شہود راگ سننے سے متلذذ نہین ہوتے کیونکہ راگ کی صرف اسیقدر کائنات ہوتی ہی کہ گویے

کے مُنہ سے نکلکر سننے والیکے کان تک پہنچتی ہو اور اگر گویا شدید الصوت ہے تو غایت ما فی الباب یہ پچاس یا سو قدم تک پہنچتی ہو اور اس اولوالعزم اور خوش نصیب قوم کے ذوق شوق کی کوئی انتہا ہی نہین ہے۔

(۱۸) عارف کامل کبھی انجام اور خاتمہ پر نظر نہین ڈالتا کیونکہ یہ اُسکے حق مین نقصان صریح ہو اگر بالفرض یہ دل کے بہلانے والی ندا سنتا ہو کہ ہم نے تجھے بدبخت اور شقی کیا ہو یا یہ خوشخبری کان مین پہنچتی ہو کہ تیرا خاتمہ بخیر ہے پھر تقدیر کی ان دونو باتون کیطرف التفات و توجہ نہین کرتا ہے اور اس عاجل نفع کو جو اُسے نقد وقت حاصل ہو یعنی جمال محبوب کا مطالعہ رجاء آجل کے حصول مین نہین چھوڑتا ہو۔

(۱۹) اہل شہود سانپ بچھو اور شیر چیتے اور چورون ڈاکوؤن سے کبھی خائف نہین ہوتے یہی وجہ ہو کہ بعض اکابر نے امتحان کی غرض سے اپنے نفوس کو ان خطرناک اور وحشت انگیز مقامات مین ڈالدیا ہو جو درندون اور زہریلے جانورون کے بن کہے جاتے تھے اور جہان آب و دانہ کا نام و نشان تک نہین پایا جاتا تھا لیکن اسپر بھی جب اُنکے دلون مین کسی قسم کا خوف و خطر پیدا نہین ہوا تو معلوم کرلیا کہ اب ہم مین کمال پیدا ہوگیا ہو اور ہماری عملی زندگی ایک بڑے عروج پر پہنچگئی ہو۔

(۲۰) خالد بن سنان کا جو یہ قصہ مشہور ہے کہ انہون نے انتقال کیوقت لوگون کو تاکیدی حکم کیا تھا کہ مجھے چالیس روز کے بعد قبر سے نکال لینا تاکہ مین عالم برزخ کے تمام احوال تم پر ظاہر کرون اور جو چیزین وہان موجود ہین اُن کی ٹھیک ٹھیک خبر دون" اسکے بارہ مین آپنے فرمایا کہ جو شخص عالم دنیا سے سفر کرکے عالم برزخ مین پہنچ گیا پھر اُسکا بدن ناسوتی کے ساتھ جو تجزی و تبعیض اور خرق والتیام کے قابل ہو دنیا مین معاودت کرنا ناممکن ہو لیکن جسم مثالی کیساتھ جو تجزی اور خرق والتیام کے قابل نہین ہو رجوع کرنا جائز ہے جیسے حضرت جبرئیل دحیہ کلبی کی صورت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آتے تھے اسی طرح انبیا علیہم السلام اور اولیاء کرام کی مقدس و پاک روحین اجسام مثالیہ مین متشکل ہوتی ہین اسمین ذرا شک نہین کہ نفوس کاملہ تاوقتیکہ دنیا مین موجود ہین مختلف شکلون مین متشکل ہوسکتے اور خدا کیطرف سے اُنہین وہ قوت عنایت ہوتی ہو کہ جو شکل و صورت چاہین اختیار کرین لیکن عالم برزخ مین داخل ہونے کے بعد ناسوتی جسم اختیار نہین کرسکتے پس خالد بن سنان کی مراد یہی تھی کہ مین بدن مثالی ساتھ دنیا مین رجوع کرونگا نہ جسم عنصری کیساتھ۔

یہان تک مین نے شیخ ابو الرضا محمد صاحب کے ملفوظات نقل کیے جنسے آپ کا کمال علم اور تبحر ناظرین
اسوانح کو اچھی طرح معلوم ہوگیا ہوگا ان کے علاوہ اور بھی بہت سے عالمانہ مقولے کتابون مین لکھے
ہوئے ہین جنکے درج کتاب کرنے سے مجھے تطویل کا خوف ہو ناظرین کتاب سواتق المعرفۃ کی سیر کرین
اور آپکے دل آویز اقوال اور حکیمانہ مقولون سے لطف اٹھائین - اب مین اس باب کو آپکے حالات
انتقال پر ختم کرتا اور معزز ناظرین کو چوتھے باب کی حیرت انگیز سین کی سیر کراتا ہون -

# شیخ کا انتقال

شیخ محمد ظفر شکی کا بیان ہو کہ جناب شیخ صاحب ابتدائی زمانہ مین اکثر اوقات فرمایا کرتے تھے کہ
ہماری عمر پچاس ساٹھ سال کے درمیان ہوگی اور ان دونون عددون کے مابین ہماری زندگی کا پیمانہ
لبریز ہوکر چھلک جائیگا چنانچہ جب آپنے اپنی عمر کے پچاس مرحلے طے کرکے آگے قدم رکھا تو مجھے شیخ کا وہ
ارشاد یاد آیا اور ہمیشہ یہی خطرہ پیش نظر رہا لیکن اتفاق وقت سے جب آپ پچپن سال کی عمر کو پہنچے تو مجھے
ایک ایسی تقریب پیش آئی جس کی وجہ سے مجبوراً رہتک جانا پڑا - رخصتانہ ملاقات کے وقت مین نے شیخ سے
اسبارہ مین دریافت کیا اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کیا کہ اگر ارشاد ہو تو مین اس سفر کو ملتوی کرکے کسی اور
زمانہ کیلئے اٹھا رکھون آپنے ایک خوش آئندہ تبسم اور نہایت ہی دلگیر مسکراہٹ کے ساتھ میری طرف دیکھا اور
اس امر کے اظہار کرنیسے اعراض فرمایا نہ ان بعد ارشاد کیا کہ نہین نہین وطن ضرور جانا چاہیئے اور اس بات کا
بالکل خیال کرنا نہین چاہیئے - گویا یہ آخری کلمات تھے جو محترم و بزرگ شیخ کی زبان مبارک سے نکلکر میرے
کانون مین پہنچے جب مجھے وطن مین شیخ کے انتقال کی خبر پہنچی تو اپنی بدقسمتی اور محرومی پر حسرت افسوس ہوا اور ذیل
کا شعر ایک بے اختیارانہ جوش کیساتھ میری زبان پر جاری ہوگیا ؎

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد  ‏ روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

الغرض گلشن شاعر جو شیخ کے انتقال کیوقت آپکی مجلس مین موجود تھا مین اسکے پاس گیا اور انتقال
کی کیفیت دریافت کی اس نے نہایت سوز و گداز کے ساتھ بیان کیا کہ جب شیخ کے انتقال کا وقت
قریب ہوا اور آپ زندگی کے تمام مرحلے طے کر چکے تو شیخ عبدالاحد ایک دن آپکی زیارت کیلئے تشریف
لیگئے اسوقت مین بھی شیخ کے ہمراہ تھا جب شیخ عبدالاحد اور انکے ساتھ مین آپکی خدمت مین پہنچے تو اسوقت

آپ اپنی عادت کے برخلاف چارپائی پر تشریف رکھتے تھے اور تمام اصحاب فرش زمین پر سر جھکائے ہوئے بیٹھے تھے اُسوقت مجلس کا عجب عالم تھا چارون طرف سکوت و خاموشی کی حکومت پھیلی ہوئی تھی اور حاضرین مجلس حالت بیخودی مین محو تھے شیخ نے مولٰنا عبدالاحد کو دیکھتے ہی ایک خوش آئندہ تبسم کیا اور خندہ پیشانی کے ساتھ ملاقات کرکے اُسی چارپائی پر اپنے برابر بٹھالیا جس پر خود تشریف رکھتے تھے اگرچہ ایک عرصہ تک باہم صحبت رہی مگر باہم کسی قسم کی گفتگو اور کلمہ وکلام نہین ہوا۔معلوم ہوتا تھا کہ گویا آپکا دل تمام تعلقات سے وارستہ ہوگیا تھا اور ایک بے خودی کی حالت طاری ہوگئی تھی اور اِسی بیخودی اور فرط امید گی کی وجہ سے آپ مکالمہ مین مشغول نہین ہوسکتے تھے تھوڑی دیر یہی حالت رہی ازان بعد آپ چارپائی سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور چونکہ آپکے اہل خانہ شیخ عبدالاحد صاحب سے قریبی رشتہ داری رکھتے تھے اسلیئے شیخ کو اپنے ساتھ گھر مین لیگئے اور اُسی اسلوب کے ساتھ بے گفت وشنید تھوڑی عرصہ تک صحبت رہی۔اِسی اثنا مین آفتاب مغربی گھاٹیون مین دبک دبک کر غروب ہوگیا اور موذن نے اذان مغرب دی۔اُسوقت شیخ فخر عالم نے جو بزرگ شیخ کے فرزند رشید تھے اور عمر مین سب سے بڑے علم وفضل مین سب سے افضل تھے عرض کیا کہ جناب! اذان ہوگئی ہے باہر تشریف لیچلیے۔ شیخ نے اوپر کی طرف سر اُٹھا کر فرمایا کہ بابا! کیا ابھی تک اندر وباہر مین فرق و امتیاز باقی ہے یہکر آپ اُٹھے اور مسجد مین پہنچکر نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ نماز ادا کی۔اِس صحبت کے منقضی ہونیکے بعد شیخ عبدالاحد صاحب نے فرمایا کہ محترم شیخ گویا اِسی ہیئت پر بیٹھنے کے ساتھ مامور ہین اور گویا آپکے انتقال کا زمانہ قریب ہی آپہنچا ہے اور رفیق اعلےٰ کی طلب آپ پر بہمہ وجوہ غالب آگئی ہے چنانچہ اسکے بہت تھوڑے عرصہ بعد آپکا انتقال ہوگیا۔

انتقال

شیخ کے اصحاب کی ایک جماعت نے جو ہمیشہ خدمت اقدس مین حاضر رہتی تھی آپ کے وفات انتقال کی بابت یون تحریر کیا ہے کہ ابتدا مین آپکو کچھہ یون ہی کسل وتکان عارض ہوا اسی اثنا مین آپنے متواتر تین روز تک کھانے کی طرف رغبت نہین کی نہ کسی سے زیادہ بات کی بلکہ آپکے دل مبارک مین انتہا درجہ کی بے تعلقی پیدا ہوئی یہان تک کہ کسی شخص اور کسی چیز کی طرف مطلق التفات وتوجہ نہین کی جب تین روز اِسی حالت مین گذر گئے تو آپکے متعلقین وخدام مین ایک طرح کی عام بیچینی پھیل گئی اور نہایت کرب واضطراب واقع ہوا اِس وقت بھی آپ کسی پر ملتفت نہین ہوتے

لیکن جب نماز عصر کا وقت ہوا اور آپنے مسجد مین آنا چاہا تو گھر کے لوگون کو رخصت کیا اور چند الوداعی کلمے زبان مبارک پر جاری ہوئے جنسے ایک نہایت غمناک اثر آپکے متعلقین پر پڑا۔ حاضرین جلسہ کا اُس وقت برا حال تہا اور سب زار قطار رو رہے تھے۔ الغرض شیخ گھر والون سے رخصت ہوکر اور صبر و استقلال کی فہمائش کر کے مسجد مین تشریف لائے اور بہت ہی عاجزی و انکسار کے ساتھ نماز ادا کی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپنے مقامات حضرت خواجہ نقشبند طلب فرمائے اور تھوڑے تھوڑے کہین کہین سے پڑہی اسی اثنا مین ایک مخلص بے ریا معتقد نے پان حاضر کیے اور آپنے ایک دو ٹکڑے تناول فرمائے اور نہایت فرحان وشادان اُس تکیہ پر سہارا دیکر بیٹھگئے جو آپکے پہلو مین لگا ہوا تہا تکیے پر سہارا دیتے ہی آپ کی روح بدن سے مفارقت کر گئی اور شیخ نے سفر آخرت قبول کیا۔

جس وقت شیخ کی روح جسم عنصری سے مفارقت کرنے لگی اور آپ نے معلوم کیا کہ اب سفر کا آخری وقت ہی تو جناب مخدومنا سیدنا حضرت شیخ عبدالرحیم کی طرف دست مبارک سے اشارہ کیا کہ گویا آپ اُنہین اپنے پاس بلانا چاہتے تھے اتفاق سے اِس وقت شیخ عبدالرحیم گھر مین سو رہے تھے اور بعض حاضرین مجلس تو جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کی تلاش مین گئے اور اُدھر بعض یارون نے بایںخیال کہ آپ پر غشی طاری ہو گئی ہے آپ کو گودی مین اُٹھا کر گھر کے دروازہ پر پہنچایا اِستنے مین جناب شیخ عبدالرحیم صاحب تشریف لے آئے اور دیکھا تو روح جسم سے پرواز کر چکی تہی آپ کے پرنم آنکھون فوراً آنسو ڈبڈبا آئے اور کلمہ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہ رَاجِعُون پڑھا شیخ عبدالرحیم صاحب کی یہ کیفیت دیکھکر تمام حاضرین نے اِس زور سے کلمہ الترجاع کہا کہ ساری مسجد گونج اُٹھی اور گھر مین ایک تہلکہ پڑ گیا شیخ کے انتقال کا نہ صرف آپ کے متعلقین اور معتقدین ہی کو افسوس ہوا بلکہ تمام ملک وقوم کو انتہا سے زیادہ رنج و افسوس تہا ساری دہلی آپ کے واقعات وحالات سنکر غم کے آنسو بہاتی تہی اور یاد کر کر کے بے قرار ہوتی تھی خاصکر جو لوگ آپ کے دلدادہ اور آپ کی فیض صحبت سے عروج کمال پر پہنچ گئے تھے وہ بہت ہی بےچین اور مضطرب تھے اور ایک مدت کے بعد بھی ہنوز یہ واقعات اُنکے دلون مین تازہ تھے۔

تاریخ کا انتقال

شیخ کا انتقال ۱۷ تاریخ محرم سنہ ۱۱ ہجری مین ہوا آپ کے بعض مخلصون نے

فی البدیہ آپ کی وفات **"آفتاب حقیقت"** بحساب ابجد نکالی ہی رضی اللہ عنہ وارضاہ و جعل اعلی الفردوس مثواہ آمین۔

شیخ کی عمر کا ٹھیک اندازہ بتانا بہت مشکل ہی کیونکہ آپ کی ولادت کے سنہ و تاریخ کا پتہ باوجودیکہ تحقیقات کے کہین سے دستیاب نہین ہوا البتہ مختلف تذکرون سے اسقدر ضرور معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی ولادت عہد ابو المظفر محمد شاہجہان بادشاہ مین ہوئی۔

اسیطرح شیخ کی اولاد کا بھی پتہ نہین چلتا۔ مین نے اس بارہ مین جسقدر کوشش کی ہندی مورخون کی بے توجہی سے اُتنا ہی ناکامیاب رہا متعدد کتابون کے پڑہنے اور مختلف تذکرون کے دیکھنے سے صرف اتنا معلوم ہوا کہ شیخ ابو الرضا محمد کے ایک صاحبزادے نہایت برگزیدہ اور ستودہ صفات شخص تھے جو شیخ فخر العالم کے ساتہ شہرت رکھتے تھے اس دنیا کے مشہور و نامور عالم کا اسوقت انتقال ہوا جب جناب شاہ ولی اللہ صاحب نے عمر کے چودہ مرحلے طے کرکے پندرھوین مین قدم رکھا تھا لیکن میںا صرف اس قدر کہنا کبھی کافی نہین ہوسکتا ممکن ہر کہ شیخ کی اور بھی اولاد ہو جو مورخون کی بے توجہی یا معمولی واقعات کے لحاظ سے نظر انداز کی گئی ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہی کہ شیخ کی اولاد کا کسی مقام پر تذکرہ ہوا اور تتبع کیوقت میری نظر قصور کرگئی ہو بہرحال خواہ اسے میری قصور نظر پر محمول کیا جائے یا ہندی تذکرون کے مؤلفون کی بے توجہی خیال کی جائے مین اس کہنے سے کبھی خوف نہ کرون گا کہ مجھے شیخ کی اولاد کی بابت کچھ معلوم نہین کہ کسقدر تہی اور کس کس نام سے شہرت رکھتی تہی

---

# چوتھا حصّہ

## عارف باللہ جناب مولنا شاہ ولی اللہ

تمہید

معزز ناظرین! حیات ولی کے تین حصے ختم ہو چکے جنمین آپنے شاہ صاحب موصوف کی عظیم الشان اور جلیل القدر خاندان کے ممتاز و منتخب حضرات کے حالات زندگی کی اچھی طرح سیر کی اور اُن کی سوانح عمریاں شوق و دیکھے پڑھیں۔ اب چوتھے حصہ کا آغاز ہے۔ جسمین ہم اس اولوالعزم اور قابل انتخاب خاندان کے چشم و چراغ یعنے عارف باللہ حضرت مولنا شاہ ولی اللہ صاحب کی لائف بیان کرین گے یہ وہ نامور و بلند اقبال اور مشہور شخص ہین جنھون نے اپنے علمی تبحر اور فضل و کمال کی وجہ سے اس معزز و بزرگ خاندان کو ساری دنیا مین روشناس کر دیا ہے۔ اور جنکے نام کا امتیازی پھریرا ہندوستان سے لیکر عرب تک بڑے زور شور سے اڑ رہا ہے۔

شاہ صاحب کے علمی تبحر اور فضل و کمال کی جہان تک سچی تعریف کیجائے وہ بہت کم ہو کیونکہ اس محترم خاندان مین ایسے حضرات بہت کم گزرے ہین جنمین وہ تمام کمالات ہوتے جو تنہا آپکی ذات والا صفات مین پائے جاتے تھے۔ جس شخص نے اپنے خاندان کے گزشتہ لوگون کے اعزاز و اقتدار قایم رکھے بلکہ انپر ایک نئی جلا پیدا کر کے اور بھی چمکا دیا۔ اور جسنے اپنی آیندہ نسلون کی کامیابی کیواسطے ایک ایسا بیج بویا جو بعد اندان اُنکی ان تھک کوششون سے پھلا پھولا اور لہلمایا وہ یہی شاہ صاحب ہین۔ آپ کی خداداد قابلیت اور حسن لیاقت کا اندازہ صرف اسی سے نہین ہو سکتا کہ خود بہت بڑے فاضل اور عالم اور خواص و عوام کے مقتدا و معتقد علیہ تھے اور پبلک سے اجتہاد و امامت کا معزز خطاب حاصل کر چکے تھے بلکہ اپنی اولاد اور ملک و قوم کو عروج پر پہنچا دیا تھا جو آج تک دونون کو زندہ کیئے ہوئے ہے۔

اسمین ذرا شک نہین کہ یہ ممتاز خاندان جس کی نسبت مین چند جملے تحریر کر چکا ہون اور جسکے مفصل حالات آپ پہلے دوسرے تیسرے حصے مین پڑھ چکے ہین۔ اپنی خاص نوعیت اور خاص فضائل اور عام نفع رسانی مین ہندوستان مین لاثانی اور بےنظیر تھا۔ اور علم و فضل اور شہرت عام کے لحاظ سے اپنا ثانی نہین رکھتا تھا نیز اسکا ہر ایک ممبر آسمان علم کا مہر جہان تاب تھا لیکن حقیقت مین شاہ ولی اللہ صاحب

نے علمی کمالات میں جو اقتدار و اعزاز حاصل کیا وہ اس خاندان کیلئے بہت بڑا ذریعہ افتخار تھا۔ اور اگر سچ پوچھئے تو اس خاندان کو سب سے زیادہ جس شخص نے تاریخ میں بقائے دوام کا اعزاز بخشا ہے وہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ہی ہیں بلکہ میرا یہ کہنا بیجا نہوگا کہ اس خاندان کو علمی حیثیت سے جو فضیلت و ترجیح دوسرے علمی خاندانوں پر حاصل ہے وہ آپ ہی کے طفیل سے حاصل ہوئی ہے۔ اور یہ لکھنا واقعہ نفس الامر ہے کہ جناب مولانا شاہ ولی اللہ صاحب بلحاظ شہرت عام اور دیگر فضائل کے الولد سر لابیہ کے پورے فوٹو تھے۔ اور نہ صرف فوٹو ہی تھے بلکہ اُسے جلا اور چمکا دینے والے تھے۔

چونکہ شاہ صاحب کے مراتب علم اور شان کمال کا انحصار کرنا مشکل اور سخت مشکل ہے اس لئے نہایت مختصر الفاظ میں آپکی تعریف یہ ہے۔ کہ علم حدیث و تفسیر کی ترویج و اشاعت میں آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ہندوستان میں ان مقدس علوم کو رواج دیا اور طالبان علم کو ندائے عام دی اپنے فیضان سے دنیا کو سیراب کیا۔ اور اسلامی علوم کی باریک دقیق مسائل کو دنیا والوں کے سامنے پیش کر دیا۔ یہ آپ ہی کا فیض عام ہے جس سے آجتک حدیث و تفسیر کا چراغ روشن ہے۔

شاہ صاحب کے حالات پر سرسری نظر

معزز ناظرین! قبل اسکے کہ میں جناب خاتم المحدثین امام المفسرین فاضل اجل عالم باعمل عارف باللہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ کی تاریخی زندگی کے مفصل حالات و واقعات جداجدا عنوان سے بیان کروں اور آپکے اخلاق و عادات پر تفصیل کیساتھ ریویو کروں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نہایت مختصر اور اجمالی طور پر آپکے علمی مذاق اور فضل و کمال کا خاکہ کھینچوں۔ اور اسکے ساتھ سرسری طور پر آپکی اُس خداداد شہرت کا ذکر کروں جو قریب قریب کل ہندوستان اور عرب دونوں میں آجتک پھیلی ہوئی ہے۔

جناب مولانا شاہ ولی اللہ صاحب ایشیائی دنیا بالخصوص دنیائے اسلام کے مشرقی حصوں خاصکر اسلامی قوموں میں ایسے نامور اور باجاہ و جلال اور ذی عظمت و شان بزرگ ہو گزرے ہیں جنکا نام نامی ایسا نہیں ہے جس سے کوئی شخص آگاہ نہو۔ ہندوستان کے عام طبقات میں کوئی شاذ و نادر ہی ایسا اسلامی طبقہ ہوگا جو آپکے مبارک نام اور آپکے مقتدر و معزز خاندان سے ناواقف ہوگا۔ خاص دہلی اور اس کے اطراف و اضلاع میں کوئی ایسا گھر نہیں جسکے بچہ بچہ کی زبان پر آپ کا نام نہایت عظمت و وقار اور اعزاز و احترام کیساتھ جاری نہوگا۔

یہ بات نہ صرف تعجب بلکہ سخت حیرت سے دیکھی جاتی ہے کہ عام طور پر اسلام کی مختلف شاخوں کے

تمام موافق ومخالف فرقے حتی کہ مخالفین اسلام بہی اس عزیز الوجود اور خلیق و حمدل خدا پرست و برگزیدہ ولی کے فضائل وکمالات کے بدل معترف ہین اور سب متفق ہوکر اس امر کی باواز بلند شہادت دیتے ہین کہ حقیقت مین یہ پاکباز اور خدا کا پیارا بندہ علمی حیثیت اور مذہبی تقدس کے لحاظ سے اپنے زمانہ کا فرد اور فضل وکمال کے جولانگاہ کا پورا شہسوار ہے۔ قیافہ شناس نظرین اُنکی دلفریب طفلانہ حرکتون سے پہلی ہی خوب سمجھ گئی تہین کہ اس شریف ونجیب خاندان کے بانیون کی ڈالی ہوئی بنیادین اس مبارک بچے ہی کی ان تہک کوششون سے ایک زمانہ مین آسمان سے باتین کرنے لگین گی اور آئندہ نسلون کے عروج واستحکام کا سبب بہی یہی بچہ ہوگا۔

اس مقدس بزرگوار کے علم وفضل کی نسبت علمائے مورخین نے بیسے جیسے وزنی اور قیمتی ریویو کیے ہین۔ اور اُسکی خداداد قابلیت پر متفقہ الفاظ مین قابل وقعت اور پرزور ریمارک کیے ہین حقیقت مین وہ اسکے مراتب کمال اور علمی تبحر کیواسطے اعلیٰ درجہ کے سارٹیفکٹ ہین جنسے اسکی اُس شان وعظمت اور اعزاز واقتدار کا کافی ثبوت ملتا ہے جو آجتک علما کے دلمین باقی ہے اور گو اُسے سفر آخرت کیے ہوئے زمانہ دراز گزر چکا ہے لیکن اُسکی عظمت وجبروت اور جاہ وجلال کے آثار ہنوز تازہ ہین۔

ایک قابل مصنف کا ریویو

سیر الاخبار کے مؤلف نے شاہ صاحب کی لیاقت پر ایک مختصر ریمارک کیا ہے اُسکے الفاظ یہ ہین کہ حضرت مولنا شاہ ولی اللہ صاحب اپنے زمانہ کے تمام علما پر کھلی اور واضح فضیلت رکھتے تھے دنیا کے اس کونے سے لیکر اُس کونے تک ایک شخص بہی ایسا نہ تہا جو علمی کمالات اور اخلاقی فضائل مین آپکا دعویدار ہوتا اور بفرض محال اگر کسی صفت مین کوئی شریک ہو بہی تو یہ دعوے ہرگز نہین کیا جاسکتا ہے کہ باطنی تصرف مین بہی آپسے افضل ہوا ہو حقیقت مین آپ جامع معقول ومنقول اور حاوی فروع واُصول تھے۔ حقائق ومعارف سے پوری آگاہی وواقفیت رکھتے تھے اور تصوفانہ تحقیقات مین بہی آپکو کمال دستگاہ حاصل تہی۔ مریدون کی پرنور اور عقیدتمندانہ بصارت سے لبریز آنکھین آپکے جمال کی تابانی ودرخشانی سے ہر وقت روشن ومنور رہتی تہین۔ اور عقیدت کیش علما اور سلیم الطبع فضلا کا جمگھٹا ہمیشہ آپکے درسگاہ مین لگا رہتا تہا۔ آپ حدیث وتفسیر وفقہ کے علوم کے درس وتدریس مین ہمیشہ مستغرق رہتے تھے اور اسمین نہایت عزت ووقعت کیساتھ شہرت وناموری پیدا کرلی تہی۔ آپ نہ صرف علم وعمل کے لحاظ سے فرید عصر اور یگانہ روزگار تھے بلکہ مجتہدین فن اور ماہرین کمال کے زمرہ مین شمار کیے جاتے تھے اور ایکا نہادرجہ

کے جید محدث تھے. معمولی تعلیم کے بعد آپ کی عالی ہمتی اور بلند حوصلگی نے صرف اپنے وقت کے علماء پر قناعت کرنا پسند نہین کیا بلکہ ہمت و استقلال کے شاہین بلند پرواز نے سفر کیلئے بال و پر کھولے اور صرف احادیث کی سند حاصل کرنیکے لیئے عربستان تشریف لیگئے حرمین محترمین کی زیارت سے مشرف ہوئے اور ایک معتدبہ زمانہ تک وہان قیام کیا. حضرت شیخ ابو طاہر مدنی وغیرہ مشائخ حرمین محترمین سے سند حدیث حاصل کی اور خرقہ صوفیہ زیب تن فرمایا. نئے نئے خیالات کے لوگون سے مباحثے کیئے اور مختلف عقائد کے اصول و فروع کے اصلی پہلوؤن پر دقیق اور غور مین ڈوبی ہوئی نظرین دوڑائین کیونکہ عرب اسوقت مختلف عقاید و مذاہب کا بازیگاہ بنا ہوا تہا۔

جب آپکو اس صورت سے کچھ دن عرب مین گزر چکے اور دلی مقاصد کی پورے طور پر تکمیل ہوگئی تو اب وہان سے وطن مالوف کی طرف مراجعت کرنے کا قصد کیا اور دو ڈہائی سال کے عرصہ مین ہندوستان کیطرف رجوع ہوئے۔ یہان آکر پرانی دہلی مین اپنے قدیم مکان مین سکونت اختیار کی اور علمی اشغال مین مصروف ہوئے۔ شہر کے عموماً باشندے خاصکر اطراف و جوانب کے نامی گرامی فضلا خدمت اقدس مین حاضر ہوکر سند حدیث حاصل کرتے اور آپکے پر اثر وعظ اور عبرت انگیز نصائح کی دولت سے گودیان لبریز کرکے جاتے اسمین ذرا شک نہین کہ جناب شیخ عبدالحق محدث دہلوی بڑے پایہ کے شخص تھے اُس عہد مین سب سے زیادہ جس چیز نے آپکو تمام دنیا مین مشہور کردیا تہا وہ آپکے علمی کارنامے اور حدیث و تفسیر کا درس تہا. بکا نتیجہ یہ ہوا کہ صفحات تواریخ کو آجتک آپکے نام نامی سے زینت حاصل ہی. لیکن انصاف یہ ہی کہ علم حدیث مین جس اولیت کا تمغہ اُس زمانہ کے مورخون نے شیخ عبدالحق محدث دہلوی کیلیئے تجویز کیا ہے اُس کے مستحق جناب مولٰنا شاہ ولی اللہ صاحب ہین. کیونکہ علم حدیث کی عمارت کے بانی اگرچہ جناب شیخ عبدالحق محدث دہلوی تھے. لیکن جنہون نے اس عمارت کا نقشہ تیار کیا اور پہر اشاعت و رواج کے مرقعون سے اسکی در و دیوار کو سجایا وہ شاہ ولی اللہ صاحب ہین. شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی ڈالی ہوئی بنیادین آپہی کی اَنتہک کوششون سے بلند ہوئین اور اس عروج کو پہنچین کہ تہوڑے دنون مین آسمان سے باتین کرنے لگین. اس بنا بر مین کہہ سکتا ہون کہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب جیسا محدث مفسر فقیہ ہندوستان کو اپنی آغوش مین پالنا بہت کم نصیب ہوا ہوگا. بلکہ آپ جیسا طباع خوش فہم نکتہ سنج دقیقہ رس کوئی دوسرا پیدا ہی نہ ہوا ہوگا. چنانچہ علامہ ابو الطیب شاہ صاحب کے حالات پر ریویو کرتے ہوئے لکھتے ہین کہ

"انصاف کی بات یہ ہے کہ اس مقدس اور پاک نفس (یعنے جناب شاہ ولی صاحب) کا عزیز وجود اگر گزشتہ زمانہ مین ہوتا تو تمام مجتہدون کا پیشوا اور مقتدا مانا جاتا بلکہ ان کا سراج بنایا جاتا۔ اور امام الائمہ کا وزنی اور قیمتی خطاب پاتا"

ایک اور فاضل مورخ مختصر الفاظ مین یہ پرزور ریمارک کرتا ہے۔ کہ "اگر مین نہایت راستی اور انصاف سے جناب مولنا شاہ ولی اللہ صاحب کی نسبت اپنی رائے ظاہر کرون تو بلا تامل اس بات کا ضرور اعتراف کرونگا کہ مین نے زمانہ موجودہ مین تو کیا متقدمین کے زمرہ مین بھی اس رنگ ڈھنگ کا فاضل نہین دیکھا۔ اور نہ مین کسیکو ایسا متبحر اور دقیق نظر وسیع خیالات پاتا ہون جو تمام علوم و فنون کا جامع ہو اور ہر علم و فن مین عمدہ طور پر دلچسپی رکھتا اور بحث کر سکتا ہو۔ عام طور پر دیکھا جاتا ہو کہ ہر ایک ایک فنی ہوتا ہے اور ایک ہی علم سے وہ اپنی نظر کو وسعت دیتا اور اسمین تبحر حاصل کرتا ہے۔ اور زیادہ سے زیادہ دو فن تک اسکا شاہین کمال بلند پروازی کر سکتا ہے لیکن یہ نہ صرف تعجب بلکہ حیرت سے دیکھا جاتا ہو کہ جناب مولنا شاہ ولی اللہ صاحب ہر فن مین طاق اور بے مثل فاضل تسلیم تھے"

انکے علاوہ اور بہت سے علما، مورخین کے ایسے پرزور اور وزنی ریمارک میری زیر نظر ہین جنسے شاہ صاحب کا بے نظیر علمی تبحر اور لاثانی جودت طبع اور ذہنی ذکاوت اور شان فضل و کمال کا عروج ثابت ہوتا ہے لیکن مین انہین تطویل کے خوف سے قلم انداز کرتا ہون اگر ممکن ہوا تو انشاء اللہ آگے چلکر کسی موقع پر جداعنوان سے بیان کرونگا۔

شاہ صاحب کی عظمت و وقعت

شاہ صاحب کی علماء وقت کے دلون مین کس قدر وقعت تھی یہ ایک ایسا وسیع مضمون ہو جسکی تفصیل و توضیح کا یہ موقع نہین ہو ناظرین آگے چلکر آپکے حالات زندگی کا مطالعہ کرکے خود اسکا اندازہ کر لینگے۔ لیکن مختصر یہ ہے کہ شاہ صاحب نے اپنے زمانہ مین وہ عظمت و بزرگی اور اعزاز و اقتدار پایا تھا جسکی وجہ سے علماء وقت نے آپکو خاتم المحدثین امام المفسرین کے نہایت معزز و مقتدر اور باوقعت القاب دیئے تھے علاوہ ازین آپ کا جو مرتبہ و عظمت ان کے دلون مین موجود تھی وہ ایک ایسے اعلےٰ و ارفع درجہ کی تھی جس کا کسیطرح پورا اور کافی اندازہ نہین ہو سکتا۔ بڑے بڑے علماء فضلا جنہون نے خود امام وقت اور مجتہد فن کا تمغہ پبلک سے حاصل کیا تھا اور جو معتقد علیہ عوام و خواص تسلیم کئے جاتے تھے نہایت عقیدت و اخلاص کیساتھ آپکی خدمت مین حاضر ہوتے اور آپکے خداداد تبحر و علمی برکتون سے

بہرہ اندوز ہوکر آپکی ذاتی قابلیتون اور فطری لیاقتون اور بلند ہمتی و ذوق علمی کا بدل اعتراف کرتے
اور جب خواص کی عقیدت و خلوص کی یہ کیفیت تہی تو عوام اہل اسلام کی عقیدت کا اندازہ اس سے
کہین زیادہ ہوگا۔

منصبی فرائض

شاہ صاحب کی تاریخی زندگی مین جو سب سے زیادہ قابل وقعت اور لائق تقلید بات ہے وہ یہ ہے
کہ آپ اپنے منصبی فرائض کو ایسی آزادی اور جوانمردی کے ساتہ ادا کرتے تھے جسکی نظیر ایشیائی دنیا
مین کہین نہین مل سکتی آپ قریبًا رات دن کے اکثر حصون مین کتاب و سنت اور علوم دینیہ کے مطالعہ
اور درس تدریس مین ڈوبے رہتے تھے یہی وجہ ہے کہ آپ کا تمام بیش قیمت وقت حدیث و قرآن
کے رواج دینے احکام طریقت کے شایع کرنے علمی اشتغال کے پہیلانے مین صرف ہوتا تہا شوقین
اور جفاکش طلبہ آپکی علمی فیاضیون کی بے مثل ولایت شہرت سن سنکر دور دراز ملکون سے سنگلاخ
اور دشوار گذار گھاٹیان طے کرکے جوق جوق آتے تھے اور علمی برکتون سے گودیان بہر بہر کر جاتے تھے
رات دن مین کوئی ایسا وقت مشکل ملتا جس مین در دولت پر علما فضلا کے حلقون کی گرم بازاری نہین
ہوتی اور طلبہ کا ہجوم اُن کی رونق کو دوبالا نہ کرتا تمام دن اہل علم کا ایک تانتا سا بندہا رہتا اور درسگاہ
مین فضلا کے جمگھٹے لگے رہتے ایک طرف سائلون اور مستفیدون کا جم غفیر صف آرا رہتا اور ایک طرف
طالب العلمون کی جماعت گردن جہکائے بیٹہی رہتی۔ ادہر آپ طلبہ کو درس دیتے ادہر سائلونکی حاجتین
پوری کرتے۔ ہر شخص یکے بعد دیگرے اپنا استفتا پیش کرنا شروع کرتا اور اُسیوقت جواب کا طالب ہوتا
آپکا حافظہ اس بلا کا تہا کہ فورًا پیش شدہ مسئلہ کو جانچ لیا کرتے اور بلا تامل جواب شافی دیتے جس تبحر
اور لیاقت کے ساتہ آپ ہر مسئلہ مین تقریر کرتے وہ ایسی معمولی تقریر نہین ہوتی تہی جس سے لوگون کو
استعجاب اور استعجاب کے ساتہ حیرت نہوتی۔

بعض وقت سائلون کا ہجوم اور طلبہ کی کثرت پہر انکا بے معنی شور و غل اس درجہ تک پہنچ جاتا
کہ ایک نازک دماغ شخص چاہے جسقدر حلیم و بردبار کیون نہو کبھی ممکن نہین کہ اُسکا تحمل کرسکے۔
لیکن چونکہ شاہ صاحب کا مزاج قدرتًا حلیم اور دھیما نہ واقع ہوا تہا اور انسانی ہمدردی آپ مین کوٹ کوٹ کر
بہر دیگئی تہی اسلیے آپ اُنکے اس ہجوم اور شور و غل کا تحمل بڑی خوشی کے ساتہ کرتے اور ہر ایک شخص
کو خواہ وہ کسی رتبہ کا آدمی ہوتا نہایت متانت و سنجیدگی و منکسر المزاجی کے ساتہ جواب دیتے اور

شافی جواب دیتے ۔

اخلاق وعادات

آپکے اخلاق وعادات نہایت عام و وسیع تھے اسوجہ سے ہر شخص خواہ وہ کسی درجہ کا ہوتا
ہر وقت آپسے بلا تامل ملسکتا اور اسکے لیئے وسیلہ و تعارف عزت وجاہ کی سفارش کی کوئی ضرورت
نہین ہوتی آپ کی طرز معاشرت مین جو چیز سب سے زیادہ پسندیدہ اور قابل تعریف بات ہو وہ یہ ہی کہ آپکو
نفاست پسندی اور نازک مزاجی کے فضول شان وشوکت اور نمائش کا نام نہ تھا جب آپ بازار مین
نکلتے تو ایک معمولی حیثیت سے نکلتے آپ جس درجہ اور رتبہ کے آدمی تھے اس لحاظ سے آپ کی ہمراہی
مین کم از کم دو تین خدمتگار ہر وقت ضرور رہنے چاہیئے تھی لیکن چونکہ غرور و نخوت تکبر و ترفع اور سم بہی آپ
مین نام کو نہ تہی اسلیئے بازار تشریف لیجاتے وقت آپکے ساتھ ایک آدھ آدمی بہی نہ ہوتا تھا باوجود اس
وجیہ اور عالمانہ تزک و احتشام کے آپکے مزاج مین نہایت درجہ کا عجز وانکسار تھا۔ عام طرز معاشرت تکلف
اور بناوٹ سے بالکل خالی تہی ۔

اوقات کی پابندی

آپ کا اکثر وقت تو علوم دینیہ کی درس تدریس اور فرائض منصبی کی تکمیل وادائگی مین صرف ہوتا تھا
جیسا کہ مین مختصراً اوپر بیان کر آیا ہون اور تھوڑا حصہ مراقبہ ومکاشفہ اور احکام طریقت کی تعلیم وتلقین
اور علم سلوک کی باریک وغامض مسائل کے حل کرنے مین ۔ اس سے زیادہ خوش قسمتی کی اور کیا بات
ہوسکتی ہے کہ روز ازل سے جسطرح آپ کو شریعت کا حصہ ملا تھا اسیطرح علم طریقت کا مبارک تاج بہی آپکے
سر پر رکہا گیا ۔ جیسا علم حدیث وتفسیر آپکے آگے پانی تھا ویسا ہی آپکی ضمیری وروحانی جوہر اپنے مین ممتاز
کی گہری تہ رکہتے تھے اور ربانی قابلیتون کا پرتو آپکے مجلہ دل مین کامل طور پر پڑچکا تھا چنانچہ آپکے باطنی
علوم اور روحانی فیوض کا ذکر آپکے تفصیلی حالات مین کسیقدر بسط وشرح کیساتہ کرون گا ۔

علمی ترقی

یہ آپ ہی کی مقدس ومبارک ذات کا فیض تہا کہ نہ صرف دہلی بلکہ اسکے اطراف ومضافات مین
دینی علوم اور رسمی فنون کا ایک عظیم الشان سمندر بڑے زور وشور سے لہرین لے رہا تہا اور حدیث وتفسیر کا
نہایت چمکدار اور نتھرا ہوا چشمہ انتہا کی پیاری اور دلگیر ادا کیساتہ ابل کر بہ رہا تہا جسمین سے صدہا خوشگوار
اور تازگی بخش نہرین کٹ کٹکر دور تک بہی چلی گئی تہین اور جنہون نے اپنی انتہا سے زیادہ شادابی اور
خنکی کے اثر سے ایک عالم کو سرسبز اور لہلہا رکھا تہا قریب قریب ہندوستان کا اکثر حصہ علوم وفنون کے
اُن لہلہاتے درختون کے خنک اور راحت دہ سایہ سے آسائش گزین تہا جنکے بھینی بھینی اور

عطر آمیز جہونکون نے ایک عالم کے دل و دماغ کو معطر کر دیا تہا جسطرف نظر اٹہتی تہی اور جہانتک کام کرتی تہی علمی ہی پودے لہلہاتے نظر پڑتے تھے جو دیکھنے والون کو بڑے وثوق و اعتبار سے اُمیدین دلاتے تھے کہ عنقریب ایک وہ تابان و درخشان زمانہ آنے والا ہی جس مین ایک عالم اِس سرے سے لیکر اُس سرے تک اِن ہی نونہال اور ہونہار پودون کے نشاط انگیز سایے مین بیٹھکر آسائش و نشاط کا کافی حصہ لیگا اور انکے پہل پہولون سے گودیان بہر بہر کر لیجائیگا۔

شاہ صاحب جیسے فاضل و علامہ تھے ویسے ہی محنتی اور جفاکش بہی تھے نفس کشی کے لیے محنت و ریاضت کا کوئی دقیقہ اُٹہا نہ رکھا تہا اور نفس امارہ کو احکام خداوندی کا پورا پورا مطیع اور فرمانبردار بنا دیا تہا یہی وجہ تہی کہ نیکوکاری۔ تقویٰ و پرہیزگاری۔ طاعت الٰہی۔ خدا داد خلق ہمیشہ تواضع نیک نیتی۔ وفاشعاری۔ خداترسی۔ یہ سب باتین بوجہ احسن آپ مین پیدا ہوگئی تہین۔ گویا قدرت کے پیارے اور نازک ہاتہون نے اوصاف حمیدہ اور احاسن جلیلہ کی جو قیمتی قبا آپکے موزون قامت کیلیے قطع کی تہی وہ دوسرے قدر بشکل موزون اور ٹہیک آسکتی تہی۔ قطع نظر اسکے آپکے معجز نما کرامات اور روحانی کشف وجذبات کے چرچے تمام دنیا مین پہیلے ہوئے تھے اور ہر خاص و عام کی زبانزد تھے آپ کا ہنس مکھ چہرہ اُس حسن اخلاق اور شائستہ عادات کا پتا دیتا تہا جو پہلے ہی سے فطرت کی بخششون سے آپ کو عطا ہوئے تھے۔

غرضکہ شاہ صاحب اپنے زمانہ مین ایک ایسے مسلم الثبوت اور فخر روزگار محدث تھے جو تمام مروجہ فنون مین اپنا ثانی نہین رکھتے تھے علم حدیث و تفسیر کے جولانگاہ کے پورے شہسوار تھے اور حنفی مذہب کے دوسرے بازو سمجھے جاتے تھے۔ عوام و خواص کے مرجع اور علما فضلا کے معتقد علیہ تسلیم کیے جاتے تھے۔ آپ کی جودت طبع۔ رسائی ذہن۔ بلند خیالی۔ دقیق النظری۔ حوصلہ مندی ایسی ہی بے نظیر تہی۔ قوت اجتہاد و تبلیغ علم کتاب و سنت کی فہم معانی مین مہارت ایسی ہی وسیع تہی۔ زہد و تقویٰ کے علاوہ جوانمردی۔ خوش خلاقی۔ منکسر المزاجی۔ تورع احتیاط بلے درجہ کے تھے غرضکہ جو بات تھی بالکل انوکھی تہی جو وصف تہا نرالا تہا۔ باوجود ان تمام باتون کے آپ کا حافظہ ایسا بے مثل اور یادداشت اس بلا کی تہی کہ سالہا سال کی سنی سنائی بات اس متانت اور بے تکلفی کیساتھ بیان فرماتے تھے کہ سننے والے عش عش کرنے لگ جاتے تھے۔

یہ عجیب اتفاق کی بات ہے کہ شاہ صاحب نے دولت علم کے علاوہ ثروت و تمول کا بھی حصہ لیا تھا اور تمول کے ساتھ وہ زیور بھی تھا جو اہل دولت کیلئے نہ صرف زیب و زینت ہے بلکہ اعلےٰ درجہ کی ترقی و عروج کا ذریعہ ہے یعنی آپ کی طبیعت نہایت سخی اور فیاض واقع ہوئی تھی فقیرون اور مسکینون کے ساتھ رحیمانہ و فیاضانہ برتاؤ اور سلوک کے علاوہ طلبہ کی معیشت کے سامان ہمیشہ مہیا رکھتے اور خاص عنایت و مہربانی سے پیش آیا کرتے تھے اور جہانتک ممکن ہوتا ان سے سلوک ہوتے لیکن یہ تعجب کر دیکھا جاتا ہے کہ باوجود تمول و دولتمندی کے خود ایسے سادے اور معمولی طریقے سے زندگی بسر کرتے کہ ایک خوشحال شخص سے نہایت مشکل اور بعید از قیاس ہو آپکے خاصے مین اکثر اوقات خشک روٹی اور کبھی کبھی بقولات ہوتے۔

## جناب مولنا شاہ ولی اللہ صاحب کی ولادت طفولیت تعلیم تربیت سن رشد وغیرہ

شاہ ولی اللہ کی ولادت پر صلحاء و عرفا کی بشارت

شاہ صاحب کے وقعات ولادت پر ریویو کرنے سے پہلے مین مناسب سمجھتا ہون کہ اُن مبشرات کو مختصراً قلم بند کرون جو آپ کی ولادت سے قبل صلحا و علما کی ایک جماعت نے آپ کی نسبت دیکھے اور جنکی بابت خود جناب شاہ صاحب اپنی ایک تالیف مین یون ریمارک کرتے ہین کہ ہنوز مین پیدا نہین ہوا تھا کہ حضرات والدین اور عرفا کے ایک گروہ نے میرے حق مین بہت سے مبشرات معلوم کیے چنانچہ بعض اعزہ و اخوان اور اجلہ خلان نے اُن واقعات نیز میری تاریخ زندگی کے پورے حالات کو نہایت تفصیل کیساتھ ایک رسالہ مین ضبط کیا ہے جس کا نام قول جلی رکھا ہے جزاہ اللہ خیرالجزاء واحسن الیہ والی اسلافہ و اعقابہ وادخلہ الی ما یتمناہ من دینہ ودنیاہ"

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ حیات ولی کی تالیف کے زمانہ میں میں نے اُن تھک کوششیں کی کہ کسی طرح یہ نسخہ دستیاب ہوجائے اور بعض دوستوں کی خدمت میں خطوط بھی لکھے لیکن بدقسمتی سے ہندوستان کی کسی علمی سوسائٹی میں سراغ نہیں لگا لہذا مجبوری و یاس کی حالت میں خود شاہ صاحب کی تالیفات اور دیگر فارسی و عربی کی بسیط کتابیں بنظر انتخاب دیکھنا شروع کیں ان تمام کتابوں میں جہاں کہیں شاہ صاحب کی سوانح عمری کے متعلق کوئی ذکر دیکھا گیا یا کوئی خاص واقعہ نظر پڑ گیا منتخب کر کے

ترتیب کا لباس پہنایا گیا۔

الغرض مجھے اُن مبشرات و واقعات کا تو پتا لگا نہیں جنہیں **قول جلی** کے مؤلف نے جمع کیا ہے لیکن رسالہ **بوارق المعرفۃ** سے جو جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کے حالات و واقعات میں تصنیف کیا گیا ہے چند مبشرات انتخاب کر کے ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں۔

جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کے حالات میں بیان کیا جا چکا ہے کہ آپ فرماتے ہیں مجھے ایک دفعہ خواجہ قطب الدین قدس سرہ کے مزار مقدس کی زیارت کرنے کا اتفاق ہوا دفعۃً اُن کی روح مبارک نے مجھ پر ظاہر ہو کر فرمایا کہ شیخ عبدالرحیم! عنقریب تمہارے ہاں ایک فرزند رشید پیدا ہوگا۔ تم اُس کا نام قطب الدین احمد رکھنا۔ لیکن چونکہ میری بی بی سن شباب کے تمام مرحلے طے کر کے زمانہ ایاس تک پہنچ چکی تھیں اور اس عمر میں عادتاً ولادت کا تحقق نہیں ہوتا اس لیئے مجھے گمان ہوا کہ شاید خواجہ کی مراد یہ ہے کہ جب تمہارے ہاں پوتا پیدا ہوگا تو اسکا قطب الدین احمد نام رکھنا لیکن خواجہ نے میرے اس اندرونی خطرہ پر فوراً مشرف ہو کر فرمایا کہ نہیں میری یہ مراد نہیں ہے بلکہ جس لڑکے کی نسبت میں نے تمہیں بشارت دی ہے وہ تمہارے ہی صلب سے پیدا ہوگا چنانچہ اس واقعہ کے تھوڑے دنوں بعد مجھے نکاح ثانی کا داعیہ پیدا ہوا اور نکاح کے تھوڑے عرصہ کے بعد ولی اللہ پیدا ہوئے اگرچہ اول اول مجھے یہ واقعہ بالکل نسیاً منسیاً ہو گیا اور اسی وجہ سے مین نے انہیں ولی اللہ کے نام سے شہرت دی لیکن جب وہ واقعہ یاد آیا تو میں نے اُن کا دوسرا نام قطب الدین احمد رکھا۔

بوارق المعرفۃ میں لکھا ہے کہ جب جناب شیخ عبدالرحیم صاحب زندگی کے ساٹھ مرحلے طے کر چکے تو انہیں الہام ہوا کہ تقدیر الٰہی اسپر جاری ہوئی ہے کہ ایک بلند اقبال اور ہونہار لڑکا اور پیدا ہوگا جس کی شہرت کا ستارہ اوج عروج پر پہنچکر شہاب ثاقب کی طرح چمکے گا اور جس کے اقبال اور کمال علم کا آفتاب پوری ترقی کر کے نصف النہار کے مرکز پر پہنچ جائے گا۔ اسی اثنا میں آپکے خاص خاص اصحاب اور بزرگان وقت نے بھی بایں مضمون بشارت دی کہ پیدا ہونے والا لڑکا بڑا صاحب اقبال اور نامور ہوگا۔ اُسکی شان علم اور مراتب کمال کا انحصار ارباب زمانہ کو مشکل ہوگا اور وہ علوم و فنون میں فرزانہ روزگار اور اپنے عہد مین ایک نہایت دانشمند و مطاع اور ضرب المثل شخص ہوگا اُس کے سامنے وارث تخت و تاج کی گردن جھک جائے گی اور عوام و خواص کا مذہبی مقتدا و پیشوا تسلیم کیا جائے گا۔ چنانچہ ان مبشرات کو سنکر شیخ عبدالرحیم صاحب

دوسرے نکاح کا ارادہ کیا حضرت شیخ محمد نے جب یہ ماجرا سُنا تو اپنی جگر پارہ کو بنت شیخ کے نکاح میں دیدیا کیونکہ آپ کو اس بارہ میں زیادہ اعتنا تھا بلکہ بحد حریص و راغب تھی کہ یہ ہونہار و بلند اقبال لڑکا میری جگر پارہ کے بطن سے پیدا ہو۔

ہنوز شاہ ولی اللہ صاحب پیدا نہیں ہوئے تھے کہ ایک رات جناب شیخ عبد الرحیم آپکے والد بزرگوار نماز تہجد مین مصروف تھے اور آپ کی والدہ محترمہ بھی اُسی جگہ تہجد کی نماز ادا کر رہی تھیں جب شیخ صاحب نماز فارغ ہوئے تو آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر دعا مین مشغول ہوئے آپ نہایت عجز و انکساری سے دعا کر رہی تھے اور والدہ مکرمہ پیچھے کھڑیں آمین کہہ رہی تھیں اسی اثنا مین ان دونوں حضرات کے درمیان دو ہاتھ ظاہر ہوئے جن کی نسبت محترم شیخ نے فرمایا کہ یہ دونوں ہاتھ ہمارے اُس فرزند کے ہین جو عنقریب عرصہ وجود مین قدم رکھے گا اور اپنے نور علم سے تمام دنیا کو چمکا دے گا اسوقت وہ بھی ہمارے ساتھ دعا مین شریک ہی اور با عجز و انکسار آمین کہہ رہا ہی۔ خود جناب شاہ صاحب فرماتے ہین کہ اس واقعہ کے بعد فقیر پیدا ہوا اور ساتوین سال مین قدم رکھا تھا کہ والدین کے ساتھ نماز تہجد مین شریک ہوا اور اسی وضع سے دونوں ہاتھ حضرات والدین کے درمیان اُٹھائے اس پر جناب شیخ عبد الرحیم صاحب نے فرمایا ھذا تاویل رؤیای من قبل قد جعلھا ربی حقا۔

ابھی مولانا شاہ ولی اللہ والدہ محترمہ کے بطن مبارک ہی مین تشریف رکھتے تھے کہ ایک دفعہ جناب شیخ عبد الرحیم صاحب کی موجودگی مین ایک سائلہ آئی آپنے روٹی کے دو حصہ کرکے ایک اُسے دیا اور ایک رکھدیا لیکن جون ہی سائلہ دروازہ تک پہنچی شیخ صاحب نے اُسے دوبارہ بلایا اور بقیہ حصہ بھی عنایت کردیا اور جب وہ چلنے لگی تو پھر آواز دی اور جس قدر روٹی گھر مین موجود تھی سب دیدی ازان بعد گھر والون کو مخاطب کرکے فرمایا کہ پیٹ والا بچہ بار بار کہہ رہا ہے کہ جتنی روٹی گھر مین ہی سب اس محتاج و مسکین کو راہ خدا مین دیدو۔

ولادت

الغرض جناب شاہ ولی اللہ صاحب ۴ شوال ۱۱۱۴ھ ہجری چہارشنبہ کے دن طلوع آفتاب کے وقت جناب مخدومی شیخ محمد کی عصمت مآب اور محترمہ صاحبزادی کے باجاہ و جلال بطن سے پیدا ہوئے بعض اختر شناسون نے فوراً اپنی صناعت کا ڈھانچ کھڑا کیا اور اچھی طرح غور کرکے یہ حکم لگایا کہ یہ وہی بلند اقبال اور ہونہار لڑکا ہی جسکی قسمت مین روز ازل سے فاضل عصر اور مجتہد وقت ہونا لکھا تھا اور جس کی فرزندی کا انتساب نہ صرف شیخ

عبدالرحیم صاحب کو بلکہ خاندان کے ہر ایک معزز ممبر کو ساری دنیا مین مشہور و روشناس کردے گا اور جس کے نام کا امتیازی جھنڈا عرب و عجم دونوں مین گڑ جائے گا۔

بعض اسلامی مورخون کا یہ ریمارک نہایت صحیح ہی کہ اگر اس خاندان مین جناب شاہ ولی اللہ صاحب پیدا نہ ہوتے تو یہ خاندان کبھی اِس درجہ تاریخی شہرت حاصل نہ کرتا اور کیا عجب کہ گمنامی کے دائرہ مین محدود و مقید رہتا۔ اس جلیل القدر خاندان مین یہ بزرگی و شرف روز ازل سے آپ ہی کے حصہ میں تھا کہ اپنی بے دھڑک جرأت سے نہایت صاف اور واضح طور پر علوم نبویہ کی اشاعت احکام دین کی توسیع اور کھلم کھلا عام لوگونکو قرآن مجید کی تلقین کرین

طفولیت

شاہ صاحب کی بچپن کا زمانہ دراصل آپ کے آئندہ سوانح عمری کا ایک صاف اور مجلّی آئینہ تھا آپ کی فراخ پیشانی ابتدا ہی سے اُس عالمانہ تزک و احتشام کا صاف پتا دیتی تھی جو آپ کو زمانہ آئندہ مین حاصل ہونے والا تھا اور اس کے ساتھ ہی اُس مین ایک خاص قسم کی بزرگانہ متانت کا چمکارا ایک ایسی درخشانی دکھاتا تھا جسے مبصرین اور قیافہ شناس لوگ دیکھکر کہتے تھے کہ عنقریب ایک وہ زمانہ آنے والا ہی جس مین یہ ہلال تمام ملک مین چودھوین رات کا چاند بنکر چمکے گا۔ ہندی یہ مثل کہ پوت کے پانو پالنے مین پہچانے جاتے ہین حقیقت مین بہت صحیح ہی آپ کی بچپن کی حرکتین ہی کچھ ایسی دلکش اور پُراثر تھین اور طفلانہ نظروں مین اس بلا کا جذب و کشش تھا جس نے سارے خاندان کو اپنا گرویدہ کر لیا تھا دیکھنے والے آپ کے جمال خیر نظارہ [illegible] نصیبہ کی فال لیتے جو آنے والے زمانہ مین آپ کو حاصل ہوا

واقعی بات یہ ہی کہ شاہ صاحب کے بچپن کا زمانہ کچھ ایسا حیرت افزا زمانہ تھا جس کی نظیر دوسری ہونہار بچون مین پائی جانے کی ہرگز امید نہین ہوسکتی فطرت نے آپ کی بھولی صورت مین وہ دلگیر اور محبوبانہ ادائین کوٹ کوٹ کر بھر دی تھین جنہون نے جناب شیخ عبدالرحیم صاحب جیسے مستغنی مزاج کو آپ کا فریفتہ و شیدا بنا دیا تھا رحیم الطبع بزرگ شیخ اپنے ہونہار اور بلند اقبال فرزند سے بیحد محبت رکھتے اور اُس کی سلامت روی اور خوش آیندہ حرکات سے محظوظ ہوتے تھے اور ہمیشہ اُسکی راحت و آسایش کو اپنے آرام و چین پر ترجیح دیتے تھے جون جون شاہ صاحب عمر مین ترقی کرتے جاتے اور زندگی کے مرحلے طے کرتے جاتے تھے جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کی آپ پر توجہ زیادہ ہوتی جاتی تھی۔ چنانچہ ایک موقع پر خود شاہ ولی اللہ صاحب اپنے پرزور قلم سے تحریر فرماتے ہین کہ مجھپر سب سے بڑی نعمت خداوندی جسکے مقابلہ مین تمام نعمتین ہیچ ہین یہ ہی کہ جناب والد بزرگوار اس فقیر سے ہمیشہ راضی رہے بچپن کے زمانہ سے آخر عمر تک جو مہربانیان مجھپر کین وہ دل رہین مین انمین سے ملکا حصہ ایک کو بھی

بیان نہین کرسکتا میرے لئے اس سے زیادہ اور کیا فخر کا باعث ہوسکتا ہے کہ جب آپ کا انتقال ہونے لگا تو مجھے سینہ سے لگا کر بیعت وارشاد کی اجازت عامہ دی اور کلمہ یداہ کیدی یکبارہ کرر ذکر کیا۔ خاص تحصیل علوم اور لڑکپن کے زمانہ مین جس قدر حضرت کی توجۂ خاص مجھپر مبذول تھی اس قدر توجہ مین کسی باپ مین اپنے فرزند کی نسبت نہین دیکھتا باینہمہ مین نے اپنی عمر میں کوئی ایسا باپ اور کوئی اُستاد کوئی مرشد نہین پایا جنے اپنے فرزند و تلمیذ کی نسبت شفقت و مہربانی کے وہ دقائق مرعی رکھے ہون جو حضرت والد نے اس فقیر کی نسبت رکھے اللھم اغفر لی ولوالدی وارحمھما کما ربیانی صغیرا وجازھما بکل شفقۃ ورحمۃ ونعمۃ بھما علی مأۃ الف اضعافھا انک قریب مجیب

شاہ صاحب کا زمانہ طفولیت اور بچپن کی سکوت خیز صورت ایک قیافہ شناس اور تجربہ کار نظر کے لئے ایک عظیم الشان واقعہ کی پیشین گوئی کرتی تھی جو شخص غور مین ڈوبی ہوئی نگاہون سے آپکے طفلانہ حرکات کو دیکھتا تھا اسی فطرت کے وہ عجیب و غریب اور حیرت فرا نمونے آپ کی پیشانی مین جلوہ گر نظر آتے تھے جو روز ازل آپ کی ذات والا صفات مین ودیعت رکھے گئے تھے اور یہ اُسی فطری نور کا سچا پرتو تھا جس نے بہت جلد آپکے ظاہر و باطن کو تابان اور چمکدار کر دیا۔ اگرچہ ابھی آپ کی عمر مشکل سے تین چار سال کی ہوگی کہ اخلاقی اور تمدنی ترقی مین سرگرم ہوگئے اسی کم سنی اور نوعمری کے زمانہ مین آپ کو ایک ایسا وحشت آمیز تفکر لاحق رہتا تھا کہ دیکھنے والے حیرت زدہ ہوجاتے تھے مسکینی غریبی کم گوئی آہستگی سے بات کرنا گردن جھکا کر جواب دینا اور ہر بات پر بجا و درست کہنا یہ تمام صفتین جو عموماً بچون مین بہت کم دیکھی جاتی ہین محترم و بزرگ شاہ صاحب مین موجود تھین۔ خلاصہ یہ کہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب کی ابتدائی زندگی بالکل غیر معمولی اور ایک ایسی نرالی طرز و ادا کی تھی جو دنیا کے بچون مین اپنا نظیر نہین رکھتی تھی۔

تربیت

جس زمانہ مین اس فخر خاندان اور فرید عصر کی ولادت ہوئی اُسوقت جناب شیخ عبد الرحیم صاحب گو اعلے درجہ کے دولتمند اور صاحب اقتدار نہ تھے لیکن پھر بھی متوسط درجہ کی حالت رکھتے تھے گورنمنٹ قلعہ کی طرف سے کسی قسم کی امداد تھی نہ بادشاہ وقت کی جانب سے کسی طرح کا کوئی وظیفہ مقرر تھا صرف توکل پر گذران اور ہر وقت خدا پر نظر تھی اسی کا یہ نتیجہ تھا کہ آپ ہمیشہ خوشحال رہتے اور ضرورت کے وقت غیبی سامان مہیا پاتے چنانچہ اسوقت بھی وہ تمام سامان مہیا تھے جو ایک خوش نصیب بچہ کی پرورش کے واسطے ہونے ضروری ہین اس لئے شاہ ولی اللہ صاحب کی بڑے اہتمام سے پرورش ہوئی اور عمر کا ابتدائی حصہ اعلے درجہ کی تربیت کے ساتھ

جو تعلیم کا دوسرا جزو ہے ختم ہو گیا۔

تعلیم

جب اس فرزانہ روزگار نے عمر کے ابتدائی مرحلے طے کر کے پانچوین سال مین قدم رکھا تو قرآن مجید پڑھنے کے لئے مکتب مین بٹھایا گیا چونکہ آپ فطری طور پر علم سے زیادہ دلچسپی رکھتے تھے اور روز ازل سے آپکے ضمیری جوہر ربانی قابلیتون سے آراستہ اور درخشان ہو چکے تھے لہذا آپنے ساتوین سال قرآن مجید ختم کر دیا اور اسی چھوٹی سی عمر مین مذہبی ارکان و فرائض تدریجاً حاصل کر لئے چنانچہ اسی سال مین جناب شیخ عبدالرحیم صاحب نے آپ کو نماز پر کھڑا کیا اور رمضان کے روزے رکھنے کا حکم فرمایا۔ چونکہ شاہ صاحب مین تہذیب اخلاق کا مادہ نیچرل تھا اسلئے نشست و برخاست کے آداب اور گفتگو کرنے کے طریقے خود بخود اسی کم سنی مین حاصل ہو گئے تھے آپ کا عام قاعدہ تھا کہ جب بڑی عمر والے سے گفتگو کرتے خواہ وہ کسی رتبہ اور درجہ کا آدمی ہوتا ہمیشہ گردن جھکا کے آنکھین نیچے کر کے کرتے اور جب کوئی بات دریافت کی جاتی تو نہایت متانت و سنجیدگی سے جواب دیتے البتہ ہمعصرون سے دل کھولکر باتین کرتے لیکن اُن کے ساتھ بھی تہذیب و شائستگی کے درجے سے تجاوز نہ کرتے اور خلاف ادب کبھی کوئی بات نہ کرتے زندگی کے سات مرحلے ہنوز طے نہین کئے تھے کہ فارسی کی درسی کتابین پڑھنی شروع کر دین اور تھوڑے ہی روز مین تمام کتابین نکال لین کیونکہ یہ علم آپکے سامنے بالکل پانی تھا چونکہ طبیعت کو علوم سے قدرتی طور پر مناسبت تھی چند ہی روز مین اشارون پر دوڑنے لگے اور آخر ایک سال کے عرصہ مین اُسے عروج کمال پہنچا دیا فارسی کی درسی کتابون سے فارغ ہونے کے بعد صرف و نحو کے مختصر رسالے دیکھنے شروع کئے اور ان پر بھی بہت جلد عبور کر گئے۔ عمر کا دسوان سال شروع تھا کہ آپ شرح ملا پڑھتے تھے گویا دو ڈھائی سال کے عرصہ مین صرف و نحو کی تمام کتابین نکال لین نہین اور دس سال کی عمر مین صرف و نحو پر آپ کو اس درجہ اقتدار ہو گیا تھا کہ بڑے بڑے صرفی و نحوی جو کتاب کے کیڑے کہلائے جاتے تھے اور جنھون نے ان علوم مین نہایت عزت و وقعت کے ساتھ شہرت و ناموری کے تمغے حاصل کئے تھے آپ سے مسائل صرفیہ و نحویہ مین گفتگو کرتے جھجکتے تھے اور جس وقت آپ اُن کی باریکیان بیان کرتے اور مطالب کے حل کرنے کی طرف متوجہ ہوتے تو وہ آپ کی حذاقت و ذہانت پر عش عش کرنے لگتے اور آپکے زور سمندی کی باگین ہزار ان کوششون کے بعد بھی نہ روک سکتے

اس کے بعد شاہ صاحب کو معقول کی کتابین شروع کرائی گئین۔ یہان پہلے ہی خداداد طبیعت پائی تھی

جودت ذہن اور ذکاوت طبع سے تھوڑے ہی عرصہ مین یہ مرحلہ بھی طے ہوگیا اور اسقدر جلد کمال حاصل کر لیا
کہ اس سے جلد تکمیل پانا ممکن ہی نہ تھا۔ کمال بھی اس درجکا کہ علم منطق مین کسی کی مجال نہ تھی کہ آپکے سامنے
زبان کھول سکتا۔ بڑے بڑے تجربہ کار منطقی آپکے تبحر کو دیکھکر دنگ رہجاتے اور اُنہین کسی مسئلہ کے دریافت
کرنے کا حوصلہ نہ پڑتا تھا۔ یہ بات تعجب سے دیکھی جاتی ہے کہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب ایک ہی زمانہ مین متعدد
علوم کی تحصیل کرتے تھے اور ایک علم کا کمال دوسرے کے کمال کو مانع نہوتا تھا اور یہ اُس ذہن و حافظہ کی
قوت کا اثر تھا جو فطرت کی خاص بخشش و عطیہ تھے غرضکہ تیرہ سال کی عمر مین شاہ صاحب نے اِن
تمام علوم مین کمال حاصل کر لیا تھا یہی سبب تھا کہ آپ اِس چھوٹی سی عمر مین فنون مذکورہ مین ارباب
کمال کے زمرہ مین شمار کیئے جانے لگے تھے۔

شاہ صاحب کا ازدواج

چودھوین سال مین قدم رکھا تھا کہ آپکے والد ماجد نے شادی کی سلسلہ جنبانی شروع کردی اور اِس
سلسلہ کے پورا کرنے مین نہایت سرگرمی اور مستعدی سے ساتھ عجلت و شتابی کی اگرچہ آپکے سمدھیانے
کے لوگون نے سامان کے نہ فراہم ہونے کا عذر پیش کیا اور تھوڑے دنون کی مہلت چاہی لیکن جناب
شیخ عبد الرحیم صاحب نے اُنہین صاف طور پر لکھ دیا کہ مین جو اس بارہ مین جلدی کرتا ہون اُسکا ایک خاص
سبب ہی جو عنقریب آپ لوگون پر ہویدا ہو جائیگا بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ اِس کار خیر مین ذرا توقف
نہ کرین اور جس طرح ممکن ہو صاحبزادی کی شادی مین عجلت سے کام لین اسباب مہیا نہونے کا تو کچھ عذر
نہین ہے اور وہ بمقابلہ اُس مصلحت حکمت کے جو اس جلدی مین مضمر و مخفی ہے کوئی وقعت نہین
رکھتا چنانچہ وہ اس خط کے پہنچنے کے بعد راضی ہو گئے اور اپنی لڑکی کو جناب شاہ ولی اللہ صاحب کے
نکاح مین دیدیا۔

مصائب

شاہ صاحب کا نکاح ہوتے ہی آپ کی خوشدامن نے سفر آخرت قبول کیا اور اتفاق سے اِس کے
چند ہی روز بعد خوشدامن کی والدہ انتقال کر گئین جس سے خود شاہ صاحب اور آپ کی محترمہ کو انتہا درجہ
کا ملال ہوا ابھی اس رنج و اندوہ سے فرصت نہ ملی تھی کہ شیخ فخر العالم۔ جناب شیخ ابو الرضا محمد صاحب کے
فرزند رشید انتقال کر گئے اور اِس کے کچھ عرصہ بعد جناب مولانا شاہ ولی اللہ صاحب کی والدہ مکرمہ یعنی
آپکے برادر کلان شیخ صلاح الدین کی حقیقی والدہ فوت ہو گئین۔ ازان بعد خود جناب شیخ عبد الرحیم صاحب
قدس سرہ مختلف بیماریون مین مبتلا ہوئے اور سخت ضعیف و ناتوان ہو گئے۔ انتقال کے وقت آپ کو کوئی پیسا

قوی عارضہ تھا لیکن متواتر صدمات اور ضعف و ناتوانی نے اُنہیں بالکل تحلیل کردیا تھا چنانچہ اس واقعہ کے چند دنون بعد آپ بھی انتقال کر گئے۔

یہ تھا وہ مخفی بھید جس کی وجہ سے جناب شیخ عبدالرحیم صاحب نے اپنے بلند اقبال صاحبزادے کی شادی مین عجلت کی تھی آپ کا وہ راز سربستہ اسوقت عام و خاص پر کھلا اور اُنہون نے معلوم کرلیا کہ درحقیقت اگر اُس وقت اِس شادی کی تقریب انجام کو نہ پہنچتی تو ممکن نہ تھا کہ سالہا سال کے گذر جانے کے بعد بھی نوبت سے فعل مین آتی اِس دو ڈھائی سال کے اندر اندر جناب شاہ ولی اللہ صاحب کو ایسے جانفرسا حوادثات پیش آئے جن سے آپ بہت ہی مضمحل ہو گئے اور آپ کا تمام اطمینان و جمعیت پریشانی و بے اطمینانی سے بدل گیا۔ اسوقت اگرچہ آپ کی طبیعت کے مخالف دنیاوی تعلقات نے چارون طرف سے اپنا بھیانک اور خوفناک چہرہ اُبھار اُبھار کر دکھلایا اور کی جمعیت خاطر مین انتشار ڈالا مگر سچ پوچھئے تو شاہ صاحب نے بڑے ہی استقلال اور جوانمردی سے کام لیا آپنے کسی بات کا کچھ بھی خیال نہین کیا اور تمام تعلقات سے منہ موڑ کر اپنی اُسی ایک دھن مین محو رہے۔

گو علمی ذوق سے آپ کا دماغ پہلے ہی سے گونج رہا تھا اور اُسکی صدائین بچپن ہی کے زمانہ سے متواتر کانون تک پہنچ چکی تہین مگر پھر بھی اس وقت تزوج نیز اُن جگرخراش اور جانفرسا حوادثات کے وسیع تعلقات کا رطول طویل مین ڈوری آگے بڑھی چلی جاتی تھی اور بار بار علمی ترقی کی سدراہ بننا چاہتی تھی لیکن اسپر بھی آپ کو یہی کرید چلی جاتی تھی کہ مجھے تحصیل علوم اور اُس کی تکمیل مین سرگرم ہونا چاہئے چنانچہ اب آپکے خیالات سب طرف سے پھر پھرا کر اس طرف رجوع ہوئے کہ جہانتک بن پڑے تفسیر و حدیث کے علوم مین ترقی کرنا اور انہین باقاعدہ حاصل کرنا چاہئے کیونکہ آپ بخوبی سمجھتے تھے کہ تاوقتیکہ حدیث مین کمال حاصل نہوگا علوم کی تکمیل ناممکن ہے۔ اسلامی علوم جن مین کمال کی ضرورت تھی وہ بچپن ہی مین حاصل ہو چکے تھے اب خاص خاص علوم کی مشق کا زمانہ تھا چنانچہ اسوقت آپ کی طبیعت تفسیر پر مائل تھی اور اسی علم سے خاص دلچسپی تہی۔

علم حدیث

جب آپنے عمر کے چودہ مرحلے طے کرکے پندرہوین مین قدم رکھا تو علاوہ دیگر علوم کی تکمیل کے تفسیر بیضاوی کا ایک بڑا حصہ والد بزرگوار سے پڑھ لیا اور اب آپ نے اُن تمام متعارفہ فنون کو عروج پر پہنچا دیا جو اِن شہرون مین رائج اور علماء و فضلا کے درس مین داخل تھے اِسی سال مین والد بزرگوار سے بیعت کی۔ اور اشغال صوفیہ بالخصوص مشائخ نقشبندیہ کے معمولی اوراد و وظائف مین مشغول ہوئے اور بحیثیت توجہ و تلقین تعلیم آداب طریقت۔ خرقہ صوفیہ مین ارتباط درست کیا علم تصوف دیکھنا شروع کیا یہانتک کہ اُس کے

غوامض اور دقیق وباریک مسائل کے حل کرنے کی طرف آپ کی طبیعت متوجہ ہوگئی اور نہایت قلیل مدت مین اس علم مین بھی اچھی خاصی مہارت پیدا کرلی اور ایسے ایسے نکات اور باریکیان اس خاص فن مین پیدا کین جن کے سیکھنے کی بڑے بڑے علامہ مشایخ آرزو کرتے تھے۔ بالآخر جناب شاہ ولی اللہ صاحب نے اس فن مین نہایت تبحر کے ساتھ وہ وہ قیمتی اور آبدار موتی تالیف وتصنیف کے سلسلہ مین پروئے جن سے علوم تصوف کی معلومات کی شعاعین نکلکر دور دور تک پھیل گئی ہین جیساکہ معزز ناظرین کو آپکے تصنیفات کے حالات پڑھکر اس بات کا خود علم ہوجائے گا جو اسی حصہ مین جدا عنوان سے قلمبند کی جایئن گی جس طرح جناب شیخ عبدالرحیم صاحب نے اپنے والد بزرگوار جناب شیخ وجیہ الدین شہید کے سایۂ عاطفت مین پرورش پائی تہی اور تعلیم وتربیت حاصل کرکے باطنی فیض سے معزز وممتاز ہوئے تھے اسی طرح جناب شاہ ولی اللہ صاحب سنے اپنے والد ماجد کی آغوش محبت مین پرورش پائی شیخ عبدالرحیم جیسے مجتہد فن اور اہل کمال پانچ برس کی عمر سے آپ کی تعلیم پر مقرر تھے اور عام اخلاق وعادات کی بہی نگرانی کرتے تھے اگرچہ باقاعدہ تعلیم اُسوقت سے شروع ہوئی جبکہ آپ نو سال کے تھے لیکن شیخ صاحب کی خاصکر توجہ شاہ صاحب پر زمانہ طفولیت ہی سے تہی یہی وجہ تہی جو علمی کمالات اور باطنی فیوض جناب شاہ ولی اللہ صاحب کو حاصل تھے۔ اُن کا نظیر سے شیخ صلاح الدین (شاہ صاحب کے بڑے علاتی بھائی) اور شاہ اہل اللہ صاحب (آپکے بھائی) خالی تھے بمقابلہ اِن دونون حضرات کے شاہ ولی اللہ صاحب کو جو کچھ حاصل ہوا وہ حقیقت مین شیخ عبدالرحیم صاحب کی آغوش تربیت مین پلنے کا صدقہ اور آپ کی سرپرستی کا بدیہی نتیجہ تہا جسکا ثبوت خود شاہ ولی اللہ صاحب کے حالات ہین۔ جیساکہ ہم کچھ تو اوپر بیان کر آئے ہین اور کچھ آیندہ حسب موقع ذکر کرین گے۔

الغرض جناب شاہ ولی اللہ صاحب چودہ سال کی عمر مین علوم متعارفہ سے فارغ التحصیل ہو گئے اور علم سلوک کا کافی حصہ حاصل کرلیا چنانچہ اسی سال مین آپکے والد بزرگوار حضرت شیخ عبدالرحیم صاحب نے آپکے سر پر فضیلت کا عمامہ رکھا اور درس کی عام اجازت دی اور اس مبارک تقریب مین ایک امیرانہ جلسہ قائم کیا عام وخاص کو دعوت دی اور وافر کھانا طیار کیا۔ تمام شہر کے مشائخ۔ قضاۃ۔ فقہا حاضر ہوئے اور سب کی موجودگی مین جناب شیخ عبدالرحیم صاحب نے اپنے بلند اقبال اور فخر خاندان وقوم فرزند کو علوم متعارفہ اور سلوک وتصوف کے درس کی اجازت دی اور دستاربندی کی رسم ادا کرکے آپ کی عمر وعلم کی ترقی کی دعا مانگی مجلس مین جس قدر علما وفقہا ومشائخین موجود تھے سب نے متفقہ الفاظ مین اس زور سے شیخ صاحب کو مبارکباد دی کہ

کہ ساری مجلس گونج اُٹھی اس وقت شیخ عبد الرحیم صاحب کی خوشی کا کوئی اندازہ نہ تھا آپ بار بار اپنے لائق اور ہونہار فرزند کے چہرہ کو دیکھتے اور بے انتہا خوش ہوتے تھے

حقیقت مین بوڑہے والد کے لئے اس سے زیادہ اور کیا خوشی و فخر کا باعث ہو سکتا ہی کہ اُسکی نوجوان اولاد اُس کی زندگی مین ایک ایسی قابلیت پیدا کرے جس پر اُس زمانہ کے بڑے بڑے علما و فضلا کو فخر و ناز ہو چونکہ جناب شیخ عبد الرحیم صاحب خود مجتہد فن اور باطنی فیض سے مالا مال تھے اس وجہ سے وہ اپنے فرزند رشید کے قدر و منزلت کو خوب جانتے تھے اور اُنہین یقینی طور پر معلوم تھا کہ عنقریب ایک وہ زمانہ آنے والا ہی جسمین اس کی اقبال کا سورج تمام دنیا مین اپنی روشنی پھیلائے گا اور اُسکی علمی فیاضیان اہل دنیا کو مالا مال کر دینگی

اس مقام پر ہم اُن کتابون کی مختصر فہرست دینا چاہتے ہین جو اس چھوٹی سی عمر مین جناب شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنے والد بزرگوار سے سبقاً سبقاً پڑہین جس سے آپ کی خداداد ذہانت اور حذاقت وطباعی بہت کچھ ثابت ہوتی ہی اور چونکہ اس فہرست کا ذکر خود شاہ صاحب نے اپنی ایک قیمتی تصنیف مین کیا ہی اس لئے مین اُسے آپ ہی کی زبان مبارک سے ادا کرنا مناسب سمجھتا ہون شاہ صاحب فرماتے ہین کہ جب مین نے اپنی زندگی کے چودہ مرحلے طے کر کے پندرہوین مین قدم رکھا تو والد بزرگوار کی انتہا درجہ کی شفقت و مہربانی کی وجہ سے تمام متعارفہ فنون حاصل کر چکا تہا۔ ہر فن کے ابتدائی مختصرات کے علاوہ جو کتابین مین نے والد بزرگوار سے سبقاً سبقاً پڑہی ہین اُنکی مختصر فہرست یہ ہی۔

(١) علم حدیث مین | مشکوۃ شریف تمام و کمال۔ لیکن چند روز کی بیماری اور کسل کی وجہ سے تھوڑا سا حصہ فوت ہو گیا تھا یعنی کتاب البیع سے کتاب الادب تک والد بزرگوار سے نہین پڑہ سکا

صحیح بخاری اول سے کتاب الطہارۃ تک یا اس سے کچھ کم و بیش خود والد بزرگوار سے سماعت کی اور کچھ اپنی زبان سے پڑہی۔

شمائل النبی یہ کتاب اول سے آخر تک طالب العلمون کے ایک بڑے حلقہ مین پڑہی گو اس کتاب مین چند اور فاضل بھی شریک تھے مگر قراءت میری ہی تھی۔

(٢) علم تفسیر مین۔ | تفسیر بیضاوی کا ایک بڑا حصہ تو مین نے والد بزرگوار سے سبقاً سبقاً پڑہا اور باقی کا انکے ارشاد کے بموجب خود مطالعہ کیا۔

تفسیر مدارک کا بھی کچھ حصہ آپ کو سنایا اور باقی کا خود مطالعہ کیا۔

(۳) علم فقہ مین — شرح وقایہ تمامہ۔ ہدایہ کی دونون جلدین آپ سے پڑہین لیکن تہوڑا سا حصہ قصداً چھوڑ دیا گیا۔

(۴) اصول فقہ مین — حسامی۔ توضیح وتلویح۔

(۵) علم منطق مین — مختصرات کے علاوہ شرح شمسیہ کامل اور شرح مطالعہ کا ایک بڑا حصہ

(۶) علم کلام مین — شرح عقائد کامل شرح خیالی کا ایک حصہ شرح مواقف کا ایک حصہ

(۷) علم سلوک مین — عوارف کا بڑا حصہ اور کچھ رسائل نقشبندیہ وغیرہ

(۸) علم حقائق مین — شرح رباعیات مولانا جامی۔ لوائح۔ مقدمہ شرح لمعات۔ مقدمہ نقد النصوص

(۹) خواص اسماء وآیات مین۔ والد بزرگوار کا ترتیب دیا ہوا مجموعہ وغیرہ۔

(۱۰) علم طب مین — موجز القانون

(۱۱) علم حکمت مین — شرح ہدایہ حکمت وغیرہ

(۱۲) علم نحو مین — کافیہ۔ شرح ملا جامی۔

(۱۳) علم معانی مین — مطول کا بہت بڑا حصہ۔ اور مختصر معانی اُس مقام تک جہانتک ملازادہ حاشیہ ہے۔

(۱۴) علم ہندسہ وحساب مین — بعض مختصر رسائل

اس فہرست کے نقل کرنے کے بعد شاہ صاحب فرماتے ہین کہ جب مین یہ کتابین پڑھ چکا تو اب میرا ذہن اس وقت فراخ اور نظر ایسی وسیع ہوگئی کہ ہر فن کے دقیق وغامض مسئلے ادنےٰ توجہ کے ساتھ حل ہونے لگے اور علوم کے مقامات مشکلہ بالکل پانی ہو گئے۔ اسی اثنا مین مین چند مرتبے مدرسہ قرآن مین گیا جو خاص والد بزرگوار کا درسگاہ تہا اور جس کی بنیادین آپنے اپنے ہاتھون سے ڈالی تہین چونکہ آپکو مجھ سے انتہا درجہ کی محبت تہی اس لئے چندروز تک آپنے قرآن مجید کا ترجمہ مجھے پڑہایا اور وہ ربانی اسرار اور الہامی نکات جو قرآن کے لفظ لفظ مین کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے ہین اُن پر تنبیہ کی حقیقت مین یہ اُسی فیض کا کرشمہ تہا جو تمام علوم مین مجھے دفعۃً کمال حاصل ہوگیا۔

الغرض جناب شاہ ولی اللہ صاحب کی لیاقت اور پولیٹیکل قابلیت پر جب نظر ڈالی جاتی ہے تو ایک تعجب اور تعجب کے ساتھ سخت حیرت ہوتی ہی۔ تمام اسلامی علوم اور دینی کتابون کو اس چھوٹی سی عمر مین پانی کر کے پی جانا اگرچہ سرسری نظر مین آپ کی ذکاوت ذہنی اور طباعی وحذاقت کی بہت بڑی دلیل ہی لیکن عمیق نظر

خوب سمجھتی ہین کہ یہ فطرت کی خاص بخشش ہین جو پاک و برتر نفوس کو مرحمت ہوتی ہین۔ آپ کا ضمیر ہی کچھ
ایسا قابل بنا تھا جسپر ربانی قابلیتون اور خداوندی تجلیات کا پورا عکس پڑتا تھا اور جو قوت الہامی نکات اور
ربانی اسرار کے فہم مین ید طولی رکھتی ہے اُسکا جوش آناً فاناً اس روشن دماغ مین پیدا ہوتا رہتا تھا۔
اس پر بہی علمی ترقی کے سین ہمیشہ شاہ صاحب کے پیش نظر رہتے تھے۔ آپنے اجازت وسند حاصل کرنے کے
بعد بغیر اُستاد کے کتابون کا مطالعہ کرنا شروع کیا اور نہایت سخت محنتین کرنے لگے آپ کتب بینی مین اِس
درجہ مستغرق تھے کہ رنج و راحت شب و روز مشاغل علمیہ مین بالکل محسوس نہوتے تھے۔ ایک سال کی سخت
محنت سے تمام پڑہے ہوئے علوم از سر نو دیکھ ڈالے اور اس محویت اور استغراق کے ساتھ کہ بقدر ضرورت
کچھ کھالیتے یا تھوڑا سا آرام فرا لیتے ورنہ رات دن بجز کتب بینی کے دوسرا کام نہ تھا۔ جب مباحث علمیہ مین
اِس دلچسپی کے ساتھ شاہ صاحب نے تھوڑا زمانہ گزارا اور عمر کے سترہوین سال مین قدم رکھا تو آپ کے
والد بزرگوار جناب شیخ عبد الرحیم صاحب قدس سرہ نے سفر آخرت قبول کیا اور یہی زمانہ آپ کے تکمیل علوم
کا تہا

والد ماجد کے انتقال کے بعد آپنے کتب دینیہ و عقلیہ کا درس دینا شروع کیا اور اب آپ کا ہر علم مین شہرہ
ہوگیا۔ علماً و عملاً مسلم الثبوت اُستاد مان لئے گئے اور عوام و خواص کے معتقد علیہ تسلیم ہوئے اُس عہد کے
بڑے بڑے اُستاد اور ماہرین فن آپ کی شاگردی کو فخر جانتے اور دور دور سے تعلیم کے لئے حاضر ہو کر شاہ
صاحب کے فیضان سے مستفیض ہوکر حظ وافر اُٹھاتے۔ تقریباً بارہ سال تک علوم کی درس مین مصروف
رہے اور علم نبوی کی اس درجہ اشاعت کی کہ اُسکا ذوق شوق سرگرم طبیعتون مین حد سے زیادہ بڑھگیا۔ اکثر
علمی سوسائٹیون مین اصول حدیث کا ذکر چھڑگیا اور طالب العلمون کے ہر ہر حلقے مین اس پر زور شور سے
بحثین ہونے لگی۔ اِس زمانہ مین تفسیر و حدیث مین روز افزون ترقی تھی اور علوم فلسفہ و منطق کا بازار سرد تہا
غرضکہ شاہ صاحب کا یہ زمانہ ہر طرح سے قابل مبارکباد تہا۔ علوم فقہ اور معانی و بلاغت کو جس قابلیت اور دلسوزی
سے آپنے رواج دیا وہ بہر صورت آپ کا فرض منصبی سمجہا تا ہی لیکن قرآن و حدیث کی اشاعت و تشہیر مین
جو آپنے کوشش کی ہی اُس کے احسان سے ہندوستان کبھی سر نہین اُٹھا سکتا۔

ہندوستان مین سب سے پہلے جناب شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے حدیث کی بنیاد ڈالی اور اسی وجہ سے
اسلامی مورخون نے آپکے لئے اولیت کا تمغہ تجویز کیا لیکن ہندوستان کی تاریخ پر نظر واشتہ سے یہ بات بخوبی

ثابت ہوتی ہو کہ اُس زمانہ مین چارون طرف جہل کی تاریکی چھائی ہوئی تھی مسلمانون نے علم نبوی کو بالکل بھلا دیا تھا اور اُن مین اسلام برائے نام باقی رہگیا تھا جناب شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے حدیث و قرآن کی ترویج و اشاعت مین اگرچہ انتہا سے زیادہ کوشش کی لیکن آپ اُس خرابی و تاریکی کو دور نہ کر سکے جو صدیون سے مسلمانون کے دلون مین جمگئی تھی اور انجام کار آپ کی تمام کوششین رائگان گئین

لیکن چونکہ ہندوستان کی قسمت مین اسلامی علوم سے کچھ نہ کچھ دلچسپی ابھی پہلے ہی روز سے لکھی ہوئی تھی اس لئے جناب شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے دنیا سے کوچ کرجانے کے بعد خدا تعالیٰ نے اُس عمارت کا ایک اور سرپرست اُٹھا کھڑا کیا جس کی بنیادین جناب شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے ہاتھون نے ڈالی تھین یعنی قدرت نے جناب شیخ عبد الرحیم صاحب کو پیدا کیا شیخ صاحب نے پرانی دہلی مین اُس مقام پر ایک مدرسہ قائم کیا جو اب مہندیون کے نام سے مشہور ہی اور اُسکا نام مدرسہ رحیمیہ رکھا جس مین علم نبوی کی تعلیم دینی شروع کی اگرچہ اس تعلیم کا اثر مسلمانون پر یہ پڑا کہ دور دراز شہرون سے جوق جوق طلبہ حدیث پڑھنے کے لئے آنے لگے اور لوگون مین ایک طرح کی تحریک بھی پیدا ہوگئی لیکن وہ تحریک ایسی نہ تھی جو ایک عظیم الشان دریا مین تموج پیدا کرتی ہرچند کہ شیخ صاحب نے اس بارہ مین پلے درجہ کی کوشش کی لیکن چونکہ ابھی ہندوستان کو چند روز اور پستی کی حالت مین رہنا تھا اس لئے شیخ صاحب اپنی کوششون مین کامیاب نہین ہوسکے اور دل کی آرزو دل ہی مین لیکر عالم بقا کو تشریف لیگئے۔

جب ہندوستان کے اقبال و یاوری کا ستارہ چمکا تو فطرت نے جولانگاہ حدیث کے شہسوار کو پیدا کیا یعنی جناب شاہ ولی اللہ صاحب اس سرزمین مین ظاہر ہوئے جن کے علم و فضل کی صدائین ہندوستانی حدود سے نکلکر عرب و عجم مین پہنچین اور جن کی ربانی مقبولیت تمام بلاد اسلامیہ مین پھیل گئی۔ چونکہ آپ علم و عمل دونو مین خاص طور پر مشہور تھے اور آپ کا علمی کمال اعلے درجہ کی وقعت کے ساتھ لوگون کے کانون مین گونج رہا تھا لہذا اطراف عالم کے لوگ بے اختیارانہ جوش کے ساتھ آپ کی طرف کھنچے چلے آتے تھے اور آپ کی درس و تدریس کا بازار ہر وقت گرم رہتا تھا آپنے بڑی مستعدی اور سرگرمی کے ساتھ علم نبوی کی اشاعت مین کوشش کی اور اپنی اَن تھک کوششون سے علم نبوی کو اس قدر رواج دیا کہ اب جناب شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی ڈالی ہوئی بنیادین آسمان سے باتین کرنے لگ گئین۔

اس لحاظ سے اگر ہم اُس اولیت کے تمغہ کا جو جناب شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے لئے تجویز کیا گیا ہی حضرت

مولانا شاہ ولی اللہ صاحب کو مستحق قرار دین تو شاید بیجا نہوگا کیونکہ جس قدر حدیث کی اشاعت آپکے زمانہ مین ہوئی اُسکا نواں حصہ بھی سابق کے زمانہ مین اشاعت نہین پائی تھی

ایک فاضل مورخ کا یہ مختصر ریمارک قابل نوٹ ہی کہ جناب مولانا شاہ ولی اللہ صاحب ایک فاضل اہل علم تھے اور ایسے عالم جن پر ہندوستان ہمیشہ فخر کرے گا اور جن پر تاریخی روشنی ہمیشہ چمکے گی انصاف یہ ہی کہ اگر آپ کا وجود باجود نہوتا تو ہندوستان مین جو علمی فیاضیان اسوقت چارون طرف پھیلی ہوئی ہین ہرگز نظر نہ آتین بلکہ خاص خاص محدود حلقون مین دیکھی جاتین - یون تو آپ ہر فن مین طاق تھے اور ہر قسم کے علوم کا درس دیتے تھے لیکن آپ کا علم حدیث و تفسیر خصوصیت کے ساتھہ قابل ذکر ہی شاہ صاحب کے زمانہ عروج سے پیشتر علم حدیث کی حالت نہایت پستی اور تاریکی مین تھی - خال خال ہی لوگ اس شریف علم سے دلچسپی رکھتے تھے لیکن ہندوستان کی اقبال کی یاوری سے جب آپکے علم کا چشمہ نمودار ہوا تو خاص اس فن کی بہت بڑی ترقی ہوئی اور تمام ہندوستان حدیث و تفسیر سے بھر گیا علماء کے ہر حلقہ مین حدیث کا چرچا ہونے لگا اور طلبہ کے زبان پر ہر استدلال کے موقع پر حدیث کے مقدس الفاظ آنے لگے - حقیقت مین ہندوستان پر شاہ صاحب کا یہ ایسا گرانبار احسان ہی جس سے وہ سر اُٹھانے کی طاقت نہین رکھتا لیکن اس کے ساتہ ہی بافسوس کہنا پڑتا ہے کہ جس طرح یہ علمی عروج و اقبال شاہ صاحب کے نام سے شروع ہوا اُسی طرح اُسکا زوال و ادبار بھی آپکے معزز اولاد کے بعد ہندوستان کے تمام پر ختم ہوگیا - شاہ صاحب کی واجب الاحترام اولاد دنیا سے کیا اُٹھی کہ علمی جاہ و جلال کا بھی خاتمہ ہوگیا - اب اس جلیل القدر خاندان مین کوئی ایسا با اثر شخص باقی نہین رہا جس سے اس کا نام زندہ رہتا -

---

الغرض جناب شاہ ولی اللہ صاحب نے والد بزرگوار کے انتقال کے بعد مدرسہ رحیمیہ مین جسکی بنیاد جناب شیخ عبدالرحیم صاحب ڈال گئے تھے طلبہ کو درس دینا شروع کیا اور پورے بارہ سال تک اسمین اس استغراق و محویت کے ساتھ مصروف رہے جس کی نظیر کہین مل نہین سکتی - آپ کی خداداد قابلیت اور محنت کشی کی شہرت نے شوقین طلبہ کو اپنا گرویدہ کر لیا تھا جو دور دراز ملکون کی سنگلاخ اور دشوار گذار گھاٹیان طے کر کے آتے اور آپکے درسگاہ مین داخل ہونے کو سرمایہ ناز و فخر سمجھتے تھے -

شاہ صاحب ہر ایک طالب العلم کے ساتھ خواہ وہ کسی رتبہ کا ہوتا عام اخلاق اور فیاضی سے پیش آتے اور سب کے ساتھ رحیمانہ و شریفانہ برتاؤ کرتے قطع نظر اس کے کہ انہین نہایت محنت و جانکشی اور دلسوزی سے تعلیم دیتے

اُن کے ضروری اور لابدی حوائج کے رفع کرنے میں اوروں سے زیادہ ساعی ہوتے بلکہ بعض بعض محنتی اور قابل طلبہ کو اپنی بذات خاص سے امداد دیتے اور بہت ہی تسلی و دلجوئی سے اُنہیں خوش رکھتے۔ آپ کے مدرسہ کی شہرت پکڑنے اور در دولت پر ہر وقت طلبہ کے جمگھٹے لگے رہنے کی یہ ایک اور بھی وجہ تھی۔

اگرچہ اِس بارہ سال کے عرصہ میں آپ کی علمی مشق معراج کمال پر پہنچ گئی تھی۔ اور دینی و عقلی معلومات میں حیرتناک ترقی پیدا ہو گئی تھی لیکن ابھی تک طبیعت مبارک میں وہی کرید چلی جاتی تھی جو آغاز عمر میں تھی یعنی جہاں تک ممکن ہو علم نبوی کی تحصیل و تکمیل میں ترقی کرنا چاہیئے اور اِس علم کو ایک ایسے عروج پر پہنچا دینا چاہیئے جس سے زیادہ ممکن نہ ہو چنانچہ اِس خیال کا سلسلہ آپ کے دل میں روز بروز بڑھتا چلا جاتا تھا اور آپ اپنی آرزو بر کامیاب ہونے کی ہر پہلو کو دیکھ رہے تھے ایک دن آپ نے اِس بڑھتے ہوئے تمدن پر غور میں نظر ڈالی اور فتوحات اسلام کی وسیع و فراخ دنیا کے پرفضا و خوش منظر سین زیر نظر رکھے غور کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ شاہد مقصود بجز عرب کے اور کسی سرزمین سے حاصل نہیں ہو سکتا پس اب مجھے عرب میں چلنا اور وہاں کے مشائخ سے روایت حدیث کرنا چاہیئے۔ اِس کے ساتھ ہی آپ کو حرمین محترمین کی زیارت کا شوق دامنگیر ہوا اور آپ نے دفعۃً سامان سفر مہیا کر کے اُسطرف توجہ مبذول فرمائی۔ آپ کے اِس سفر مبارک کی اصلی غرض یہی تھی جو ہم نے بیان کی۔

---

سلہ ایک فاضل ہمعصر جناب شاہ صاحب کے سفر عرب کا یہ سبب بیان کرتے ہیں کہ جب شاہ صاحب نے فارسی میں قرآن شریف کا ترجمہ کیا اور اسکی اشاعت ہوئی تو ایک تہلکہ عظیم کٹ ملانوں کے گروہ میں برپا ہو گیا وہ یہ سمجھ گئے کہ ہماری روزی کی عمارت ڈھا دی گئی اب جہلا کبھی قبضہ میں نہ آئیں گے اور وہ بابت ہر بحث کرنے کو تیار ہو جائیں گے اس خیال نے اُن کے دل میں ایک آگ بھڑکا دی اور علاوہ کفر کے فتوے دینے کے شاہ ولی اللہ صاحب کے جانی دشمن ہو گئے اور اب اُن میں مشورے ہونے لگے کہ شاہ صاحب کو کیونکر قتل کیا جاوے ان کٹ ملانوں نے جن کا اثر بہت کچھ شہر کے بدوضع لوگوں۔ اکھاڑوں کے پٹھے بازوں پر پھیلا ہوا تھا چند بدمعاش جمع کئے اور اب وہ شاہ ولی اللہ صاحب کی تاک میں رہنے لگے ہمارا فاضل ان کے غیر خوش آئندہ مشورے سے بالکل ناواقف تھا اس محب رسول کا خیال مسلمانوں کی اصلاح کی طرف مائل تھا اس لئے اسے چنداں ملانوں کی سازش کی پرواہ تھی نہ یہ خیال تھا کہ یہ کسی نہ کسی وقت باعث مضرت ہو نگے چنانچہ ایک دن کا ذکر ہے کہ آپ عصر کی نماز فتحپوری میں پڑھ رہے تھے اور آپ گویا محمدیوں کی جماعت کے امام تھے ابھی آپ نے سلام پھیرا ہی تھا کہ دروازوں پر غل و شور کی آوازیں کانوں میں آنے لگیں اور لوگ کچھ غیر معمولی کھسر پھسر کرتے ہوئے معلوم ہوئے شاہ ولی اللہ صاحب کو کھٹکا ضرور تھا کہ شہر کے ملانے کبھی نہ کبھی کچھ آفت برپا کریں گے اب آپ نے اُسکا ظہور ہوتے ہوئے دیکھا۔ آناً فاناً میں یہ خبر آپ کے ساتھیوں کو جو آپکے پاس بیٹھے تھے پہنچ گئی اور اب وہ سٹ پٹائے کیونکہ انکی تعداد بہ نسبت مفسدوں کے بہت کم تھی وہ پانچ چھ سے زیادہ نہ تھے اور مفسدوں کی تعداد سو سے بھی زیادہ بڑھی ہوئی تھی یہ مفسد گو پورے عزم سے آئے تھے لیکن ان میں اتنی ہمت نہ تھی کہ مسجد میں گھس کے شاہ صاحب کو شہید کر سکتے جب شاہ صاحب کو تحقیق معلوم ہو گیا کہ یہ بھیڑ قتل کے لئے نرغہ کر کے آئے ہیں اُنہوں نے اپنے دوستوں سے کہا

اگرچہ بعض مورخون نے یہ بھی لکھا ہی کہ جب دہلی کے مولویون کو جناب شاہ ولی اللہ صاحب سے رنجش ہو گئی اور وہ آپکے خون کے پیاسے ہو گئے تو آپنے اُن کی اِس رنج و غصہ کی آگ فرو کرنے اور اِس رنجش کو دبانے کی غرض سے سفر عرب اختیار کیا لیکن حس ہبند کی یہ خبر ہے خود شاہ صاحب کے بیان سے بے اصل اور غلط معلوم ہوئی ہے۔ کیونکہ آپ فرماتے ہین کہ جب میرے والد بزرگوار کا انتقال ہوا تو مین تقریبًا بارہ سال کتب دینیہ و عقلیہ کے درس مین مصروف رہا اور ہر علم و عمل کو غور مین ڈوبی ہوئی نگاہ سے دیکھا اسی اثنا مین اکثر اوقات جناب والد ماجد کی قبر مبارک پر جاکر متوجہ ہوتا اور رات کی دلفریب چاندنی مین پہرون بیٹھا رہتا اِن دنون مین توحید و جذب کی راہ میرے لئے وسیع ہو گئی اور وجدانیہ علوم فوج فوج نازل ہونے لگے۔ ائمہ اربعہ کی مذہبی کتابین اور اُن کے اصول ہمیشہ میرے پیش نظر تھے اور جن حدیثون سے اُنہون نے اپنے مذہبی قواعد کو مستحکم و مضبوط کرنے کے لئے استدلال کیا ہی وہ بھی مجھسے غائب نہ تھین۔ انجام کار نوریح

---

بقیہ صفحہ ۲۳۱ کہ تم جان بچا کے چلے جاؤ اور مجھے ان منافقون کے ہاتھون شہید ہونے دو لیکن انکی حمیت اسلامی نے یہ گوارا نہین کیا اور وہ تلوارون کے قبضون پر ہاتھ رکھکر کہنے لگے کہ جبتک جان مین جان باقی ہے آپ پر آنچ نہ آنے دینگے نتیجہ یہ ہوا کہ شاہ صاحب جنکے ہاتھ مین صرف ایک پتلی سی لکڑی تھی اللہ اکبر کہکے اُٹھے اور کھاری باؤلی والے دروازے کی طرف چلے دونون دروازون سے سمٹکے منافقون نے اس دروازہ کو روک لیا اور بآواز بلند کہا دیکھو ولی اللہ نکل نجائے شاہ صاحب نے یہ آواز سُن کے نہایت دلیری اور متانت سے یہ سوال کیا کہ مین نے تمہارا کیا گناہ کیا ہی جس سے تم میری جان کے دشمن ہو گئے ہو اور میرے قتل پر آمادہ معلوم ہوتے ہو اُنہون نے جواب دیا کہ تو نے قرآن کا ترجمہ کرکے بالکل عوام الناس کی نگاہون مین ہماری وقعت کو کھو دیا۔ دن بدن ہماری روزی مین خلل پڑتا جاتا ہی اور ہمارے معتقد کم ہوتے جاتے ہین یہ بہت بڑا صدمہ تو نے نہ صرف ہمین پہنچایا بلکہ ہماری آیندہ نسلون کو پہنچایا ہماری اولاد کی آیندہ زمانہ مین اتنی بھی وقعت نہ رہیگی جتنی اب ہماری ہی اسپر شاہ صاحب نے یہ جواب دیا کہ خدا کی نعمت تم خاص کرنا چاہتے تھے مین نے عام کر دی۔ کچھ دیر تک یہ رد و بدل ہوتی رہی آخر شاہ صاحب نے مع ساتھیون کے جو آپ کو حلقہ کئے ہوئے تھے دروازہ کی طرف قدم بڑہایا کٹ ملا نے سینہ تان تان کے آ کھڑے ہوئے کہ ہم نجانے دینگے اسپر شاہ صاحب کے ایک ساتھی نے تلوار کا وار کرنا چاہا۔ بدمعاش جو سب ہتیارون سے آراستہ تھے محمدیون کو آمادہ دیکھکر جھجکے اور اب اُن کے ہوش پران ہوئے وہ بدمعاش الکھاڑے کے پہلوان خانہ جنگیون مین زیادہ غلو رکھتے تھے بھلا وہ ایسی قلیل جماعت کی برہنہ تلوارون کے آگے کیونکر قائم رہ سکتے تھے جو سچے دل سے اسلام پر جان دینے کو تیار تھے اسوقت شاہ صاحب کو جلال آگیا تھا اور ابراہیمی صفا خون آپکی رگون مین زور زور سے حرکت کرنے لگا تھا آپنے اپنی غیر معمولی جوش کی حالت مین اللہ اکبر کا ایک نعرہ مارا اور اُس جماعت کو چیرتے پھاڑتے نکلے چلے گئے کل بدمعاش اور منافق کٹ ملا دیکھتے کے دیکھتے رہگئے اور کسی کی یہ ہمت نہ پڑی کہ کوئی حملہ شاہ صاحب پر کرتا حقیقت مین یہ بہت صحیح ہے کہ دشمن اگر قوی ست نگہبان قویتر است۔ جب شاہ عبد العزیز صاحب نے یہ سنا تو انہین بہت رنج ہوا رنج کے سوا چارے کر ہی کیا سکتے تھے قلعہ مین انکی اتنی وقعت نہ تھی جتنی کہ ان کے علم و فضل کی ہونی چاہیے جو اثر شاہ ولی اللہ صاحب کا مدینہ مکہ اور نجد پر تھا افسوس کہ وہ دہلی مین نہ تھا یہان کسی قوم اور کسی کی سفارش بہت جلد چل جاتی تھی اور بیچارے شاہ صاحب کی کوئی نہ سنتا تھا۔ اسی شب تمام کنبے کے ممبر جمع ہوئے اور اُنہون نے مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیئے یہ صاف معلوم ہو گیا تھا کہ شاہ ولی اللہ صاحب کے کٹ ملا نے جانی دشمن ہو گئے ہین اور اُنہین شیعہ سوار دینے بہی اُکسایا ہی کہ وہ شاہ صاحب کو کیا تو شہید کر ڈالین یا شہ

کی تائید سے مجھے فقہائے محدثین کی روش بھلی معلوم ہوئی اور انہین کے مسلک کو مین نے اختیار کر لیا۔ ان بارہ سال کے گذر جانیکے بعد دفعۃً حرمین محترمین کی زیارت کا شوق مجھے پیدا ہوا اور مشائخ عرب سے علم حدیث کی سند لینے کا خیال آیا چنانچہ مین نے فوراً سامان سفر تیار کیا اور جہان تک جلد ممکن ہو سکا عرب کی طرف متوجہ ہو گیا"۔ اس سے صاف ہوتا ہے کہ شاہ صاحبؒ دہلی کے جھگڑے موویون سے جان بچانے اور پیچھا چھڑانے کی غرض سے سفر عرب اختیار نہین کیا بلکہ صرف حدیث کی تکمیل اور مذہبی فرض سے سبکدوشی حاصل کرنے کی غرض سے اختیار کیا جیساکہ آپکے بیان سے ظاہر ہوتا ہے۔

الغرض جناب شاہ ولی اللہ صاحبؒ اخیر ۱۱۴۳ھ مین خانہ کعبہ کی زیارت سے مشرف ہو کر اور کامل ایکسال تک کہ معظمہ کی مجاورت۔ مدینہ طیبہ کی زیارت سے معزز و ممتاز ہو کر شیخ ابو طاہر قدس سرہ اور دیگر مشہور و نامور مشائخ عرب سے روایت حدیث حاصل کی اسی اثنا مین آپ چند روز تک جناب سید البشر علیہ افضل الصلوٰۃ واتم التحیات کے روضہ منورہ کے مجاور رہے اور انشاءاللہ زیادہ فیض حاصل کیا اکثر اوقات چاندنی راتون کی دلکش روشنی مین آپ وہان مراقب رہے اس دلکش و دلفریب وقت کے اعتبار سے اگرچہ آپ کو کچھ مدد پہنچی ہوگی لیکن زیادہ تر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض نے آپکے دل کو نہایت مجلے اور صاف کر دیا تھا آپ حرمین شریفین کے بڑے بڑے زبردست علما و فضلا سے ملے اور نئے نئے مشائخ سے ملاقاتین کین اور ہر طبقہ کے مشائخ سے استفادہ لیا۔

شاہ صاحبؒ کے اس سفر مین کوئی خاص واقعہ بجز اس کے قابل تذکرہ نہین ہے کہ آپنے کن کن علماء سے استفادہ حاصل کیا اور وہ کس قدر و منزلت کے لوگ تھے چنانچہ مین اس مقام پر ان حضرات کے اسماء گرامی قلم بند کرنا چاہتا ہون جن سے شاہ صاحبؒ نے تکمیل حدیث کے علاوہ خرقہ صوفیہ زیب بدن فرمایا اور ساتھ ہی اسبابات کا بھی مختصر طور پر خاکہ کھینچنا چاہتا ہون کہ کس فاضل سے آپنے کس چیز کی سند حاصل کی اور وہ آپکے ساتھ کس محبت و عظمت سے پیش آیا

جناب شاہ ولی اللہ صاحب جب حج مبرور کے ارکان فرضیت کے بار سے سبکدوش ہوئے اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک سے فیض و شرف حاصل کر چکے تو شیخ محمد وفد اللہ[1] ابن شیخ

[1] جناب شیخ محمد وفد اللہ بن محمد بن محمد بن سلیمان المغربی ایک بڑے معزز و ممتاز شخص تھے قطع نظر مجتہد فن ہونے کے اپنے والد بزرگوار کی تعلیم و تربیت کے ایک عمدہ نمونے تھے حرمین محترمین کے بڑے بڑے مشائخ و علما آپ کی ثنا سے زیادہ وقت صرف کرتے اور آپ کی شاگردی کو سرمایہ فخر و ناز سمجھتے تھے آپ اپنے زمانہ مین ایک ایسے مسلم الثبوت محدث تھے جنکی نظیر کہین ل

ماخوذ از ۱۱۴۴ھ (جمعہ)

محمد بن محمد بن سلیمان المغربی کی خدمت میں پہنچے جنہوں نے بڑی جوش مسرت کے ساتھ اپنی جگہ سے چند قدم آگے بڑہکر آپ کا استقبال کیا اور بہت عزت سے بٹھایا معمولی مزاج پرسی کے بعد آپ کا حال دریافت کیا۔ شاہ صاحب نے شیخ محمد وفد اللہ کی اس مہربانی کا شکریہ ادا کیا اور ساتھ ہی یہ بھی بیان کر دیا کہ میں آپ سے سند حدیث لینا چاہتا ہون اور اسی لئے ہندوستان سے یہان حاضر ہوا ہون۔ شیخ وفد اللہ نے بخوشی اس بات کو منظور کیا اور ایک خاص وقت آپکے لیئے مقرر کر دیا چنانچہ آپ نے شیخ موصوف کے درسگاہ میں آمد و رفت شروع کی اور موطا یحیی بن یحیی اول سے آخر تک بہت تھوڑے عرصہ میں سُنا دی اور اسکے بعد شیخ محمد بن محمد بن سلیمان مغربی کی تمام مرویات کی اجازت حاصل کی۔

---

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۳۳۔ نہ سکتی تھی شیخ محمد وفد اللہ کے والد بزرگوار علم حدیث میں وہ پایہ رکھتے تھے کہ تمام اہل حرمین کے اُستاد کہلائے جاتے تھے اور شیخ الحدیث کا معزز و مقتدر خطاب پبلک سے حاصل کیا تہا شیخ محمد کی شہرت اگرچہ زیادہ تر حدیث میں تھی اور آپ خصوصیت کے ساتھ علم نبوی میں زیادہ منہمک رہتے تھے لیکن حقیقت میں تمام علوم وفنون کو جامع تھے اور تفسیر وفقہ ادب میں اجتہاد کا درجہ رکھتے تھے اہل حرمین آپکے فضل و کمال کی بڑی عزت کرتے تھے اور یا حافظ الحدیث یا شیخ الحدیث کہکر پکارتے تھے شیخ محمد علم کے علاوہ صاحب ثروت اور مالدار بھی تھے اور چونکہ خود علوم کے جوہری تھے اس لئے اُسکی انتہا سے زیادہ قدر کرتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ اسلام بول میں تشریف لیگئے اور وہان ایک شخص کو نسخہ نبویہ فروخت کرتے دیکھا علم کی قدر شناسی اور حرص نے آپکو اس پر آمادہ کیا کہ تین ہزار رائج الوقت سکہ دیکر اُسے خرید لیا اور پھر بھی سستا خیال کیا انتقال کے وقت تک تعویذ بازو بناکر رکھا اور کبھی علیحدہ نہیں کیا۔ ایک مرتبہ مسجد الحرام میں پانی کا ایسا سیلاب آیا جس سے تمام حرم کے باشندون پر غرق ہو جانے کا خوف غالب ہو گیا شیخ محمد نے اپنے مال و دولت اور اہل وعیال کی کچھ بھی پروا نہیں کی اور اُس متبرک نسخہ کو سر پر رکھکر طواف میں مشغول ہو گئے۔
شاہ ولی اللہ صاحب جس زمانہ میں شیخ محمد وفد اللہ کی علمی مجلس میں تشریف رکھتے اور سند حدیث حاصل کر رہے تھے تو آپ اس نسخہ کی زیارت سے مشرف ہوئے تھے بلکہ اُسمین سے کچھ پڑہا بھی تہا۔
شیخ محمد جس طرح علم شریعت کو جامع تھے ویسے ہی طریقت کے رموز و اسرار سے بھی بخوبی واقف تھے آپ نے شیخ ابو مدین مغربی کی خدمت سے خرقہ حاصل کیا تہا اور اُن کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تھے۔ کتب حدیث کی تصحیح کی بنیاد حرمین میں آپ ہی نے ڈالی اور شیخ وفد اللہ نے اُس بنیاد پر اسقدر عمارت بلند کی کہ چند روز میں آسمان سے باتین کرنے لگی۔ شیخ تاج الدین قلعی جو اُس عہد میں ایک فاضل اجل عالم تسلیم کیئے جاتے تھے اور جو تمام اہل عرب کے مقتدا و پیشوا تھے بیان کرتے ہین کہ شیخ محمد جس طرح علم روایت میں کمال رکھتے تھے اُسی طرح آپ نے صناعات عجیبہ اور علوم غریبہ کو بھی عروج پر پہنچا دیا تہا حدیث و تفسیر کے علاوہ انشاپردازی اور فصاحت و بلاغت میں خاص امتیاز رکھتے تھے علم ادب اور شاعری میں ضرب المثل تھے ثروت و دولت کا کافی حصہ خدا کی طرف سے عنایت ہوا تہا اور اس تمول کے لئے وہ زیور بھی تھا جو مال کے لئے زیب و زینت ہے یعنی آپ اعلی درجہ کے فیاض و سخی تھے غرضکہ دینی و دنیاوی اقتدار کے لئے کوئی ایسی صفت نہ تھی جو فیاض ازل نے آپ سے دریغ رکھی ہو حقیقت یہ ہے کہ آپ خداوندی ارشاد وزادہ فی العلم والجسم کے ایک ایسے صاف و شفاف فوٹو تھے جسمین یہ دونون تصویرین ہر وقت نظر آتی تھین۔ چونکہ شیخ محمد جامع علوم وفنون اور ہر صفت کے ساتھ موصوف تھے اس لیئے آپ کا ذاتی کمال وطن مالوف سے یہان کھینچ رہا تھا کیونکہ اس زمانہ میں عرب کے علاوہ اظہار کمالات کے لئے کوئی دوسرا شہر اہل علم کے لئے نہ تہا۔
لیکن جس زمانہ میں شیخ محمد کے علوم معراج کمال پر پہنچے اور شہرت کے سورج نے اپنی روشنی تمام خطہ عرب میں پھیلا دی تو حاسدون کے کینہ و عداوت کی رگ حرکت میں آئی اور اُنہوں نے جو ملک شکایتین شاہ روم کو تحریر کیین ۱۲

شیخ ابوطاہر

اِس کے بعد شاہ صاحب جناب شیخ ابوطاہرؒ محمد بن ابراہیم کردی مدنی کی خدمت مین پہنچے اور احادیث صحاح سنانا شروع کین۔ ایکدن صحیح بخاری کی اثناء قراءت مین احادیث و فقہ کی مختلف و متضاد روایات مین بحث

---

لہ جناب شیخ ابوطاہر عمر کے ابتدائی زمانہ سے تحصیل علوم مین راغب تھے اور علمی سوسائٹیون علماء کی مجلسون مین ہمیشہ شریک ہوتے تھے۔ ابتدائی تعلیم و تربیت کے فراغ کے بعد جب آپ مین علمی قابلیت پیدا ہوگئی اُسوقت سے آپکے والد بزرگوار نے اِس گرانبہا جوہر کی قدردانی شروع کردی اپنا خرقہ اس فرزند رشید کے جسم پر آراستہ کیا اور اسی پر اکتفا نہین کیا بلکہ بہت سے بزرگون سے اُن کے لئے اجازت اور خرقہ حاصل کیا جن مین ایک بزرگ شیخ محمد بن سلیمان مغربی ہین۔ شیخ ابوطاہر نے کتب عربیہ کی تحصیل سید احمد ادریس مغربی سے کی جو اپنے زمانہ کے سیبویہ کہلائے جاتے تھے اور جو علوم عربیہ مین انتہا کا مرتبہ رکھتے تھے حدیث و فقہ اور تفسیر مین بے نظیر تھے اور ادب و شاعری مین بے مثل لیاقت رکھتے تھے قطع نظر اس کے اتقا و پرہیزگاری مین کہ زیادہ مشہور تھے شیخ ابوطاہر فرماتے ہین کہ ایک دفعہ سید احمد ادریس کے ایک تلمیذ نے مسجد نبوی کی محراب مین سورۃ تبت پڑہی اور جب نماز سے فارغ ہوکر سید کے پاس آیا تو آپنے اُسپر انتہا سے زیادہ عتاب کرکے فرمایا الا اراک تقرأ بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ ذکر فیہا عمہ بما ذکر فان اللہ یخاطب رسولہ بماشاء و لیس ذلک حدنا یعنی مین تجھے ایسا نہ دیکھون کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کھڑے ہوکر ایسی سورت پڑہے جس مین آپ کے چچا کی نکوہش و مذمت بیان کی گئی ہو خداتعالی اپنے پیغمبر کو جس چیز کے ساتھ چاہے خطاب کر سکتا ہے لیکن ہمارا یہ مرتبہ نہین ہے کہ ہم ایسا کرین شیخ ابوطاہر نے فقہ شافعی شیخ علی طولونی مصری سے پڑہی تہی اور معقول کی کتابین عجم باشی سے جو روم کے متبحر علما مین مشہور فاضل تھا۔ علم حدیث کی تمام کتابین اپنے والد سے پڑہی تہین بعد تکمیل علوم او اجازت و سند کے حاصل کرنے کے لئے اول شیخ حسن عجمی کی خدمت مین حاضر ہوئے اور اُن سے بہت کچھ استفادہ حاصل کیا پھر شیخ احمد نخلی او شیخ عبداللہ بصری کے پاس پہنچے شیخ عبداللہ بصری سے شمائل النبی اول سے آخر تک پڑہی اور امام احمد کی مسند دو مہینے سے کم مدت مین ختم کی۔ ان حضرات کے علاوہ بہت سے اُن فضلا سے بھی سماعت حدیث کی جو حرمین شریفین کی زیارت کے لئے وقتاً فوقتاً تشریف لاتے مثلاً شیخ عبداللہ لاہوری جو ملا عبدالحکیم سیالکوٹی کی تمام کتابون کی روایت شیخ عبداللہ اللبیب سے کرتے ہین اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تمام کتب اسی واسطہ سے مولانا عبدالحکیم سے روایت کرتے ہین اور شیخ سعید کوکنی۔ اس فاضل اجل اور علامہ عصر سے شیخ ابوطاہر نے بعض کتب عربیہ اور فتح الباری مصنفہ شیخ ابن حجر عسقلانی کا چوتھا حصہ پڑہا۔ غرضکہ شیخ ابوطاہر علمی فضل و کمال کے علاوہ سلف صالح کی تمام اوصاف کے ساتھ متصف تھے ورع و اجتہاد مین نہایت بلند رتبہ رکھتے تھے فصاحت و بلاغت مین ضرب المثل اور نہایت مشہور تھے حدیث و فقہ کی جزئیات اور استنباط مسائل پر آپ کی نظر نہایت غائر تھی اور یہی وجہ تھی کہ عرب کے تمام باشندے آپ کی بہت عزت کرتے اور ہر شخص اپنی آنکھون پر جگہ دیتا تھا باوجود انہماک علم اور استغراق فن کے جبتک کتب کا تتبع نکر لیتے کسی بات کا جواب نہ دیتے تھے۔ رقیق القلب اسدرجہ تھے کہ جب احادیث رقاق پڑہتے تو آنکھون مین آنسو بھر لاتے اور رہ رہ کر زار و قطار رویا کرتے اکثر اوقات طاعت الہی اور درس علوم مین مشغول رہتے اور بقیہ وقت کشف و مراقبہ مین صرف ہوتا تھا آپ کا عام طرز معاشرت اور لباس وغیرہ تکلف و بناوٹ سے بری تھا انتہا درجہ کا عجز و انکسار رہتا اپنے خدام او تلامذہ کے ساتھ متواضعانہ اخلاق سے پیش آتے اور اگر کسی سے کسی معاملہ مین غلطی ہوجاتی تو نہایت نرمی اور آہستگی سے متنبہ کرتے کبھی کسی پر غصہ نکرتے۔ شاہ ولی اللہ صاحب کا ایک مختصر آرٹیکل اسمقام پر قابل ذکر ہے آپ فرماتے ہین کہ ”مین نے علماء حرمین کے اکثر حضرات سے ملاقات کی ہے اور اکثر فضلا کی خدمت مین حاضر ہوا ہون لیکن مین نے کسی کو نہین دیکھا ہے کہ مکارم اخلاق کے ساتھ جامع علوم ہو بجز شیخ ابوطاہر بن ابراہیم کردی مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ کی فراست و درایت حقیقت مین خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہے جسے مین نے اپنی تالیفات کے بعض مختلف مقامات مین ذکر کیا ہے“

الغرض جناب شیخ ابوطاہر قدس اللہ سرہ العزیز نے ۱۱۴۵ھ رمضان کے مہینے مین انتقال کیا اور ... مین مدفون ہوئے۔ ۱۲

بھر گئی اور شاہ صاحب نے بڑی حذاقت و دلیری سے اس اختلاف کا سبب دریافت کیا شیخ ابوطاہر نے جواب دیا کہ احادیث و فقہ کی روایات مین جو کہین کہین اختلاف واقع ہی اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت جمعیت کے انتہائی درجہ کو پہنچ گئی تہی اور فرط جمعیت سے یہ صورت اختلاف پیدا ہوگئی تہی ایک اور موقع پر صوفیہ کے حالات مین بحث شروع ہوگئی اور ان باتون کا سلسلہ یہانتک بڑھتا چلا گیا کہ شیخ ابوطاہر صاحب کے درس کا وقت فوت ہوگیا آخرکار یہ مسئلہ پیش ہوا کہ بعض حضرات صوفیہ اپنے ہم مشربون کے کلام کی تردید کرتے ہین اور یہ تردید اُن کے پیرون مین نفوذ کر جاتی ہی اسپر شیخ ابوطاہر بولے کہ مین صوفیہ کے انکار سے بیحد خائف رہتا ہون ہر چند کہ میری بعض اسلاف بھی ایسے ہوگزرے ہین جنھون نے اپنے ہم مشربون کے ساتھ ایسا برتاو جائز رکھا لیکن مجھ مین اُنکی طعن آمیز تردید نے ذرا بھی اثر نہین کیا بلکہ مین اُن کے ساتھ ایسا ہی اعتقاد رکھتا ہون جیسا اپنے اسلاف کے ساتھ اور اُن کی طرف سے کسی طرح کی گرانخاطری اپنے مین نہین پاتا پھر کلیۃً یہ کیونکر تسلیم کر لیا جائے کہ حضرات صوفیہ کی باہمی رد و قدح اُن کے پیرون مین بھی نفوذ کر جاتی ہے۔ شاہ صاحب فرماتے ہین کہ اسپر شیخ ابوطاہر نے ایک تمثیلی حکایت بیان کرنا شروع کی۔ فرمانے لگے کہ شیخ یحیی شاذلی میرے والد بزرگوار کے ساتھ ہمیشہ مباحثہ و مذاکرہ کیا کرتے تھے اور کچھ نہ کچھ چھیڑ چھاڑ چلی جاتی تہی شیخ یحیی بعض اوقات ادب کا پہلو چھوڑ کر طعن آمیز کلام سے تردید کرنے لگتے تھے جس سے سننے والون کو سخت رنج ہوتا تھا لیکن باوجود اس کے کہ جب اُنھون نے دنیا سے کوچ کر کے سفر آخرت قبول کیا اور زمانہ دراز کے بعد اُن کی لاش قبر سے نکالی گئی تو بالکل صحیح سالم نکلے اور یہ معلوم ہوتا تہا کہ گویا ابھی سوئے ہین اس حکایت کے نقل کرنے سے میری صرف اتنی ہی غرض ہے کہ تمھین معلوم ہوجائے کہ کسی شخص پر اس وجہ سے طعن کرنا کہ وہ بعض عرفا کا منکر تہا ہرگز جائز نہین ہے۔

شاہ صاحب کا بیان ہے کہ اس کے بعد جناب شیخ ابوطاہر نے فرمایا کہ اسبارہ مین شیخ محی الدین بن عربی کی ایک عجیب و غریب وصیت ہی جو آپنے اپنے معتقدون کے سامنے ایک نہایت ہی باثر طریقے سے بیان فرمائی۔ ازان بعد آپنے فتوحات کا نسخہ کتب خانہ سے طلب کیا جو خاص مصنف کی قلم سے لکھا ہوا تہا اور اُس مین سے باب الوصیت کا مبحث پڑھنا شروع کیا جسکا خلاصہ یہ ہی کہ شیخ محی الدین بن عربی فرماتے ہین کہ مجھے ایک شخص کی طرف سے اس لئے عداوت ہوگئی تھی کہ وہ شیخ ابومدین کو ایسی ناگوار اور طعن آمیز باتون سے یاد کیا کرتا تھا جو اُن کی شان کے قابل نہ تہین اور چونکہ مین اُن سے دلی عقیدتمندی رکھتا تھا اسلئے مجھپر اُسکی یہ باتین

اور بھی بُرا اثر ڈالا تھین اور بہت سے بُرے خیالات اُسکی طرف سے میرے دل مین جم گئے تھے ایک دن کا
ذکر ہے کہ مین نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا گویا آپ فرما رہے ہین کہ محی الدین! تم
فلان شخص سے کیون عداوت رکھتے ہو مین نے عرض کیا کہ حضرت! وہ ابو مدین جیسے معزز و مقتد شخص کو بُرا
کہتا ہی اور مین اُن کا معتقد ہون فرمایا کیا وہ خدا رسول کو دوست نہین رکھتا مین نے کہا جی ہان خدا رسول کو
تو دوست رکھتا ہی فرمایا تو تم اس وجہ سے کہ وہ ابو مدین سے دشمنی رکھتا ہی اُس سے کس لیئے عداوت رکھتے ہو
اور خدا رسول کی محبت رکھنے کی وجہ سے اُسے کیون نہین دوست رکھتے۔ چنانچہ جب صبح ہوئی تو مین نے اپنے
ان بُرے خیالات سے توبہ کی اور اُس کے مکان پر عذر کیلیئے گیا اور اپنے ساتھ ایک قیمتی چادر لیتا گیا
جسے نہایت فرزانگی اور سلیقہ شعاری سے اُسکے سامنے پیش کیا اور راضی کرکے دریافت کیا کہ آپ ابو مدین سے
اس درجہ بیزار کیون ہین میرے اس سوال کا اُنھون نے ایک ایسا جواب دیا جس کی بنا صرف لاعلمی پر تھی
چنانچہ مین نے نہایت پُر اثر لفظون مین تقریر کی اور اُن کے تمام شکوک و شبہات کو بالکل مٹا دیا اسپر اُنھون نے
شیخ ابو مدین کو بُرا کہنے سے توبہ کی اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت و فیض کا یہ بدیہی نتیجہ پیدا ہوا کہ
وہ بھی میری طرح شیخ کے بدل معتقد ہو گئے۔

الحاصل جناب شاہ ولی اللہ صاحب چند روز تک شیخ ابو طاہر کی خدمت مین رہے اور اسی قسم کے علمی تذکرے
بڑے زور شور سے ہوتے رہے شیخ ابو طاہر جس عزت و وقعت کے ساتھ آپ سے پیش آئے اُسکا اظہار صرف
اسی سے ہو سکتا ہی کہ جب آپ اُن سے رخصت ہو کر وطن کی طرف مراجعت کرنے لگے تو ایک بے اختیارانہ
جوش کے ساتھ یہ بیت زبان پر لائے ؎ نسیت کل طریق کنت اعرفہ + الا طریقا یودینی لربعکم۔
جون ہی شاہ صاحب کی زبان مبارک سے رخصتانہ الفاظ نکلے اور اس شعر کی آواز شیخ صاحب کے کانون
مین پہنچی تو آپکے چہرہ پر حزن و ملال کے آثار چھا گئے اور پر نم آنکھون سے آنسوؤن کی ندیان بہنے لگین
آپ زار قطار روتے جاتے تھے اور بطریق مشایعت شاہ صاحب کے ہمراہ آہستہ آہستہ چلے جاتے تھے۔
شیخ ابو طاہر صاحب نے علاوہ سند احادیث کی اپنا خرقہ بھی عنایت فرمایا اور خود دست مبارک سے جناب شاہ
ولی اللہ کے زیب جسم کیا جو حقیقت مین تمام صوفیون کے خرقون کو جامع و حاوی تھا اور چلتے وقت بہت سی
باطنی فیوض تلقین کیئے۔ چونکہ شیخ ابو طاہر صاحب علمی کمالات کے جوہری اور قدردان تھے اس لیئے آپ نے
شاہ صاحب کی قابلیت کا خوب اندازہ کر لیا تھا اور آپ کے ضمیری جوہرون اور ربانی لیاقتون کو بخوبی

پیدا کیا تھا یہی وجہ تھی کہ رخصت کے وقت آپ نے اُن باطنی رموز و اسرار کا آپ پر انکشاف کردیا جو ابھی تک آپ کے سینہ کے خزانہ میں ایک زمانہ دراز سے محفوظ چلے آتے تھے۔

حقیقت مین جناب شاہ ولی اللہ صاحب جس رتبہ کے شخص تھے اُس سے کچھ وہی عمیق و عمیض نظرین واقف تھین جو روز ازل سے ربانی اسرار سے سرمہ آلود ہو چکی تھین عام نظرین اس قابل ہرگز نہین ہوسکتین کہ وہ اس عظمت و جبروت اور جاہ و جلال کو دیکھ سکین اگرچہ اس جلیل القدر اور عظیم الشان خاندان مین بہت سے لوگ ایسے قابل ہوگذرے ہین جو فضل و کمال مین اپنے آپ ہی نظیر تھے لیکن انصاف یہ ہے کہ شاہ صاحب جیسا صاحب کمال اس خاندان مین دوسرا نہین ہوا ایک فلسفی اور قومی شاعر کا یہ شعر ہماری تحریر کے حسب حال ہے۔ ؎

قیس سا پھر کوئی اُٹھا نہ بنی عامر مین  فخر ہوتا ہے گھرانے کا سدا ایک ہی شخص

جناب مولانا شاہ ولی اللہ صاحب شیخ تاج الدین قلعی حنفی کی خدمت میں بھی حاضر[۱] ہوتے ہین اور سند احادیث حاصل کی ہے چنانچہ آپ اپنی قلم مبارک سے تحریر فرماتے ہین کہ جس زمانہ مین شیخ تاج الدین کی مجلس درس مین صحیح بخاری کا درس ہوتا تھا مین دو تین روز تک متصل حاضر ہوا اور بخاری شریف کی سماعت کی علاوہ ازین

---

[۱] شیخ تاج الدین۔ قاضی عبد المحسن کے فرزند رشید ہین بہت سے مشائخ کی صحبت مین علم حدیث حاصل کیا اور دیگر علوم تمامہا اخذ کئے اور ہر ایک سے اجازت پائی آپ ہنوز خورد سال ہی تھے کہ آپکے والد بزرگوار قاضی عبد المحسن نے شیخ عیسی مغربی سے آپکے واسطے اجازت حاصل کر لیا تھی۔ اہل مکہ انکی بہت بڑی عزت کرتے تھے اور یہی وجہ تھی کہ آپنے پبلک سے امامت اور افتا کا معزز خطاب حاصل کرلیا تھا تمام عربستان مین مفتی مکہ مشہور تھے اور فقہ حنفی کے دوسرے بازو سمجھے جاتے تھے۔ جب شیخ تاج الدین ابتدائی تعلیم و تربیت سے فارغ ہوئے تو شیخ محمد بن سلیمان مغربی کی مجلس درس مین حاضر ہوئے اس زمانہ مین شیخ محمد بن محمد بن سلیمان مغربی کی درسگاہ مین سنن نسائی کا درس ہو رہا تھا جب یہ کتاب ختم ہوئی تو شیخ مغربی نے تمام حاضرین مجلس کو اجازت دی جس مین شیخ تاج الدین بھی شامل تھے لیکن شیخ تاج الدین نے حدیث کی اکثر کتابین شیخ عبد اللہ بن سالم بصری سے پڑھین اور صحیح بخاری و صحیح مسلم شیخ حسن عجمی سے اور جب ان حضرات سے استفادہ حاصل کرچکے تو آپ شیخ صالح زنجانی کی خدمت مین پہنچے اور ایک مدت تک اُنکی صحبت مین رہکر علم کی باریکیان دریافت کین علم فقہ مین ان ہی سے [illegible] کامل اُٹھایا اور اس علم خاص مین شیخ تاج الدین کو ان کی شاگردی کا بہت بڑا فخر حاصل ہے شیخ صالح زنجانی کے علاوہ شیخ احمد نخلی اور شیخ احمد قطان بھی ان کے اُستاد ہین جنکی صحبت مین سالہا سال تک شیخ تاج الدین فیضیاب رہے ہین اور اجازت و سند حاصل کی ہے شیخ احمد قطان سے درس کا طریقہ سیکھا اور اُن کے انتقال کے بعد کعبہ کے سایہ تلے مالکی مصلی پر بیٹھکر شیخ احمد کی قائمقام درس دینا شروع کیا چنانچہ شیخ تاج الدین اس واقعہ کی نسبت خود اپنی قلم سے یون تحریر فرماتے ہین کہ جب میرے اُستاد شیخ احمد قطان کا انتقال ہوگیا تو میرے اور تمام مشائخ نے جن مین شیخ عبد اللہ بصری اور شیخ احمد نخلی بھی تھے مجھپر زور ڈالا کہ مین شیخ احمد قطان کی جگہ بیٹھکر طلبہ کو درس دون اور شیخ کی عادت کے مطابق قراءۃ حدیث کرون لیکن مجھسے اس عظیم الشان منصب کی پیروی نہین ہوسکتی تھی اور باوجود ایسے جلیل القدر اکابر اور مشہور فاضل کے مجھ سے اس خدمت کی ادائگی بہت ہی دشوار و مشکل معلوم ہوتی تھی لہذا مین نے اس خدمت کو قبول نہین کیا اور اپنے مشائخ بزرگوار کو جواب صاف دیدیا کہ آپ لوگون کے ہوتے مجھسے یہ کبھی نہ ہو سکے گا کہ اس عظیم القدر امر کی جرأت کرون لیکن ان حضرات نے میری اس التماس کو نگاہ قبول سے نہین دیکھا اور میرے اوپر اس قدر اصرار و مبالغہ کیا جس سے مین

کتب صحاح ستہ کے بعض بعض مشکل مقامات اور موطأ امام مالک اور مسند دارمی اور کتاب الآثار امام محمد اور موطأ امام محمد کی بھی سماعت کی جس وقت آپ سے ان تمام کتابون کی اجازت جملہ اہل مجلس کو دی تھی فقیر بھی اُس جماعت مین داخل تھا ہر چند کہ اور لوگون کے زمرہ مین مجھے اجازت حدیث حاصل ہوگئی تھی لیکن مولانا تاج الدین نے مجھے خصوصیت کے ساتھ علیحدہ اجازت دی اور زبانی اجازت پر اکتفا نہین کیا بلکہ تحریری اجازت عنایت فرمائی جن ایام مین شیخ موصوف کی خدمت مین حاضر تھا تو آپ ایک عجیب غریب حکایت بیان فرماتے تھے چونکہ وہ حکایت لطف و دلچسپی سے خالی نہین ہے اس لئے مین اِس مقام پر اُسکا درج کرنا مناسب سمجھتا ہون۔

---

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۳۸۔ بالکل مجبور ہوگیا انجام کار مین نے شیخ حسن عجمی کو جو اُس زمانہ مین طائف کی سمت مین مقیم تھے یہ تمام کیفیت لکھ بھیجی جس کے جواب مین اُنھون نے مزید تاکید کے ساتھ کہلا بھیجا کہ بہرحال اپنے مشایخ کے فرمان کو رغبت کے کانون سے سننا اور نگاہِ قبول سے دیکھنا چاہئیے الغرض جب مین سب طرف سے مجبور ہوگیا تو مشائخ مذکورین کی فرمان پر گردن تسلیم خم کردی اور اپنے عزیزون کے اشارے کے مطابق شیخ احمد قطان کے مقام پر بیٹھکر صحیح بخاری پڑھانا شروع کی اور جس مقام تک شیخ نے انتہا کی تھی مین نے اُسی جگہ سے بخاری کا آغاز کیا جب بخاری شریف ختم ہوئی تو مجلس مین تمام علماء و مشائخ حاضر تھے سب نے میرے حق مین دعا خیر کی اور مین نے اُن کی قدر دانی کا شکریہ ادا کیا۔"

شیخ تاج الدین کے اِس واقعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ جامع جمیع صفات کمال اور حاوی جملہ علوم و فنون تھے کیونکہ اگر آپ فی نفسہ ایسے نہوتے تو اِس قدر مشائخ کبار اور اجلۂ اعلام مین درس دینے کی آپ کو جسارت نہ ہوتی نیز ان اولوالعزم اور فرید عصر حضرات کا اِس جلیل القدر منصب پر شیخ تاج الدین کو مامور کرنا خود اِس پر دلیل ہے کہ وہ ایک ایسے گرانمایہ جوہر تھے جس کی قیمت و قدر سے یہی علم کے جوہری خوب واقف تھے۔ شیخ تاج الدین کو جناب شیخ ابراہیم کردی مدنی کی شاگردی کا بھی فخر حاصل ہے انہیے حدیث و فقہ کی تمام علوم کی اجازت اُنہین دی اور علمی فضیلت کی دستار اپنے ہاتھ سے باندھی۔

الحاصل شیخ تاج الدین بڑے پایہ کے شخص تھے اور متعدد علوم مین کمال رکھتے تھے تفسیر حدیث فقہ سیر ایام العرب کے حافظ تھے اور ادب اُن کا ادنے سا علم تھا خدا تعالی نے ذہن و حافظہ ایسا قوی دیا تھا کہ ایک ہی زمانہ مین مختلف علوم کا درس دیتے تھے علمی ذوق و شوق خدا نے بچپن سے دیا تھا جس کی تکمیل مین آپ ہمیشہ مصروف رہے اور آخر کار اُسے کمال عروج پر پہنچا دیا۔ فن ادب مین آپ کو کمال دستگاہ تھی۔ فصاحت و بلاغت کے متعلق آپ بڑے بڑے شعرا کو غلطیان بتا دیتے تھے کہ یہان یون ہونا چاہیے اور وہ فوراً اُنہین تسلیم کرلیتے تھے۔

شیخ تاج الدین مین وہ تمام خصلتین اور فضائل مجتمع تھے جو ایک پاکباز اور دیندار عالم مین ہونا چاہیین عام اخلاق و عادات عزم و ثبات بلند حوصلگی۔ دقیق نظری مین تمام مشایخ و علماء مین ایک مستثنےٰ اور ممتاز عالم تھے عالمانہ تزک و احتشام اور فاضلانہ شان و شوکت اور علم و فضل کی سرپرستی نے شیخ تاج الدین کی شہرت کو اور بھی چمکا دیا تھا آپ کی علمی برکتون کی ندائے عام نے دلون مین وہ ذوق و شوق اور حوصلے پیدا کر دئے تھے کہ زمانہ کے جملہ اہل کمال آپکے درسی مجلس مین کھنچے چلے آتے تھے جیسے خود قابل طباع فضیلت مآب تھے ویسے ہی آپکے تلامذہ بھی جودت ذہن اور خداداد قابلیت مین ممتاز تھے۔ پھر باوجود ایسے عالم و فاضل ہونیکے تکلف و بناوٹ مزاج مین نام کو نہ تھا مذہبی عقائد مین بڑے مستحکم تھے علاوہ فرض نماز کے سو رکعتین روزانہ پڑھنے کا دستور تھا اور بجز بیماری یا نہایت قوی عذر کے کبھی جماعت ترک نہین ہوئی۔ بزرگان دین سے خاص تعلق رکھتے تھے اور اثناء وعظ مین سخت رقت ہوتی تھی صوفیائے کرام اکثر اوقات آپکے مکان پر تشریف رکھتے تھے اور کبھی کبھی اُن کے مکان پر خود جاتے تھے ۱۰۶۶ھ میں آپنے سفر آخرت قبول کیا اور اپنی انتقال کے بعد دنیا مین ایک نہایت

شیخ تاج الدین صاحب کا بیان ہی کہ ایک مرتبہ مین سخت بیمار ہوا اور مرض نے اس قدر طول کھینچا کہ ضعف ناتوانی تمام اعضا پر غالب ہوگئی اور اب مجھے حس و حرکت کرنے کی بھی تاب و طاقت نہین رہی اسی اثنا مین۔ مین نے ایک شب کو عجیب و غریب خواب دیکھا۔ مین دیکھتا ہون کہ ایک شخص دروازہ سے آیا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اس بیمار کی شفا کے لئے مرغیان پکائی جائین اور ان پر سارا قرآن پڑھا جائے جب یہ مریض ان مرغیون کو کھائے گا تو اُسکا تمام مرض جاتا رہیگا اور بالکل شفا حاصل کریگا۔ جب مین بیدار ہوا تو مین نے عزم بالجزم کر لیا کہ خواب کے بموجب عمل درآمد کرنا چاہیئے لیکن اسپر بھی مین نے اس قدر توقف کیا کہ آج شب کو اور معلوم کر لینا چاہیئے اور کل اُس کے مطابق تعمیل کرنی مناسب ہے چنانچہ شب آئندہ کو جب مین مرض کی بے چینی مین کروٹین بدلتے بدلتے سو گیا تو دیکھتا ہون کہ گویا امام بخاری علیہ الرحمۃ میرے گھر مین تشریف لائے مین اور اپنے دست مبارک سے دیگ درست کر رہے ہین۔ آپنے دیگ کے نیچے آگ جلائی اور مرغیون کا نہایت عمدہ اور صاف گوشت دیگ مین ڈالا صبح سے شام تک برابر سالن پکتا رہا اور جب خوب پک کر تیار ہوگیا تو امام بخاری نے ایک بڑے سے شفاف قاب مین میرے آگے لاکر رکھا اور فرمایا کہ ہم نے اس پر سارا قرآن پڑھا ہے تم اسے کھاؤ خدا کے فضل و کرم سے شفا پاؤ گے چنانچہ مین نے اُسمین سے کچھ تناول کیا کھاتے ہی مرض مین فوری افاقہ محسوس ہوا اور تھوڑی دیر مین اُس مرض کا مجھ مین نام و نشان تک باقی نہین رہا عادت کے موافق جب صبح کو بیدار ہوا تو اپنے تئین بالکل صحیح و تندرست اور چاق و توانا پایا۔ مین نے اپنے دل مین جو بشاشت و سرور اِس واقعہ سے پایا کہ حضرت امام بخاری نے اِس فقیر کے حال پر اِس درجہ عنایت و مہربانی فرمائی ہے وہ اُس سے بہت زیادہ تھا جو ازالۂ مرض اور دفعیہ بیماری سے پایا جاتا تھا

جن علماء حرمین سے جناب مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے بالمشافہ اجازت حدیث حاصل کی اور علم حدیث کی مختلف کتابین سنی سنائین ہین انکی مختصر فہرست مع اجمالی حالات کے بیان کر چکا اب مجھے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسی عنوان کے ذیل مین اُن مشائخ صوفیہ اور علماء محدثین کے حالات و واقعات کا بھی سرسری طور پر خاکہ کھینچون جن کے واسطے سے انہین اور اِن کے ذریعہ سے جناب شاہ صاحب تک خرقہ صوفیہ اور اسناد حدیث کا سلسلہ پہنچتا ہے۔ اگرچہ یہ ایک نہایت وسیع اور طویل طویل مضمون ہی جس کی تفصیل کیلئے کئی جزو درکار ہین مگر چونکہ مین حیات ولی کو زیادہ طول دینا اور خارج البحث واقعات درج کر کے بڑھانا نہین چاہتا اس لئے نہایت اختصار کے ساتھ چند منتخب مشائخ کا حال علیحدہ علیحدہ عنوانون سے ذکر کرتا ہون

# شیخ احمد شناوی

شیخ احمد شناوی

شیخ احمد علی کے فرزند رشید اور عبد القدوس بن عباس شناوی کے بلند اقبال پوتے ہین آپکے آباء بزرگوار سادلیاء کبار اور بڑے جاہ وجلال کے لوگ تھے شیخ عبدالوہاب شعراوی نے جو ایک مختصر ریمارک آپ کے علم وفضل کی نسبت کیا ہی وہ حقیقت مین آپکے لئے ایک اعلے درجہ کا سارٹیفکٹ ہوسکتا ہی شعراوی لکھتے ہین کہ شیخ احمد شناوی علم شریعت وحقیقت کو جامع تھے علم حدیث شمس رملی اور اپنے والد بزرگوار سے پڑہا تھا اور سید غضنفر اور شیخ محمد بن ابی الحسن بکری سے حدیثین روایت کین اور اپنے والد علی سے خرقہ صوفیہ زیب بدن فرمایا اسکے بعد سید صبغۃ اللہ کی صحبت سے ہمیشہ فیضیاب رہی اور آخر کار اُن کے دست مبارک سے خرقہ پہنا اور انکی فیض صحبت سے درجات عالیہ پر پہنچے اور ایک ممتاز وستثنے خلیفہ قرار دئے گئے شیخ احمد کے لئے یہ جملہ ضرب المثل ہوگیا تہا کہ لوکان الشعراوی حیا ماوسعہ الا اتباعی یعنی اگر شعراوی بہی زندہ ہوتے تو انہین بھی بجز میری اتباع کے اور کچھ کرتے دہرتے بن نہ پڑتا۔

بیان کیا جاتا ہی کہ ایک دن شیخ احمد شناوی اپنے حجرہ مین سوتے تھے دیکھتے ہین کہ حجرہ کی دیوار پر ایک گرگٹ چلا جاتا ہی شرع کے قانون کے موافق آپنے اُسے مار ڈالنا چاہا لیکن شہود وحدت نے فوراً ہی آپکے اِس ارادہ کو مضمحل کردیا دوسری مرتبہ آپنے پھر اُس کے مار ڈالنے کا ارادہ کیا لیکن اب بھی شہود وحدت نے آپکے اِس داعیہ کو شکست دی غرضکہ آپ اِن دونون خطرون کے مابین متردد ومتحیر تھے انجام کار امتثال شرع کا ارادہ غالب ہوا اور آپنے ایک پتھر اُٹھا کر گرگٹ کی طرف پھینکا نشانہ نے خطا کی اور گرگٹ پتھر کی زد سے بچکر بھاگ گیا یہ دیکھکر آپ بہت خوش ہوئے اور جوش مسرت مین زبان مبارک سے نکلا الحمد للہ الذی جمع بین الامرین یعنی خدا کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے دونون باتون پر عمل کرادیا۔

اس حکایت کی عقب مین شیخ احمد قشاشی نے (جو جناب شیخ احمد شناوی کے فرزند معنوی اور ممتاز خلیفہ ہین اور جنکے حالات آیندہ بیان ہون گے) فرمایا کہ اگر مین ایسے مقام پر ہوتا تو ذرا توقف وتردد نکرتا اور گرگٹ کے سر کو فوراً پتھر سے کچل ڈالتا۔

شیخ احمد شناوی نے بہت سی پر مغز اور عاقلانہ مقولے تحریر کئے ہین منجملہ اُنکے بطور مشتے نمونہ از خروارے یہ ہین "عہد تابحفظ وان لم یحفظ"، متاخرین اہل حرمین کے عرف مین قبول بیعت کو اخذ عہد سے تعبیر کرتے ہین

اس بنا پر شیخ احمد شناوی کے اس حکیمانہ مقولے کے یہ معنی ہوئے کہ مشائخ صوفیہ میں سے جو مرید جس کی بیعت قبول کرتا ہے اس طریقے کا تمام مشائخ کی برکت حالت زندگی اور حالت موت میں اس کے شامل حال ہوتی ہے۔ یہ بھی آپ ہی کا پر مغز فقرہ ہے کہ "لا یدخل النار من رانی ورای من رانی الی یوم القیامۃ" یعنی جس شخص نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا وہ کبھی دوزخ میں داخل نہوگا"

آپ کا انتقال سنہ ۱۰۲۸ ہجری میں ہوا اور موضع بقیع میں دفن ہوئے۔

# شیخ احمد قشاشی

شیخ احمد قشاشی

شیخ احمد قشاشی شیخ محمد کے فرزند اور شیخ یونس قشاشی کے پوتے ہیں جو عبد النبی کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔ شیخ یونس کو عبد النبی کا لقب پبلک نے اس وجہ سے دیا تھا کہ آپ آدمیوں کو اجرت دیکر مسجد میں بٹھاتے اور جناب نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھواتے اور قشاشی کے ساتھ ملقب ہونے کی وجہ یہ تھی کہ آپ اپنے تئین مخفی اور پوشیدہ رکھنے کی غرض سے قشاشہ فروشی کیا کرتے تھے یعنی دوات پرانی قلمین اور پرانی جوتیان وغیرہ کم قیمت چیزین فروخت کیا کرتے تھے کیونکہ قشاشہ کم قیمت اور پرانے اسباب کو کہتے ہین۔

شیخ احمد قشاشی علم شریعت اور حقیقت مین امام وقت اور مجتہد عصر تھے جب حقایق سخن مین ذکر چھڑ جاتا تو آپ ہر بات کو آیات قرآنی اور احادیث نبوی سے مدلل و مبرہن کرتے آپنے بہت سے مشائخ کی صحبت اٹھائی اور اپنے والد بزرگوار سے خرقہ مریب جسم کیا لیکن حقیقت مین آپکے کمال نے شیخ احمد شناوی کے ہاتھ پر عروج پایا اور یہی وجہ تھی کہ شیخ احمد قشاشی اپنے تئین شیخ احمد شناوی کی طرف منسوب کرتے اور اس انتساب کو ذریعہ فخر سمجھتے تھے۔

بیان کیا جاتا ہی کہ شیخ احمد قشاشی نے مشائخ صوفیہ کی تلاش مین دور دراز ملکون کا سفر کیا اور ایک عرصہ دراز تک سیاحت مین مصروف رہی لیکن لوٹتے وقت جب جدہ مین پہنچے تو انہین ایک واقعہ مین معلوم کرایا گیا کہ شیخ احمد شناوی تکمیل کے مرتبہ پر پہنچ گئے ہین ان کے ذاتی کمالات معراج کمال پر ترقی کر گئے ہین اور باطنی علوم کا ستارہ بڑے جاہ و جلال کے ساتھ چمک رہا ہی لیکن چونکہ کوئی معنوی فرزند نہین رکھتے ہین اسلئے تمہین اپنے فرزندی کے انتساب سے مشہور کرنا چاہتے ہین اب تم جاؤ اور انکی خدمت مین چند روزہ زندگی بسر کرو چنانچہ شیخ احمد قشاشی اسی وقت جدہ سے روانہ ہو گئے اور بہت جلد شناوی کی خدمت مین پہنچے

شادی نے انہیں دیکھتے ہی ایک نہایت مسرت اور تازگی کے لہجہ مین کہا مرحبا من جاء یقتبس مناعلوما
یہ بھی بیان کیا جاتا ہی کہ شیخ احمد قشاشی نے ایک رات خواب مین دیکھا کہ شیخ محی الدین بن عربی نے اپنے
دست مبارک سے ان کے جسم کو خرقہ سے آراستہ کیا اور اپنی ہمشیرہ عزیزہ کو ان کے نکاح مین دیا ہی شیخ احمد
قشاشی نے معلوم کر لیا کہ اب میری وحدت وجود کی معرفت درست ہو گئی ہی کیونکہ شیخ محی الدین بن عربی
کی ہمشیرہ عزیزہ اسی سے تعبیر ہو سکتی ہی۔ ذیل کی عبارت خاص شیخ قشاشی کی خط مبارک سے لکھی ہوئی ہی
جس سے آپ کا علمی تبحر اور لیاقت و قابلیت بہت کچھ ثابت ہوتی ہی آپ تحریر فرماتے مین الذی تحقق
وجد انه او تحققه الخاصة مرتبة الهيئة يزل بها كل واحد لها حسب وقته و زمانه غير منقطعة ابد الآباد
الى ان لا يبقى على وجه الارض من يقول الله الله بعد مخلو المراتب الالهية عن القائمين بها حتى يصير القائم
بها جسر الحافظ بمرتبة العدد فيما قبله وبعده بانفاسه تتحرك بها لحم وتقتضي الى حيات لوانهم الف الف
فى عديد هم عاد والى واحد فرد بلا حد وقد تحققنا بها الحق و نزلنا لها منازلة صدق فمن تبعني فانه
مني ومن عصاني فانك غفور رحيم ومن رائه من مشائخ من اهل الخشية المذكورة سند اتصلا منا
اليهم من غير انقطاع باذن الله تعالى خمسة نفس سادسهم كلبهم رجما بالغيب انتهى
شیخ قشاشی کی مجلس مین جب مقامات کا ذکر چھڑتا تو آپ فرماتے نحن لا مقام لنا لانا من اهل يثرب وقال الله
تعالى يا اهل يثرب لا مقام لكم یعنی ہمارے لئے کوئی مقام نہین ہی کیونکہ ہم باشندہ یثرب مین اور اللہ تعالی
فرماتا ہی اے یثرب کے باشندو تمہارے واسطے کوئی مقام نہین ہی گویا آپ اس سے مقام بے نشان
کی طرف اشارہ کرتے تھے۔
شیخ ابراہیم کردی روایت کرتے ہین کہ ایک مرتبہ قشاشی نے اپنی مجلس مین ذیل کی حدیث کا ذکر کیا کہ ما على
احد كم ان يكون فى بيته محمد و محمد ان ثلثة شیخ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلتے ہی مین سمجھ گیا کہ خدا
تعالی مجھے تین فرزند عطا کریگا جن مین سے ہر ایک کا نام محمد ہوگا لیکن اس کے ساتھ ہی مجھے خیال ہوا کہ
اگر ایسا ہوا تو ایک دوسرے سے کس نوعیت کے ساتھ مستثنے و ممتاز ہوگا۔ شیخ قشاشی نے اپنی باطنی اشراق سے
فوراً میرا خیال تاڑ لیا اور فرمایا تکنی احد هم ابا سعيد والثانى ابا الحسن والثالث ابا طاهر یعنی تم ایک کی
کنیت ابو سعید دوسرے کی ابو الحسن تیسرے کی ابو طاہر رکھنا چنانچہ ایک مدت کے بعد یہی صورت
متحقق ہوئی۔

شیخ قشاشی کے عادات واخلاق بالکل سادہ اور بناوٹ سے بری تھے آپ کا طرز معاشرت نہ تو فقہائے زمانہ کے طور پر تھا نہ زاہدان خشک کی وضع پر بلکہ توسط اور بے تکلفی کے طریقہ پر تھا جو مین سنت کا منشا ہے۔ آپ امرا کے مکان پر جانا ہمیشہ معیوب جانتے تھے ہان اگر وہ خود در دولت پر حاضر ہوتے تو نہایت خوشخوئی اور عام اخلاق سے پیش آتے اور ہر شخص کے ساتھ اوس کے قدر و منزلت کے مطابق برتاؤ کرتے پھر کریم قوم کا اور بھی خصوصیت کے ساتھ اکرام واعزاز کرتے اور امر معروف کی تبلیغ نہایت نرمی ودلجوئی کے ساتھ اتمام کو پہنچاتے جو لوگ آپکی زیارت کا اعزاز حاصل کرتے اونہیں نصیحت سے خالی نہ رکھتے۔

شیخ عیسی مغربی کا قول ہے ماخرجت من عند القشاشی قط الا والدنیا فی عینی احقر من کل حقیر ونفسی اذل من کل ذلیل ولو تکرر دخولی علیہ مرات یعنی مین جب قشاشی کی مجلس کو چھوڑکر باہر آیا تو میری آنکھ مین دنیا ہر حقیر چیز سے زیادہ حقیر معلوم ہوئی اور مین نے اپنی نفس کو ہر ذلیل چیز سے زیادہ ذلیل دیکھا اگرچہ مین ایک دن مین چند مرتبے آپ کی مجلس مین حاضر ہوتا مگر وہان سے نکلتے وقت میری یہی کیفیت ہوتی شیخ احمد قشاشی نے جبوقت دنیائے سوڑکر سفر آخرت قبول کیا ہی تو اوس وقت ۱۰۷۱ھ ذیحجہ کی انیسوین تاریخ تھی۔

## سید عبد الرحمن ادریسی مشہور بہ مجحوب

سید عبد الرحمن ادریسی

آپ کی ولادت موضع مکناسہ مین ہوئی جو بلاد مغرب مین ایک نہایت معمور اور پرفضا مقام ہی جب یہ زندگی کے ابتدائی مرحلے طی کر چکے تو بلاد مغرب اور مصر و روم وشام مین مدتون تک سیر وسیاحت اور تعلیم علوم مین زندگی بسر کی کیونکہ اون دنون مین پرایوٹ درسگاہون کے علاوہ بڑے بڑے مدرسے ان ہی شہرونمین قائم تھے بعد ازان حرمین مین آئے اور سالہا سال تک مجاور رہی لیکن پھر لوگون کی زبانی یہ جملہ سن کر کہ الیمن نبتت فیہ اولیاء کما ینبت فی الارض البقل یعنی ملک یمن مین اولیاء اللہ اس قدر پیدا ہوتے مین جسقدر زمین مین گھاس اگتی ہی، اولیاء اللہ کی زیارت کے لئے یمن تشریف لیگئے اور وہان رنگین صحبتین اور عجیب غریب دقایع پیش آئے جب ایک مدت تک یمن مین زندگی بسر کر چکے اور مختلف اولیاء اللہ کی صحبتون سے فیضیاب ہوچکے تو پھر مکہ مین چلے آئے اور اسکے بعد یہین رہنا اختیار کیا جمہور اہل مکہ آپ سے مستفید ہوئے اور بہت لوگون نے خرقہ صوفیہ حاصل کیا اکثر مکہ کے باشندے آپ کی کرامات اور باطنی تصرفات کے بیشمار دلچسپ واقعات

بیان کرتے ہین۔

منجملہ اُن کے ایک یہ ہی شیخ زین العابدین شافعی مفتی مدینہ اپنے والد بزرگوار سے نقل کرتے ہین کہ ایکدفعہ مکہ کے شریف کو کوئی سخت ضرورت پیش آئی چونکہ اس زمانہ مین سید عبدالرحمن مجحوب کا ستارۂ شہرت اوج عروج پر چمک رہا تھا اور اقبال و کمال کا آفتاب پوری ترقی پر پہنچگیا تھا اس لئے اُس نے آپ کی طرف رجوع کی اور ہمت و دعا کی استدعا پیش کی سید نے تھوڑی دیر جیب تفکر مین سر ڈالا اُس کے بعد فرمایا کہ مکہ کے محلون مین سے فلان مشہور محلہ مین ایک اس قسم کا گھر ہے شریف مکہ وہان جائے اور بقدر ضرورت مال لیکر باقی نہایت احتیاط سے چھوڑ دے چنانچہ لوگ فی الحال اُس محلہ مین پہنچے اور بزرگ سید کے بتائے ہوئے مکان مین داخل ہوئے دیکھتے ہین کہ اشرفیون کے ڈھیر لگے ہوئے ہین گویا سارا مکان سونے سے پٹا پڑا ہی شریف مکہ نے اُسمین سے صرف بیس ہزار اشرفیان لیلین اور باقی صندوقون مین بند کرکے مہر لگادی سید عبدالرحمن نے شریف مکہ کو اجازت دی کہ ان اشرفیون کو بلا تامل اپنی ضرورتون مین صرف کرے لیکن اس کے بعد شریف مکہ کی نیت بدل گئی اور اُس نے باقی دولت کو بھی تصرف مین لانا چاہا مگر پھر تو نہ اُس گھر ہی کا پتا پایا نہ مال و دولت ہی کا سراغ چلا اس سے خود شریف مکہ اور اُس کے اعوان و انصار سخت حیرت زدہ ہوئے اور سید سے دریافت کیا کہ اس مین کیا بھید تھا فرمایا ایرانیون مین ایک متمول اور صاحب ثروت شخص اپنے شہر مین مرگیا تہا اور اُسکا کوئی جائز وارث نہ تھا مین نے تصرف کیا اور اُسکا گھر مکہ مین کھینچ لیا اُسی مین سے تمہین بیس ہزار اشرفیان ہاتھ لگین اور حاجت رفع ہونے کے بعد وہ مکان پھر اپنی جگہ چلا گیا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سید عبدالرحمن مجحوب۔ سید احمد بن علوان کی مرقد انور کی زیارت کیلئے تشریف لیگئے سید احمد نے اپنی خادم کو خواب مین متنبہ کیا کہ سید عبدالرحمن میری زیارت کو آتے ہین تو کل فلان مقام پر اُنکا استقبال کیجیو اور انتہا سے زیادہ تعظیم و تکریم بجالائیو۔ چنانچہ خادم اپنے آقا کا یہ اشارہ پاتے ہی شہر کے باہر استقبال کے لئے گیا لیکن باوجود تلاش و تحقیق کے سید عبدالرحمن مجحوب کا کہین پتا نہین چلا انجام کار مایوس و نا امید ہو کر لوٹ آیا یہان آکر دیکھتا ہے کہ محترم سید قبر کے قبہ مین تشریف رکھتے ہین چونکہ قبہ کے کواڑ بند تھے اور کنجی خادم کے پاس تھی اس لئے اُسے تعجب اور تعجب کے ساتھ سخت حیرت ہوئی۔

قطع نظر اس کے سید عبدالرحمن مجحوب حفظ حدیث، اور کثرت روایات مین ماہرین فن کے زمرہ مین شمار کئے جاتے تھے۔ معرفت رجال انتخاب اسناد اور حفظ اصول مین اجتہاد کا مرتبہ رکھتے اور نقل اخبار اور ضبط آثار مین انتہا درجہ

کی قابلیت رکھتے تھے بھر صرف حدیث و آثار ہی کے عالم نہ تھے بلکہ علم سیر اور ادب مین بھی کمال مہارت رکھتے تھے فصاحت و بلاغت اور خوش بیانی مین اپنا نظیر نہین رکھتے تھے علماء مصر و شام سے مختلف علوم حاصل کئے تھے اور ملک کے باشندون کی گودیان اپنے فیض سے بھر دی تھین۔

الغرض جس طرح سید عبدالرحمن کمالات باطنہ سے موصوف تھے اُسی طرح کمالات ظاہرہ بھی بوجہ کمال رکھتے تھے آپکی سخاوت و فیاضی تمام عرب مین مشہور تھی صبح سے شام تک آپکے دسترخوان پر ایک جم غفیر آمد و شد کرتا تھا اور آپ ہر شخص کے ساتھ نہایت خندہ پیشانی اور عام اخلاق سے پیش آتے تھے ممالک اسلام سے نہایت قیمتی اور وزنی ہدایا آتے اور آپ فوراً فقراء پر صرف کرتے تقریباً دو سو غلامون کے سر پر آزادی کا تاج رکھا اور ہزارون آدمیون کے ساتھ اچھا سلوک کیا آپ کی نیک خلقی اور شیرین گفتاری کا یہ بدیہی نتیجہ تھا کہ جو شخص آپکے پاس نشست کرتا مدت العمر تک مفارقت دوست نہین رکھتا۔ آپ اسدرجہ عاقل اور قوی الحافظہ تھے کہ جو شخص ایک مرتبہ آپسے ملاقات کرتا اگرچہ موسم حج ہی مین کرتا اُسے جب دیکھتے فوراً پہچان لیتے۔ جو لوگ آپ کی زیارت کے لئے آتے ہر ایک کو اُس کی استعداد کے موافق وجوہ خیر کے دلایل پیش کرتے اور درود و تلاوت اور استغفار کا حکم فرماتے لیکن جس مین قابلیت و استعداد کا مادہ ملاحظہ کرتے اُسے کلام صوفیہ کا مطالعہ کرنے اور اُن سے اعتقاد ظاہر کرنے کا ارشاد فرماتے خاصکر شیخ ابن عربی قدس سرہ کی جانب رغبت دلاتے۔

## شمس الدین محمد بن علا بابلی

شمس الدین محمد بن علا بابلی

یہ بزرگوار حافظ حدیث تھے اور علوم حدیث مین اعلےٰ درجہ کا تبحر رکھتے تھے اپنے زمانہ مین مصر و حرمین کے استاد مشہور تھے اور مشاہیر محدثین مین گنے جاتے تھے اِن کے نورانی چہرہ پر عظمت و جلال برستا تھا اور اس شان و شوکت سے چلتے تھے جس سے دیکھنے والون پر عظمت نا ہیبت طاری ہوتی تھی۔ طرز معاشرت نہایت عمدہ اور پاکیزہ تھا۔ جودت فہم عقل و دانائی فراست و فطانت دیانت و صیانت مین عدیم المثال اور تواضع و خوش خلقی مین ضرب المثل تھے۔ لوگ کہتے ہین کہ آپنے ابتدائی عمر مین شب قدر کی برکت حاصل کی اور اُس مبارک رات کے بعض عجیب و غریب آثار محسوس کرکے جناب الٰہی مین دعا کی تھی کہ خداوندا مجھے حافظ ابن حجر عسقلانی کے ہم پلہ کردے خدا تعالیٰ نے شمس الدین کی دعا کو سن لیا اور اُنھین علمی تبحر مین شیخ ابن حجر کے ہم پلہ کردیا۔ صحیح بخاری اور موطا اور حدیث کی تمام کتابین سالم سے برہان اور متن وحدیث کے پھلے پھولے باغ مین ایک نئی تازگی بخشی۔

شمس الدین بابلی کی طبیعت کو علم حدیث سے ایک خاص مناسبت تھی اس لئے انھین اس شریف علم مین ایک نئی طرح کی لذت حاصل ہوتی تھی تمام وقت حدیث کی نقل وتحریر مین صرف کر دیتے اور اسناد وحدیث کو حفظ کرتے رہتے تھے۔ حدیث مین اس درجہ محویت واستغراق پیدا ہو گیا تھا کہ چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے ایک جزحدیث کا اپنے پاس رکھتے اور ہر وقت اُس کے مطالعہ مین غرق رہتے۔ شیخ عیسے مغربی نے آپ کی تمام مرویات اور اسانید کو ایک رسالہ مین ضبط کیا ہی جس کے دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ اگر متاخرین کیلئے کوئی اصل اور سند ہے تو بجز اس کے اور کوئی نہین۔

آپنے تالیف وتصنیف کی غایت وسبب مین ایک نہایت ہی قیمتی آرٹیکل دیا ہی جسے مین اس مقام پر بعینہ نقل کرتا ہون۔ فرماتے ہین لا یولف احد تالیفا الا فی احد اقسام سبعۃ اما ان یؤلف فی شئ لم یسبق الیہ احد او شئ ناقص یتممہ او شئ مغلق یشرحہ او طویل یختصرہ دون ان یخل من معانیہ بشئ او شئ مختلط یرتبہ او شئ اخطأ فیہ مصنف قبلہ او شئ متفرق یجمعہ والا کان اضاعۃ الوقت۔ یعنی تالیف کی غایت ذیل کے سات وجوہ واسباب مین سے ایک وجہ اور سبب ہونا چاہیئے ورنہ تضیع وقت کے سوا اور کچھ حاصل نہین ہوتا ایک یہ کہ کوئی ایسی چیز تالیف وترتیب کے قالب مین ڈھالے جسکی طرف کسیکا ذہن اس سے پیشتر دوڑا نہ ہو دوسرے یہ کہ کوئی بات ناقص ہو جس کی اسے تکمیل منظور ہو تیسرے یہ کہ کوئی شے مغلق ہو اور یہ اُسکی تشریح وتوضیح کے درپے ہو چوتھے یہ کہ وہ زیادہ طول طویل ہو جسے یہ مختصر پیرایہ مین لانا چاہتا ہو لیکن معانی کے حل اور مطالب کی تفسیر کی طرف مائل نہ ہو پانچوین یہ کہ کوئی چیز مختلط اور غیر ممتاز ہو اور یہ اُسے ترتیب سے آراستہ کرنا چاہتا ہو چھٹے یہ کہ اُس مین پیشتر سے مصنف نے غلطی کی ہو جس کے اظہار مین اس نے قلم اُٹھایا ہو ساتوین یہ کہ وہ پریشان وپراگندہ بیان ہو جسے یہ ایک جگہ جمع کرنا چاہتا ہو

شمس الدین بابلی کو خدا تعالی نے وہ عظمت وجلال اور بزرگی وفضیلت عنایت کی تھی کہ سلاطین یورپ اور شرفاء عرب اور امراء مصر وشام کی گردنین آپکے آگے جھکتین تھین اور کمال اقتدار واعزاز کے ساتھ پیش آتے تھے آپکے در دولت پر حاضر ہونے کو اپنا فخر سمجھتے اور قدمبوسی کو سعادت ابدی خیال کرتے تھے بادشاہان عرب اور شرفاء مکہ کو جب کوئی مہم پیش آتی تو آپسے ہمت ودعا کے طالب ہوتے اور جو کچھ آپ ارشاد فرماتے اُس سے سرمو انحراف نہین کرتے

حدیث کی درس اور اشاعت کے علاوہ آپ ہمیشہ تلاوت قرآن مین مصروف رہتے اور تدبر معانی اور نہایت

غور و خوض کے ساتھ ایک معین حصہ کی روزانہ قرارت کرتے۔ آپ نے ۱۰۸۰ھ ہجری مین دنیا ونا پائدار سے سفر کیا اور جنت الفردوس مین خداوندی مہمانی قبول کی۔

# شیخ عیسیٰ جعفری مغربی

شیخ عیسیٰ جعفری مغربی

یہ مشہور فاضل مغرب مین پیدا ہوئے اور وہین نشو ونما پایا۔ قرآن مجید اور علوم متعارفہ کے چند متون وہین کے علماء و فضلا سے پڑھے جب عمر کے پندرہ مرحلے طے کر چکے تو جزائر مین پہنچے اور سجلماسی کی صحبت مین دس سال سے زیادہ رہے اس صحبت مین آپ کو اکثر علوم مین تبحر حاصل ہوگیا اور ہر علم و فن مین تھوڑی تھوڑی شہرت حاصل کی ازان بعد علماء قسطنطنیہ اور فضلاء مصر و حرمین کی خدمت مین حاضر ہوئے اور مشاہیر محدثین سے روایتین کین اس کے بعد آپ نے مکہ مین توطن اختیار کیا۔

شیخ عیسیٰ کی تصنیفات سے ایک معجم مسمے بمقالید الاسانید ہے جو نہایت ہی قیمتی اور وزنی کتاب ہے اور جس کی نظیر دنیا مین بمشکل ملسکتی ہی۔ اس کتاب کے دیکھنے سے شیخ کی ایاقت و قابلیت بہت کچھ ثابت ہوتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ آپ علم حدیث مین کسدرجہ کا پایہ رکھتے تھے اور علم حدیث کو کس عروج پر پہنچا دیا تھا یہی وجہ تھی کہ تمام اہل حرمین نے آپ کو اپنا امام و مقتدا تسلیم کر لیا تھا اور شیخ الوقت کا معزز و وزنی خطاب دیا تھا۔ آپ کی درسگاہ مین عراق و مصر اور شام وغیرہ کے لوگ ہمیشہ حاضر ہوتے اور آپکے تبحر وسعت نظر خداداد حافظہ پر عش عش کرتے۔

سید عمر نے جو شیخ عیسے کی نسبت مختصر الفاظ مین ریمارک کیا ہی اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ آپ ایک ایسے درجے کے شخص تھے جن کے فضل و کمال مین کوئی شخص اُسوقت برابری کا دعویٰ نہین کر سکتا تھا چنانچہ وہ لکھتے ہین من اراد ان ینظر الی شخص لا یشك فی ولایتہ فلینظر الی ھذا العین جو شخص کسی ایسے آدمی کو دیکھنا چاہے جس کی ولایت مین کسی طرح کا شک و شبہ نہین ہو سکتا اُسے شیخ عیسیٰ کو دیکھنا چاہیے۔ اسی طرح سید محمد بن علوی آپ کی نسبت کہا کرتے تھے کہ رزدق زمانہ شیخ عیسے جس طرح علمی فضایل مین ضرب المثل اور مشہور تھے اُسی طرح عادات و اخلاق مین بھی بینظیر تھے آپ مین جس قدر نیکیان اور خوبیان جمع تھین وہ کسی دوسرے شخص کو اس زمانہ مین نصیب نہین ہوئین۔ کوئی نماز کبھی قضا نہین ہوئی اور حضور جماعت پر مداومت و مواظبت رہی کثرت طواف صیام نہار قیام شب

مین پہلے درجہ کے حریص تھے - باوجود اس عالمانہ تزک و احتشام کے تکلف و تعصب نام کو نہ تھا اخلاق مین جو وسعت اور عموم تھا آج اُسکی نظیر سے تمام علما و فضلا کے حلقے خالی ہین - تمام امور مین متوسط اور درمیانی راہ تھی آپ کو ننگ و ناموس مین نہ اسقدر مبالغہ تھا نہ تساہل - علاوہ ان تمام باتون کے آپنے بہت سے مشائخ کبار سے ارتباط پیدا کر لیا تھا لیکن انجام کار طریقہ شاذلیہ اختیار کر لیا اور آخر عمر تک اسی طریقہ کی طرف طبیعت کا میلان رہا -

شیخ عیسے نے فقہ حنفی کے مطابق ایک مسند بھی تالیف کی تھی جس مین فقہی روایات کی تائید مین متصل حدیثین بیان کی ہین اور جس سے اُن لوگون کے زعم کا بطلان بخوبی واضح ہوتا ہے جو اس بات کے مدعی ہین کہ حدیث متصل کا سلسلہ آج بالکل منقطع ہوگیا ہے - آپنے سنہ ہجری مین دنیا سے انتقال کیا اور روضہ رضوان مین تشریف لیگئے -

## شیخ ابراہیم کردی مدنی قدس سرہ

یہ بزرگوار علاوہ مذہبی تقدس کے دنیاوی شان و شوکت بھی بہت کچھ رکھتے تھے بڑے بڑے مشہور فاضل فن حدیث مین آپکے شاگرد تھے اور فقہ شافعی مین بھی پہلے درجہ کا کمال حاصل تھا علماء حرمین شریفین مین پیشوائے مذہبی تسلیم کئے گئے تھے اور مصر و شام کے فضلا امام وقت اور مقتدائے عصر کے خطاب سے یاد کرتے تھے - علم حدیث و عربیت مین یدطولے رکھتے تھے اور آپکے فنون رسمیہ معراج کمال پر ترقی کر گئے تھے ہر فن مین بیش قیمت اور وزنی تصانیف رکھتے تھے - اسی لیاقت اور پولیٹیکل قابلیت کا یہ بدیہی نتیجہ تھا کہ اُس عہد کے بچہ بچہ کی زبان پر نہایت وقعت و عظمت کے ساتھ آپ کا نام جاری تھا اور علما و فضلا کے حلقون مین آپ کی انتہا سے زیادہ مدح سرائی کی جاتی تھی -

اپنے والد بزرگوار کے علاوہ اور بہت سے ائمہ وقت کی خدمت مین آپنے علم کی تحصیل کی اور اپنے ہی بلاد مین تمام علوم سے فراغت کرلی - فارغ التحصیل ہونیکے بعد حج کے قصد سے سفر اختیار کیا اور دو سال کے قریب شہر بغداد مین سکونت رکھی جو اسوقت مختلف علوم کا مرکز تھا اور جہان ہر قسم کے اہل کمال اور علماء و فضلا اور مشائخ موجود تھے اور غالبًا یہی وجہ تھی کہ شیخ ابراہیم دو سال تک یہان ٹھیرے کیونکہ اس زمانہ مین بجز اس شہر کے اکتساب کمالات کیلئے کوئی اور موقع اہل علم کے حق مین نہ تھا جس زمانہ تک آپ

بغداد مین خرقہ کش رہی اُس عہد مین اکثر اوقات سید عبد القادر قدس سرہ کی مزار اقدس پر متوجہ ہوتے رہے اور یہین سے آپکو اس راہ کا ذوق و شوق پیدا ہوا۔

دو سال کے بعد بغداد کو خدا حافظ کہا اور ملک شام مین چار سال تک سکونت پذیر رہے ازان بعد مصر ہو گئے ہوئے حرمین مین تشریف لائے اور شیخ احمد قشاشی سے ملاقات کی شیخ ابراہیم کو شیخ قشاشی سے اور قشاشی کو ان سے ایک خصوصیت عجیب پیدا ہو گئی اور شیخ ابراہیم نے بہت تھوڑے عرصہ مین انہین اپنا گرویدہ بنا لیا خرقہ صوفیہ حاصل کیا اور حدیثین روایت کین اور اُن کی صحبت مین کمالات علیہ پر ترقی کی عربی اور کردی زبان کے علاوہ فارسی اور ترکی بھی خوب جانتے تھے اور ان زبانون مین ایسی سہولت اور بے تکلفی کے ساتھ تقریر کرتے تھے جسے سنکر زبان دان لوگ حیرت زدہ ہو جاتے تھے۔

شیخ ابراہیم علمی تبحر اور فضل و کمال مین اسقدر یہ کی شہرت رکھتے تھے اور فہم و فراست زہد و تواضع تعبہ علوم مین ضرب المثل تھے بیان کیا جاتا ہی کہ جس زمانہ مین آپ ملک شام مین مقیم تھے ایکدن شیخ محی الدین بن عربی کے روضہ متبرکہ کی طرف اس نیت سے متوجہ ہوئے کہ اسوقت سفر کا عزم بہتر ہے کہ نہین آپ واقعہ مین دیکھتے ہین کہ جناب شیخ محی الدین ان کے جوتے کی غبار کو جھاڑ رہے ہین شیخ ابراہیم نے معلوم کر لیا کہ آپ اقامت کی طرف اشارہ فرماتے ہین۔ شیخ ابو طاہر کا بیان ہے کہ دولت عثمانیہ کے وارث تخت و تاج کا اتالیق جسے اُس طرف کے لوگ خوجہ کے نام سے پکارتے تھے ایک دفعہ مدینہ طیبہ کی زیارت کو آیا اور بڑے شان و شوکت سے آیا جب شیخ ابراہیم کے عظمت و جبروت کا شہرہ سنا تو علما و مشائخ نیز ارکان دولت عثمانیہ کے جم غفیر کو ہمراہ لیکر شیخ کی خدمت مین حاضر ہوا اور ملاقات کے بعد شیخ سے عرض کیا کہ مین نے ملک شام مین ایک اشکال بدعت دیکھی جس کے مٹانے اور قلع و قمع کرنے مین انتہا سے زیادہ کوشش کی شیخ نے فرمایا کہ وہ کیا بدعت تھی جواب دیا کہ لوگ مسجدون مین ذکر جہر کرتے تھے مینے اسکی ممانعت کر دی شیخ نے نہایت بیخوفی سے ایک بیباکانہ لہجہ مین یہ آیت پڑھی ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ وسعی فی خرابہا۔ شیخ کی اس بدیہہ تقریر نے خوجہ کے چہرہ مین ایک فوری تغیر پیدا کر دیا اور اُسے آپ کی اس بیخوف گفتگو سے سخت ملال ہوا فقہ حنفی کی بعض نقلین اور روایتین جو فتاوی قاضیخان وغیرہ سے مستنبط کی گئی تہین جیب مین سے نکالکر شیخ کے ہاتھ مین دین اور کہا انہین ملاحظہ کیجئے شیخ کی زبان بڑے بڑے مناظرون مین کبھی نہین رکتی تھی آپ نے برجستہ جواب دیا کہ اگر تم صرف تقلید کی بنا پر گفتگو کرتے ہو تو میرا خطاب تمہاری طرف متوجہ نہین ہو سکتا کیونکہ

مین ایک اور شخص کا مقلد ہون اور تم کسی اور شخص کے تمہارے استدلال وحجت سے مین ملزم نہین ہو سکتا
ہان اگر تحقیق کی روسے اس مسئلہ کی تنقیح و توضیح چاہتے ہو تو بسم اللہ بندہ حاضر ہے شیخ کے اس پرمغز اور
عاقلانہ جواب سے خوجہ شرمندہ ہو کر چپ ہو رہا اور نہایت منغص و مکدر ہو کر مجلس سے اٹھ کھڑا ہوا شیخ نے
اسی زمانہ مین ایک بڑے زور کا رسالہ تحریر کیا جسکا نام حافلہ رکھا اور جس مین خوجہ کے شبہات و شکوک کے
قاطع جواب ذکر فرمائے شیخ کے جن عزیزون نے خوجہ کے تغیر مزاج کو دیکھا تھا شیخ کی خدمت مین عرض کیا
کہ خوجہ دولت عثمانیہ کا ایک معزز و ممتاز شخص ہے اور اُسکی دربار عالیہ مین بہت بڑی عزت ہوتی ہے خود شہنشاہ
روم اُسکی تعظیم دیتا اور کمال قدردانی سے اپنے برابر تخت پر جگہ دیتا ہے قطع نظر اس کے کہ وہ قاضی القضاۃ
کے درجہ پر ممتاز ہے وارث تخت و تاج کی اتالیقی کا معزز منصب رکھتا ہے ایسی صورت مین اُس کے رد مین
اس قدر مبالغہ کرنا مناسب نہین معلوم ہوتا۔ شیخ نے اپنے دوستون کی یہ دلسوزی سے بھری ہوئی تقریر
سُن کر فرمایا کہ یہ سب کچھ صحیح ہے مگر مین آزادی اور حق گوئی کا رشتہ کبھی ہاتھ سے نہ دونگا گو اس مین مجھے
کسی قسم کا دنیاوی صدمہ ہی کیون نہ پہنچے۔

مثل مشہور ہے کہ سچ کو آنچ نہین اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کلمۃ الحق یعلو ولا یعلی چونکہ شیخ صاحب کو صرف
احقاق حق منظور تھا اور اس کے علاوہ کوئی غرض و تعصب پیش نظر نہ تھی خود خوجہ اور اس کے احباب نے
اس رسالہ کو دیکھکر ایک بات بھی مُنہ سے نہین نکالی اور شیخ کے زور تحریر علمی تبحر سے حیرت زدہ ہو گئے اور
آپ کی خداداد فہم و فراست پر عشعش کرنے لگے اسوقت یہ مشہور قول بالکل صحت کے درجہ کو پہنچ گیا کہ حق
کو کسی جگہ زوال نہین ہوتا گو چند روز کے لئے جھوٹ چمک اُٹھتا ہے اور ظاہر بینون کو نظر پڑتا ہے کہ اس چمک
مین سچائی و راستی کی جھلک نمودار ہے لیکن نہین بعد کو خود بخود معلوم ہو جاتا ہے کہ ناحق کو فنا اور حق کو بقا
ہے جیسا کہ خداتعالے قرآن مقدس کے ایک مقام پر یون ارشاد فرماتا ہے کہ جاء الحق و زھق الباطل ان
الباطل کان زھوقا۔

شیخ ابو طاہر یہ بھی روایت کرتے ہین کہ شیخ یحیی شاوی ایک دفعہ بڑی شان و شوکت سے حرمین مین
آئے اور شیخ ابراہیم صاحب سے بڑی تپاک سے ملاقات کی ازان بعد روم کی جانب روانہ ہوئے شاہ روم
کا وزیر السلطنت جو باوجود حکومت کی شان و شوکت کے پیشوائے مذہبی تسلیم کیا جاتا اور حدیث و فقہ مین اعلے
درجہ کی قابلیت رکھتا تھا شیخ ابراہیم صاحب کا سخت معتقد تھا جس طرح حدیث و فقہ مین بے نظیر تھا اُسی طرح

ادب وعقائد مین بھی کمال رکھتا تھا اور اسی قابلیت کا یہ نتیجہ تھا کہ معمولی عہدہ سے وزارت اعظم کے مرتبہ کو پہنچ گیا جب شیخ یحیی شاذلی وزیر السلطنتہ سے ملاقات کرنے گئے تو اُس نے کہا کیف وجدت شیخنا ابراھیم یعنی تونے ہمارے شیخ ابراہیم کو کیسا پایا بدقسمت یحیی نے جواب دیا وجدتہ جمعاً یعنی کا یہ دل آنا جواب سنکر وزیر السلطنتہ غصہ مین بھڑک اٹھا اور نہایت تحقیر و توہین کے بعد مجلس سے نکالدیا اس واقعہ کے بعد شیخ یحیی شاذلی کو جناب شیخ ابراہیم سے رنج بڑھ گیا اور اُن کے ایذا کے قصد سے پھر حرم مین آنا چاہا لوگون نے یہ قصہ شیخ سے نقل کیا اور کہا کہ وہ آپکے ہلاکت کے درپے ہی اسی ارادہ سے دوبارہ حرمین مین آتا ہی بزرگ شیخ نے نہایت استقلال کے لہجہ مین فرمایا کہ حبسہ حابس الفیل یعنی جس نے اصحاب فیل کو دنیا سے مٹادیا اور اپنے مقدس گھر مین آنے سے روک دیا وہی اسکی بھی مزاحمت کریگا۔ چنانچہ جب شیخ یحیی شاذلی طور کے متصل پہنچا تو دفعتہً بیمار پڑگیا اور چند روز مبتلا رہکر وفات کرگیا۔

شیخ ابراہیم کے اخلاق نہایت عام اور وسیع تھے اور طرز معاشرت بہت ہی اچھا تھا کھانے اور لباس مین تکلف اور بناوٹ کو مطلق دخل نہ تھا البتہ بڑے عمامے اور لانبی آستینون سے نفرت رکھتے تھے نخوت ترفع کم بینی نام کو نہ تھی مروت سخاوت مین اپنا نظیر نہ رکھتے تھے خوش خلقی کی عادت آپ کی طبیعت ثانی ہوگئی تھی عاجز و مستمند شکستہ حال و غریب الدیار لوگون کے ساتھ سلوک سے پیش آتے تھے۔ خدا پرستی حلم تواضع اور بیریا سخاوت مین اُس زمانہ مین کوئی آپ کا دعویدار نہ تھا عفو ترحم اور خاکساری اعتدال سے بڑھکر تھی ایک مورخ آپ کی فیاضی اور بے ریا سخاوت پر یون ریمارک کرتا ہے کہ "علماء طلبہ اور زہاد مین سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جو شیخ کی سخاوت عام سے محروم رہا ہو حقیقت یہ ہے کہ شیخ اُن کے حق مین ابر رحمت تھے جس کی ہمیشہ فیاضی کی بارش ہوا کرتی تھی،، عبداللہ عیاشی نے مختصر لفظون مین آپ کی مجلس کی یہ تعریف کی ہو کہ کان مجلسہ روضۃ من ریاض الجنۃ یعنی شیخ ابراہیم کی مجلس جنت کے باغوں مین سے ایک پھلا پھولا اور تازگی بخش باغ تھا۔

جب آپ مسائل حکمت کی تقریر کرتے تو اُن کے تحت مین حقائق صوفیہ بیان کیا کرتے اور کلام صوفیہ کو حکما کی تحقیق پر ترجیح دیتے اور فرماتے ھؤلاء الفلاسفۃ قاربوا ان یعثروا علی الحق ولم یھتدوا الیہ آپ کا انتقال ۱۱۱۳ھ مین ہوا چنانچہ ایک فرید عصر اور ادیب زمانہ نے آپ کی تاریخ وفات ان جملون سے نکالی ہے

وانا علی فراقک یا ابراھیم لمحزونون۔

# شیخ حسن عجمی رحمۃ اللہ علیہ

یہ بزرگوار شیخ الحدیث اور جامع فنون تھے جودت فہم و ذکاوت و طباعی فصاحت و بلاغت مین اپنا نظیر نہ رکھتے تھے
ایک زمانہ تک شیخ عیسی مغربی سے تحصیل علوم کی اور اُن کی صحبت سے فیض اٹھایا شیخ عیسی مغربی کی علاوہ
اور بہت سے ماہرین فن اور ائمہ وقت کی خدمت مین رہے شیخ احمد قشاشی، شیخ محمد بن العلاء بابلی شیخ زین العابدین
ابن عبد القادر طبری وغیرہ سے حدیثین روایت کین اور صحبت سے مستفید ہوئے - علم حدیث و فقہ اور مغازی
و سیر مین بہت بڑی قابلیت رکھتے تھے آپ کا ذہن و حافظہ الیسا وسیع تھا جس کی تعریف شیخ زین العابدین
جیسے علامہ اور فرزانہ روزگار نہایت وزنی الفاظ مین کیا کرتے تھے جو شافعیہ کے مفتی اور اُن کے ایک نہایت
معزز و مقتدا امام تھے -

شیخ ابو طاہر کا بیان ہی کہ شیخ حسن عجمی نے شیخ نعمت اللہ نادری وغیرہ سے ملاقات کی تھی اور دعوت اسما
مین انتہائی یاد و شہرت رکھتے تھے اگرچہ آپ حنفی المذہب تھے اور تمام باتون مین فقہ حنفی پر عمل کرتے تھے لیکن سفر
کی حالت مین ظہر و عصر اور مغرب و عشا کی نماز جمع کر کے پڑھا کرتے تھے اور اقتدا کی صورت مین امام کے پیچھے
سورہ فاتحہ پڑھتے تھے آپ ہم لوگون کو تاکیدی حکم فرمایا کرتے تھے کہ اپنی عورتون پر تنگی جائز نہ رکھو اور بعض
اُن خصوصی مسائل کا حکم کرو جنکی اجازت علماء حنفیہ نے دی ہی تاکہ وہ نہایت سہولت و آسانی کے ساتھ نماز
ادا کر سکین - شیخ ابو طاہر یہ بھی ذکر کیا کرتے تھے کہ لم یکن سیدی حسن العجمی بجمیل وکانت فی عینہ ھنة و
کان مع ذالک اذا قرأ الحدیث رءی علی وجھہ الانوار وصار کاجمل من رءی فی الدنیا وذلک سر قولہ صلی اللہ
علیہ وسلم نضر اللہ عبدا الحدیث یعنی میرے اُستاد شیخ حسن عجمی کائنات حسن کے لب لباب اور چندان
خوبصورت نہ تھے بلکہ اُن کی آنکھ مین ایک عیب بھی تھا لیکن یہ نہ صرف تعجب بلکہ حیرت کے ساتھ دیکھا جاتا
ہی کہ جب آپ حدیث پڑھنا شروع کرتے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا چہرہ پر انوار برس رہے ہین اور اُس وقت
دنیا بھر سے زیادہ خوبصورت دکھائی دیتے تھے غالبًا یہ اُس حدیث کا اثر معلوم ہوتا ہی جسے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اِن لفظون مین ادا فرمایا ہے کہ نضر اللہ عبدا سمع مقالتی ووعاہ یعنی خدا تعالی اُس بندہ کے
چہرہ کو ترو تازہ رکھے جو میری حدیث کو سنتا اور یاد رکھتا ہے -

شیخ حسن عجمی نے ایک رسالہ بھی تالیف کیا ہی جسمین اپنی تمام اسانید کو ضبط کر دیا ہی اور جس سے آپ کے علمی تبحر کی

قوت اور خداداد قابلیت بہت کچھ ثابت ہوئی ہے آپ ہر سال رجب کے مہینے مین مدینہ طیبہ کی زیارت کے لئے تشریف لایا کرتے اور مسجد نبوی مین بیٹھکر صحاح ستہ مین سے ایک کتاب بطریق سرد[1] ختم کرتے تھے اہل مدینہ آپسے حدیثین روایت کرتے تھے اور مجلس درس مین شیخ ابو طاہر قاری ہوتے تھے اگر کوئی دوسرا شخص قراءت کرتا تو آپ اُس سے خوش نہوتے۔

غرضکہ شیخ حسن عجمی اپنی خداداد قابلیت اور عام اخلاق کی وجہ سے تمام علماء حرمین محترمین مین عزت و وقعت کی نگاہون سے دیکھے جاتے تھے اور اہل مکہ ان کی بڑی تعظیم و توقیر سے پیش آتے تھے دنیاوی اعزاز اور مذہبی تقدس مین اس سے بڑھکر اور کیا درجہ ہوسکتا تھا کہ ایک مقدس و متبرک مقام کے متوطنون نے آپ کو اپنا مذہبی پیشوا تسلیم کیا تھا اور امامت کا وزنی و قیمتی تاج آپکے سر پر رکھا تھا جس کی وجہ سے شرفاء عرب اور سلاطین عجم کی گردنین آپکے سامنے جھک جاتی تھین۔

---

[1] واضح ہو کہ علماء حرمین کے نزدیک کتب حدیث کے درس کے تین طریقے مین ایک طریق سرد اور وہ یہ ہی کہ شیخ خود سامع ہو یا قاری کتاب کی تلاوت اس طرح کرے کہ اثناء قراءت مین نہ تو مباحث لغویہ کا ذکر چھیڑے نہ مسائل فقہیہ کو متعرض کرے اسماء رجال کی تحقیقات کرے نہ کلمات غریبہ کے حل کرنے کی طرف متوجہ ہو دوسرا طریق بحث و حل ہے وہ یہ کہ ایک حدیث کی تلاوت کے بعد شیخ ہر لفظ غریب اور مشکل ترکیب اور قلیل الورود اسم اور ظاہر الورود سوال اور منصوص علیہا مسائل پر توقف کرے اور ان تمام باتون کو متوسط تقریر سے حل کرے جب ایک حدیث کے متعلق یہ تمام مراتب طے ہولین تو آگے بڑھے اور دوسری حدیث پڑھنے کے بعد ان تمام امور کی رعایت کرے وعلی ہذا القیاس تیسرا طریق امعان و تعمق کا ہے اور وہ یہ ہی کہ شیخ ہر ہر کلمہ کے مناسبات و متعلقات اور ما لہا و ما علیہا کو بڑی بسط و شرح کیساتھ بیان کرے مثلاً کسی غریب کلمہ اور مشکل ترکیب کے توضیح مین قدیم زمانہ کے شعراء کے کلام سے شواہدات پیش کرے انکے استعمال کے مواقع و محال عمدہ طور پر ذکر کرے اسماء رجال کی تحقیق مین اُس قوم کے حالات اور اخلاق و عادات بالتفصیل بیان کرے اور مسائل فقہیہ کی منصوص علیہا مسائل پر تفریع کرے اور ہر مسئلہ کی تخریج کی طرف بالتصریح اشارہ کرے اور ادنے مناسبت کی وجہ سے عجیب و غریب قصے اور نادر و عبرت آمیز حکایتین نقل کرے علماء حرمین محترمین مین یہ تینون طریقے رائج ہین اور محدثین کے گروہ مین یہ تمام مراتب دیکھے جاتے ہین شیخ حسن عجمی اور شیخ احمد قطان اور شیخ ابو طاہر وغیرہ کا مختار و پسندیدہ طریقہ سرد ہی تھا لیکن نہ مبتدین اور عام لوگون کے لئے بلکہ خواص متبحرین اور منتہیون کی نسبت تاکہ سماع حدیث اور سلسلہ روایت جلد حاصل ہو اور باقی مباحث کا شروح حدیث مین مطالعہ کرین کیونکہ آج حدیث کا ضبط اور اُس کا مدار علیہ شروح حدیث ہی ہین۔ پھر اس مقام پر یہ بھی جاننا ضروریات سے ہی کہ محدث کے فرائض منصبی کیا ہین۔ جب کوئی محدث حدیث پڑھانے مین مشغول ہو تو اول رجال سند کے نامون کی تصحیح اور انکے معرفت و ثوق کے بعد حالات و واقعات کی توضیح کرے پھر مختلف المعنی چیز اُن حدیثون کی تاویل مین مشغول ہو جن مین بلحاظ چند احتمالون کی گنجایش ہو ان بعد فروع فقہیہ و اختلاف مذاہب فقہا اور مختلف روایات مین توفیق و تطبیق اور امعان و تعمق سے بعض حدیثون کو بعض پر ترجیح وغیرہ کا اچھی طرح بیان کرے اس وقت مرحوم کے اہل علما اگرچہ ان امور کی طرف مشغول نہ ہوتے تھے لیکن اب فقہا اور متکلمین بہت کچھ خوض و غور کرتے ہین مگر ان کی یہ بحث اور خوض و فکر بالکل بے سود ہی کیونکہ آج تمام متون کی شرحین موجود ہین اور مغلق حدیثون کے حواشی بڑی آب و تاب کے ساتھ لکھے جا چکے ہین اور جب یہ ہے تو امور مذکورہ بالا کی نہایت چندان ضروری نہین ربی واللہ اعلم ۱۲

**شیخ حسن عجمی کی بے مثل تواضع**

یہ جاہ وجلال اور عظمت وجبروت کے یہ تیہ شیخ حسن عجمی کے پیش نظر تھے لیکن باوجود اس شان و شوکت کے آپ کے مزاج میں غایت درجہ کا عجز وانکسار اور بے نظیر حلم ووقار تھا آپ اپنے مشائخ کی نسبت خصوصیت کے ساتھ انتہا درجہ کی تواضع برتتے تھے اور اُن کی مراعات خاطر اور اعزاز واحترام میں پلے درجہ کی کوشش کرتے تھے جس زمانہ میں آپ کے عروج وترقی کا ستارہ شہاب ثاقب بنکر خوب زور شور سے چمک رہا تھا اُس وقت آپ نے اور بھی عجز وخاکساری اختیار کی تھی اور ادنے ادنے آدمیوں سے تواضع اور انکسار کے ساتھ پیش آتے تھے۔

**شیخ حسن کا اپنے مشائخ کی نسبت احترام**

مشائخ کے اعزاز واحترام کا یہ حال تھا کہ آپ اُن کے سامنے گردن جھکائے بیٹھے رہتے تھے اور بجز کسی سخت ضرورت کے گفتگو کرنے کی جرأت نہ کرتے تھے چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ شیخ عیسے مغربی کی خدمت میں تشریف رکھتے تھے اکثر علماء حرمین مجلس میں موجود تھے اور لوگ اپنے شبہات وشکوک نمبروار پیش کر رہے تھے۔ شیخ حسن عجمی نے بھی جسارت کرکے دریافت کیا کہ یاسیدی اذا کان للانسان شیخ فھل له ان یدخل علی شیخ اخر۔ یعنی اے سید جب آدمی کا ایک شیخ ہو تو کیا اُسے جائز ہے کہ دوسرے شیخ کا معتقد بنجائے۔ شیخ عیسے مغربی نے جواب دیا کہ الاب واحد والاعمام شتی۔ شیخ حسن عجمی کو یہ جواب سُنکر دوبارہ دریافت کرنے اور اس جملہ کی تشریح کرانے کی جرأت نہ پڑی اور آپ بڑی خاموشی کے ساتھ سب کی باتیں سنتے رہے۔ حقیقت میں اہل مجلس کے لئے شیخ عیسی مغربی کا یہ جواب ایک پہیلی تھی جسکا بوجھنا سخت مشکل تھا اکثر اہل مجلس نے چاہا کہ اس معمے کو حل کریں لیکن کسی کو اتنی جرأت نہوئی کہ اس طلسم کی پردہ کشائی کرے انجام کار مجلس برخاست ہوئی اور سب لوگ اُٹھ اُٹھ کر اپنے مقاموں پر واپس جانے لگے اس وقت اکثر مشائخ شیخ حسن عجمی کے پاس آئے اور اس معمے کو حل کرنا چاہا آپ نے بہت ہی مختصر لفظوں میں اس جملہ کی یوں تفسیر کی کہ شیخ اول کی قدر ومنزلت جس کی وجہ سے انسان نے بیضہ بشریت سے خروج کرکے ملک اعلی میں قدم رکھا ہے بنسبت اور مشائخ کے بہت کرنا چاہیئے اور اُس کے ساتھ ہمیشہ نیکی وبھلائی سے پیش آنا چاہیئے جس طرح اپنے حقیقی والد کے ساتھ پیش آتا ہی اور دوسرے مشائخ کے ساتھ وہ معاملہ برتتے ہو اعمام کے ساتھ برتنا چاہیئے۔

شیخ حسن عجمی آخر عمر میں مکہ چلے آئے تھے اور یہیں توطن اختیار کرلیا تھا طائف میں ایک مدت تک گوشہ نشین رہے اور اسی مقام پر انتقال فرمایا حضرت ابن عباس کی تربت کے متصل مدفون ہوئے جس وقت آپ نے

دنیا سے منہ موڑکر سفر آخرت قبول کیا ہو اسوقت ۱۰۳۱ ہجری کا شروع تھا۔

# شیخ احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

آپ علم ظاہر و باطن دونون کو جامع تھے اور بہت سے مشائخ طریقت اور علمار شریعت کی صحبت سے فیضیاب تھے شیخ عبد الرحمن مجذوب سید محمد رومی۔ سید عبداللہ سقاف اور میر کلان بن میر محمود بلخی وغیرہ سے خرقہ صوفیہ زیب تن فرمایا محمد بن العلاء البابلی اور شیخ عیسی مغربی کے علاوہ اور بہت سے ائمہ اور فضلاء عصر سے حدیثین روایت کین۔ سماع بخاری اور موطا مین تسلسل روایت حاصل کیا۔ ابتدا نشو و نما کے زمانہ سے صلاحیت و دیانت اور علم و علما کی محبت اور اُن کے التزام صحبت اور مشائخ صوفیہ کے اعتقاد اور اُن کے اعمال و اشغال سے متصف تھے۔ اکثر مشائخ حرمین کی صحبت مین زمانۂ دراز تک مستفید رہے اور حرمین مین آمد و شد کرنے والون سے فیضیاب ہوئے۔ غرضکہ یہ بزرگوار مکہ معظمہ کے اعیان دولت اور رؤسا شہر مین ایک نہایت معزز و ممتاز شخص شمار کئے جاتے تھے اور برکت و استجابت دعوات مین مشہور و معروف تھے۔

شیخ عبد الرحمن نخلی ولد شیخ احمد نخلی روایت کرتے ہین کہ یہ عجیب اتفاق کی بات ہی کہ شیخ احمد نخلی کے والد کے ہان کوئی فرزند زندہ نہ رہتا تھا جسکی وجہ سے وہ ہمیشہ اندوہ و رنج مین گرفتار رہتے تھے اور کسی بات مین مزہ نہ آتا تھا لیکن جب شیخ احمد پیدا ہوئے تو اُنھون نے اکثر اہل اللہ سے مولود مسعود کی ترقی عمر کی استدعا کی اور استمداد و طلب ہمت مین انتہا سے زیادہ کوشش کی۔ شیخ احمد جب کسی قدر بڑے ہوئے تو ان کے والد بزرگوار ہمیشہ جمعہ کے روز شیخ تاج سنبھلی کی خدمت مین بھیجا کرتے شیخ تاج رحمۃ اللہ علیہ کو شیخ احمد سے دلی محبت پیدا ہو گئی تھی جب شیخ احمد آپ کی خدمت مین پہنچتے تو آپ انھین اپنی آغوش محبت مین لیکر دست شفقت سر پر بار بار پھیرتے اور اپنے متبرک انفاس سے مالا مال کر کے واپس کرتے اتفاق سے ایک روز شیخ احمد جون ہی شیخ تاج کی خدمت مین پہنچے اور آپ کی نظر مبارک اُن کے چہرہ پر پڑی تو آپ دریائے تامل مین محو ہو گئے از ان بعد اُس غلام سے کہلا بھیجا جو شیخ احمد کے ساتھ ہمراہ ہوتا تھا کہ هذا الطفل ليس مثلك بل هو افضل واسعد منك غير انه ليس له من العمر الا الشئ القليل یعنی یہ ہونہار اور بلند اقبال لڑکا تم جیسا نہیں ہے بلکہ تم سے افضل اور زیادہ بختاور ہی لیکن مجھے سخت افسوس سے کہنا پڑتا ہی کہ اُسکی عمر بہت تھوڑی ہے بلکہ یون سمجھنا چاہئے کہ اب اُسکی عمر طبعی ہو چکی ہے اور عنقریب خزان کا وقت آیا چاہتا ہے جب غلام شیخ احمد

سے والد بزرگوار کے پاس پہنچا اور حقیقت حال کا انکشاف کیا تو انہین سخت رنج ہوا اور اسی وقت غلام سے
فرمایا کہ تو ابھی شیخ کی خدمت مین حاضر ہو اور میری طرف سے یہ التماس کر کہ یا سیدی انی اعطیت عمر
ھذا الطفل و انی استشفع بک فی ھذا الامر یعنی اے سید مین اپنی عمر بخوشی اس لڑکے کو دیتا اور
آپ کو اس بارہ مین شفیع قرار دیتا ہون شیخ تاج نے جب یہ پیام سنا تو مراقبہ مین مشغول ہوئے اور ایک
ساعت کے بعد سر اٹھا کر فرمایا کہ جاؤ اپنے آقا سے کہدو کہ تمہاری نیت مقبول ہوئی اور خدا تعالی نے میری
دعا سُنلی اب تمہین صرف تین مہینے کی مہلت ہی اس مدت مین سفر آخرت کے لئے مستعد طیار ہو جاؤ چنانچہ
شیخ احمد کے والد بزرگوار اسی مدت مین عالم فانی سے انتقال کر گئے اور شیخ احمد زندگی کے نوے مرحلے طے
کر کے سفر آخرت قبول کیا۔

شیخ عبد الرحمن ولد شیخ احمد نخلی نقل کرتے ہین کہ معاملہ بیع و شرا اور داد و ستد مین۔ مین اپنے والد بزرگوار کا وکیل
تھا اور تمام دنیاوی معاملات اُنکی طرف سے مین ہی کیا کرتا تھا لیکن جب شیخ کی عمر طبعی کا خاتمہ ہونے کو ہوا اور
انتہا درجہ کا ضعف غالب آیا تو مجھے اندیشہ ہوا کہ مبادا شیخ کی حیات کا پیمانہ دفعۃً لبریز ہو کر چھلک پڑے اور آپکے
تمام قرضون کا بار میرے گردن پر رہی اس لئے مین ایک دن شیخ کی خدمت مین حاضر ہوا اور قرضخواہون کے
مطالبہ کی شکایت پیش کی اور عرض کیا مجھے خوف ہی کہ اچانک کوئی حادثہ پیدا ہو اور تمام دیون میرے ذمہ
باقی رہجائین اور میرے عزیز و قریب اس وکالت کا اعتبار نکرین۔ شیخ نے ایک نہایت خوش آیندہ تبسم کے
ساتھ فرمایا کہ برخوردار من! تم اس خدشہ کو اپنے دل مین راہ نہ دو مجھے کامل امید ہی کہ تاوقتیکہ مین اپنے تمام
قرضون سے سبکدوشی حاصل نہ کرلون اور میرے سارے دیون ادا نہو جائین دنیا سے رخصت نہون میرا
خیال ہے کہ جس رات کو کوئی قرضہ میرے ذمہ باقی نہین رہیگا وہی رات میری زندگی کی اخیر شب ہوگی اور
اُسی رات مین میرا جام حیات لبریز ہو کر چھلک جائیگا۔ شیخ عبد الرحمن کا بیان ہی کہ اس کے بعد جب آپ کی
وفات کا زمانہ قریب آیا تو تمام قرضون کی ادائگی دفعۃً کردی گئی اور جس رات آپکے ذمہ کسی کا قرض باقی
نہین رہا وہی آپکی عمر کی آخر شب تھی۔

شیخ احمد نخلی فرماتے ہین کہ طریقہ خلوتیہ مین میرے شیخ۔ جناب شیخ عیسے بن کنان خلوتی تھے جب اُنھون نے
مجھے طریقہ خلوتیہ کی اجازت دی تو مجھے مکہ معظمہ مین علی رؤس الاشہاد اپنا خلیفہ مقرر کیا اور اس طریقہ کے تمام
پیرؤون سے میرے لئے خلافت کا معزز لقب حاصل کیا تاکہ تمام خلوتی میرے پاس جمع رہین اور نماز تہجد کے بعد

اُن اوراد و وظائف مین مشغول رہین جواس فرقہ مین رائج ہین شیخ عیسی کی ان بے اندازہ مہربانیون اور کرم ہائے نمایان سے مجھے بیحد خوش ہونا چاہیے تھا لیکن حقیقت یہہ ہی کہ اس کے بعد مین ہمیشہ متردد رہا اور مجھپر گویا غم کا لشکر ٹوٹ پڑا کیونکہ ابتدا سے میرا میلان طبع طریقہ نقشبندیہ کی طرف تھا اور اسی طریقہ کو مین دوست رکھتا تھا مجھے اس وقت سب سے بڑی اور سخت مشکل کا سامنا یہ تھا کہ شیخ کی مخالفت نہ کرسکتا تھا اور اُن کے خلاف ارشاد کسی کام کرنے کی مجال نہ تھی آخر کار مین نے مجبور ہوکر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب توجہ کی اور اُسی سال روضہ مقدسہ کی زیارت سے مشرف ہوا جمعہ کے روز نماز جمعہ سے پیشتر مین نے جناب نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ گویا آپ خلفاء اربعہ کی مختصر سی جماعت کو ساتھ لیے ہوئے زیارت عثمانیہ مین تشریف لائے ہین مین یہ دیکھکر اُس طرف دوڑا اور آپ کے نیز خلفاء کرام کے دست مبارک کو بوسہ دیا اور بالترتیب ہر خلیفہ کی ملاقات سے مشرف ہوا - جناب رسول عربی صلے اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور ایک جدید سجادہ کیطرف جو آپکے قبر شریف کے سرہانے اور صف اول کے محاذاة مین بچھا ہوا تھا لائے اور فرمایا هذه سجادة الشيخ تاج اجلس عليها یعنی یہ شیخ تاج کا سجادہ ہی تمہین اسپر بیٹھنا چاہیے جب مین خواب سے بیدار ہوا تو معلوم کیا کہ اس سے اشارہ طریقہ نقشبندیہ کی طرف ہی گویا آپ اسی طریقہ کی اجازت دیتے ہین -

## شیخ عبد اللہ بن سالم البصری ثم المکی

شیخ عبد اللہ بن سالم البصری

اس فاضل اجل عالم بے بدل نے کتب حدیث کی اشاعت و توسیع مین جس مستعدی اور سرگرمی کے ساتھ کوشش کی اُس کے بار احسان سے علماء دنیا کو سر اُٹھانے کی جگہ نہین ہی سچ یہ ہے کہ علم حدیث کے مردہ قالب مین شیخ عبد اللہ ہی نے ایک نئی اور تازہ روح پھونکی ہی - مسند امام احمد کا کامل نسخہ دائرہ گمنامی مین روپوش ہوگیا تھا اور قریب تھا کہ سطح زمین پر کوئی کامل نسخہ دستیاب نہ ہوسکے مگر شیخ نے اپنی عالی ہمتی اور فراخ حوصلگی سے مصر و عراق اور شام وغیرہ کے علمی خزانون سے اس کے متفرق اور پراگندہ اجزا جمع کئے اور سب کو ملا کر ایک نسخہ مرتب کیا از ان بعد اول سے آخر تک ایک غائر نظر ڈالی اور صحیح کرکے اُسے اصل قرار دیا اُسی طرح کتب صحاح ستہ کے مختلف اور متعدد نسخے جمع کرکے ایک مجموعہ مرتب کیا اور بڑی محنت و جانفشانی سے صحیح کرکے طالبان فن مین شائع کیا نسخہ نبویہ اپنی قلم سے لکھا اور اصل سے بہتر لکھا صحیح بخاری کی ایک نہایت بسوط

اور جامع شرح تصنیف کی اور اُسکا نام ضیاء الساری رکہا اور اسوقت تمام ممالک اسلامیہ مین موجود ہے ایک عرصہ ہوا کہ یہ شرح مطبوع بھی ہوچکی ہی اور اکثر طلبہ کے پاس دیکھی جاتی ہے ضیاء الساری کے دیکھنے سے شیخ عبد اللہ کی لیاقت اور پولٹیکل قابلیت بہت کچھ ثابت ہوتی ہے۔

مین نے خود اس شرح کو دیکھا ہے اور اکثر مقامات پڑہے ہین حقیقت مین جو باریکیان اور نکات اس خاص فن مین آپنے بیان کئے ہین اُن کی نظیر سے بخاری کی دوسری شروح بالکل خالی ہین علم حدیث کے غوامض دقایق کے علاوہ مسائل فقہیہ کی ایسی تنقیح و توضیح کی ہے جس کی نظیر کہین نہین ملسکتی - جو لوگ کتاب و سنت سے خاص دلچسپی رکہتے اور انکی معلومات علوم حدیث مین بہت وسیع ہین ضیاء الساری کو دیکہکر فوراً یہ نتیجہ نکال سکتے ہین کہ حقیقت مین شیخ عبد اللہ فن حدیث کا ایسا علامہ ہی جس کی مثال اُس عہد مین اور کوئی نہین پائی جاتی - ایک اندازہ کرنے والا دماغ اور جانچنے والی عقل شیخ کی اس تصنیف کو دیکہکر بلا تامل کہہ سکتی ہے کہ بیشک آپ علم حدیث کے جولانگاہ کے شہسوار ہین اور اس فن مین وہ وسعت نظر اور علمی تبحر رکہتے ہین جو ایک مجتہد اور ماہر فن کے لئے ضروری ہی -

لیکن نہایت افسوس سے کہا جاتا ہی کہ شیخ اس شرح کو ضعف پیری کی وجہ سے پورا نہ کرسکے اور آپ کی زندگی مین اسکی تکمیل نہین ہوئی اگر یہ شرح شیخ کی قلم سے پوری اور کامل ہوجاتی تو ایک بینظیر اور لاثانی شرح ہوتی اور اُس کے مقابلہ مین بخاری کی کسی دوسری شرح کی ضرورت نہین پڑتی خلاصہ یہ کہ آپنے اپنی تمام عمر روایت کتب حدیث مین صرف کی اور اسی بحث و تنقیح مین ہمیشہ مشغول و مصروف رہے اور واقعی بات یہ ہی کہ اس متاخر زمانہ مین ایک آپ ہی حافظ حدیث اور ضابط[۱] روایت تھے۔

---

[۱] ضبط حدیث کے طریقے امت مرحومہ مین تین حال پر گذرے ہین پہلا حال یہ تہا کہ صحابہ اور تابعین کے عہد مبارک مین لوگ حدیثین زبانی یاد کرتے تھے اور اُسوقت ضبط حدیث صرف جودت ذہن اور قوت حافظہ پر موقوف تہا دوسرا حال یہ تہا کہ تبع تابعین اور اوائل محدثین کے زمانہ سے طبقہ سابعہ اور ثامنہ تک لوگ حدیثون کو لکہتے تھے اُسوقت ضبط حدیث تحسین خط اور نقاط و حرکات سکنات تصحیح حروف اصول صحیحہ سے مقابلے وغیرہ پر منحصر تہا تیسرا حال یہ تہا کہ حفاظ حدیث نے علم الرجال اور الفاظ مشکلہ و غریبہ کے ضبط مین بڑی بڑی مبسوط اور مشرح کتابین تصنیف کین اور مفصل شرحین لکہین اور ان مین اُن مسائل سے تعرض کیا جو علماء حدیث کے عنصر سمجھے جاتے ہین پس اب ضبط حدیث کا صرف یہ طریقہ باقی رہگیا کہ دانف حدیث مبسوط تصانیف و شروح کو پیش نظر رکہکر ان کے مطابق حدیثین روایت کرے یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ مین اہل حدیث نے تساہل اختیار کیا ہی اور قدیم زمانہ مین جسقدر متقدمین تشدد کرتے تھے اسی قدر متاخرین نے تساہل برتا اور حفظ و نقل کو چھوڑ کر صرف خط پر اکتفا کیا گیا اسلئے انہین اجازت مجرد وغیرہ کا رواج جاری ہوا بخلاف طبقات سابقہ کے کہ انہین یہ طریقہ مروج نہ تہا خلاصہ یہ کہ ضبط کا یہ طریقہ شیخ عبد اللہ بصری کے نزدیک کمال کی ایک بہت بڑی اور اعلی درجہ کی شاخ تہی اور اس سلسلہ کے باقی رہنے کے آپ ہی باعث تھے - شیخ ابو طاہر محمد بن ابراہیم کردی مدنی رحمۃ اللہ اور بہت سے علما

آپ بچپن کے زمانہ سے تحصیل علوم کی طرف راغب اور علما وفضلا کی صحبت کو مغتنم سمجھتے تھے اتقاد
پرہیزگاری اور ورع وصلاح کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے ہوئے تھے ہر روز قرآن مجید کے دس سپارے
پڑھنا آپ کا دستور تھا اور وہ بھی سرسری طور سے نہین بلکہ امعان وتدبر سے لیکن جب بڑھاپے کا ضعف
آپ پر غالب ہوا تو طاقت کے مطابق تلاوت مین مصروف رہنے لگے غرضکہ کوئی وقت ایسا نہ تھا
جس مین آپ درس یا تلاوت یا نماز وعبادت مین مصروف نہ ہوتے ہون۔

شیخ عبداللہ کی واجب التعظیم والد شیخ سالم اگرچہ شریف مکے کے دربار مین ایک معزز وممتاز عہدہ پر مامور تھے
اور بیشمار دولت وحشمت رکھتے تھے اور اپنے فرزند رشید کی بہت کچھ خدمت کرتے تھے لیکن شیخ عبداللہ
ہمیشہ فقیرانہ حالت مین زندگی بسر کیا کرتے اور اسی حالت مین رہنا پسند کرتے تھے۔ آپنے کعبہ معظمہ کے
جوف مین دو مرتبہ صحیح بخاری ختم کی ایک دفعہ اسوقت جب لوگ کعبہ کی ترمیم مین مصروف تھے دوسری
مرتبہ اُس زمانہ مین جب کعبہ کے دروازہ کی تعمیر ہو رہی تھی۔ مسند امام احمد بن حنبل کی تصحیح وحج
کے بعد مسجد نبوی مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے سرہانے بیٹھکر درس دیا اور چھپٹے روز ختم کردی
جب آپ حدیث کی قرارت کرتے تو تمام علما حرمین اور مشائخ صوفیہ مجلس مین موجود ہوتے اور جبتک
پڑہتے سب گردنین جھکائے خاموشی کے ساتھ سنتے۔ حدیث پڑہتے وقت لوگون کو معلوم ہوتا کہ گویا
آپ پر وحی اُتر رہی ہے۔

شیخ نے طول طویل عمر پائی اور سب مرضیات الٰہی مین صرف کی عام طور پر دیکھا جاتا ہی کہ جب انسان
زیادہ ضعیف اور بوڑہا ہو جاتا ہی تو اُس کے اعضا وحواس ایک ایک کرکے جواب دیتے جاتے اور تن
بدن قُوی مضمحل ہوتے جاتے ہین لیکن بڑی خوشی کی بات ہی کہ جناب شیخ عبداللہ صاحب باوجود اس
ضعف وبڑہاپے کے بالکل ویسے ہی توانا وتندرست تھے جیسے عالم شباب مین آپکے عقل وفراست جودت ذہن حفظ
وضبط صحت حواس مین سرمو تفاوت نہ آیا تھا البتہ قوت سامعہ مین کچھ فتور پیدا ہو گیا تھا۔ آخر عمر مین
شیخ عبداللہ مغربی نے آپ سے صحاح کی چھوٹوں کتابین نہایت تعمق وتدبر کے ساتھ پڑہین اور اکثر اہل
مکہ نے سماع حدیث کی۔ آپ نے رجب کی چوتھی تاریخ ۱۱۳۴ھ ہجری مین انتقال کیا اور دنیا مین ایک جیتا
جاگتا اثر چھوڑا۔

---

یہ مشائخ صوفیہ اور علماء محدثین وہ ہین جن مین کے بعض حضرات سے جناب مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے

حرمین محترمین میں المشافہ حدیثیں روایت کیں اور سند و اجازت حاصل کی خرقہ صوفیہ زیب بدن فرمایا اور بعض وہ ہیں جن کے واسطہ سے آپ تک اسناد حدیث اور خرقہ صوفیہ کا سلسلہ پہنچا۔ اس مابین سفر میں شاہ صاحب کا اور کوئی ایسا واقعہ یا قابل ذکر نہیں ہے جو ناظرین کے سامنے پیش کیا جائے لہذا اب میں جناب شاہ صاحب کے اس مقدس و مبارک سفر کے حالات ختم کرتا ہوں کیونکہ تاریخ کے صفحات پر آگے اندھیرا چھایا ہوا ہے جو چند واقعات قلم بند ہو چکے ہیں معزز ناظرین ان ہی کو غنیمت جانیں اب آپ کے واپسی سفر کے حالات نہایت مختصر الفاظ میں تحریر کئے جاتے ہیں۔

واپسی سفر کے حالات

## شاہ صاحب کے واپسی سفر کے واقعات

جب جناب مولانا شاہ ولی اللہ صاحب علماء حرمین محترمین سے اسناد حدیث حاصل کر چکے اور مشائخ صوفیہ سے فیض صحبت اٹھا چکے تو اخیر ۱۱۴۴ ہجری میں دوبارہ ارکان حج ادا کئے اور ابتداء ۱۱۴۵ھ میں وطن مالوف کی طرف متوجہ ہوئے۔ چنانچہ اسی سنہ کی چودھویں رجب جمعہ کے دن صحت و سلامتی کے ساتھ دہلی میں رونق افروز ہوئے اور اپنے خاص مکان میں سکونت اختیار کی۔ شہر کے عموماً باشندے اور نامی گرامی فضلا خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور آپ نے نہایت خندہ پیشانی اور مراسم تپاک سے سب سے ملاقاتیں کیں۔ عام ملاقاتوں اور سفر کی کسل و کاہلی کے اتر جانے کے بعد آپ نے مدرسہ رحیمیہ میں قدم رکھا اور علم حدیث کے درس میں مشغول ہوئے۔ سینکڑوں طالبان حدیث ایک ایک وقت میں علم حدیث پڑھتے اور اجازت و سند حاصل کر کے واپس جاتے۔

غرضکہ شاہ صاحب اس شان و شوکت سے ایک زمانہ تک علم حدیث کی درس و تدریس کرتے رہے اور اس استغراق و محویت کے ساتھ کہ ہر دن کے بہت تھوڑے حصہ میں وعظ و افتا اور فصل خصومات میں مصروف رہتے اور باقی اوقات درس طلبہ اور تکمیل تلامذہ میں صرف کرتے ملنے جلنے والوں اور باہر سے آمد و رفت کرنے والوں کو رات دن میں کوئی ایسا موقع بہت ہی مشکل سے ملتا جس میں آپ ان باتوں سے خالی نظر آتے۔ اب آپ کے علمی تبحر کا ستارہ اور بھی چمک گیا تھا اور حدیث کے اصل جاہ و جلال کا گھر یہی ایک جلیل القدر خاندان تسلیم کیا جاتا تھا اسوقت جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کی ڈالی ہوئی بنیادیں آسمان تک پہنچ گئی تھیں اور شاہ صاحب کی کوششوں سے یہ بیت العلم عجیب شان و شوکت اور سج دھج سے آراستہ ہو گیا تھا

صاحب اتحاف جناب شاہ ولی اللہ صاحب کے علم و فضل اور اشاعت حدیث کی نہایت اولعت اور
وزنی لفظون مین تعریف کرتے ہین اور حقیقت مین وہ ایک علی درجہ کا یہ تو ہیے وہ اس تقریر سے ادا کرتے
ہین کہ جناب شاہ صاحب کا علوم متداولہ مین وہ پایہ تہا جسکا شمہ بہی بیان کر نیسے انسانی طاقت عاجز علیحدہ
ہی آپ فنون عقلیہ مین وہ دستگاہ رکھتے تھے جسکا عشر عشیر بہی دوسرون کو نصیب نہ تھا قطع نظر ان تمام علوم
کے حدیث مین اپنے تمام ہمعصرون سے امتیازی قوت رکہتے تھے اور اس علم مین مقتدائے وقت اور فرد
شمار کئے جاتے تھے آپ کی تقریر مین اس بلا کا جادو تھا کہ موافق و مخالف پر اُسکا اثر برابر پڑتا تہا۔ ابتدائی
زمانہ سے اگرچہ آپکے فضل و کمال کے جھنڈے ایک عالم مین گڑ چکے تھے اور آپ کے نام کا امتیازی
پھریرا ہندوستان ہی لیکر عرب و عجم تک برابر اُڑ رہا تھا لیکن جب آپ عرب کے مقدس و مبارک سفر سے
واپس تشریف لائے اور علم حدیث کی اور بھی اشاعت دی تو اب آپ اپنی عام مقبولیت کے سبب سے بھی
ہر دلعزیز ہو گئے اور اعزاز و اقتدار کا آفتاب پوری تابانی کے ساتھ چمکنے لگا حقیقت مین جناب شاہ ولی اللہ
صاحب کا درسگاہ اسوقت علوم حدیث و تفسیر کا مخزن اور حنفی فقہ کا سرچشمہ تھا اس مقدس اور شریف علم کی
خدمت جس قدر آپسے وجود پذیر ہوئی واقعی بات یہ ہی کہ ہندوستان مین کوئی شخص اسکا دعویدار نہین ہو سکتا علم
بالحدیث کا بیج ہندوستان کی بنجر اور ناقابل زمین مین آپکے والد بزرگوار جناب شیخ عبدالرحیم صاحب نے ڈالا اور
آپنے اپنی ان تھک کوششون سے اسے یہان تک سینچا کہ چندہی روز مین اُسکا ایک پودا اُگا اور سرسبز
و شاداب ہوکر لہلہانے لگا اور اُسکے پھل پھول سے لوگ گو دیان بھر بھر کیجانے لگے اسے ہندوستان کی بڑی
خوش نصیبی کہنا چاہیے کہ جہان علم حدیث کا نام نشان تک زبان پر نہ لیا جاتا تھا آج اُسکے گلی گلی اور کوچہ کوچہ
مین علم حدیث کے آوازے سنے جاتے ہین"

# شاہ صاحب کے عام اخلاق و عادات وغیرہ

عام اخلاق و عادات وغیرہ

جناب مولانا شاہ ولی اللہ صاحب کی ابتدائی حالات اور زمانہ کمسنی کے واقعات ہم پہلے کسی قدر بسط کیساتھ بیان
کر آئے ہین یہان اُنہین دوبارہ بیان کر کے اپنے تذکرہ کو طول دینا نہین چاہتے مختصراً یہ ہی کہ آپ کا بچپن بالکل انوکھا
اور نرالا تہا عموماً دیکھا جاتا ہی کہ نوعمری کے زمانہ مین بچے اپنی ناز بردار والدین سے طرح طرح کی طفلانہ ضدین اور
موقع بے موقع ہٹین کیا کرتے ہین مگر ناظرین کو تعجب ہوگا جب یہ بیان کیا جائے گا کہ شاہ صاحب نے کمسنی کے

زمانہ مین بھی کسی چیز کی ہٹ نہین کی نہ کبھی کوئی ایسی بات ظاہر ہوئی جس سے اوپر والون کو آپکی شکایت
کرنے یا گلہ کرنے کا موقع ملا آپکے ادب کا یہ حال تھا کہ اپنے سے بڑی عمر والے شخص سے سر اُٹھا کر بات نہین
کی اور اگر کسی نے کچھ پوچھا تو نہایت متانت و سنجیدگی کے ساتھ نیچی گردن کرکے جواب دیا - والد سے کبھی
نظرین ملا کر بات نہین کی سامنے پاؤن پھیلا کر کبھی نہین بیٹھے۔ بات کی تو خوشامدانہ تبسم کے ساتھ اور
کسی چیز کی خواہش ظاہر کی تو عاجزانہ تہذیب کے ساتھ آپ بچپن کے زمانہ مین وہ دانشمندانہ اور بھاری بھرکم
پنے کی باتین کرتے تھے کہ دیکھنے والون کے دل ایک بے اختیاری کے ساتھ آپکی طرف مائل ہوجاتے تھے

شاہ صاحب کا بچپن

شاہ صاحب کا بچپن معمولی کھلنڈرے بچون کی طرح نہین تھا آپ اپنے ہمعمر بچون کے ساتھ کبھی گھر سے باہر نہین
کھیلے نہ سیر و تفریح مین اپنا وقت ضائع کیا۔ ہمیشہ ایک دہشت آمیز تفکر آپ پر طاری رہتا اور اسی مین صبح
سے شام تک مصروف رہتے ایک دن کا ذکر ہے کہ آپکے عزیز و قریب کسی باغ مین سیر کیلئے گئے اور شاہ صاحب
کو بھی ہمراہ لیتے گئے جب آپ وہان سے واپس آئے تو آپکے والد بزرگوار نے اپنے پاس بلایا اور دست
شفقت سر پر پھیر کر فرمایا فرزند من! تم نے آج رات دن مین کیا چیز حاصل کی دیکھو ہم نے اتنی دیر مین اس قدر
ورد پڑھے جون ہی شاہ صاحب نے والد بزرگوار کی زبان مبارک سے یہ لفظ سنے شرمندگی کی وجہ سے
پسینہ پسینہ ہوگئے اور سیر و تفریح سے توبہ نصوح کی اور اس کے بعد پھر کبھی گھر سے باہر نہین نکلے۔
آپکے مزاج مین سادگی اس درجہ تھی کہ والدین سے کبھی کسی بات کی خواہش ظاہر نہین کی جو کھانا ملا نہایت
مسرت و خوشی سے کھالیا جو کپڑا میسر ہوا پہن لیا آپکے لب کبھی اس بات سے آشنا ہی نہین ہوئے کہ یہ کپڑا
مجھے ناپسند ہے اور اس قسم کا کھانا مرغوب نہین ہے خلاصہ یہ کہ جب ہم شاہ صاحب کے ابتدائی زمانہ کے واقعات
پر سرسری نظر ڈالتے اور آپ کی طفلانہ حرکات کا اجمالی خاکہ کھینچتے ہین تو ہمین ایک نہایت ہی دلکش اور جاہ و
جلال سے بھرا ہوا سین نظر آتا ہے واقعی بات یہ ہے کہ فطرت جس شخص کو اپنی بانکی اور ہنر کا نمونہ بنانا چاہتی
ہے اسکا خمیر پہلے ہی سے کچھ ایسا قابل بنتا ہے جس پر تجلیات ربانی کا بخوبی عکس پڑتا ہے شاہ صاحب اس
وقت تک گو کسی شرعی قانون کی پابندی پر مجبور نہ تھے نہ کسی دینی بات کا ہنوز کوئی سبق پڑھا تھا لیکن پھر
بھی اس ہونہار بلند اقبال خوش قسمت کی ایک بات قانون شرع کے مخالف نہ تھی - حال کے مورخون نے
شاہ صاحب کے بچپن کے جو واقعات قلمبند کیے ہین اگرچہ وہ بظاہر مبالغہ معلوم ہوتے ہین لیکن حقیقت مین
شاہ صاحب کا بچپن نہایت حیرت انگیز تھا جس قدر لوگون نے آپ کے اوصاف حمیدہ مین لکھا ہے ہمین

کچھ بھی مبالغہ اور عبارت آرائی نہین ہی بلکہ آپکے نفس الامری اور اصلی واقعات ہین۔
یہی وہ باتین تھین جنھون نے جناب شیخ عبدالرحیم صاحب جیسے مستغنی المزاج کو اپنا گرویدہ و فریفتہ کرلیا تھا۔ رحیم الطبع شیخ اپنے اِس ہونہار اور بلند اقبال فرزند سے نہایت ہی محبت رکھتے اور انتہا سے زیادہ مہربانیون سے پیش آتے تھے چنانچہ خود جناب شاہ ولی اللہ صاحب اپنی قلم مبارک سے لکھتے ہین کہ میرے والد بزرگوار اپنی تمام اولاد مین مجھسے زیادہ محبت رکھتے تھے اور اکثر اوقات خلوت و جلوت مین اس فقیر کی طرف التفات خاص فرماتے تھے جب مجھے دیکھتے بیحد خوش ہوتے اور تلطف آمیز لہجہ مین یون فرمایا کرتے ابھی مین صغیر سن ہی تھا کہ آپ مجھے اپنے پاس بٹھاکر فرمایا کرتے تھے کہ فرزند من! میرے دل مین بے اختیار یہ بات پیدا ہوئی ہی کہ ایک ہی دفعہ تمام علوم و فنون تمہارے دل مین ڈالدون اور اسی کے ساتھ ایک ایسا جوش پیدا ہوتا ہی جسے مین بہت مشکل سے بٹھا سکتا ہون اس کے بعد جناب شاہ صاحب فرماتے ہین کہ بمقابلہ اور بھائیون کے جو خدا تعالے نے اس فقیر کو علمی کمالات کا زیادہ سرمایہ عطا کیا وہ حقیقت مین جناب والد بزرگوار کے سایہ عاطفت اور آغوش تربیت مین پلنے کا صدقہ اور آپکے نفس مبارک کا اثر ہے ورنہ اس فقیر نے تحصیل علوم مین چندان محنت و جانکاہی نہین کی۔

عالم شباب

شاہ صاحب کے بچپن کا زمانہ جیسا پیارا اور دلفریب تھا ویسا ہی جوانی کا عالم نہایت ہی مبارک اور خوش آیندہ تھا اکثر آدمی عالم شباب کی ترنگ مین کج خلق اور مغلوب الغضب ہوجاتے ہین لیکن یہ نیک نہاد کریم الطبع نوجوان اس وقت بھی خُلق مجسم تھا جس کے عام اخلاق اور ذاتی خوبیون نے ایک عالم کو اپنا گرویدہ کرلیا تھا اور جس کی شریفانہ چال اور مہذبانہ طرز و روش نے تمام لوگون کے دلون پر قبضہ کرلیا تھا اسوقت شاہ صاحب کی فراخ اور نصیبہ ور پیشانی مین خلق عظیم کا قیمتی جوہر اس طرح دمک رہا تھا جیسے فانوس مین شمع یا قمقمہ مین چراغ آپ کی خوش خلقی تکلف اور بناوٹ کی رنگ سے رنگین نہ تھی جو لوگون کے دل پر چانے یا امرا و رؤسا کے خوش کرنے کے لئے استعمال مین لائی جاتی بلکہ فطری اور قدرتی تھی یہی وجہ تھی یہ حالت اور ہر موقع پر ایک ہی رنگ مین نظر آتی تھی۔

شیخوخت

آپ کی کہولت کا زمانہ عجیب و غریب زمانہ تھا جو بچپن اور جوانی کے دونون زمانون سے زیادہ مبارک اور خوش آیندہ تھا جو قوت ہودت اور علامت روی اُسوقت تھی وہی اب بھی ہے بلکہ تجربہ کی شان و شوکت اور پختہ کاری کی سرپرستی نے اسوقت اسے اور بھی چمکا دیا ہے جو عجز و انکساری اور تواضع اُن

اخلاق عالم شباب مین تھی وہی اس بڑھاپے کی حالت مین موجود ہین جیسی درس وتدریس کی گرم بازاری پہلے بھی تھی وہی اب بھی باقی ہے زہد واتقا خداپرستی وطاعت گذاری مین جو اُسوقت مستعدی وسرگرمی تھی وہی اس کمزوری اور ضعف کے وقت بھی ہے غرضکہ شاہ صاحب کے تینون زمانہ کے حالات زندگی دنیا کی بالکل اعجوبہ اور جہان سے نرالے تھے اور آپ کا یہ زمانہ ہر طرح سے قابل مبارکباد تھا

فضل وکمال

فضل وکمال اور علمی حیثیت سے جناب شاہ صاحب جس قدر ومنزلت کی مستحق تھے اگرچہ اُنکی نظیر آج باوجود تلاش وتجسس کے کہین نہین ملتی لیکن حدیث وفقہ کے لحاظ سے علماء وقت نے آپ کو مجتہدین فن کے دوسرے درجہ مین جگہ دی ہے چنانچہ ایک فاضل مورخ آپ کی فضل وکمال کی نسبت اپنی رائے یون ظاہر کرتا ہے "جناب مولانا شاہ ولی اللہ صاحب کی شہرت اگرچہ زیادہ تر تفسیر وادب مین ہی لیکن آپ حدیث وفقہ مین بھی درجہ اجتہاد رکھتے اور مجتہدین فن مین شمار کیے جاتے تھے، حقیقت مین شاہ صاحب کی تاریخ زندگی مین جو چیز سب سے زیادہ قابل فخر اور باعث بقائے دوام ہے وہ آپ کے علمی کارنامے ہین جو خصوصیت کے ساتھ حال کی تاریخون مین جستہ جستہ مذکور ہین اگر ہم آپ کی زندگی کے تمام علمی کارنامون اور واقعات پر نظر ڈالتے ہین تو وہ اس کثرت سے پائے جاتے ہین کہ اگر فیصدی دو کا بھی انتخاب کیا جائے تو بھی حیات ولی کی وسعت اُن کے لئے کافی نہین ہوسکتی لہذا ہم اُن واقعات کو قلم انداز کرتے اور صرف وہ حالات معزز ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہین جو آپ کی لائف کے مغز اور مختلف آثار کا مختصر انتخاب یا سچا فوٹو ہی۔

علماء مورخین نے جناب شاہ صاحب کو علم حدیث وفقہ کے اعتبار سے مجتہدین فن کے بعد دوسرے درجہ مین جگہ دی ہی ورنہ وہ کونسا علم تھا جس مین شاہ صاحب کو تجر نتھا کلام وادب جو عربیت کا بہت بڑا جوہر ہے اسمین آپ کو وہ کمال حاصل تھا جو آجتک ماہرین فن کو تسلیم ہی آپکے علمی مناظرون کے دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ متقدمین شعراء کے اشعار بکثرت یاد تھے جو سند کے بہر موقع پر برجستہ پیش کرتے تھے مذہبی اور متداول علوم کے انتساب کو اگر الگ کردیا جائے تو بھی ادیبون اور متکلمین کی فہرست مین آپ کا نام نہایت روشن اور جلی حرفون مین نظر آتا ہی غرضکہ شاہ صاحب کی ہمہ دانی نہایت حیرت انگیز ہے حدیث تفسیر فقہ ادب کلام سیر مغازی معانی وغیرہ مین آپ کا شمار مجتہدین فن مین ہوتا تھا اور اس کے سوا اور بھی بہت سے علوم تھے جن مین آپ کی نظر نہایت وسیع اور غائر تھی علم لغت مین آپ سے زیادہ کوئی عالم نہ تھا اور اس فن خاص مین جو درجہ متقدمین مین صاحب قاموس کو تھا وہی رتبہ متاخرین مین شاہ صاحب کو تھا۔

حدیث وتفسیر اور دیگر مذہبی علوم کی ترقی دینے مین اگرچہ بعض مورخون نے جناب شاہ صاحب کا نمبر حضرت
شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے پیچھے رکھا ہی لیکن ہم سابق مین لکھ آئے ہین کہ شاہ صاحب اس قابل ہین کہ اس
فہرست مین آپکا نام شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے پہلے لکھا جائے کیونکہ جس زمانہ مین علم حدیث وتفسیر کا بیج
ہندوستان مین ڈالا گیا اور اصول تفسیر وحدیث کی بنیاد قائم کی گئی اسوقت بجز خال خال لوگون کے اور سب
لوگ اِن علوم سے ناآشنا تھے۔ لیکن جناب شاہ ولی اللہ صاحب کی اَن تھک کوششون اور سرگرمیون سے
اِن علوم کی اسقدر اشاعت ہوئی کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی ڈالی ہوئی بنیادین آسمان سے باتین کرنے
لگین اور پھر یہ شوق ملک مین عام ہوگیا تفسیر وحدیث کا چرچا گھر گھر پھیل گیا اور ہر طبقہ کے لوگون کی زبانون
پر قال اللہ وقال الرسول جاری ہوگیا۔

ایک قابل تاریخ نویس کا ریمارک

چنانچہ ایک تذکرہ نویس فاضل جناب شاہ ولی اللہ صاحب کے فضل وکمال اور علمی تبحر پر ریمارک کرتے ہوئے
لکھتا ہی کہ ہندوستان مین اسوقت تک فقہ تصوف اور معقولات کا بہت رواج تھا اور قرآن وحدیث
کا چرچا کم تھا گیا رہوین صدی ہجری مین صرف شیخ عبدالحق محدث دہلوی ایک ایسے بزرگوار شخص تھے جنھون نے
حدیث کی اشاعت درس وتدریس اور تصنیف وتالیف کے ذریعہ سے کی اور ان کی کتابین بھی ایسی مقبول ہوئین
کہ اب تک نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہین مگر ان کے بعد اس سلسلہ مین کچھ ترقی نہین ہوئی عام و
خاص پیر پرستی اور بادہ تقلید مین مقید اور صدہا قسم کے توہمات مین گرفتار تھے کہ اس اثنا مین خدا تعالی نے
شرک اور بدعت کی تردید اور سنت نبوی کی ترویج کے واسطے شاہ ولی اللہ کو اُٹھا کھڑا کیا انھون نے قرآن وحدیث
کی اشاعت مین خوب کوشش کی قرآن مجید کے مطالب کا سمجھنا اب تک تفاسیر پر منحصر تھا اور علما اسکو اپنا
حصہ سمجھے بیٹھے تھے آپ نے قرآن کا ترجمہ فارسی مین کیا اور لفظون کی رعایت سے ایسا مطلب خیز ترجمہ
کیا کہ عام لوگون کو کلام الہی کا سمجھنا آسان ہوگیا باوجودیکہ اس ترجمہ کی عمر ڈیڑھ سو برس سے زائد ہوگئی ہے
اور اشاعت علوم وفنون خصوصًا ترجمہ کا دریا ترقی کی لہرین مار رہا ہے مگر اس ترجمہ پر کسی کو دم مارنے کی طاقت
نہین ہوئی یہ ترجمہ قرآن مجید کے بین السطور مین تحریر ہوکر مرات وکرات ہندوستان کے متعدد مطابع مین چھپ
چکا ہی اور ہندوستان سے لیکر کوہ ہمالیہ تک مقبول خلائق ہی۔ علوم خمسہ قرانیہ اور تاویل مقطعات اور رموز
قصص انبیا مین فوز الکبیر شرقًا غربًا فتح الخبیر اور تاویل الاحادیث ایسے عمدہ اور مختصر رسالے ہین جنھون نے بڑی بڑی
تفاسیر کے مطالعہ سے شایقین کو مستغنی کردیا اور مسائل فقہیہ مذاہب اربعہ یعنی حنفی شافعی مالکی حنبلی کی تحقیقات

مذاہب صحابہ وتابعین اور اقوال جماعت فقہا و محدثین سے کرکے فقہ حدیث کی بنیاد از سر نو قائم کی اور اسرار حدیث و مصالح احکام کو ایسی عمدگی اور خوش اسلوبی سے بیان کیا کہ ان سے پیشتر کے مصنفین کو یہ بات کمتر نصیب ہوئی ہو کتاب حجۃ اللہ البالغہ ان کے اس کمال پر شاہد مبین ہو رسالہ انصاف فی بیان سبب الاختلاف و عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید میں اس امر کو نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے کہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ تامہ کی موجودگی میں اقوال فقہاء متقشفین اور استبداد مقلدین کی کیا وقعت ہو سکتی ہے۔

اسی طرح عقائد تصوف اور سلوک میں محققانہ تقریرین کی ہین اور خیالات عالیہ کو طلبا کی سہولت اور مسائل کی تفہیم میں عبارات مختصرہ اور اشارات لطیفہ کے ذریعہ سے اسطرح ادا کیا ہے کہ انکے زمانہ میں دوسرے مصنف کو کم میسر ہوا۔

ہندوستان میں شرک و بدعت کی تردید اور سنت نبوی کی ترویج میں انکے پوتے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید کا نام خصوصیت کے ساتھ لیا جاتا ہی اور بلاشبہ وہ اس تعریف کے مستحق ہین لیکن جن لوگون نے دونون بزرگون کی تصانیف کو دیکھا ہی وہ سمجھ سکتے ہین کہ ان کے تمام اصول اپنے دادا مولانا شاہ ولی اللہ صاحب کی تحریرات سے ماخوذ ہین فرق صرف اسقدر ہی کہ وہ اپنے زمانہ کے مناسب حال نرم گفتگو کرتے تھے اور سہل گیری سے کام لیتے تھے اور یہ مثل شمشیر برہنہ کے میدان میں نکلکر اپنی چمک دکھاتے تھے۔

علمی اشاعت

الغرض قرآن وحدیث کے علاوہ قریب قریب یہی حال ہر علم وفن کا تھا اور چونکہ جناب شاہ صاحب خود مجتہد فن اور اہل کمال تھے اسوجہ سے علما اور طالبین فن کی حد سے زیادہ قدر کرتے تھے اور اپنی عام فیاضی سے انکے حوصلے بڑہاتے تھے جسکا یہی اثر یہ تھا کہ علمی اشاعت کا ذوق شوق سرگرم طبیعتون مین انتہا سے زیادہ بڑہگیا تھا اور طلبہ مذہبی علوم کی اشاعت میں نہایت استغراق اور محویت کے ساتھ مصروف تھے اس عہد مین ممالک اسلامیہ مین جس قدر علمی فضل وکمال کا رواج تھا وہ صرف شاہ صاحب ہی کی سرپرستی کا نتیجہ تہا اس لحاظ سے اگر ہندوستان اور دیگر بلاد اسلامیہ آپکے عہد زندگی پر فخر کرین تو نازیبا نہین ہی۔

علمی فیاضی

جناب شاہ صاحب کی علمی فیاضی بھی خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہی سینکڑون طلبہ جو تحصیل علوم کی غرض سے آپ کی درسگاہ مین داخل ہوتے انکی خورد ونوش اور ضروری حاجات کا انتظام اپنی ذات خاص سے کرتے مدرسہ رحیمیہ جسکی بنیاد جناب شیخ عبد الرحیم صاحب نے ڈالی تھی گو گورنمنٹ قلعہ کی طرف سے اسکی مطلق سرپرستی نہین کیگئی تہی نہ شاہ صاحب ہی کا کوئی وظیفہ اور امدادی رقم سلاطین وقت سے مقرر تھی لیکن بقول ایک فلسفی شاعر کے

سے خدا نخواستہ میسر سامانست ارباب توکل را۔ آپ کے پاس وہ غیبی سامان مہیا تھا جس کی وجہ سے کسی امداد اور وظیفہ کی ضرورت نہ تھی۔ آپ کی فیاضی کی شہرت عالمگیر تھی ہندوستان اور عرب وعجم کے اکثر لوگ آپکے نام سے واقف تھے اکثر طلبہ ریگستان کی کڑی منزلین اور پہاڑون کی سنگلاخ اور دشوار گذار گھاٹیان طے کرکے آتے اور علمی دولت سے گودیان بھر بھر کر لوٹ جاتے۔ جو مسافر اور مہمان ملاقات کی غرض سے آتے شاہ صاحب اپنی عالی ہمتی اور فراخ حوصلگی سے اُن کی مہمان نوازی کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھتے بالخصوص بزرگان دین کے ساتھ قطع نظر ہمدردی اور خدمت کے نہایت ارادتمندی اور جوش محبت سے پیش آتے

طباعی

طباعی اور ذہانت مین جناب شاہ ولی اللہ صاحب ضرب المثل تھے جسکا ادنےٰ ثبوت یہ ہے کہ آپ عالم طالب العلمی کی حالت مین متعدد علوم کی تحصیل کرتے تھے چنانچہ ایک فاضل مورخ لکھتا ہے کہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب تفسیر حدیث فقہ مغازی کے حافظ تھے اور ادب وکلام اُنکا ادنےٰ سا علم تھا فقہ حدیث تفسیر معانی بیان اصول عقائد تصوف منطق کلام فلسفہ کی درسی کتابین اور طب ہیئت حساب کے چند مختصر رسالے اپنے والد بزرگوار جناب شیخ عبدالرحیم صاحب سے پڑھے خداتعالیٰ نے ذہن وحافظہ ایسا قوی دیا تھا کہ ایک ہی زمانہ مین ان علوم کی تحصیل کرتے تھے آپکے تحصیل علوم کی سند جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کے ذریعہ سے زاہد بن اسلم ہروی کے طریق پر محقق دوانی تک پہنچتی ہے کتب حدیث آپنے دو مرتبہ پڑہین پہلی دفعہ ہندوستان مین مولانا محمد افضل معروف بحاجی سیالکوٹی سے اور پہر ۱۱۴۳ھ مین مدینہ طیبہ مین پہنچکر شیخ ابوطاہر مدنی سے جو اپنے وقت کے ایک بڑے مشہور محدث تھے تجدید اجازت کی آپکے طبع سلیم اور ذہن رسا پر شیخ ابوطاہر مدنی فخر کیا کرتے تھے اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ "ولی اللہ لفظ کی سند مجھسے لیتا ہے اور مین معنی کی سند اُس سے حاصل کرتا ہون"

فہم وفراست

معاملہ فہمی اور ادق مسائل کے حل کرنے مین جناب شاہ ولی اللہ صاحب کا ذہن رسا بڑے بڑے ماہرین فن اور ائمہ وقت کے ہمپایہ تھا اہم مطالب اور دقیق وپیچیدہ مسائل کو گنے ہوئے منٹون مین حل کر دینا آپکے نزدیک کوئی بات ہی نہ تھی جو اہم اور پیچیدہ معاملہ کسی دانشمند اور فقیہ سے طے نہو سکتا تھا آپ فوراً اُسے پانی کر دیتے تھے۔ شاہ صاحب کی فہم وفراست کی بہت سی روایتین مشہور ہین لیکن مین اس موقع پر صرف ایک روایت نقل کرتا ہون جس سے آپ کی معاملہ فہمی اور تصفیہ مقدمات مین مجتہدانہ کمال بہت کچھ ثابت ہوتا ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کہین سے ایک فتویٰ جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کی خدمت مین آیا جسے ہندوستان اور دیگر بلاد کے مشہور ونامور علما نے واپس کر دیا تھا کیونکہ زیادہ پیچیدگی کے سبب سے اُسکا نفس مطلب بالکل کسی کی سمجھ مین نہین آتا تھا۔

شاہ صاحب کی دانشمندی کا ایک حیرت انگیز واقعہ

شیخ عبدالرحیم صاحب کے طلبہ کے حلقے مین ایک نہایت مستعد اور ذکی طالب علم تہا جو حدیث وفقہ اور دیگر
تمام علوم کی کتابین نکال چکا تھا اور جسکی ذہانت وطباعی تمام لوگون مین مشہور تھی خود شیخ عبدالرحیم صاحب اس کی
طبع سلیم اور ذہن رسا کی تعریف کیا کرتے اور تمام منتہی طلبہ کے حلقے مین ممتاز و مستثنٰی جانتے تھے الغرض شیخ
صاحب نے اس فتوے کو اس طالب العلم کے سپرد کیا اور فرمایا کہ یہ فتویٰ تمہارے سپرد کیا جاتا ہے تو احکام شریعت
کے مطابق اسکا فیصلہ کرو اور ایسا فیصلہ لکھو کہ فریقین مین سے کسی کو شکایت کا موقع باقی نہ رہے اور باہمی
رضامندی سے یہ معاملہ طے ہوجائے چنانچہ وہ طالب العلم فتویٰ لیگیا اور کامل ایک ہفتے تک برابر اسپر غور کرتا
رہا لیکن ہنوز کوئی بات اسکی سمجھ مین نہین آئی انجام کار بمجبوری شیخ صاحب کو اطلاع دی کہ یہ معاملہ ایسا اہم
اور پیچیدہ ہے کہ مجھے امید نہین پڑتی کہ آپکے سوا کوئی فقیہ اسے طے کر سکے۔ جناب شاہ ولی اللہ صاحب اسوقت
کل سولہ سال کی عمر رکھتے تھے اور ابھی علوم وفنون کی تکمیل ہوئی تہی جس وقت اس طالب علم نے فتویٰ واپس
دیا تو جناب شیخ عبدالرحیم صاحب نے اپنے فرزند رشید جناب شاہ ولی اللہ صاحب کے حوالہ کرکے فرمایا مجھے
امید ہے کہ اسکا فیصلہ تمہارے ہاتھ سے ہوجائیگا جہان تک عقل ودانش سے مدد لیجاسکتی ہے تمہین اس
مقدمہ مین لینا چاہیے۔ شاہ صاحب نے فوراً اس فتوے کو اٹھالیا اور گھر جاکر اسکا جواب لکھا اور ایسا جواب
شافی لکھا جسے سنکر شیخ عبدالرحیم صاحب اور تمام طلبہ نہایت خوش ہوئے اور جسے تمام علما نے تسلیم کیا اور کہا
انصاف یہ ہے کہ اگر شاہ ولی اللہ چند روز اور علمی مشق مین صرف کرینگے تو تمام ائمہ وقت اور فضلائے زمانہ مین
مجتہدانہ کمال حاصل کرینگے۔

شیخ عبدالرحیم صاحب آپ کے والد بزرگوار جیسے علوم ظاہری سے باخبر تھے ویسے ہی علوم باطنی کا شرف بھی
خداتعالے نے انہین عطا فرمایا تھا جب جناب شاہ ولی اللہ صاحب کی عمر مبارک چودہ برس کی تہی تو آپ علوم
دینیہ سے بخوبی واقف ہوگئے تھے اور ہر علم مین کمال حاصل ہوگیا تہا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہین پندرہوین سال
مین آپ نے قدم رکھا تہا کہ والد بزرگوار نے آپ کو علم باطن کے شرف سے معزز وممتاز کرنا چاہا چنانچہ اسی سن
مین آپنے انسے بیعت کی اور اشغال صوفیہ خصوصاً طریقہ نقشبندیہ مین اپنا بیش قیمت وقت صرف کرنا شروع
کیا والد کے مقدس ومتبرک انفاس اور اپنے تقویٰ وطہارت سے اس کمال مین اسقدر جلد ترقی کی کہ شیخ عبدالرحیم
صاحب کی زندگی ہی مین عرفان کے اعلیٰ مدارج طے کرلئے اور اس علم کو عروج کمال پر پہنچادیا اور جب شیخ صاحب
نے آپ کی اس ترقی واستعداد کو ملاحظہ فرمایا تو سترہوین سال بیعت وارشاد کی اجازت دمی اور باطنی علوم مین

سے جو کچھ تلقین کرنا تھا اسوقت کردیا۔

الغرض جناب شاہ ولی اللہ صاحب مین تمام لیاقتین جمع تھین اور آپ جامع جمیع صفات تھے جیسا دینی علوم اور رسمی فنون مین کمال رکھتے تھے ویسے ہی عزم وثبات مین مضبوط اور استقلال مین راسخ قدم تھے۔ مزاج مین بیحد خلق اور محبت و تواضع تھی اگرچہ آپ عالمانہ تزک واحتشام کے ساتھ ایک قسم کی حاکمانہ شوکت اور تحکم بھی رکھتے تھے لیکن آپ کی متواضعانہ اخلاق اور فطری عجز وانکسار اُسپر غالب تھا ہمین یہ بات کبھی فراموش نہین کرنا چاہیے کہ اُسوقت کے تمام مہذب دنیا کی گردنین آپکے آگے جھکی ہوئی تھین اور آپ اس عہد مین ایک مذہبی پیشوا اور مقتدائے عالم تسلیم کئے گئے تھے۔

شاہ صاحب کی مذہبی تاریخ

جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کی لائف مین ہم بیان کر آئے ہین کہ آپ اکثر امور مین تو حنفی ہی مذہب کے مطابق عمل درآمد کیا کرتے تھے لیکن بعض وہ مسئلے جنھین حدیث یا وجدان کی روسے مذاہب دیگر یعنی شافعی و مالکی و حنبلی مذہب مین ترجیح حاصل ہے بغیر کھٹکے عمل مین لاتے تھے۔ تفریق مذہب مین یہی حال بجنسہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب کا تھا آپ کو مذہبی تفریق کے خانہ برانداز جھگڑون سے چندان بحث نہ تھی نہ ان مشہور مذاہب اربعہ مین سے کسی خاص مذہب کے پابند تھے کہ خواہ مخواہ اُسی کے مطابق عملدرآمد کرین بلکہ تا بہ امکان مذاہب مشہورہ مین جمع کرتے اور اُس مسئلہ پر عمل کرتے جسے تمام اہل مذاہب نے صحت کا تمغہ عنایت کیا ہے لیکن جب مذاہب مشہورہ مختلفہ مین جمع کرنا متعذر اور ناممکن ہوتا تو آپ اُس مذہب پر عمل کرتے جو دلیل کی روسے زیادہ قوی اور صریح حدیث کے موافق ہوتا چنانچہ جب خواجہ محمد امین نے سوال کیا کہ آپ مسائل فقہیہ مین کس مذہب پر عمل کرتے ہین تو آپنے یہی جواب دیا چنانچہ مین اس مقام پر آپ کا وہ جواب بجنسہ نقل کرتا ہون جو خواجہ محمد امین کے سوال مین آپنے اپنی قلم مبارک سے تحریر کیا۔

شاہ صاحب کا تعامل

| سوال سوم آنکہ عمل تو در مسائل فقہیہ بر کدام مذہب است گفتم بقدر امکان جمع میکنم در مذاہب مشہورہ مثلاً صوم وصلوٰۃ و وضو و غسل و حج بوضعے واقع میشود کہ ہمہ اہل مذاہب صحیح دانند و عند تعذر الجمع با قوی مذاہب از روئے دلیل و موافقت صریح حدیث عمل مے نمایم و خدا یتعالی | تیسرا سوال کہ فقہیہ مسائل مین کون سے مذہب پر عمل کرتے ہو اُسکا جواب یہ ہے کہ مین مذاہب مشہورہ مین تا بہ امکان جمع کرتا ہون اور صوم و صلاۃ اور وضو و غسل اور حج کے مسائل اُس وضع پر واقع ہوتے ہین جنھین تمام اہل مذہب صحیح جانتے ہین لیکن جب یہ جمع و تطبیق ناممکن ہوتی ہے تو مین اُس مذہب پر عمل کیا کرتا ہون جو دلیل کی روسے زیادہ قوی اور حدیث صریح کے موافق ہوتا ہے کیونکہ |
|---|---|

ایںقدر علم دادہ است که فرق درمیان ضعیف و قوی کردہ شود و در فتوے بحال مستفتی کار می کنم مقلد ہر مذہبی که باشد او را از ہمان مذہب جواب میگویم خدا تعالی بہر مذہبے از مذاہب مشہورہ معرفتے دادہ است الحمد للہ تعالے

خدا تعالی نے مجھے اسقدر علم عطا کیا ہے که ضعیف و قوی مین اچھی طرح فرق کر سکتا اور فتوے کے بارہ مین مستفتی کے حال کی بخوبی رعایت کر سکتا ہون اور ہر مقلد مذہب کو اُسی کے مذہب سے جواب دیتا ہون مجھے خدا تعالی نے مذاہب مشہورہ مین سے ہر مذہب کی معرفت عنایت کی ہے۔

قریب قریب یہی حال آپ کا اُن طرق کی نسبت تھا جو حضرات صوفیہ مین دائر و سائر ہین۔ تصوف تحقیقات کا ذوق و شوق خدا نے بچپن سے دیا تھا اور ہر طریقے کے مجتہدون سے اپنے جدا جدا اس کمال کی تحصیل کی تھی صوفیائے کرام کے خاص خاص کاملین کی صحبت سے فیض اُٹھایا تھا اور عرفان کے اعلے مدارج طے کر لئے تھے اور انجام کار جب ۱۱۴۳ ہجری مین حجاز تشریف لیگئے اور ایک سال سے زیادہ تک مجاورت حرمین شریفین اور شیخ ابو طاہر مدنی کی روایت حدیث سے مشرف ہوئے تو ان کے خرقے سے آرایش حاصل کی جو تمام صوفیون کے خرقون کو حاوی و جامع تھا آپ طرق اربعہ یعنی طریقہ نقشبندیہ جیلانیہ (قادریہ) چشتیہ سہروردیہ کے ساتھ نسبت مساوی رکھتے تھے اور کسی ایک طریقہ کے پیرو اور مقلد نہ تھے جیسا کہ آپ اپنی بعض تالیفات مین بالتصریح فرماتے ہین۔

شاہ صاحب کا تصوف فی طریقہ

ما سوال آنکه نسبت تو با نسبت کدام طریقه از طرق مشہورہ مشابه تر است گفتم در اخذ اشتغال طریقت و صحبت متصل تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اقوی در اتصال من طریقه نقشبندیه است و در نسبت باطن اقتدائے من بطریقه جیلانیه است زیرا که اصل در طریقه نقشبندیه حفظ صورت ذہنیه حضرت حق است و در مدرکه ہر آدمی اشارتے بآنجناب واقع است و آن

رہا یہ سوال که تمہاری نسبت مشہور طرق مین سے کونسے طریقہ کی نسبت کے ساتھ زیادہ مشابہ ہے تو اُسکا جواب یہ ہے که اشتغال طریقت اور اُس صحبت کے حاصل کرنے مین جو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل ہے میری اتصال کا قوی ذریعہ طریقہ نقشبندیہ ہے اور باطنی نسبت مین مین طریقہ جیلانیہ کا پیرو و مقتدی ہون کیونکہ خدا تعالی کی صورت ذہنیہ کا تحفظ طریقہ نقشبندیہ کا اصل الاصول اور جز ہے اور یہ ظاہر بات ہے که ہر انسان کے مدرکہ مین حضرت حق کی طرف ایک اشارہ واقع ہے۔

وآن صورت اجمالیہ ذہنیہ حضرت حق است
واین طائفہ آنرا واسطہ گویند تا بران مواظبت
کنند و ہر وقت کہ خواہند ازان انتقال کنند
بحقیقۃ الحقایق وحاصل در طریقہ جیلانیہ تہذیب
روح وسر است تا چون مہذب شوند ہر وقت
کہ آنرا اعمال کنند معرفت تجلی اعظم میسر
شود ودر سجادہ وخلافت وبشارت سلف
بحال خلف اقوی نزدیک من طریقہ چشتیہ
است واقوی نزدیک من باعتبار دلیل کتاب
وسنت واشبہ اصول طریقہ سہروردیہ است
اگرچہ فقیر را مناسبت باطرق بسیار است اما
این چہار چیز ازین چہار طریقہ استفادہ کردم
جزی اللہ عنا اہلہا خیر الجزاء وفائدہ دیگر
زائد از جواب میگویم کہ در بعض اوقات مراقبہ
حاضر کردہ شد برمن اجداد مرا تا حضرت عمر رضی اللہ
عنہ در جبین ہر یکے نورے یافتم کہ آن نور
غالب شدہ است و ریاست پیدا کردہ بر
جمع کہ دو صد کس باشند یا زیادہ وآنرا متوارث
یافتم اباً عن جد وآن باصطلاح ما نقطہ بحت است
اگرچہ گاہے باعتبار دنیا باشد وگاہے باعتبار
دیانت وعلم و دیدم کہ آن نور بطریق وراثت
نسبت بمن انتقال کردہ است ۔

جو خدا تعالی کی صورت اجمالیہ ذہنیہ کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے
اور جسے اس طریقہ کے پیرو واسطہ کہتے ہین تاکہ اسپر مواظبت
کرین اور جب چاہین اس سے انتقال کرکے حقیقۃ الحقائق پر
پہنچین اور طریقہ جیلانیہ کی روح اور سر کی آراستگی پر مبنی
ہے تاکہ لوگ مہذب ہوکر جسوقت اُس پر عامل ہون اُنہین
تجلی اعظم کی معرفت نصیب ہو۔ اور سجادہ وخلافت نیز سلف کی
اُس بشارت مین جو خلف کے حال سے وابستہ ہے میرے نزدیک
طریقہ چشتیہ سب سے زیادہ قوی ہے اور کتاب وسنت کی دلیل
کے لحاظ سے میرے نزدیک قوی تر طریقہ سہروردیہ ہے جو
اصول سے زیادہ مشابہ ومناسب ہے گو فقیر کو اور بھی بہت سے
طریقون کے ساتھ مناسبت حاصل ہے لیکن مذکورہ بالا چار چیز
مین سے ان چار طریقون سے اخذ کی ہین خدا تعالی ان اہل
طرق کو ہماری طرف سے بہترین جزا عنایت فرمائے یہانتک
تمہارے سوال کا جواب ہوگیا اب مین جواب سے زائد ایک
مختصر فائدہ بیان کرتا ہون اور وہ یہ ہے کہ بعض اوقات مراقبہ
مین میرے اجداد عظام کا سلسلہ یہان سے لیکر حضرت فاروق
اعظم رضی اللہ عنہ تک مجھپر حاضر کیا گیا جنمین سے ہر ایک کی
پیشانی مین مینے ایک ایسا درخشان نور پایا جسکی وجہ سے
وہ دو سو آدمی یا اس سے کچھ زیادہ جماعت کا رئیس وسردار مقرر
کیا گیا ہے اور مین نے اُسے اباً عن جد متوارث پایا اور یہ ہماری
اصطلاح مین نقطہ بحت سے تعبیر کیا جاتا ہے اگرچہ کبھی دنیا کے
اعتبار سے ہوتا ہے اور گاہے دیانت وعلم کے لحاظ سے اور مین نے
یہ بھی دیکھا کہ وہ نور بطریق وراثت مجھ تک انتقال کر آیا ہے

شاہ صاحب کی تقریر بالا سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ جس طرح آپ مذاہب اربعہ مشہورہ مین سے کسی خاص مذہب کے مقلد و پیرو نہ تھے اسیطرح اہل سلوک کے طرق مین سے کسی ایک طریقہ کے پابند نہ تھے بلکہ جس مذہب و طریقہ مین جو بات کتاب و سنت کے زیادہ موافق اور دلیل کے لحاظ سے زیادہ معتبر ہوتی وہی آپ کا دستور العمل قرار پاتا اور یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ علوم ظاہری اور باطنی مین جو اقتدار جناب شاہ ولی اللہ صاحب کو حاصل تہا وہ دوسرے کو کبھی میسر نہین ہوسکتا یہی وہ کمالات تھے جنکے سبب سے آپکے نام کا امتیازی پھریرا ہندوستان سو ا لیکر عرب و عجم تک برابر اڑتا تھا اور انہین کمالات کا یہ اثر تھا جن کی وجہ سے آپ تمام دنیا مین روشناس تھے دینیات اور رسمی علوم و فنون کو چھوڑکر اگر شاہ صاحب کے صرف تصوفی علوم ہی لیا جائے تو بھی کوئی شخص آپ کی برابری کا ہرگز دعوی نہین کرسکتا اور اگر کرے بھی تو تسلیم نہین کیا جاسکتا

انشا پردازی

شاہ ولی اللہ صاحب انشاپردازی کے فن مین بھی بے مثل اور یگانہ روزگار تسلیم کیے گئے ہین اور آپ کی یہ صفت خاص تمام فاضلون کو تسلیم ہی کہ بڑے بڑے مضمونون کو نہایت مختصر اور جامع الفاظ مین اس خوبصورتی سے ادا کرتے تھے کہ مضمون کا اصلی اثر اور زور پورا قائم رہتا تھا آپنے اس فن مین اسقدر کمال بہم پہنچایا تھا کہ آپکے عام مسودات بڑے بڑے فصیح و بلیغ اور انشا پرداز نہایت وقعت و قدر کی نگاہ سے دیکھتے اور فن انشا کے شائق جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے آپ کے مکاتیب و خطوط اور خاص خاص مناظرون اور علمی بحثون مین جابجا علم انشا کے نمونے لکھے نظر آتے ہین جن کے ہر ہر فقرے سے شستہ بیانی کی شہادت ملتی ہی اور لٹریچر کا کمال بہت کچھ ثابت ہوتا ہی لیکن افسوس ہے کہ آپکی علمی سوسائٹی اور مناظرہ کے حالات جن سے آپ کی زور تحریر اور وسعت نظر کا حال معلوم ہو بہت ہی کمیاب ہین البتہ آپ کی انشا پردازی اور تحریر کا زور کسی قدر اُن مکاتیب و خطوط سے ظاہر ہوتا ہے جن کی معزز ناظرین آگے چلکر سیر کرین گے۔

زور تقریر

آپکے والد بزرگوار جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کی تقریر نہایت شستہ اور منجھی ہوئی تھی اور آپ ہر مضمون کو اس خوبی سے ادا کرتے تھے کہ سننے والے ہونٹ چاٹتے رہجاتے تھے شیخ صاحب کی طرز تقریر اور انداز بیان عام و خاص لوگون مین شہرت سے تجاوز کرکے ضرب المثل کی حد تک پہنچگیا تہا اور یہ بات تمام لوگون مین مشہور تھی کہ شیخ صاحب نے وہ طرز بیان اختیار کی ہی کہ آپ کے مجلس وعظ سے ہر ملت و مذہب کا شخص بشرطیکہ تعصب مذہبی سے خالی ہو بیحد خوش ہوکر اٹھتا ہے لیکن جناب شاہ ولی اللہ صاحب کی تقریر مین اس

بلا کا جادو تھا جس کا اثر موافق و مخالف دونون پر یکسان پڑتا تھا آپ کی زبان بڑے بڑے مناظرون اور علمی مجلسون مین کبھی نہین رُکتی تھی اور ہر موقع پر شستہ و برجستہ جواب دیتے تھے۔ جب آپ کسی مسئلہ پر بحث کرنے لگتے تھے تو کسی زبردست اور متبحر فاضل کو بھی آپ کے مقابلہ مین لم اور لا نسلم کے کہنے کی جرات نہوتی تھی بلکہ ایک محویت و استغراق طاری ہوجاتا تھا اور نہایت خاموشی سے آپکی تقریر سنا کرتے تھے

خوش تقریری

دنیا مین کوئی شخص کیسا ہی فاضل اور اہل کمال کیون نہو لیکن یہ ممکن نہین کہ وہ تمام ملک و قوم کو راضی رکھ سکے جناب شاہ ولی اللہ صاحب کا جب ستارۂ کمال فلک اقبال پر پہنچا تو آپ کے اوج و حشم کو دیکھکر اکثر حاسد اور دشمن پیدا ہوگئے جس زمانہ مین آپنے قرآن مجید کا ترجمہ فارسی زبان مین کیا اور اُسکی اشاعت ہوئی تو متعصب مولویون کے حلقون مین ایک تہلکہ عظیم برپا ہوگیا وہ یہ سمجھ گئے کہ ہماری روزی کی عمارت جڑ بنیاد سے ڈہا دی گئی اب عوام لوگ کبھی قبضہ مین نہ آئینگے اور بات بات پر گفتگو کرنیکو طیار ہوجائینگے اس خیال نے اُن کے دلون مین فتنہ و فساد کی ایک آگ بھڑکا دی اور مخالفت سے درگذر کرکے آپکے جانی دشمن ہوگئے ہر جمعہ کے دن باہم مشورے کرکے اس ارادہ سے گھرون سے نکلتے تھے کہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب کی مخالفت عین وعظ مین کرینگے اور دس پانچ آدمی ملکر اُنہین نرغہ مین کرلینگے لیکن آپکے تقریر مین اس بلا کا جادو ہوتا تھا کہ بجز سکوت و خاموشی کے کسیکو دم مارنے کی مجال نہوتی تھی سامعین کے تمام حلقون پر سکوت حکومت کرتا تھا اور اثناء وعظ مین کوئی کسی سے اشارہ تک نہین کرسکتا تھا۔

فصاحت و بلاغت

یون تو اس جلیل القدر اور محترم خاندان کے ہر ایک ممبر کی خوش بیانی اور برجستہ گوئی عموماً تمام لوگون کو تسلیم ہے لیکن جناب شاہ ولی اللہ صاحب کی فصاحت و بلاغت کا ہر شخص کو خصوصیت کے ساتھ اعتراف ہے جب آپ کی علمی مجلس مین کوئی بحث چھیڑدیجاتی تو ایک عجیب موثر طرز سے تقریر کرنی شروع کرتے اور اثناء تقریر مین کسی موقع پر نہ رُکتے تھے سلسلۂ کلام مین الفاظ کی تکرار ہوتی تھی نہ معانی کو بار بار بیان کیا جاتا تھا جس فن پر گفتگو کرتے تھے تاوقتیکہ اُسکا سلسلہ پورا اور ختم نہوجاتا تھا دوسرے کو اختیار نکرتے تھے اور اثناء تقریر مین ادب کا پہلو کبھی نہین چھوڑتے تھے۔ اور جب ایک گفتگو کا سلسلہ ختم کرکے دوسری گفتگو شروع کرتے تو پہلی تقریر پہلی سے زیادہ موثر اور دلکش ہوتی تھی مخالفون کے دلون پر قبضہ کرلینا آپکے آگے کوئی بات ہی نہ تھی اور سنگدلون کو موم دل بنا لینا آپکے بائین ہاتھ کا کھیل تھا جناب شاہ عبدالعزیز صاحب

آپ کے فرزند رشید کی جو برجستہ گوئی اور شیوا بیانی آجتک دنیا مین ضرب المثل ہی یہ آپ ہی کی فصاحت و بلاغت کا اثر ہے۔

الحاصل جناب عارف باللہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب کے علوم وفنون کے کارنامے اور علمی کمالات کے افسانے کتابون مین اس کثرت سے پائی جاتے ہین جنمین سے فیصدی پانچ کا بھی انتخاب ہم نہین لکھ سکتے کیونکہ حیات ولی مین اب اسقدر گنجایش باقی نہین رہی ہوتا ہم مشتے نمونہ از خروارے آپکے تمام حالات کے انتخاب سے ہم اپنے تذکرہ کے کسی موقع کو خالی چھوڑنا مناسب نہین سمجھتے لہذا اب اس عنوان کو یہین ختم کرتے ہین۔

## جناب شاہ صاحب کے کلام کا انتخاب

شاہ صاحب کی شاعری

یہ ہم پہلے ذکر کر آئے ہین کہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب کو فضلائے عہد اور علماء وقت نے تفسیر وحدیث اور فقہ کے لحاظ سے مجتہدین فن اور آئمہ مذاہب کے بعد علمی دربار مین دوسرے درجہ مین جگہ دی ہی ورنہ ایسا کون علم تھا جس مین آپ کو تبحر اور علو حاصل نہ تہا۔ شاعری جو علم ادب کے لئے ایک گرانمایہ جوہر ہے اور تمام ممالک اور قومون مین جسکی عزت کیجاتی ہے اس مین اسدرجہ کمال تہا کہ لوگون نے گیارہوین صدی کے شعرا کے زمرہ مین آپ کو جداگانہ شمار کیا ہے اور شاعری کے علاوہ علم ادب مین تمام ماہرین فن کے طبقون مین آپ مسلم ادیب گنے گئے ہین جب ہم گیارہوین صدی کے شعرا کی فہرست مین آپ کو ڈہونڈتے ہین تو نہایت روشن اور جلی حرفون مین آپ کا نام نامی ثبت پاتے ہین۔ جناب شاہ ولی اللہ صاحب کی ادب اور انشا پردازی کی مثالین آپکے اُن مکاتیب وخطوط سے ظاہر ہونگی جنہین ہم آگے چلکر لکھینگے یہان آپکے کلام مین سے چند اشعار کا انتخاب کیا جاتا ہی ان اشعار کے نقل کرنے سے علاوہ برجستگی مضامین اور شستگی زبان کے یہ بھی دکھانا منظور ہی کہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب کو نظم پر کس درجہ قوت تھی اور آپ کس قدر و منزلت کے شاعر تھے۔

## قصیدہ دربعض معارف غامضہ

| | |
|---|---|
| الا طال شوق الابرار الی لقائی | وانی لاشد شوقا الیھم منھم |
| من ندانم بادہ ام یا بادہ را پیمانہ ام | عاشق شوریدہ ام یا عشق با جانانہ ام |

مبتلائے حیرتم جان گویمت یا جان جان | اصطلاح شوق بسیارست و من دیوانه ام
یا جمال خویش حسن دگر در کار شد | چشم او را سرمه ام یا زلف او را شانه ام
میل هر عنصر بود سوئے مقر اصلیش | جذبهٔ اصل است هر هر شورش مستانه ام
غافل از خود ماند از صورت چو پر شد آئینه | تا ترا بشناختم جانا ز خود بیگانه ام
ــــے امین بر ستیم نام تجدد شت ست | در ازل پیش از زمان تعمیر شد میخانه ام

## غزل

دوائے درد من بر جمع اضداد تو مینازم | نمک ریز دل مجروح من هستی و مرهم هم
جهان و جان فدائی وضع شوخ شهر آشوبت | قیامت می نمائی و دم عیسے دمی هم هم
توئی اول توئی آخر توئی ظاهر توئی باطن | توئی مقصود اهل دل توئی مشتاق و همدم هم
زیک منبع دریجا مختلف فواره می جوشد | مزاج حرص قارون زهد ابراهیم ادهم هم
بخارے از زمین خیزد بدریا چو در آمیزد | گهے باران ریزان است و گاهی برف و شبنم هم
کدامی طرفه نیرنگیے اکاشانه سر دادی | که عالم پائے کوب از دست عشقت گشت و آدم هم

## در شرح غزلیکه بر تضمین بیت اول غزالی علیه الرحمة انشا کردند۔

نخستین باده کاندر جام کردند | مزاجش عکس آن گلفام کردند
هویدا شد در امکان صورت حق | بآن صورت جهان را رام کردند
همین بایست تفصیلی ازان رو | مکارم را بما اتمام کردند
شراب وحدت از خمخانهٔ غیب | مرا صبح ازل در کام کردند
چو غلطیدم ز مستیها بهر سو | حریفان مستی از من وام کردند
حقیقت اگه مستور از نظر بود | بما مشهود خاص و عام کردند
پس آنگه موج دریا باز گردید | با تمام فنا اکرام کردند
امین رمزے دقیقی با تو گویم | بخود آغاز و نیز انجام کردند

## غزل دیگر

بزلف پیچ در پیچ کسے گم کرده ام خود را | خروش درد دل شبهائی کردم چه می گردم

ولے پردرد جان افگار یا تنہا دارم — جہان را پر زیار یہا نمیکردم چہ میکردم

غم تحصیل و باشغل وورد غزل سے بیٹم — جنون ترک منصبہا نمیکردم چہ میکردم

کے باثل ہمیساز دکسے باگل ہے بازد — اگر من یاد آن لبہا نمیکردم چہ میکردم

سے تحقیق را از خم مشربہا برون دیدم — خروج از قید مشربہا نمیکردم چہ میکردم

حجاب وصل مطلوب است دل بستن بمطلبہا — امین گر ترک مطلبہا نمیکردم چہ میکردم

## اشعار

تا گذر بر تو منم ای بینظیر — رو مگردان بعد ازین از ناگزیر

من ترا مشفق ترم از صد پدر — ورز من آویزد مرا محکم بگیر

غیر من گر با تو ہم بستر بود — آن دیالست و غذالست و سعیر

جان من در ہجر یار خود بسوخت — من عذاب الہجر اجرنی یا مجیر

بے قرارم روز و شب روی یار — باز بنما روے یارم یا قدیر

اندرونم بے حجابش تار شد — کے شود یا رب بوصلش مستنیر

ای برادر بعد ازین ہشیار باش — فرق میکن در میان شیر شیر

## غزل دیگر

ساقی کرمے کن کز ہوش خود افتم — من یار خودم خود از دوش خود افتم

مثل مے جوشان کز خم بدر افتد — جوشے زدہ بر خود از جوش خود افتم

از ہون دیم جوش شد سے دیگر — از فرط تأمل ز آغوش خود افتم

زین تیر زبانے آزردہ دلم من — خوش آنکہ زبانے خاموش خود افتم

یہ غزل مزاحفات بحر بسیط سے ہے اِس کے ارکان چار بار مستفعلن فعلن ہے جو فارسی مین نہایت کمیاب ہے اکثر شعرا متقدمین کے کلام اس بحر سے خالی ہین۔

## رباعیات دربیان بعض قواعد سلوک

علمے کہ نہ ماخوذ از مشکوۃ نبی است — واللہ کہ سیرابی یاران تشنہ لبی است

جاے کہ بود جلوۂ حق حاکم وقت — تابع شدن حکم خرد بو لہبی است

دانی که چه بود نهج قدیم ای دلدار　　شغل دل تو ظاهر و باطن با یار
این را شنوی از درس عوارف عارف　　وان فن دگر یاد بگیر ما ز احرار

در مذهب ما هست ز اسباب غرور　　ذکری که بود عاطل از انوار حضور
در حاشیهٔ نفی شو از خلق نفور　　در جانب اثبات برو سوی غفور

مشی و وله شرط طریق افتادست　　بیدست شدن کار کسی نگشادست
در ذکر خفی جهر تخیل کردن　　شرطست و ز استاد طریقم یادست

خواهی که می صرف محبت نوشی　　باید که بتقلیل علائق کوشی
دل را ز خیالات جهان صرف کنی　　چشم از صور جمله عالم پوشی

در عشق تو از جمله جهان بگذشتم　　وز هرچه بجز یاد تو زان بگذشتم
مقصود من بنده بجز وصل تو نیست　　اندر طلبت از دل و جان بگذشتم

دائم دل من پیش تو حاضر باشد　　چشمم برخ خوب تو ناظر باشد
در مذهب ما شرک جلی ست و صریح　　گر سوی دگر خطرهٔ خاطر باشد

دانی چه بود سهل کثیر البرکات　　در مشرب اهل دل وجود عدمات
تحصیل عدم بدان یعنے مانع　　در نفی خواطر و در سد جهات

خوش آنکه بانوار وضو رنگین ست　　زیرا که طهارت ز اصول دین ست
تنویر دل و نفی خواطر خواهی　　قوی ذریعهٔ وصولش این ست

تحصیل عدم اگر ندانی کردن　　باید نظر اهل فنا را جستن
این داء عضال را دوائی به ازین　　در حکمت اهل دل نخواهی دیدن

آنانکه ز ناس بهیمی رستند　　بالمعهٔ انوار قدم پیوستند
فیض قدس از همت ایشان میجو　　دروازهٔ فیض قدس ایشان هستند

آن ذات که از قید جهت بیرون است　　از حیطهٔ اسما صفت بیرون است
هر مرتبه زان ذات نشانی دارد　　هرچند ز تعیین سمت بیرون است

هر مدرکه شد مظهر آن یار عجیب　　ظاهر شده از صورتش آثار عجیب

در لوح دل از ثبت کنی صورت او | پیدا شود از لوح دل اسرار عجیب

قومے بکتابت احرف موصوف | جمعے بتلاوت اسما معروف

شخصے کہ ازین قوم قدم پیش نہاد | گشت است باین صورت و معنی مشغوف

اشعار

تا بکے محنت مہجوری و دوری بکشم | تا ازین وطنم سوئے وطن باز روم

تا بکے ہمدمے سنگ بود شیوۂ من | گوہرے از عدنم سوئے عدن باز روم

تا بکے بستۂ زنجیر تعلق باشم | آہوئے از ختنم سوئے ختن باز روم

بوئے جان میرسد از باد یمن در دو جہان | شاہ ملک یمنم سوئے یمن باز روم

اشعار

ولے دارم ز خود خالی حبابش میتوان گفتن | درو کیفیت جوش شرابش میتوان گفتن

وجود بے نمود معنئ نادیدنے دارد | درین نیرنگہا بوئے کبابش میتوان گفتن

سویداء دل ما یابی اندر پیچ و تاب او | نقوش عالم ام الکتابش میتوان گفتن

فرو پاشید از ہم کثرت موہوم چون شبنم | ز فیض معنئ ما آفتابش میتوان گفتن

اشعار

فراغ یافتم از حج و عمرہ | چو احرام سر کوئے تو بستم

چو دیدم روئے زیبائے تو جانا | ز تشویش وجود خویش رستم

بیا ساقی بدہ جامے شرابے | کہ مخمور صبوحے والستم

محبت نام جوش طبع و میل نفس اگر باشد | سر اہل محبت در دو عالم گاؤ خر باشد

ز نازک طبع غیر از خونبہائے نمے آید | درخت بید را دیدیم دائم بے ثمر باشد

بوسعت مشربان رنگ تعلق در نگیرد | اگر نقشے زنی بر روئے دریا بے اثر باشد

صفائی طبع میخواہی ز صحبت دامن اندر کش | کہ آب دور از مردم ہمیشہ با صفا باشد

فرد

مزاج صاف طبعان را بجز غربت نمیسازد | مکدر گردد آب صاف چون یکجا وطن گیرد

صفا با خبث باطن نیز گاہے جمع میگردد | بہ دریا لوعہ را چون درد بنشیند تماشا کن

بہرزہ گردی مانع سوز دل است اے ہوشمند | سیل تا بنشست یکجا باطنش صافی نہ شد

شاہ صاحب کے کلام مین سے جن رباعیات اور اشعار کا انتخاب مجھے معزز ناظرین کے سامنے پیش کرنا تھا نقل کر چکا۔ اگر آپکے کلام کا تجسس لگا ہون سے تتبع کیا جائے تو ایک مختصر دیوان بن سکتا ہے

لیکن مین سے بنظر اختصار صرف ان ہی چند رباعیون اور اشعار پر اکتفا کیا۔ ناظرین کو ان منتخب اشعار سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہی کہ محبت اور عشق الہی مین محترم شاہ صاحب کس درجہ محو تھے اور انہون نے اپنا بلند اور برتر خیال کن پر اثر اور جوشیلے الفاظ مین ظاہر کیا ہے۔ اشعار مذکورہ کے پڑھنے اور ہر ہر مصرع پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ اسکا قائل وہی شخص ہے جو عشق الہی او محبت خداوندی مین پاؤن سے سر تک ڈوبا ہوا ہے اور بیخودانہ سرخوش حالت اور عالم وجد مین اسکی زبان مبارک سے یہ وجد مین لانے والے اشعار سرزد ہوئے ہین۔

انسانی طبیعت اور اُس کے سلسلۂ خیالات کا آئینہ ہمیشہ اُسکی تحریر و تقریر ہوا کرتی ہے یعنی جو بات آدمی کے دل مین ہوتی ہے وہی اُسکے زبان و قلم سے نکلتی ہی غور مین ڈوبی ہوئی نظرین اور رسا بلیغ نگاہین فورًا ہر تحریر و تقریر سے قائل کے دلی خیالات کا کافی اندازہ کر لیتے ہین اور جھٹ تاڑ جاتی ہین کہ جو کچھ قائل کہہ رہا ہی آیا اُسکی طبیعت کی بھی یہی کیفیت ہی یا اس مین کچھ تکلف و بناوٹ داخل ہی۔ بعض تحریرین ایسی ہوتی ہین جن کے ہر ہر جملہ اور ہر ہر فقرہ سے کھلم کھلا ظاہر ہوتا ہے کہ مصنف کا قلم دل کے ساتھ موافق نہین ہی دل کچھ کہتا ہی طبیعت کچھ شہادت دیتی ہی قلم کچھ اور کہہ رہا ہے زبان کچھ اور گواہی دیتی ہے لیکن جناب شاہ ولی اللہ صاحب کی زبان و قلم سے وہی نکلتا تہا جو آپکے دل مین ہوتا تہا یہی وجہ ہے کہ جو اثر اُس وقت آپ کی زبان مین تہا آج وہی اثر ہم آپ کی تحریر مین پاتے ہین۔

ہماری اس رائے کی تائید جناب شاہ عبد العزیز صاحب آپکے فرزند رشید کے قول سے بہت کچھ ہوتی ہے شاہ صاحب فرماتے ہین کہ "میرے والد بزرگوار کے تقریرون مین ایک خاص صفت یہ ہی کہ اگر اب بھی کوئی شخص اُنکی اصلی تقریرین ایک مرتبہ بھی پڑھ لیتا ہی تو وہ اُسکی یاد سے کبھی فراموش نہین ہوتین جس وقت وہ تقریرین آپ زبان سے فرمایا کرتے تھے تو اُسکا اثر سننے والون کے دلون پر اس قدر پڑتا تہا کہ کبھی زائل نہین ہوتا تہا اور لوگ آپ کی تقریر سنتے ہی خلوص دل سے اُسپر عمل کرنے کو سرگرم ہو جایا کرتے تھے اور بے اختیارانہ جوش کے ساتھ عمل کرنا شروع کر دیتے تھے،،

## شاہ صاحب کے مکاتیب

جناب شاہ ولی اللہ صاحب کے خطوط کا گو میرے پاس ایک بہت بڑا ذخیرہ تہا لیکن مین نے بنظر طوالت اُنہین سے

سے صرف ان ہی چند خطوط کا انتخاب کیا ہے جو ناظرین تذکرہ کی دلچسپی کے باعث ہین اور چونکہ وہ علم ادب کی روح اور ادیبون کی جان ہین اسلیئے بجنسہ درج کرتا ہون۔

## شاہ ولی اللہ صاحب کا پہلا خط شیخ ابراہیم مدنی کے نام

شاہ صاحب کا پہلا خط شیخ ابراہیم مدنی کے نام

من الشيخ ولى الله العمرى الى الشيخ ابراهيم المدنى
في تعزية والده الشيخ ابى طاهر المدنى قدس الله اسرارهم
اعلى الله معالم العلم شيد بنيانها ورفع اعلام
الدين وسدد اركانه ونضر رياض الحديث واعظم دوحه
ونضر اهله ونور حزبه واعلى شأنه ووسم الحبر الهمام قدوة
الانام اورث المجد براعته بر جانب ميراث اسلافه الكرام
الشيخ ابراهيم بن شيخنا الشيخ ابى طاهر الكردى المدنى
اما بعد فاعظم الله تعالى اجركم والهمكم صبركم
على شيخنا رضى الله عنه ارضاكم عنه انى حقيق ان اعزى
به ويلهم لى بدعاء الصبر عليه فوالله ما زالت منذ قرع
سمعى حديث وفاته وبلغنى خبر انتقاله الى رحمة ربه
وجنانه فى قلق فالق للكبد ومللٍ كملل ذى الكبد
وفوق سحاب مطر الهم والاسى وتحت بحار
بالقلق تتدفق كيف لا وكان رضى الله عنه بركة
اهل الارض ومجلى برهانها وامام دار الهجرة
وعمدة اركانها وكان حديثه على ما قد ظهرت
اياته ولاحت حالاته وامارته۔ وصار شغفه
به يضرب به الامثال۔ ولا يعلم كنهه الا الكبير
المتعال۔ ولا يسنى منه الى ما جدب الترحال
وفضلت العير وقاربت الفصال ذكرت له
كيت كيت ثم تمثلت له بهذا البيت

شیخ ولی اللہ العمری کا خط بنام شیخ ابراہیم مدنی۔ اُن کے والد
شیخ ابو طاہر مدنی قدس اللہ اسرارہم کی تعزیت مین خدا تعالیٰ علم
کے آثار اونچے اور اس کی بنیادین مضبوط کرے۔ دین کے جھنڈے
بلند اور اُسکے ارکان مستحکم کرے۔ حدیث کے باغ کو سرسبز و شاداب
اور اُس کی رونق کو دو بالا کرے۔ اہل حدیث کو تازگی اور اُس کے
سرپرستون کو نور بخشے اور دانشمند بزرگ میرے استاد شیخ ابو طاہر
مدنی کردی کے فرزند رشید مولنا شیخ ابراہیم کے حدیث کی درس
و اشاعت کی وجہ سے علم حدیث کو عروج کمال پر پہنچائے جو پیشوائے
مذہبی اور مقتدائے مخلوق ہین اور اپنے بزرگ اسلاف کے بزرگی
و فضیلت کے جائز وارث ہین اسکے بعد **واضح** ہو کہ خدا تعالیٰ
آپکا اجر بڑھائے اور ہمارے شیخ رضی اللہ عنہ پر صبر کرے کا آپکو
الہام کرے۔ مجھے سزاوار ہے کہ مین اپنے شیخ کی تعریف کرون
اور دعا صبر مین کوشش کرون خدا کی قسم جب سے شیخ کی انتقال
کی جانگزا خبر میرے کان مین پہنچی ہے اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ دنیا
سے منہ موڑ کر خداوندی رحمت اور اُس کی جنتون مین انتقال کر گئے
ہین تو مین ایک ایسے قلق اور اضطراب مین گرفتار ہون جو جگر کو پاش
پاش کیے دیتا ہے اور اُس اندوہ و رنج مین مبتلا ہون جس مین صاحب
امر مبتلا ہوتا ہے۔ میرے سر پر ایک ایسا ابر چھایا ہوا ہے جو غم
و اندوہ کا مینہ برساتا ہے اور میرے نیچے مشتعل آگ کا دریا لہرین لے رہا
ہے اور کیون نہ ہو میرے شیخ رضی اللہ عنہ حقیقت مین زمین
کے باشندون کیلیئے برکت اور مدینہ طیبہ کے مقتدی و پیشوا

نسيتُ كلّ طريق كنتُ اعرفه
الا طريقا يؤديني لربعكم

فاغرورقت عيناه واحمرت وجنتاه حتى خنقته عبرة البكاء ثم بعد ذالك ابتهل في الدعاء ولما انتهى منه انّي سالته عن كمية عمره من السنين فقال مُعترك المنايا ما بين ستين وسبعين - فلو شئت ان ابكي دمًا لبكيته عليه ولكن ساحة الصبر اوسع ان سلوان فؤادي وعصبة اعتمادي عند هجوم دواعي البكاء وضيق الارض عليّ والسماء انه رضي الله عنه خلف مثل جنابكم دام المجد بقيامكم وان الشبل يشبه الاسد وانما يظهر سر الاب من الولد

ع بقيت بقاء الدهر يا كهف اهله
وهذا دعاء للبرية شامل

والسلام

اور اُسکے عمدہ ارکان تھے انہین سے اس درجہ محبت تھی جسکی نشانیاں ظاہر اور علامات و آثار واضح تھے اور میری محبت اُن کے ساتھ ضرب المثل اصل تھی جسکی حقیقت خدا تعالی کے علاوہ اور کوئی نہین جان سکتا مین اُسوقت کو کبھی فراموش نہین کرسکتا کہ جب میرے کوچ کا زمانہ قریب ہوا اور جدائی کی گھڑی سر پر آکھڑی ہوئی اور رخصتانہ ملاقات کے اثنا مین مین نے اُن کی مزاج پرسی کے بعد یہ **بیت** پڑہی ع

نسیت کل طریق کنت اعرفه    الا طریقا یودینی لربعکم

یعنی مین بجز اُس ایک رستہ کے جو مجھے تمہاری زمین تک پہنچائے اُن تمام رستون کو بھول گیا جنسے مین اس سے پیشتر واقف تھا تو آپ کی پرنم آنکھون سے آنسوؤن کی ندیان بہنے لگین اور دونون رخسارے سرخ ہوگئے یہانتک کہ گریہ کی گرمی سے آپکا گلا گھٹ گیا ازان بعد آپنے نہایت خلوص کیساتھ اس عاجز کے حق مین دعا کی - اور مین اس واقعہ کو بھی کبھی بھول نہین سکتا کہ جب مین نے آپ کی مقدار عمر دریافت کی تو جواب مین فرمایا کہ ساٹھ و ستر کے مابین ہی - تو اگر مین ان باتون کو یاد کرکے خون کے آنسو رونا چاہون تو رو سکتا ہون لیکن صبر کا میدان زیادہ وسیع ہے اور اسباب گریہ کے ہجوم اور آسمان و زمین کی تنگی کے وقت میرے دل کی تسلی اور میرے بھروسہ کی لاٹھی صرف یہ ہی کہ شیخ رضی اللہ عنہ نے آپ جیسا فرزند اپنی محسوس یادگار چھوڑا ہے اس مین ذرا شک نہین کہ شیر کا بچہ شیر کے مشابہ ہوتا اور فرزند سے باپ کی خصلت ظاہر ہوتی ہے ای زمانہ کے ماوی و ملجا تیری بقا زمانہ کی بقا کے دوام کیساتھ ہو اور یہ دعا تمام مخلوق کو شامل ہو والسلام

## المکتوب الثانی

من الشیخ الموصوف الی استاده قدوة المحدثین جمال الدین ابی طاهر الکردی المدنی قدس الله سرهما واعلی فی الملاء الاعلی ذکرهما۔

لا زالت شآبیب الرحمة والبرکات منهلة و منصبة۔ وسحائب العنایة والکرامة ممطرة مستدیمة علی اصقع المحفوف بالبررة الکرام الموصوف بالمجد فوق ما اذکر بالکلام جناب من اجله ان اذکره بصریح اسمه۔ واستغنی من ذلک بتعیینه بعلامته ووسمه ؎

ومن العجائب ان افوه بذکره ولقد اغادیان بمر بخاطری
ومن اجده فی خلدی حاضرا فلا یغرب عنی بحیاة ولا یغیب والفیه فی بصری متمثلا فلا یصبنی فقده ولا ریب حضرت شیخنا وقدوتنا ومخدومنا ومولانا الاکرم ذو فخر الابجل ؎

بقیت بقاء الدهر یا کهف اهله وهذا دعاء للبریة شامل

اما بعد فهذا المستمد بتوجهاتکم المعتمد علی دعواتکم یحمد الله تعالی الیکم فی جمیع الامور ظاهرها وباطنها ویشکر لدیکم نعمه التی لا یحصی عددها ولا یحصر مددها من جملتها صوم رمضان بمکة المبارکة واعتکاف العشرة الاخیرة فی المسجد الحرام

## دوسرا خط

شاہ ولی اللہ کا دوسرا خط۔ اپنے استاد شیخ المحدثین جمال الدین ابوطاہر کردی مدنی کے نام خدا تعالیٰ ان دونوں کو پاک کرے اور ملاء اعلے میں ان کا ذکر بلند کرے۔

رحمت و برکات کے سینہ اور عنایت و کرامات کے بادل اس گوشہ زمین پر ہمیشہ برستے رہیں جسے بزرگ نیکوکار فرشتہ گرد و پیش سے احاطہ کیے ہوئے ہیں اور یہ فضیلت خاص سے موصوف ہے اس کا مسند کلام میں ذکر کرنا فوق ادب ہو اور اسکی جناب اس سے بہت دور ہے کہ میں صراحتہً اسکا نام لوں یا علامت و نشان کے ساتھ تعیین کروں ؎

ومن العجائب ان افوہ بذکرہ ولقد اغادیان بمر بخاطری
جسے میں اپنے دل میں حاضر پاتا ہوں اور وہ زندگی بھر کبھی مجھسے غائب نہیں ہوتا اور جسکی تصویر میری آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے اور پھر کبھی نظروں سے ہٹتی نہیں وہ ہمارے شیخ ہمارے مقتدا ہمارے مخدوم ہمارے بزرگ ہیں ؎

بقیت بقاء الدھر یا کھف اھلہ وھذا دعاء للبریہ شامل

اسکے بعد واضح ہو کہ آپکی دلی توجہات کا محتاج اور آپ کی دعاؤں پر بھروسہ کرنیوالا۔ تمام باطنی و ظاہری امور میں خدا کی تعریف اور اس کی ان نعمتوں کا شکریہ کرتا ہے جو گنتی میں نہیں آسکتیں منجملہ ان کے مکہ معظمہ میں رمضان کا روزہ اور مسجد حرام میں عشرہ اخیرہ کا اعتکاف ہے مجھے خانہ کعبہ کے خادم شیخ عمر بن میناء نے خبر دی (خدا تعالیٰ اسے خوش رکھے جیسا اس نے مجھے خوش کیا) کہ آپ

وقد حدثنی الشیخ عمر هیناه خادم بیت الله تعالی
سره الله تعالی کما سرنی انه هیّأ دار النزول لکم
فی الحج ولینظر قدومکم فی ایام العج والثج ٥
فساغ الی الشراب وکنت قبلا اکاد اغص بالماء الفرات
حقق الله تعالی هذه الامنیة منا ومنه انه علی
کل شئ قدیر وباجابة الدعاء جدیر ونسئل
منکم الدعاء بالسلامة فی السفر والاقامة
وبعافیة لا بلاء بعدها وبرحمة لا سخط بعقبها
والسلام والاکرام

## المکتوب الثالث

تیسرا خط شیخ ابوطاہر مدنی کے نام

بعد دفع نفحات لا تزال منها روائح الاخلاص
عابقة وفائحة وعداد دعوات لا تنفک عنها
نسائم قبول القبول غادیة ورائحة. من عبد
ضعیف ارقه جمیل اللطف وجزیل الامتنان
وصب ولّه شانه عظیم الحسن وعمیم الاحسان

اخذ تمونی منی فی ملاطفة ٥
فلست اعرف غیرها قد عرفتکم

الی حضرة من تقاصرت الالسنة والتعبیرات
عن وصف کماله وتضایقت الاسالیب والتحبیرات
عن نعت جماله. فالمطری فی مدحته العجم
قاصر والمفرط فی تقریظه مفرّط فاتر ٥
وعلی تفننی واصفیه بوصفه
یفنی الزمان وفیه مالم یوصف

حج کیلئے تشریف لاتے ہین، اور وہ آپکے نزول کیواسطے
مکان طیار کررہا ہی اور قربانی و لبیک کہنے کے زمانہ مین آپکی
تشریف آوری کا انتظار ہی ٥
فساغ الی الشراب وکنت قبلا اکاد اغص بالماء الفرات
خداتعالی میری اور اُس کی آرزو کو پورا کرے بیشک وہ ہر چیز پر
قادر ہے اور دعا قبول کرنیکے لائق و سزاوار ہے ہم آپسے سفر و
حضر کی حالت مین سلامت و خیریت کی دعا چاہتا اور ایسی عافیت
ورحمت کی استدعا کرتا ہون جسکے بعد کوئی بلا اور رنج جسکے پیچھے کوئی
عذاب نہو والسلام والاکرام۔

## تیسرا خط

اُن تحفون کے ارسال کرنیکے بعد جنسے ہمیشہ اخلاص کی عطر آمیز
ہوائین چلکر دل و دماغ کو معطر کرتی ہین اور ان دعاؤن کے ہدیہ
کرنیکے پیچھے جنسے قبول القبول کی ہوا کے خوش آئندہ جھونکے
صبح و شام جدا نہین ہوتے یہ عریضہ اُس ضعیف و خاکسار کی
طرف سے ہے جسے آپکے لطیف جمیل اور احسان عظیم نے غلام بنالیا
ہے اور عام احسان نے اُسکی حالت کو مرہون منت کردیا ہے ٥
اخذ تمونی منی فی ملاطفة فلست اعرف غیرها قد عرفتکم
یعنی جب سے تم نے مجھے اپنے سایہ عاطفت مین لیا ہی اور مین نے
تمہین پہچانا ہی اُسوقت سے مین نے بجز عنایت و مہربانی کے اور
کچھ نہین دیکھا۔ اور یہ عریضہ اُس شخص کی خدمت مین پیش کیا
جاتا ہی جسکے وصف کمال سے زبانین اور تعبیرین قاصر اور نعت
وجمال سے اسلوب و تحبیرات کا دائرہ تنگ ہی اُس کی مدح
مین نہایت مبالغہ سے تعریف کرنیوالا محض عاجز اور گونگا ہے

شيخنا وقدوتنا ومخدومنا ومولانا الاكرم
الافخم الاجل الانجل ادام الله تعالى بادامة
ايامه حيات علوم الدين وابقى بهجتها و
خلد بتخليد عهده رونق معارف الحق و
ايد بهجتها . فان هذا المستمد بتوجهاتكم
العلية . والمعتمد على دعوانكم المستجابة
وصل الى مكة زادها الله شرفاً وتعظيماً
ماموناً عن جميع المخوفات سالماً عن جميع
المكروهات اللهم الا الم فراقكم
الذى لا صبر على صبره الا كصبر المصبور
ولا مصابرة معه الا كمصابرة المغلوب
المقهور ؎

والله لو حلف العشاق انهم
قتلى من الحب يوم البين ما حنثوا

والى الله المشتكى وهو المستعان وهو
العالم بالاسرار والاعلان والمسئول
منكم الدعاء فى الاوقات المرجوة وطلب
الخير فى الواردات المهمة والحمد لله
اولاً واخراً

## المكتوب الرابع

مجاهدات اصولها ثابتة فى ارض المحبة الخالصة

اور افراط کے ساتھ قدح سرائی مین مشغول ہونیوالا تھک جانیوالا ہی
وعلى نفس واصفيه بوصف    یعنی از زمان وپیدا ما لم یوصف
وہ ہمارے شیخ ہمارے مقتدا ہمارے مخدوم ہمارے مکرم و
محترم اور بزرگ مولانا ہین خدا تعالی ان کے بقائے دوام
کی وجہ سے دینی علوم کی زندگی مین طراوت کی روح ڈالے
اور ان کی رونق ہمیشہ قایم رکھے اور ان کے زمانہ کی ہمیشگی
کے سبب سے معارف حق کو سدا تر و تازہ رکھے اور اسکی تازگی
کی رونق کو دوبالا کرے - اسکے بعد گذارش ہو کہ آپ کی توجہات
عالیہ کا محتاج اور آپ کی مقبول دعاؤن پر بھروسہ کرنیوالا تمام
خطرناک مواقع سے محفوظ اور ناگوار چیزون سے صحیح سالم مکہ معظمہ
مین پہنچا خدا اس کی شرف وعظمت کو بڑھائے خدا کا شکر ہو
کہ اسوقت مجھے کسی طرح کا خوف واندیشہ اور رنج واندوہ نہین
ہے لیکن آپ کی مفارقت کا رنج اس درجہ ہو جسپر مجھے کسیطرح
صبر نہین آتا مگر جیسے زنجیر مین بندھے ہوئے شخص یا قفس مین
پڑے ہوے جانور کو صبر ہوتا ہو یا مغلوب ومقہور آدمی اپنے دلکو
تسلی دیتا ہے ؎

والله لو حلف العشاق انهم    قتلى من الحب يوم البين ما حنثوا

یعنی اگر عشاق بہات پر قسم کھائین کہ ہم محبت کی وجہ سے مفارقت
کے دن قتل کیے گئے ہین تو واللہ وہ حانث نہونگے میری شکایت
کا علاج خدا کے پاس ہو اور اسی سے مدد چاہتا ہون وہی باطن
اور ظاہر کو جانتا ہو مین آپ سے مقبول اوقات مین دعا کا خواستگار
اور طالب خیر ہون

## چوتھا خط

وہ شخص جن کی جڑ محبت خالصہ کی زمین مین قائم اور شاخین

چوتھا خط

وفروعها في السماء ودعوات دعائمها
مستقرة في متن الرحمة الخالصة وسقوفها
على العليا - يرفعها احقر الخليقة ومن ليس
بشيء في الحقيقة الى الصقع المحفوف بالملائكة
الملقبة للتسبيح والتحميد والجناب الموصوف
بلا يشقى جليسهم وان كان اوجب الطرد و
التبعيد دائرة مركزها عروة الوثقى لا انفصام
لها من تمسك بها هدى الى صراط مستقيم
ومعقله شامخ حبل لا انقطاع له من اعتصم
به اداه الى سنن السنن والمنهاج القويم

لا يبلغ الواصف المطري خصائصه
وان يكن سابقا في كل ما وصفا

شيخنا وقدوتنا ومخدومنا ومولانا الاكرم
الافخم الاجل الانجل ادام الله تعالى
المجيد بين برديه وخلّده كهفا لمن لاذ به
واعتمد عليه - اما بعد فان المستمد
بتوجهاتكم المعتمد على دعواتكم
يشكر اليكم الله تعالى على نعم ظاهرة
وباطنة لا تحصى ويحمد اليكم الله على
ذوارف عوارف لا تعد ولا تحد هايرجى
ويسأل منكم الدعاء لمزيدها ولاستدامة
قديمها وجديدها - والسلام والاكرام

آسمان مین ہین اور وہ دعائین جنکے ستون رحمت خالصہ کے
گرے مین گھڑے ہوئے ہین اور چھتین غایت رفعت مین ہین
احقر خلائق جو حقیقت مین کوئی چیز نہین ہو اُس گوشہ مین پہنچاتا
ہے جسے فرشتے گھیرے ہوئے تسبیح وتحمید کا نعرہ بلند کرتے ہین اور
اُس بارگاہ عالی مین پیش کرتا ہو جس کا جلیس وہم صحبت بدبخت
نہین ہوتا اگرچہ وہ اس قابل ہو کہ خداوندی رحمت سے دور
کردیا جائے - اس کی جناب ایک ایسا دائرہ ہو جس کا مرکز
مضبوط کڑا ہے جو کہین ٹوٹ نہین سکتا جس نے اُسے
پکڑا سیدہی راہ پر لگ لیا اور اس کی محفل ایک ایسی مستحکم
رسی ہو جو کبھی کٹ نہین سکتی جس نے اُسے مضبوطی سے پکڑا
اُس کو اُس نے شارع عام اور سنت کے طریقہ پر پہنچا دیا ہے
لایبلغ الواصف المطری خصائصه وان یکن سابقا فی کل ما وصفا
یعنی مبالغہ کرنیوالا مدح اُس کی خصوصیتون کو پا نہین سکتا
اگرچہ وہ مدح سرائی مین سابق وممتاز ہی کیون نہ ہو - وہ ہمارے
شیخ ہمارے پیشوا ہمارے ممدوح ہمارے محترم ومکرم بزرگ افضل
مولٰنا ہین خداتعالی صبح وشام ان کی بزرگی مین ترقی دے
اور اُسے دائم وقائم رکھے اور ان کی حفاظت اُس شخص
کیلئے ہمیشہ رکھے جو اُن کی ملازم صحبت رہی اور بھروسہ رکھے
اسکے بعد آپ کی توجہات کا محتاج اور آپ کی دعاؤن پر بھروسہ
کرنیوالا مضا کی اُن ظاہری وباطنی نعمتون کا شکر ادا کرتا ہی
جو شمار مین نہین آسکتین اور عوارف کے اُن بہتے چشمون پر
خدا کی تعریف کرتا ہو جن کا حصر نہین ہو سکتا اب آپ سے مزید
نعمت اور قدیم وجدید منتون کے ہمیشہ رہنے کی دعا چاہتا ہے

## المکتوب الخامس

من الشیخ عارف باللہ - الی الشیخ
ابراهیم المدنی رحمهما الله تعالی لا
زالت ذوارف العوارف هامیة علی برکة
الانام خلف السادات الکرام القائم مقام
الائمة الاعلام مولانا الشیخ ابراهیم ایده
الله تعالی ابن شیخنا الاجل الانبل مولانا
الشیخ ابی طاهر بن العارف قدوة الانام
حجة الاسلام مولانا الشیخ ابراهیم الکردی
المدنی قدسنا الله تعالی باسرارهما - من
الفقیر ولی الله بن عبد الرحیم العمری الدهلوی
عفا الله عنه سلام علیکم ورحمة الله و
برکاته ان سألتم عن محبکم فانه بعافیة فی
نفسه واهله وولده رطب اللسان بذکر
ابائکم الکرام ویشکر نعماءهم ونشر علومهم
وارجو من الله تعالی ان یحفظنی ببرکاتهم
ویحیی ذکرهم فی هذا البلاد بهذا العبد
الضعیف واولاده واصحابه انه قریب
مجیب واسأل منکم ان لا تنسونی فی صالح
دعواتکم بجاه النبی صلی الله علیه وسلم
وقد کتبت الیکم قبل هذا مکاتیب کثیرة
وما شرفتمونی بجواب ولا اکرمتمونی بسلام و

## پانچواں خط

شیخ عارف باللہ مولانا ولی اللہ کا خط شیخ ابراہیم مدنی رحمہما اللہ کے نام
عوارف کے صاف و نتھرے ہوئے چشمے خلائق کے حوض
یعنی سادۃ کرام کے فرزند رشید مولانا شیخ ابراہیم پر ہمیشہ گرتے رہین
جو ائمہ اعلام کے قائم مقام اور ہمارے مکرم و معزز مولانا
شیخ ابوطاہر کے فرزند عارف باللہ حجۃ الاسلام قدوۃ الانام مولانا
شیخ ابراہیم کردی مدنی کے پوتے ہین خدا تعالی ہمین ان کے
اسرار کی بدولت پاک کرے فقیر ولی اللہ بن عبد الرحیم العمری
الدہلوی عفا اللہ عنہ کی طرف سے آپ پر سلام اور خدا کی رحمت و برکت
ہو آپنے جو اپنے محب کی خیریت دریافت کی تھی سو خدا کا شکر ہے
کہ وہ خود اور اس کی اہل و اولاد خیریت سے ہے اور آپ کے
آباء کرام کے ذکر سے رطب اللسان ہے اُن کی نعمتوں اور
علمی اشاعتوں کا شکر ادا کرتا ہے مجھے خدا سے اُمید ہے کہ وہ اُنکی
برکات کی وجہ سے مجھے ہمیشہ محفوظ رکھے اور ان بلاد مین اس ضعیف
اور اس کی اولاد و اصحاب کے سبب سے اُن کا ذکر زندہ رکھے
مین تم سے درخواست کرتا ہون اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا واسطہ
دیتا ہون کہ اپنی نیک دعاؤن مین فراموش نہ کرین - اگرچہ مینے
اس سے پیشتر بہت سے خطوط آپ کی خدمت مین روانہ کیے
لیکن نہ تو آپنے جواب سے معزز فرمایا نہ سلام کتابت سے ممتاز کیا
حالانکہ میرا خیال آپ کی نسبت ایسا نہ تھا اب مین بخلاف سابق
کے التماس کرتا ہون کہ آپ اس فقیر کے حال کی معرفت
جواب تحریر کرکے ارسال کرین اور ان محترم مواضع سے ہر اپنے

كتاب وما كان ذلك ظننا بكم والمسئول الآن
خلاف ما كان ان تكتبوا الجواب مع حامله فهيتنا
هذه ومع كل حاج يجيئنا من تلك المواضع المشرفة
وتخبرنا عن سلامتكم وسلامة اولادكم واصحابكم والسلام

## المكتوب السادس

چھٹا خط شیخ وفد اللہ مکی کے نام

من الشيخ العارف الى الشيخ وفد الله المالكي
المكي بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله وصلى الله
على سيدنا محمد واله وسلم. من الفقير ولي الله
بن عبد الرحيم العمري الدهلوي عفي عنه سلام
عليكم ورحمة الله وبركاته اما بعد فالمامول
من مكارم اخلاقكم ان تدعوا لنا في مواضع
الاجابة واوقاتها لديننا ومعيشتنا واولادنا و
اصحابنا وقد اخبرني ولدكم الشيخ حسين انكم
اجتمعتم في صغركم بفريد عصره الشيخ محمد بن العلاء
البابلي قدس الله سره فاجازكم بما تصح له روايته
فان كان الامر كذلك فهو اسناد عالي جدا فالمرجو
من جنابكم ان تشرفونا بالاجازة مجملة ومفصلة
وتخبرونا باسانيدكم العالية وفوائدكم المنتخبة
ومسلسلاتكم المتصلة لعل الله يجمعني واياكم في
مقام صدق في زمرة اولياءه وحملة سنة رسوله صلعم والسلام

## المكتوب السابع

ساتوان خط بعض دوستون کے نام

من الشيخ العارف بالله الى بعض اخوانه اخي ملازمة العلماء
غنيمة ومجالسة العقلاء عزم الله في مواظبة طاعاته

واپکے ہاتھ سرفراز نامہ بھیجیں اور اپنی اور اپنی اولاد و اصحاب
کی سلامتی سے مطلع کرین والسلام۔

## چھٹا خط

شیخ عارف باللہ ولینا ولی اللہ کا خط شیخ وفد اللہ مالکی مکی کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خدا کو سب تعریف ہی۔ اللہ تعالی ہمارے سردار
محمد اور اُن کی آل پاک پر رحمت و سلام نازل فرمائے فقیر ولی اللہ
بن عبد الرحیم العمری الدہلوی کیطرف سے تم پر سلام اور خدا کی رحمت
و برکات کے بعد واضح ہو کہ آپکے عام اخلاق و بزرگ عادات سے
اُمید ہو کہ ہمارے دین و معیشت اور اولاد و اصحاب کیلئے اپنے اجابت
کے اوقات و مواضع مین دعا کرین مجھے آپکے فرزند شیخ حسین
سے معلوم ہوا ہی کہ آپنے کم سنی کے زمانہ مین فرید عصر شیخ محمد
بن العلا بابلی قدس اللہ سرہ سے ملاقات کی ہو اور اُنہون نے
آپ کو اپنی تمام مرویات صحیحہ کی اجازت عنایت کی ہو اگر حقیقت
مین یہ واقعہ نفس الامری ہو تو وہ ایک نہایت ہی اعلا درجہ کی
اسناد ہو مجھے آپسے اُمید ہو کہ مجمل و مفصل اجازت سے اِس فقیر کو
معزز و ممتاز کرینگے اور اپنی اسناد عالیہ اور فوائد منتخبہ اور مسلسلات
متصلہ سے اطلاع دینگے شاید خدا تعالی مجھے اور آپ کو مقام صدق
مین اپنے اولیا کے زمرہ اور اپنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم
کی سنت کے حاملین کے گروہ مین جمع کرے والسلام

## ساتوان خط

شیخ عارف باللہ کا خط۔ بنام بعض دوستون کے۔

برادر من! علما کی ملازمت بہت غنیمت ہو اور عقلا کی ہمنشینی
عزم و استقلال کی محرک ہو اللہ خدا تعالی کی طاعات پر ہمیشگی بہت

والاهتمام بعباد الله اعلم ان المَلاعبة لا تُورِثُ الا حسرةً وان المفاكهة لا تُخلِفُ الا قسوة اياك واضاعة اوقات فى الدعة والبطالات والاثام تنكص على عَقِبَيك ولا تهتم بما بين يديك احسن الناس من اذا سمع دعى وحقق ما ادعى والسلام

## المكتوب الثامن

من الشيخ عارف بالله الى بعض خلانه

ان الزمان قد تغيّر وان المشرب قد تكدّر وليس كل تزيا تزيّن المسلمين مسلما وليس كل ما يدعيه الانسان لنفسه مسلما فاياك وخمسة من الناس فانهم فى الحقيقة بمنزلة النسناس **صوفى** شاطح محتال لرفع التكليف ولا يقف فى مجارى امره عند التوقيف و**معقولى** مجادل ينشر فتنة الشكوك والاوهام ولا ينقاد بقياد العزيز العلام و**فقيه** مخترج يستطيب الريح على اقوال الميتة ولا يتبع ما اوضح النبى صلى الله عليه وسلم للامة و**زاهد** متقشف يتشدد فى دينه كان الترخص ليس فى خزينه و**غنى** طاغ يتكلف

كیاب ہے اور اس کی عبادات کے اہتمام سے اکثر طلقے خالی ہین واضح کہ کھیل کود مین مصروف رہنا بجز حسرت کے اور کچھ پیدا نہین کرتا اور مزاحیہ و فضول کلامی سخت دلی پیدا کرتی ہے تم راحت وآسانی اور باطل کامون مین اپنے اوقات ضائع مکرو اپنی ٹیٹرن اُن مضرت اور انیا رسان باتون سے بچاؤ جو انجام کار تمہاری طرف عود کرنیوالی ہین اور جو چیزین فی الحال تمہاری پیش نظر ہین اُن مین زیادہ اہتمام نکرو تمام لوگون مین بہتر وہ شخص ہے جو سنکر یاد رکھے اور اپنے دعوے کو ثابت کرے والسلام۔

## آٹھوان خط

شیخ عارف باللہ کیطرف سے بعض دوستون کو

زمانہ کا رنگ بالکل بدل گیا ہی اور مذہب کا چشمہ نہایت مکدر ہوگیا ہے اور ہر پوشش جو مسلمانون کو زینت و رونق دیتی ہے حقیقت مین اسلامی نہین ہے اور ہر وہ چیز جس کی انسان اپنے لئے خواہش کرتا ہی کبھی اُسپر کامیاب نہین ہو سکتا۔ تم پانچ طرح کے لوگون سے اپنے تئین بچاؤ جو حقیقت مین انناس کے منزل مین ہین ایک بیحیا صوفی ہے جو رفع تکلیف کے لیئے حیلہ کرتا اور اپنے مجاری امور مین توقف نہین کرتا دوسرا جھگڑالو معقولی جو شکوک واوہام کے فتنے پھیلاتا اور خدا کا منقاد و مطیع نہین ہوتا ہے تیسرا شیخی خورا فقیہ جو مردہ اقوال پر خوش ہوتا اور جسکی نبی صلعم نے اپنی اُمت کیلئے توضیع کی ہے اُس کی پیروی نہین کرتا چوتھا خشک زاہد جو دین مین اس درجہ سختی اور تشدد کرتا ہے کہ گویا اُسے کسی بارہ مین اجازت ہی حاصل نہین پانچوان سرکش مالدار جو تکلف وبناوٹ کے ساتھ عجمیون کی ہیئت اختیار کرتا اور اُن کے ہم نوالہ ہم پیالہ ہونیکو

آٹھوان خط

نزى الاعاجم ويتداخل في مضاربه الجماجم والسلام

## المكتوب التاسع

نواں خط

من الشيخ العارف الشيخ ولي الله قدس سره الى الشيخ
محمد عاشق رحمه ربه بسم الله الرحمن الرحيم الحمد
لله المنعم المفضل الكريم المتعال على جميع نعمه
ومن جملتها سلامتكم ادام الله تعالى
عافيتكم ورزقكم ما تمنيتم من فضله
بل ما لم يخطر على قلب بشر وما ذلك على
الله بعزيز وصل المكتوب بعد مدة مديدة
ونحن معكم انشاء الله حيث كنتم وقد قدر
الله تعالى في هذه الايام ان نحرر **قرة
العينين في تفضيل الشيخين**
ببسط لائق بالمقام وقد تمت منه خمسة
كراريس والتقدير ان يكون قريبا من عشرة
كراريس وقد من الله تعالى بجمع الهمة
على تحريره والهم علوما مناسبة نسأل
من الله تعالى الاتمام على هذا النهج ولا حول
ولا قوة الا بالله وقد وصل الولد العزيز
عبد الرحمن مع اولاده بالخير والعافية
وقد تلقيناهم تلقيا حسنا وقرأ علينا من كتاب
الفوز الكبير شيئا وعسى ان يقرأ على هذا النمط
حتى يختم انشاء الله تعالى والسلام

## المكتوب العاشر من الشيخ الاستاذ العارف

دسواں خط

دوست رکھتا ہے - والسلام

## نواں خط

شیخ عارف جناب شیخ ولی اللہ کی طرف سے شیخ محمد عاشق علیہ الرحمہ کو
بسم اللہ الرحمن الرحیم - اُس منعم خدا کو تعریف ہی جو فضل و کرامت کا مالک
اور اپنی تمام نعمتوں پر بزرگ ہے منجملہ اُن نعمتوں کے ایک آپ کی
سلامتی ہے خدا تعالیٰ آپ کو ہمیشہ عافیت سے رکھے اور تمہاری آرزو پوری
اپنے فضل سے برلاوے بلکہ اُن چیزوں پر کامیاب کرے جن کا خطرہ
بھی کسی آدمی کے دل پر نہ ہوتا ہوا اور یہ خدا کے نزدیک کچھ مشکل نہین
ہے ایک زمانہ دراز کے بعد آپ کا خط آیا اور اگرچہ بظاہر ہم تم سے
دور ہین لیکن حقیقت مین ہر جگہ تمہارے ساتھ ہین ہم ان دنون مین
خدا کی تقدیر سے رسالہ **قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین** ایک
ایسے بسط کے ساتھ لکھ رہے ہین جو اُسکے مناسب ہے گو اس کا اندازہ دس
جزو کے قریب کیا گیا ہی لیکن ابتک پانچ جزو کی تکمیل ہوئی ہے
خدا کا احسان ہی کہ اُس نے اس رسالہ کی تحریر پر ہماری ہمت جمع کی
اور اُسکے مناسب علوم الہام کیے ہم خدا تعالیٰ سے التماس کرتے
ہین کہ جس طرز روش سے یہ شروع ہوا ہے اُسی پر اس کا خاتمہ
ہوا اور ہمین بجز خدا کی مدد کے گناہ و لغزش سے بچنے اور نیک کام
کرنے کی قوت نہین ہے مکرر آنکہ فرزند رشید عبد الرحمن مع اولاد
کے بخیر و عافیت پہنچے اور ہم نے اُن سے بہت اچھی طرح ملاقات
کی وہ آجکل ہم سے فوز الکبیر پڑھ رہے ہین کچھ حصہ تو پڑھ چکے ہین
اور باقی کی نسبت امید ہے کہ اسی طرز کے ساتھ پڑھ کر ختم کرین
انشاء اللہ تعالیٰ والسلام

شیخ استاد عارف باللہ شیخ ولی اللہ کا خط فاضل علامہ محمد وم

بالله الشيخ ولی الله الی الفاضل العلامة
المخدوم معين الملة والدين السندي طاب ثراه
احسن الله الی اخينا المكرم المعظم مخدومنا
المبجل جامع الكمالات سباق الغايات جعله
كاسمه معينا للسنة والدين امينا على خزائن
علم اليقين وعين اليقين اما بعد فالفقير
ولی الله عفي عنه يسلم عليكم ويدعو الله
لكم في الاوقات المرجوة وقد استشرتموني
في الانتقال الى بندر سورة ثم الانتقال منه
الى موضع اخر فاني لا اعدل بحج بيت الله العظيم
وزيارة نبيه الكريم عليه الصلوة والتسليم
شيئا فان اتفق الخروج من الوطن بسبب من
الاسباب فلا ينبغي ان يقصد الا هذان وقد
اخبرتموني عن قلة الزاد فعلى الله توكلوا وبه
ثقوا واليه فوضوا المنفق ولا تخشوا من ذي
العرش اقلالا واما عزم ترك الرجوع الى الوطن
فلا نستحسن ابدا حتى يشرح الله صدركم او صدر
رجل لاجلكم والحمد لله اولا
واخرا +

معین الدین سندی کے نام۔
خدا تعالیٰ ہمارے مکرم و معظم اور ہمارے محترم و بزرگ مخدوم پر اور
پر نگاہ کرم رکھے جو تمام کمالات کو جامع اور غایات مین سب سے آگے
نکل جانے والے ہین اور جیسا کہ اس کا نام ہے سنت و دین کا
معین و مددگار اور علم الیقین و عین الیقین کے خزانون پر امین مقرر
کرے اسکے بعد فقیر ولی اللہ عفا اللہ عنہ تمہین سلام پہنچاتا اور اوقات مقبولہ مین
تمہارے لیئے دعا کرتا ہے۔ تم نے جو مجھ سے سورت کے بندر
اور پھر وہان سے کسی اور مقام پر سفر کرجانے کی بابت مشورہ لیا ہے
تو گذارش یہ ہے کہ مین حج بیت اللہ اور جناب نبی کریم علے اللہ
علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کی زیارت کے قصد سے کبھی باز نہین
رکھ سکتا کیونکہ اگر کسی وجہ سے وطن سے نکلنے کا اتفاق
ہو جائے تو پھر ان دونون متبرک مقامات کے علاوہ اور کہین
کا قصد کرنا لائق نہین ہے اور تم نے جو قلت خرچ اور کمی زاد
کی نسبت لکھا ہے تو خدا پر بھروسہ کرو اور اپنی تمام مہمات کی
باگ اُسکے ید قدرت مین دیدو۔ اور جملہ کام اُسے سونپ دو
جو کچھ پاس رکھتے ہو خرچ کر ڈالو۔ اور مال کے تھڑ جانے کا اندیشہ
نہ کرو۔ وطن کی طرف مراجعت نہ کرنے پر جو تم نے عزم بالجزم
کرلیا اسپر اصرار و ہٹ نہ کرو حتےٰ کہ خدا تعالیٰ تمہارا یا تمہارے
لیئے کسی اور شخص کا سینہ کھولدے۔ اول و آخر خدا کا شکر ہی۔

معزز ناظرین! شاہ صاحب کے مکاتیب و خطوط کا جس قدر مجھے انتخاب کرنا تھا کرچکا اب مین صرف آپکا ایک
خط اور نقل کرتا ہون جو آپنے فاضل اجل مولانا عبد القادر جونپوری کے جواب مین وحدت وجود کی بحث مین لکھا تھا
اس خط کے نقل کرنے سے علاوہ ادب و انشا اور زور تقریر اور شیوا بیانی کے ناظرین کو یہ بھی دکھانا منظور ہے کہ
آپ کو تصوفی تحقیقات مین کس درجہ کا اقتدار تھا اور اس خاص علم کو آپنے کس عروج پر پہنچا دیا تھا اور چونکہ شاہ صاحب کے

اس علمی تبحر اور پرزور تحریر کا اندازہ کرنا بغیر اسکے کہ مولنا عبدالقادر کا خط بجنسہ نقل کیا جائے بہت مشکل ہے لہذا مین
اول مولنا موصوف کا خط نقل کرتا ہون اور اسکے بعد شاہ صاحب کا جواب درج کرون گا - یہ دونون خطوط ادبی
ہونیکے علاوہ ایک ایسے خاص مسئلے سے تعلق رکھتے ہین جسکے مذاق سے بہت کم لوگ واقف ہین اس سیئے انکا ترجمہ
کرانا وہ تکلف سے خالی نہین اور اگر ترجمہ کیا بھی جائے تو افسوس ہو کہ پڑھنے والے فائدہ نہین اٹھا سکتے چنانچہ مین
دونون خطوط بجنسہ نقل کرکے اس عنوان کو ختم کرتا ہون -

جامع الفضائل کریم الشمائل مولنا عبدالقادر جونپوری کا خط بنام عارف باللہ
جناب مولنا شاہ ولی اللہ صاحب

جونپوری کا خط شاہ صاحب کے نام

من الفقیر الفاقر محمد عبد القادر الی النقی اللقی ولی اللہ العلی - یا من لعل بہ سیرا یبلغہ + دار الخلافۃ بلغہ حین
تاتیہا + منی السلام ما ذال مبتغیا + من المشوق الی نفس یوالیہا + الی مقیم بہا قد ادہا شرفا + ورفعۃ حین
یدعی من اہالیہا + ذلک الولی الرضی العالم العلم + المحی المکارم بادیہا وخافیہا + اشتاقہ اذنی والعین فقد
لطول ثانیہ ادکتب داعیہا + علی یبلغنک الشوق مفترنا + بہمۃ منک تا تبنی دواعیہا + من العبد الذنوب
الغیر المعلوم والمذکور الفقیر الفاقر محمد عبد القادر بعض من خم من تربتہ جونفو رماء ہا وعم سبعا وعشرین
حجۃ بما ثہا وھوا ثہا الی ذلک الامام الہمام الحبر العلام النقی اللقی ولی اللہ العلی طول اللہ سبحانہ تعالی
بقاءہ وعجل لی لقاءہ اما بعد الہدیۃ الزکیۃ السلام والتحیۃ والآداب المرضیۃ فان التوادد بین الاحاد
والتعارف بین الافراد لا ینبغی ان یحصر فی المشاھدۃ بالاعین وان تقتصر علی المکالمۃ بالالسن کیف
وقد حشا الاحشا و ی فی ما بین الاعضا ما قد قرع الاسماع منکم من المکارم والمحاسن وبلغ الآذان
من محامد الظاھر والباطن حتی احب ان یکون منی قبل ان انال برکۃ الملاقات - وافوز بسعادۃ الموافات
شیٔ من المکاتبۃ والمراسلۃ التی قد تعد نوعا من المواصلۃ ولعل ذلک قد یکون سببا للاتصال باذن اللہ سبحانہ
مسبب الاسباب ثم انہ مع کثرۃ ما یتشوقنی والی من ہاجر الیکم یسوفنی انما یعوق عن ذلک ما یذوق المرء
من تطاول المنازل فی تباعد المراحل ولعلی اذا شاء اللہ سبحانہ وہیا الاسباب ارکب غارب مطیۃ الارتحال
واطلب برکۃ الوصال والصحاب ولا اقتصر الان علی ہذا القدر واتبعہ بسوال ما لا زال یجول فی الصدر
فاقول **اما التوحید** المتعلق بوجوب الوجوب بمعنی ان الوجوب بالذات مختص بذات واحد
لا یمکن ان یکون محمولا علی اثنین وان یکون الحقیقۃ والواجبیۃ مشترکۃ بین فردین و المتعلق بالفعل

والتأثر بمعنى انه المؤثر فى الوجود الاعم من ان يكون بغير واسطة او بها فان ذلك ليس من توحيد المؤثر فى شئ بل بمعنى انه لا مؤثر فى الوجود الا هو فيتعلق بكل ارادته وقدرته على موجب علمه وحكمته بيده ازمة الاشياء ولا يجرى فى ملكه الا ما يشاء وانما غيره مما له مدخل فى وجود الشئ مما ينضم فى سلك القوابل والشرائط من غير ان يفيض منه وجود ويصدر منه فعل وكذا التعلق بالذات بمعنى ان ذوات الممكنات بجذافيرها وذرات المجعولات بنقيرها وقطميرها هالكة فى شبح جوهرها باطلة فى حد انفسها فلولا فيض الواجب جل شانه لم يكن هناك ذات ولم يعقل ماهية وانما تقررها وتصدرها وصلوحها للحكم عليها وبها بالنظر الى تلك الذات الواجبة المنبث فيضها الممتد ظلها الم تر الى ربك كيف مد الظل ولو شاء لجعله ساكنا كل ذلك امر معقول مصدق به ومقبول واما ما يرمز به العارفون ويترنم به المكاشفون فهل للعقل اليه سبيل او يمكن ان يدل عليه دليل وهل يقول من قال ان الله تعالى هو الوجود المطلق وانما ظهر الاشياء وهو عينها مفهوم معقول او انه طور وراء طور العقل ثم ماذا بمعنى قول من يزعم انه طور وراء طور العقل اوليس للعقل احكام صادقة وقضايا حقة لا يمكن ان يتبدل ولا يتصور ولا ان يتزلزل ام للعقل واحكامه حد معين اذا جاوزناه فليس له هناك حكم سبحان الله كيف يصدق بمثل هذا اذ لولا للعقل احكام مضبوطة غير ممكنة التبدل ولا جائزة التزلزل لما قامت السموات والارضون وقد رجم هذا القول الى مثل ما يقول العمى الصم من السوفسطائية الدون فالمطلوب منك ايها الباقى من آثار السلف والمرجو من لديك ايها الراقى كل شرف ان توطن نفسى وتسكن قلبى عما هما فيه من هذه المسئلة من القلق البالغ والخفق السائغ بالخبر المنقح فى ذلك المحقق لدى بالك فلعلى انتفع وقلبى تنتفع ويجتمع ولعلك توجر وتجزى وعند الله الآخرة والاولى ثم انه ان اكرمتنى بكتابك وبلغتنى الاذن فى جنابك فلعلى اجترأ على ارسال العرائض والاستفادة من عندك ما يفيض الفائض لبقيت طويلاً واوتيت جزيلاً والسلام ۔ امام ہمام حبر علامہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب کا خط مولانا محمد عبد القادر جونپوری کے جواب میں

[حاشیہ: ای تقلیلها وتکثیرها ۱۲ — ای تقلیلها ۱۲ — مبتدا ۱۲ — ای اعد ۱۲ — خبر المبتدا ۱۲]

شاہ ولی اللہ صاحب جواب

اهلاً الملفوف فما احسن معالمها ۔ تهدى الى الشئ من نوء تاتيها ۔ جرلهمة علوية قضت ۔ كل المقاصد دانيها وقاصيها ۔ فلا يغادر علما غير مكتسب ۔ ولا فضائل الا وهو حاويها ۔ من جو نفوس اذ هبت رياح روح منها تعطرت الديار وما فيها ۔ من الفقير الى رحمة الله الكريم احمد المدعو بولى الله بن عبد الرحيم

الی جامع الفضائل کریم الشمائل مولانا عبد القادر لا زال بطول بقائه فی الباطن والظاهر اما بعد فقد وصل الی مکتوبکم الشریف الدال علی مجد کرمکم المنیف یعرض علی مسئلة حارت فی بوادیها الافکار وتقاعست دونها الانظار وکیف لی بجوابها فی ورقة او حلها فی کلمة لکنی اذکر نکتة قولکم فی تقریر المعنی الثالث للتوحید

ان ذوات الممکنات بجمیع افرادها وذوات المجعولات بنقیرها وقطمیرها هالکة فی شیء جوهرها باطلة فی حد

نفسها فلولا فیض الواجب لم یبرز هناک ذات لم یعقل ماهیة وانما تقررها وتحصلها وصلوحها للحکم علیها وبها بالنظر الی

الذات المنیفة فیضا الممتد ظلها انتهی هو بعینه معنی وحدة الوجود عند المحققین من اهل المعرفة والشهود غیر ان الناس لهم فی التعبیر

شتی بعضها من قبیل التجوز والمسامحة وبعضها من قبیل التحقیق والمفاتحة عبارانا شتی وحسنک واحد وکل الی ذلک الجمال یشیر

فهذا الفیض الوحدانی بالذات المتکثر باعتبار القوابل یسمی بالفیض الاقدس من جهة صدور الماهیات وبالفیض المقدس من جهة صدور

العقلیات ولوازم الوجود الخارجیة والتوهم هو الوجود المطلق فلا یعنی بالمطلق الامر الممتنع عن الافراد کما یقرره المتکلمون فی

الکلیات ولا الموجود فی ضمن الافراد ولا باستقلال کما زعم الحکماء ولکن امر هو متحقق فی نفسه متعین بذاته استوت نسبته الی المقیدات بأثرها

والعقل مقول علی معنیین احدهما النفس الناطقة وکل معنی فانما هی قائمة بالنفس حاصلة لها وثانیهما قوی من قواها قوم ما تشتغل بالعلوم

العقلیة وبحقیقة فانت تلک القوی بعد فان الحالة الراسیة لا اکثر من هذا وعسی ان یکون بعد ذلک عود والمرجو من مکارم اخلاقکم ان تنسونا

من صالح دعواتکم ولا من لطیف مکاتباتکم فانکم نوع من الاستیناس والعبرة بمبنا الارواح لا بمقال الترابی احسن الله تعالی الیکم وافاض نعمته علیکم والسلام

بالغ اور غائر نظرین ان دونون خطون کو موازنہ کرکے بخوبی اندازہ کرسکتی ہین کہ ہمارے مولانا ممدوح کا خط کس درجہ فصاحت وبلاغت سے لبریز ہی اور فصاحت وبلاغت سے قطع نظر کرکے کتنا مطلب خیز ہے باوجود اس اختصار کے ایک ایسا اہم اور پیچیدہ مسئلہ جسکے حل کرنے کیلیئے چند اجزا بھی کافی نہین ہوسکتے تھے آپنے کس سہولت اور آسانی کے ساتھ پانی کردیا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس درجہ کا تبحر اور کمال اس فن خاص مین آپکو حاصل تھا اس کی نظیر کہین مل نہین سکتی۔

وحدۃ الوجود کا مسئلہ ایک ایسا دقیق اور پیچیدہ مسئلہ ہی کہ اگر اسپر کوئی اور شخص بحث کرتا تو اُسے چند اجزا سیاہ کرنے پڑتے اور پھر بھی شاید صاف طور پر مطلب واضح نہ ہوتا یہ حقیقت مین شاہ صاحب کا اعجاز ہے کہ آپنے اس طولانی اور غیر محدود بحث کو چند چھوٹے چھوٹے جملون مین اس طرح ادا کردیا کہ گویا کوئی بڑا کام ہی نہ تھا ہر طرفہ یہ کہ جو جملہ آپ کی قلم سے نکل رہا ہے یہ معلوم ہوتا ہی کہ سانچے مین ڈھل کر نکل رہا ہی ہر ہر فقرہ تصوفی تحقیقات سے بھرا ہوا الفاظ کی بندش اور عبارت کی چستی سے جس قدر عالمانہ پن برستا ہی اسیقدر مطالب کی خوبی سے آپکی

نشان ظاہر ہوتی ہے

# جناب شاہ ولی اللہ صاحب کی بعض تصنیفات

شاہ صاحب کی تصانیف

جناب عارف باللہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب کی تصنیفات جو زمانہ کی ضرورتین رفع کرنے کیلئے نہایت ہی دلچسپ اور عمدہ پیرایہ مین خاص خاص موقعون پر لکھی گئی ہین وہ آپ کی بے نظیر اور مخصوص یادگار ہین کسیکا یہ قول بہت درست ہے "ہر کسے را بہر کارے ساختند" فطرت نے جناب شاہ صاحب کو اسیلئے پیدا کیا تھا کہ آپ زبان و قلم دونون سے دینی علوم کی اشاعت کرین اور اُن بنی نوع کی اصلاح مین نہایت سرگرمی کے ساتھ کوشش کرین جو ایک زمانہ دراز سے شرک و بدعت اور پیر پرستی اور ادہ تقلید کے تیرہ و تاریک گڑہے مین پڑی ہوئی تھی۔ آپ کی لائف بغور دیکھنے والا خوب سمجھ سکتا ہے کہ بچپن سے وقت وفات تک دینی علوم کے رواج دینے اور قرآن و حدیث کے پھیلانے مین جس شخص کی زندگی صرف ہوئی اور جسکی قسمت مین روز ازل سے یہ شرف مقدر ہو چکا تہا وہ شاہ ولی اللہ صاحب جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کے فرزند رشید اور مشہور شہید شیخ وجیہ الدین صاحب کے پوتے تھے ہوش سنبھالتے ہی جس خیال نے آپکو چارون طرف سے آگھیرا تہا اور جس کی دُہن مین آپنے اپنی تمام عمر گذاری تھی وہ یہی دینی علوم کی اشاعت کا خیال تہا۔ قدرت نے پہلے ہی روز سے ترویج علوم اور تالیف و تصنیف کا مقدس و معزز منصب آپکے نامزد کر دیا تہا جسے آپنے نہایت قابلیت سے بنہایا اور بڑی دلسوزی کے ساتھ اسکا انجام دیا۔

شاہ صاحب کی تصنیفات کثیر ہین اور اُن کے مطالب و مقاصد نہایت مفید و دلچسپ ہین لیکن افسوس اور سخت افسوس یہ ہے کہ باوجود تحقیقات کے چند مشہور کتابون کے علاوہ اور کسی کا پتہ نہین چلتا تاہم جو کتابین اسوقت تک ہمین دستیاب ہوئین اور جنہون نے ہندوستان و عرب دونون مین ایک عجیب مذاق علمی پہلا رکھا ہے ذیل کے نقشہ مین ہین جنسے اُن کے مقاصد و مطالب کی مختصر کیفیت بہی معلوم ہوتی ہے مین ایک فاضل مورخ کا وہ مختصر ریمارک جو اس نے شاہ صاحب کی تصانیف پر کیا ہے نقل کر کے اُن مشہور کتابون کا نقشہ دیتا ہون جو اس وقت میری پیش نظر ہین۔ وہ لکھتا ہے کہ "جناب شاہ ولی اللہ صاحب نے اکثر فنون مین کتابین تصنیف کی ہین جو زمانہ کی ضرورت کے لحاظ سے سبکی سب مفید اور منفعت بخش ہین اور بعض امین ایسی بے نظیر اور عدیم المثال کتابین ہین جنکے وجود سے زمانہ ابتک بالکل خالی ہے اور جنکی موجودہ زمانہ مین سخت ضرورت ہے"

| نمبر شمار | نام کتاب | اس کتاب کی زبان | اس فن سے متعلق ہے | مختصر کیفیت |
|---|---|---|---|---|
| ۱ | فتح الرحمن فی ترجمۃ القرآن | فارسی | متعلق قرآن مجید | یہ قرآن مجید کا ایک نہایت مختصر ترجمہ ہے جو ایک عجیب وقت میں لکھا گیا ہے ابتک قرآن مجید کے مطالب کا سمجھنا صرف عربی تفاسیر پر منحصر تہا جسے علما اپنا ہی حصہ سمجھ بیٹھے تھے اور عوام لوگ کلام آلہی کا منشا اور فطرۃ اللہ کا مفہوم سمجھنے سے محض محروم و بے نصیب تھے۔ عموماً مسلمان رمضان میں یا معمولی تلاوتوں میں بالکل طوطے کیطرح سے قرآن پڑہتے تھے اور معنی نہ جاننے کیوجہ سے خداوندی احکام اور آسمانی قوانین سے محض نابلد تھے ایسے وقت میں جناب شاہ صاحب نے قرآن مجید کے ترجمہ کی سخت ضرورت سمجھی اور اُس کا ترجمہ فارسی میں کیا اور لفظوں کی رعایت سے ایسا مطلب خیز ترجمہ کیا کہ عام لوگوں کو کلام آلہی سمجھنا بہت آسان ہو گیا قطع نظر اسکے مطالب کی توضیح کیلیے جابجا نہایت مختصر فوائد چڑھائے بڑے بڑے معرکۃ الارا مضامین اور نہایت اہم اور دقیق مطالب چند مختصر اور گنتی کے الفاظ میں اس خوبصورتی اور جامعیت کے ساتھ ادا کیے ہین اور اُنہین ایسا صاف اور پانی کر دیا ہی جس سے نہ صرف تعجب بلکہ سخت حیرت ہوتی ہے اور زیادہ حیرت یون ہوتی ہے کہ جب کسی آیت کی تفسیر عربی تفاسیر مین دیکھی جاتی ہی تو باوجود یکہ وہ اسکے متعلق ایک نہایت طولانی بحث کرتے اور صفحات کے صفحات سیاہ کر جاتے ہین مگر پھر بھی ویسا صاف مطلب نہین کھلتا جیسا شاہ صاحب کے معدود لفظون سے کھلتا ہی۔<br>باوجودیکہ اس ترجمہ کی عمر ڈیڑھ سو برس سے زیادہ ہو گئی ہے اور زمانہ مین علوم و فنون بالخصوص ترجمے کی اشاعت کا دریا بڑے زور شور سے لہرین مار رہا ہے لیکن اس ترجمہ پر آجتک کبھی کسی کو |

| نمبر | نام کتاب | کس زبان میں ہے | کس فن کو متعلق ہے | مختصر کیفیت |
|---|---|---|---|---|
| | | | | دم مارنے کی طاقت نہین ہوئی اور جس طرح خود قرآن مجید فصاحت وبلاغت کے لحاظ سے جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک عظیم الشان معجزہ ہے اسی طرح یہ ترجمہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب کی ایک بہت بڑی معجز نما کرامت ہے اور جس طرح قرآن مجید جیسی ایک آیت بنا لانے کی کوئی شخص طاقت نہین رکھتا اسیطرح اس ترجمہ کی برابری کا کوئی دعویدار نہین ہوسکتا اور اگر بفرض محال دعوے کرے بھی تو اُسکا یہ دعوے چل نہین سکتا۔ |
| | | | | ہندوستان مین اس وقت فلسفہ اور معقول کی بڑی گرم بازاری تہی اور قرآن وحدیث کا چرچا نہایت دہیما تہا عام وخاص پیر پرستی کی پیچ در پیچ بہول بہلیون مین حیران وسرگردان تہے اسلام شرک مین گہی کہچڑی ہو رہا تہا اور مسلمان صدہا قسم کے توہمات مین گرفتار تہے شرک وبدعت کا ایک عظیم الشان اور طوفان خیز سمندر چارون طرف بہ رہا تہا جس کی خوفناک موجین اور دہشت انگیز لہرین اسلام کی بنیادون کو کہوکہلا کر رہی تہین اسوقت اس خدا کے برگزیدہ اور اسلام کے سرپرست یعنی جناب مولنا شاہ ولی اللہ صاحب نے قرآن مجید کا ترجمہ کرکے شرک وبدعت کی عمارت کو جڑ بنیاد سے اکہیڑ پہینکا اور قرآن وحدیث کی اشاعت مین اسدرجہ کوشش کی کہ ہوا کا رُخ ادہر سے اُدہر پلٹ رہا تہا |
| | | | | حقیقت مین اگر قرآن مجید کا ترجمہ اس حادثہ زا زمانہ مین نہ ہوتا تو مسلمانون کی معاشرانہ زندگی مین جو اصلاح ہوئی ہے کبہی نہ ہوتی اور معلوم نہین کہ مسلمانون کو کن کن سختیون اور مصیبتون کا سامنا کرنا پڑتا اُن پر مصائب وآفات کے کسقدر لشکر ٹوٹتے |

| نمبر شمار | نام کتاب | کس زبان مین ہے | کس فن کے متعلق ہے | مختصر کیفیت |
|---|---|---|---|---|
| | | | | اور کیا کیا غضب الٰہی نازل ہوتے ۔ اس وقت ہندوستان مین جہان جہان تک سچے اسلام کی روشنی نظر آتی ہے اور شرک و بدعت سے صاف اور نتھرا ہوا مذہب دکھائی دیتا ہے سب اسی ترجمہ کا صدقہ ہے ۔ ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند ۔ ہندوستانی مسلمانون پر شاہ صاحب کا یہ احسان اس قدر گرانبار ہے جس سے وہ گردن اٹھا نہین سکتے لیکن افسوس اور سخت افسوس سے دیکھا جاتا ہے کہ مسلمانان ہند نے اس احسان کا آجتک کوئی مناسب شکریہ ادا نہین کیا یہ ترجمہ قرآن مجید کے بین السطور مین تحریر ہو کر ہزارون دفعہ ہندوستان کے مختلف مطابع اور متعدد پریسون مین چھپ چکا ہے اور اس کی شہرت دریائے جمنا سے فرات تک اور ہندوستان سے لیکر کوہ ہمالیہ اور ہندوکش کے درون تک برابر پھیلی ہوئی ہے اسوقت تک اس کی اشاعت اسی نوے لاکھ کے قریب ہو چکی ہے اور روز بروز ہوتی جاتی ہے اشاعت کی موجودہ تعداد سے اس کی قبولیت عام کا پورا پورا اندازہ ہو سکتا اور صاف واضح ہوتا ہے کہ تمام اسلامی دنیا اسے نگاہ قبول سے دیکھ چکی ہے اور موجودہ علماء و فضلاء کی قبولیت کی نظرین برابر پڑ رہی ہین ۔ |
| ۲ | الفوز الکبیر فی اصول التفسیر | فارسی مین | متعلق قرآن مجید و تفسیر | یہ ایک بہت ہی چھوٹا سا رسالہ ہے جو اصول تفسیر مین لکھا گیا ہے لیکن باوجود اس قلیل الحجم ہونے کے اسدرجہ مطالب خیز ہے جسکے دیکھنے سے تعجب اور تعجب کے ساتھ سخت حیرت ہوتی ہے کہ اصول تفسیر کے عمیق اور گہرے دریا کو اس مختصر کوزے مین کس طرح بند کیا گیا ہے ۔ اصول تفسیر کے وہ اہم اور پیچیدہ مباحث جو بڑی بڑی |

| نمبر شمار | نام کتاب | کس زبان مین ہے | کس علم کے متعلق ہے | مختصر کیفیت |
|---|---|---|---|---|
| | | | | کتابون سے بمشکل حل ہوسکتے تھے شاہ صاحب نے ایسی مختصر اور سہل عبارت مین طے کردیئے ہین جس سے کم استعداد طلبہ بھی خاطرخواہ متمتع ہوسکتے اور معتدبہ فائدہ اٹھا سکتے ہین عبارت کی عمدگی اور مطالب کی دلچسپی پر مؤلف کو جتنا بھی ناز ہو کسی طرح نازیبا نہین ہے جس مقام سے کتاب کو اٹھاکر دیکھا جاتا ہے یہی معلوم ہوتا ہی کہ مضامین کا ایک دریا امڈ چلا آتا ہے سرسرفقرے سے جس قدر عالمانہ پن برستا ہے اسی قدر مطالب سے مؤلف کی شان ٹپکتی ہے سچ پوچھیئے تو اس مختصر رسالہ نے بڑے بڑے تفاسیر کے دیکھنے اور برسون کے مطالعہ کرنے سے شایقین کو مستغنی کردیا ہی۔ |
| ٣ | فتح الخبیر | عربی مین | قرآن وتفسیر کے متعلق | یہ رسالہ عربی زبان مین نہایت لاجواب اور اعلے درجہ کا لکھا گیا ہے قرآن مجید کے مشکل وغریب لغات سہل اور متعارفہ الفاظ مین حل کیئے گیئے ہین اور جابجا قرآنی آیات کی تفسیر جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صحیح ومشہور احادیث اور صحابہ کرام کے مستند اقوال سے کی گئی ہی یہ ایک ایسی ضروری کتاب ہے جس سے قرآن مجید کے معانی پڑھنے والے کو نہایت زیادہ مدد ملتی ہے اور وہ بآسانی قرآن مجید کے مطالب سمجھنے پر قادر ہوجاتا ہے۔ |
| ٤ | مصفی شرح موطا | فارسی مین | متعلق حدیث | موطا حدیث کی ایک مختصر مگر نہایت معتبر اور مستند کتاب ہی جسے امام مالک[1] رحمہ اللہ نے ہجرت کی دوسری صدی مین تصنیف کیا ہے جناب شاہ ولی اللہ صاحب نے اسکی ایسی عمدہ شرح لکھی ہی جس سے اصل کتاب کی رونق دوبالا ہوگئی ہے حدیث کی تحقیقات |

[1] امام مالک انس کے صاحبزادے اور مالک بن ابی عامر اصبحی کے پوتے ہین ابو عامر اصبحی انکے جدامجد ایک بڑے فقیہ صحابی تھے ہم پسند کیا ہو

جناب شاہ ولی اللہ صاحب کی جملہ مطبوعہ کتابین اور تراجم قرآن افضل المطابع نہایت مناسب قیمت پر ملسکتی ہین

| نمبر شمار | نام کتاب | کس زبان مین ہے | کس فن سے متعلق ہے | مختصر کیفیت |
|---|---|---|---|---|
| | | | | اس تبحر و لیاقت سے کی ہے جس سے آپ کا مجتہدانہ کمال صاف نمایان ہوتا ہے جو لوگ اس شرح کو ایک دفعہ بنظر غور اول سے آخر تک پڑھ جاتے ہین پھر اُنہین احادیث کی تحقیقات مین زیادہ محنت کرنے کی ضرورت نہین رہتی۔ اسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مصنف کو حدیث و فقہ پر کس درجہ عبور اور استخراج مسائل مین کتنا تبحر تھا۔ |

(بقیہ صفحہ ۲۹۹) مشہور و جلیل القدر صحابی ہین جو جنگ بدر کے علاوہ تمام غزوات مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہتے۔ امام مالک سنہ ۹۰ ہجری مین پیدا ہوئے اور نو سو شیوخ سے علم حدیث کی تحصیل کی ذہن و حافظہ اور علمی مذاق خدا نے پہلے ہی سے عطا کیا تھا جسنے ان کثیر [illegible] شیوخ کی صحبت نے اور بھی چمکا دیا تھا باوجود اس فضل و کمال اور قابل تعریف لیاقت کے آپنے اُس وقت تک فتویٰ لکھنے کیلیے قلم نہین اُٹھایا جبتک ستر ائمہ وقت اور مجتہدین عصر نے اس امر کی شہادت نہین دی کہ وہ افتا کے لائق ہین۔ آپنے اپنے ہاتھ سے پوری ایک لاکھ حدیثین نقل کین اور سترہ سال کی عمر مین درس حدیث شروع کیا جب آپ حدیث پڑھانے بیٹھتے تو غسل کرکے کپڑون مین خوشبو ملتے اور نئی پوشاک پہنکر نہایت خشوع و خضوع اور وقار و عظمت سے بیٹھتے۔ سفیان بن عیینہ کہا کرتے تھے کہ خدا تعالیٰ مالک پر رحم کرے جو حدیث کے راویون کی انتہا سے زیادہ جانچ پڑتال کیا کرتے اور بجز ثقہ اور محتاط لوگون کے اور کسی سے روایت حدیث نہین کرتے تھے۔ عبد الرحمن بن مہدی کا قول ہے کہ مین صحت حدیث مین امام مالک پر کسی کو مقدم نہین کرتا۔ کیونکہ وہ حدیث و سنت کے امام اور علم الرجال کے سوجا ہین۔

امام مالک رحمہ اللہ کے اگر دیگر فضائل اور خصوصیتون سے قطع نظر کیجائے تو آپ کی فضیلت کیلیے صرف ایک یہی بات کافی و وافی ہے کہ امام شافعی جیسے جلیل القدر مجتہد آپکی شاگردی پر فخر کیا کرتے تھے اور کہا کرتے امام مالک عالمون کی فہرست مین ایسے ہین جیسے جھلملاتے ہوئے ستارون مین چودھوین رات کا چاند اور ٹمٹماتے ہوئے چراغون مین برقی قوت کی مشعل مجھپر علم کے بارہ مین امام مالک سے بڑھکر اور کسی کا احسان نہین ہے۔ امام احمد جو امام شافعی کے شاگرد تھے اسیطرح امام اعظم کے شاگرد رشید جنکا نام احمد تھا یہ بھی امام مالک ہی کے شاگرد تھے سفیان بن عیینہ کہتے ہین کہ حدیث مین جو یہ آیا ہے کہ عنقریب لوگ علم کی تلاش و جستجو مین سفر کرینگے اور مدینہ کے ایک عالم سے کسی کو زیادہ جاننے والا نہ پائینگے اس سے امام مالک ہی مراد ہین۔ امام [illegible] جب امام مالک کا ذکر کرتے تو فرمایا کرتے کہ وہ علماے عالم اور اہل مدینہ کے فاضل اور حرمین شریفین کے مفتی ہین۔ ابن عیینہ کو جب امام مالک کے انتقال کی خبر پہنچی تو رو کر فرمایا افسوس اُنہون نے اپنی مثل زمین پر نہین چھوڑا اور یہ بھی فرمایا کہ امام مالک اپنے زمانہ کی حجت اور اُمت کے چراغ تھے جسوقت امام مالک نے موطا کو مرتب کیا تو اُسوقت لوگون کے پاس بجز قرآن مجید کے اور کوئی کتاب نہ تھی گویا احادیث کی جمع و تالیف کے سلسلہ مین موطا کا سب سے پہلا نمبر ہے۔ موطا کا یہ نام اسلیے مقرر ہوا کہ امام مالک نے جب اسے مرتب کرکے بڑے بڑے مشہور ستر فقیہون پر پیش کیا تو سب نے اسکے ساتھ موافقت کی اور کسی کو اختلاف کی گنجایش نہین رہی۔

موطا کی نسبت علماء متقدمین نے جو مختصر الفاظ مین ریمارک کیے ہین اُن کا خلاصہ یہ ہے۔ امام شافعی فرماتے ہین کہ اس نیلگون آسمان کے نیچے باستثنا کتاب اللہ کوئی کتاب امام مالک کے موطا سے زیادہ صحیح نہین ہے۔ ابن عربی فرماتے ہین کہ موطا اصل اول ہے اور صحیح بخاری اصل ثانی۔ الغرض اس کتاب کو ہزارہا آدمیون نے امام مالک سے روایت کیا جو نسخہ کہ اسوقت ہندوستان مین رائج ہے یحییٰ بن یحییٰ مصمودی کی روایت سے ہے جس سال امام مالک کی وفات ہونیوالی تھی یحییٰ بن یحییٰ نے اسی سال امام مالک سے موطا حاصل کی۔ موطا کے تمام آثار و احادیث ایکہزار ستائیس ہین جنمین سے چھ سو حدیثین مسند اور دو سو بائیس مرسل اور چھ سو تیرہ موقوف ہین انکے علاوہ دو سو پچاسی صحابہ کے اقوال ہین۔ امام مالک نے زندگی کے ستاسی مرحلے طے کرکے اتوار کے دن ربیع الاول سنہ ۱۷۹ھ کو انتقال کیا رضی اللہ عنہ و عن اتباعہ و عنا۔

| نمبر شمار | نام کتاب | کس زبان میں ہے | کس فن کے متعلق ہے | مختصر کیفیت |
|---|---|---|---|---|
| ۵ | مسوّیٰ شرح موطا | عربی میں | حدیث کے متعلق | یہ بھی موطا کی شرح عربی میں ہے اس میں مؤلف نے اپنی خداداد قابلیت کا جو کمال دکھایا ہے اُسے دیکھکر حیرت ہوتی ہے اپنے ہر ہر فقرہ اور جملہ کی اس عمدگی اور سہولت سے توضیح کی ہے جس سے شارح کی خود بخود تعریف کرنے کو جی چاہتا ہے اصل میں مسوّیٰ کو بجائے خود ایک مستقل کتاب کہنا چاہئے کیونکہ اس میں علاوہ موطا کی حدیثوں کی تفصیل و توضیح کے بہت سے مسائل فقہیہ کی تشریح کی گئی ہے الغرض مسوی ایک ایسی بے نظیر اور قابل قدر شرح ہے جو طالب علم کو اس مرتبہ کا بنا دیتی ہے کہ وہ حدیث کے مطالب پر پورا عبور حاصل کرلے ۔ |
| ۶ | حجۃ اللہ البالغہ | عربی میں | متعلق فقہ الحدیث | یہ ایک ضخیم کتاب ہے جس میں تمام عبادات و معاملات نہایت بسط و شرح کیساتھ محققانہ طرز میں بیان کیے گئے ہیں اور فقہا و محدثین کے اختلاف مذاہب کو نہایت عمدگی اور خوش اسلوبی سے ظاہر کیا گیا ہے مسائل فقہ۔ مذاہب اربعہ یعنی حنفی شافعی حنبلی مالکی کی تحقیقات مذاہب صحابہ و تابعین اور اقوال جماعہ فقہا محدثین سے کرکے فقہ حدیث کی بنیاد از سر نو قائم کی ہے اور اسرار حدیث اور مصالح احکام ایسی خوبی اور سلیقہ شعاری سے بیان کیے ہیں جس کی نظیر سے متقدمین مصنفین کے حلقے خالی ہیں ۔<br>یہ کتاب یوں تو فقہ و حدیث کے متعلق لکھی گئی ہے لیکن حقیقت میں فقہ حدیث اخلاق تصوف فلسفہ پانچوں مضامین کا مذاق پایا جاتا ہے گویا ان پانچوں علوم کا عطر و مغز اس کتاب میں بھر دیا گیا ہے علاوہ باکمال اور مجتہد وقت جس نے علوم دین کے اسرار بیان کرنے میں اپنی خداداد قابلیت اور پولیٹیکل لیاقت کے |

| نمبرشمار | نام کتاب | کس زبان مین ہے | کس فن سے متعلق ہے | |
|---|---|---|---|---|
| | | | | چکدار جوہر ظاہر کیے اور مضامین خمسہ کی عمارت کی بنیاد ڈالی وہ امام غزالی ہین احیاء العلوم جو ایک نہایت جامع اور بسیط کتاب ہے اور جو سات سو سال سے لوگون کے افتخار کا باعث ہو رہی ہے آپ ہی کی ایک عظیم الشان محسوس یادگار ہے اور دوسرا بزرگوار جس نے ایک زمانہ دراز کے بعد اپنے زمانہ کے حال کے مناسب اور اہل زمانہ کے مذاق کے مطابق اس فن کی تہذیب و آراستگی کی اور امام غزالی کی ڈالی ہوئی بنیادون کو اپنے علمی تبحر سے بلند کیا اور پھر اس عمارت کو تہذیب و شائستگی کے مرقعون سے سجایا وہ جناب عارف باللہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب ہین آپ کی بے نظیر و عدیم المثال کتاب حجۃ اللہ البالغہ اس وقت ہمارے ہاتھون مین ہے جس سے ایک فقیہ مسائل فقہیہ کو اور محدث مطابقت حدیث کو اور فلسفی دلائل فلسفہ اور براہین عقل کو نکال سکتا ہے اور اسی غور و غور مین ساتھ کے ساتھ اُسے اخلاق و تصوف کا ذائقہ بھی حاصل ہوتا رہتا ہے یہ کتاب اگرچہ بمقابلہ احیاء العلوم مختصر ہے لیکن تنقید احادیث مین اُس سے بدرجہا بڑھی ہوئی ہے علامہ ابو الطیب نے اسکی نسبت اپنی وزنی رائے اس طرح ظاہر کی ہے "این کتاب اگرچہ در علم حدیث نیست اما شرح احادیث بسیار دران کردہ و حکم و اسرار آن بیان نمودہ تا آنکہ در فن خود غیر مسبوق علیہ واقع شدہ و مثل آن درین دوازدہ صد سال ہجرت ہیچ یکے از علماء عرب و عجم تصنیفے موجود نیامدہ و منجملہ تصانیف مولفش مرضی بودہ است و فی الواقع بیش ازان ست" یعنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ اگرچہ علم حدیث مین نہین ہے لیکن اس مین بہت سی حدیثون کی شرح اور اُن کے اسرار و احکام بیان کیے گئے ہین حتی کہ اپنے فن مین بے نظیر ثابت ہوئی ہے اور |

| نمبرشمار | نام کتاب | کس زبان مین ہی | کس فن سے متعلق ہی | مختصر کیفیت |
| --- | --- | --- | --- | --- |
| | | | | کسی اور کتاب کو اسطرح اسپر سبقت نہین ہوئی زمانہ ہجرت سے لیکر اسوقت تک کہ بارہ سو سال ہو چکے ہین علماء عرب و عجم مین کسی کی ایسی لاثانی تصنیف موجود نہین ہے غرض کہ یہ کتاب مولف کی تمام تصانیف مین عمدہ اور بہتر تصنیف ہی اور حقیقت مین اس سے بہت کچھ زیادہ ہے - |
| ۷ | الانصاف فی بیان سبب الاختلاف | عربی مین | متعلق فقہ بحدیث | یہ ایک مختصر سا رسالہ درحقیقت اُس بیہودہ شور و شر مٹانے کیلئے لکھا گیا ہے جو صدیون سے علماء مین تقلید و غیر تقلید کی بابت پڑا ہوا تھا اور اس اختلاف کی یہانتک نوبت پہنچگئی تھی کہ ایک گروہ صرف اس فرعی اختلافی مسئلہ کی وجہ سے دوسرے فریق کو کافر کہتا اور اسلام کے دائرہ سے خارج بتاتا تھا جو شخص کسی امام خاص کا مقلد تھا وہ اُس شخص کو جو کسی کی تقلید نہ کرتا تھا کھلم کھلا کافر کہتا اور اسلام سے خارج شمار کرتا تھا۔ اسیطرح غیر مقلد مقلد کو کافر سمجھتا تھا جناب شاہ ولی اللہ صاحب نے اس طوفان بے تمیزی اور ہولناک غلط فہمی کو چند فقرون مین اُڑا دیا اور تقلید و مجتہد کے اقسام بیان کرکے صاف صاف کہدیا کہ جو شخص محض اُمی اور ان پڑھ ہے اُسکے لیے تقلید جائز ہے اور جو شخص پڑھا لکھا ہے وہ اگر کسی خاص شخص کی تقلید نکرے تو کوئی گناہ نہین اسی طرح اگر کوئی شخص کسی امام کے اجتہادی خطا مین تقلید کرے تو یہ تقلید محض حرام ہی حقیقت مین تقلید و غیر تقلید کا مسئلہ ایک ایسا فضول اور بے نتیجہ مسئلہ ہے جس مین بجز تضیع اوقات کے اور کوئی نتیجہ نہین نکلتا جو لوگ اس بات کے قائل ہین کہ اجتہاد کا خاتمہ ائمہ اربعہ یعنی امام اعظم امام مالک امام شافعی امام حنبل پر ہوگیا ہی اور ان مین سے ہر مجتہد بجائے خود وحی کا بازگشت بنا ہوا ہی اور |

جناب شاہ ولی اللہ صاحب کی جملہ مطبوعہ کتابین احمد تراجم افضل المطابع سے نہایت ہی مناسب قیمت پر ملسکتی ہین

| نمبر شمار | نام کتاب | کس زبان مین ہی | کس فن کے متعلق ہے | مختصر کیفیت |
|---|---|---|---|---|
| | | | | غطا سے بالکل پاک ہی اُن کا یہ خیال ایک مجنونانہ بڑ سے زیادہ وقعت نہین رکھتا بہلا وہ کونسا ایسا امام اور مجتہد ہے جسکی رائے مین خطا وصواب دونون کا احتمال نہ ہو۔ یہ خیال کرنا محض لغو وفضول ہے کہ فلان مجتہد نے استنباطی مسائل مین کبہی غلطی ہی نہین کی بلکہ یہ ایک ایسا بدیہی جہوٹ ہی جسکی کوئی حد نہین۔<br>جب ہمارے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی رائے مین خطا وصواب کا احتمال باقی ہو اور آپ صاف لفظون مین یون فرماتے ہون کہ انتم اعلم بامور دنیاکم یعنی دنیاوی معاملات مین تم لوگ میری رائے پر مطمئن نہ رہنا بلکہ خود بہی اچہی طرح سمجہ لینا کیونکہ ممکن ہی کہ میری رائے خطا پر ہو اور اُس کی وجہ سے تمہین کچہہ نقصان پہنچے البتہ دینی معاملات مین تمہاری رائے کی کوئی ضرورت نہین کیونکہ اس بارہ مین سوا وحی کے کوئی ناطق حکم نہین دیسکتا پس جب پیغمبر صاحب کی یہ کیفیت تہی تو امام اور مجتہد کس شمار مین ہین۔<br>الغرض انصاف نے بیان سبب الاختلاف مین جناب شاہ صاحب نے اس امر کو نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے کہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ تامہ کی موجودگی مین اقوال فقہا کچہہ بہی وقعت وقدر نہین رکھتے جب کسی کے پاس کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ موجود ہو تو انکے مقابلہ مین کسی امام یا مجتہد کی تقلید کرنا محض حرام ہی۔<br>اس کتاب کا اُردو ترجمہ بہی ہوگیا ہے جو کشاف کے نام سے شہرت رکھتا ہی امید ہے کہ اُردو خوان بہی اس کتاب کے فوائد سے محروم نہین رہینگے۔ |

| نمبر شمار | نام کتاب | کس زبان مین ہے | کس فن سے متعلق ہے | مختصر کیفیت |
|---|---|---|---|---|
| ۸ | عقد الجید فی احکام الاجتہاد و التقلید | عربی مین | متعلق فقہ و حدیث | یہ بھی ایک چھوٹا سا رسالہ عربی زبان مین لکھا گیا ہے جسکا نام خود بتا رہا ہے کہ اس مین بھی انصاف کی طرح اجتہاد و تقلید کے احکام نہایت تفصیل و توضیح کے ساتھ بیان کیے گئے ہین آخر مین اس کا اُردو ترجمہ بھی ہو گیا ہے جس کی وجہ سے تھوڑی سی استعداد کا آدمی بھی اس سے ویسا ہی فائدہ اُٹھا سکتا ہے جیسا ایک مستعد عربی خوان |
| ۹ | ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء | 〃 | متعلق خلافت خلفا | یہ ایک مبسوط کتاب ہے جس مین خلفاء اربعہ کی خلافت کے متعلق مفصل بحث کی گئی ہے اسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ فاضل مصنف کو حدیث و تفسیر اور تواریخ پر کس قدر عبور اور استخراج مسائل مین کتنا تبحر تھا یہ کتاب جامعیت روایات کے لحاظ سے ایک عجیب و غریب اور نہایت ہی بے مثال کتاب ہے ۔ |
| ۱۰ | قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین | 〃 | 〃 | یہ دس گیارہ جزو کا رسالہ ہے جسے جناب قدوۂ اہل السنۃ شیخ الشیوخ حضرت مولنا شاہ ولی اللہ صاحب نے عین اُسوقت تصنیف کے قالب مین ڈھالا جبکہ مذاہب اہل بدعت کی کثرت ہو گئی تھی اور عقاید باطلہ کی طوفان بے تمیزی کا اندھا دھند جھکڑ چارون طرف بڑے زور شور سے چل رہا تھا حقیقت مین اس وبائی امراض کے زمانہ مین حکیم اُمت محمدیہ کا یہ نسخہ لکھنا اور موجودہ لوگون کے روحانی بیماریون کے مناسب علاج کی مکمل تشریحات کا تیار کرنا نہایت ضرور تھا۔<br><br>اس کتاب کے مضامین کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب شاہ صاحب نے اول ایک ایسی کلی صفت بیان کی ہے جو افضلیت کی مدار علیہ ہے ازان بعد یہ ثابت کیا ہے کہ یہ مخصوص صفت جس پر افضلیت کا دار و مدار ہے بوجہ کمال صرف حضرات شیخین یعنی جناب صدیق اکبر اور فاروق اعظم |

| نمبر شمار | نام کتاب | کس زبان مین ہے | کس فن کے متعلق ہے | مختصر کیفیت |
|---|---|---|---|---|
| ۱۰ | قرۃ العینین | عربی مین | متعلق منقبت صحابہ | رضی اللہ عنہما ہی سے ان کے سوا دوسرے صحابہ کرام مین نہین پائی جاتی تہی پہر اس بحث کو یون ہی نہین چھوڑ دیا ہے بلکہ نقلی اور عقلی دلائل سے مدلل کیا ہے۔ اسکے بعد حضرات شیخین کے مآثر بیان کیے گئے ہین اور جو مطاعن کہ مخالف فرقے کے لوگ ان حضرات پر کرتے ہین اُن کے الزامی و تحقیقی جوابات بڑی دہوم سے دیے گئے ہین پہر جس طرح شیخین کے مآثر و مطاعن بیان کیے ہین ویسے ہی حضرات ختنین یعنی جناب عثمان بن عفان اور علی مرتضی رضی اللہ عنہما کے ہی فضائل و خصائل کا ذکر کیا ہے جو حضرات شیخین کی ذات مین پائے جاتے تھے اور اُن مقامات کو ارباب کشف و کرامات کے اقوال سے مثالین دیکر اس طور پر بیان کیا ہے جسے تھوڑی استعداد والے بہی بآسانی سمجھہ سکتے ہین۔ کتاب کے خاتمہ مین شاہ صاحب نے اپنا مکاشفہ بیان فرمایا ہے کہ ہم نے شیخین کی ارواح مبارک کو ایسی حالت مین پایا اور دوسرے صحابہ کرام کی ارواح کو اس کیفیت مین اور جب ہم نے اس کا روحانی سوال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح سے کیا تو ہمارے دل پر القا ہوا کہ یہی بات حق اور درست ہے۔ غرضکہ یہ ایک ایسی لاجواب اور بے مثل کتاب ہے جسکی مثال کتب متقدمین مین کہین نہین ملتی۔ |
| ۱۱ | فیوض الحرمین | ” | متعلق تصوف | یہ ایک مختصر رسالہ عربی مین لکھا گیا ہے جس مین علاوہ واقعات حرمین محترمین کے علم تصوف[۱] کی تحقیقات بہت کچھہ کی گئی ہے حال مین اُردو ترجمہ بہی ہوگیا ہے جسے ہر اردو خوان دیکھہ سکتا اور خاطر خواہ متمتع ہوسکتا ہے۔ |

[۱] علم تصوف اُس علم کو کہتے ہین جس سے اُن اہل کمال کی معرفت حاصل ہوتی ہے جو نوع انسان مین سے (باقی آئندہ صفحہ پر دیکہی)

جناب شاہ ولی اللہ صاحب کی جملہ مطبوعہ کتابین اور تراجم افضل المطابع لاہور سے مناسب قیمت پر مل سکتی ہین

| نمبر شمار | نام کتاب | کس زبان میں ہے | کس فن سے متعلق ہے | مختصر کیفیت |
| --- | --- | --- | --- | --- |
| ۱۳ | الطاف القدس | فارسی میں | تصوف سے متعلق ہے | اس رسالہ میں جناب عارف باللہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے |

(بقیہ صفحہ گزشتہ) مدارج سعادت میں ترقی حاصل کرتے ہیں اور اس سے ان امور کا حال معلوم ہوتا ہے جو ان کے درجات میں بتدریج وقت
پیش آتے ہیں لیکن ان مقامات و درجات کا کما حقہ بیان کرنا محال نہیں تو قریب قریب دشوار ضرور ہے کیونکہ عبارات معانی کیلئے وضع
کی گئی ہیں پس جو شخص صرف الفاظ تک پہنچتا ہے وہ اہل لغت کے گروہ میں شمار کیا جاتا ہے اور جو معانی تک وہی پہنچ سکتا ہے جو اپنی
ذات سے غائب ہو جاتا ہے۔ ؎ آنجہ بے زآمد او نمی بعد خبر نامد باز — اور جب معانی کی یہ کیفیت ہے تو تو اسکے بدن کا کیا ذکر ہے۔ ؎
ذرہ واز جادۂ خورشید چہ اظہار کند ۔ رفتم از خویش ندانم بچہ آئین مدد — اور جب ان معانی کیلئے الفاظ کا وضع کرنا ناممکن ہے تو الفاظ کا
اپنی عبارت کا ادا کرنا سخت دشوار و محال ہے۔ ؎ شرّتنی غربتی اخرجنی عن وطنی ۔ فاذا غبت بدا وان بدا غیبنی
جس طرح معقولات کا ادراک اوہام سے اور موہومات کا خیالات سے اور تخیلات کا حواس سے نہیں ہو سکتا اسی طرح وہ چیز جو عین الیقین سے
معائنہ کیجاتی ہے علم الیقین سے دریافت نہیں ہو سکتی اسی لیے جو شخص اس علم کی تحصیل کا عازم ہو اسپر واجب ہے کہ وہ دل بالعیان میں نہایت
سرگرمی اور مستعدی کے ساتھ کوشش کرے اور طالب بالبیان نہ ہو کیونکہ یہ ایک ایسا طور ہے جو طرز عقل کے علاوہ ہے اس علم کی چار قسمیں
ہیں عبادات۔ عادات۔ مہلکات منجیات۔ امام غزالی کی احیاء العلوم ان تمام انواع و اقسام کو حاوی ہے جسکا خلاصہ کتاب کیمیائے سعادت
ہے اور جسے خود امام غزالی نے تالیف کیا ہے سلف امت یعنی صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین سب کے سب ہدایت و حق کے طریقہ پہ تھے
ان کا اصلی کام خداوندی عبادت اور انقطاع عن الدنیا تھا ان کی طبیعت کا میلان صرف خدا کی طرف تھا اور اس فانی دنیا کے بہت جلد
مٹجانے والے جاہ و جلال اور زخارف و زینت سے متنفر تھے مال و جاہ کی پروا نہ تھی نہ اعزاز و اقتدار کی محبت بلکہ تمام دنیاوی تعلقات سے
علیحدہ ہو کر خلوت میں عبادت الٰہی میں ایک خاص استغراق و محویت کے ساتھ مصروف رہتے تھے دوسرے قرن میں جب لوگ خلق کی مخالطت
کی طرف مائل ہوئے تو اسوقت جو لوگ عبادت الٰہی میں مشغول رہے اُن کا نام صوفیہ مقرر ہوا طریقہ تصوف علم شریعت میں ایجاد
ہوا اور اُسکے ضوابط و آداب نے تدوین پائی اور ایک بڑا طول و عرض بہم پہنچایا۔ ابتدا میں یہ لوگ درحقیقت خلاصہ ملت اور صفوہ
اُمت تھے لیکن پھر جسطرح علم ظاہر کا بدعت کی آمیزش سے رنگ بدل گیا اور علم کلام و قیاس نے خرابی ڈالکر اسے کہیں کہیں پہنچادیا
اسی طرح اس باطنی علم میں بھی اہل باطل گھس پڑے اور ایسے عقائد و رسوم ایجاد کیے جو بالکل دین و ایمان کے مخرب تھے مگر اسکے ساتھ
ہی خداتعالیٰ نے ایک ایسی جماعت کو اٹھا کھڑا کیا جو علم و ولایت کو جامع تھی اور جس نے حق کو باطل سے اور کھرے کو کھوٹے سے
بالکل علیحدہ اور جدا کر دیا جس سے تصوف سنی تصوف بدعی سے ممتاز و جدا ہو گیا مثلاً شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی اس پہلو سے
میں ایک ایسے باوقار صوفی ہوئے جنہوں نے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیا یا ان سے پہلے شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ابن القیم
ایسے خداشناس اور بے لوث شخص گذرے ہیں جنہوں نے اس علم کے چشمہ کو جو بدعت کی خس و خاشاک سے پٹ گیا تھا بالکل پاک صاف
کر دیا کتاب الفرقان بین اولیاء الرحمٰن و اولیاء الشیطان باوجود قلیل الحجم ہونیکے اسبات میں بے مثل اور عدیم النظیر کتاب ہے لیکن تصوف
کی مفصل و مطول کتابوں میں احیاء العلوم اور عوارف المعارف سے بہتر کوئی کتاب نہیں ہے اگرچہ اس فن کی ہزارہا مصنفات موجود
ہیں ان اتنا ضرور ہے کہ ان کی بعض حدیثیں اور کچھ تقریریں پایۂ صحت و قوت سے ساقط ہیں اس فن میں سب سے پہلے رسالہ قشیریہ تالیف
ہوا جو تمام تالیفات فن میں اقدم و افضل ہے۔ متاخرین کی مؤلفات میں جو اعزازی رتبہ کتاب منازل السائرین اور (بقیہ صفحہ آئندہ پر)

| نمبر شمار | نام کتاب | کس زبان میں ہے | کس فن سے متعلق ہے | مختصر کیفیت |
| --- | --- | --- | --- | --- |
| | | | | ان تمام الہامات کو ضبط کیا ہے جو اس زمانہ میں آپکو وقتاً فوقتاً ہوئے |

(بقیہ صفحہ گزشتہ) اس کی شرح مدارج السالکین کو ہے وہ کسی اور کتاب کو حاصل نہیں ان متاخرین کے مختصر رسالوں مین قاضی محمد بن شوکانی کا رسالہ قطر الولی فی شرح حدیث الولی نامی رسالہ تمام رسالوں سے افضل و بہتر رسالہ ہے اسی فن مین ایک کتاب فتوحات مکیہ بھی لکھی گئی ہے جسپر فقہا نے بہت کچھہ اعتراض کیے ہین اور شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے الیواقیت والجواہر اور کبریت احمر کے ساتھ فقہا کے تمام اعتراضون کے جواب دیے ہین اور جواب شافی دیئے ہین ۔ الغرض کسی مسلمان کا کام نہین ہے کہ اصل علم تصوف سے انکار کرے کیونکہ یہی ایک ایسا علم ہے جسے نتیجہ اسلام اور ثمرۂ ایمان کہسکتے مین احسان کی روح قرار دیسکتے ہین سنت صحیحہ مین یہی علم احسان کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے جو اصطلاح متاخرین مین تصوف سلوک باطن مکاشفہ کے نام سے پکارا جاتا ہے ولا مشاحۃ فی الاصطلاح ؎ عبارا تنا شتی و حسنک واحد و کل الی ذاک الجمال یشیر ۔ ان تمام مذکورہ بالا الفاظ سے مرتبہ احسان کی تحصیل مراد ہے اور ایسی ہی لوگون کے بارہ مین واسعیت مخصنین وارد ہوا ہے خلاصہ یہ کہ انسان کو کثرت معانی پر نظر ڈالنا نہ چاہیے بلکہ ہمیشہ وحدت معانی کی پیش نظر رکھنا مناسب ہے وللہ در من قال ؎

اینجا زفیض پیر مغان بزم وحدت است ✢ در پردہ دار دیدہ کثرت نمائی را

علم تصوف پر یہ ایک نہایت مختصر ریمارک ہے جسے صاحب نسب الذریعہ نے نقل کیا ہے لیکن مین اس مقام کو ذرا واضح کرنا چاہتا ہون جس سے ناظرین کو علم تصوف کی حقیقت عمدہ طور پر معلوم ہوجائے ۔

ایک فاضل معاصر اپنے ایک تالیف کے فٹ نوٹ مین تحریر فرماتے ہین کہ بزرگتر صوفیون کے روشن اصول اور مذہبی ضوابط کی بنیاد جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم زمانہ زندگی ہی مین پڑ چکی تھی اور اس مذہب کے بانی جناب امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہوئے ہین لیکن اسلامی تاریخین اس امر کی شہادت نہین دیتین اور ہمین ابتدائے زمانہ کی تاریخون سے کوئی ایسی کافی وجہ ثابت نہین ہوتی جس سے ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بانی تصوف قرار دین ۔ محققون کی تحقیقات سے جہانتک پتا چلتا ہے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تصوف ایک قدیمی علم ہے جو ہندوؤن کے ویدون اور کسی قدر مسیحی اصول سے لیا گیا ہے بہر صورت کچھہ ہی ہو یہ ظاہر بات ہے کہ اس طریقہ و مذہب مین مقدس اسلام کی ایک نہایت زبردست شان معلوم ہوتی ہے ۔

جو لوگ فن تصوف کے بانی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو قرار دیتے ہین ان کا بیان ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ زندگی مین ذکر کے طرق علحدہ علحدہ مذہبی عبادت مین ادا کرنے کیلیے بتلائے تھے یہین سے صوفیون کے دو گروہ قایم ہوگئے جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے انتقال کا وقت ہوا تو آپنے بستر مرگ پر حضرت سلمان فارسی کو طرق ذکر مین اپنا جانشین مقرر فرمایا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حسن بصری کو اپنا نائب ٹھیرایا ان دونون معزز جانشینون نے اپنے خلفا کے ذکر کے طرق کی پورے طور سے تقلید کی اور اپنے تئین اسلامی گروہ مین واجب الاحترام اور اعلے درجہ کا زاہد و متقی ثابت کیا اب ان کے بہت لوگ مقلد ہوگئے اور اس جماعت مین روز افزون ترقی ہونے لگی ان مین سے بعض لوگ خداوندی عبادت کی سرخوشانہ حالت مین ملک بملک گشت لگانے نکلے اور ہزارون کو اپنا ہمخیال بنالیا ۔

شدہ شدہ ان کا لاثانی جوش یہانتک دل مین ابلا کہ ۳۷ھ ہجری مین اویس القرنی نے ایک دن مع مدرس الاشہاد یہ بیان کیا کہ مین نے جبرئیل کو خواب مین دیکہا اور اس نے مجھے خدا کا یہ حکم سنایا تو دنیا کو خدا کے نام پر ترک کردے اور سرتاپا یاد خدا مین غرق ہوجا (بقیہ صفحہ آئندہ)

| نمبرشمار | نام کتاب | کس زبان مین ہے | کس فن سے متعلق ہے | مختصر کیفیت |
| --- | --- | --- | --- | --- |
| | | | | رسبہ دیکھنے مین گو ایک نہایت مختصر رسالہ ہے لیکن مطالب سے اسقدر پر ہے |

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اس ربانی قاصد نے ذکر کے قواعد بھی تمام و کمال تلقین کیے اور جو کچھ اس پاک باز صوفی کے طرق ذکر آئندہ قرار پائے ان سب کی ہدایت آپ ہی سے کی چنانچہ اسکے دوسرے دن اویس قرنی نے دنیا کو ترک کر دیا اور اسکے ہمراہ تمام سامانون کی لات مادی دنیاوی تمام راحتین اپنے اوپر حرام کیا لین اور شب و روز یاد الٰہی مین زندگی بسر کرنے لگے آخرکار ترک دنیا اور خداوندی عبادت اور بلندئے اسلام کی محبت نے یہانتک طول کھینچا اور نبی کریم کی محبت کا جوش بقدر اُبلا کہ حضرت اویس نے اپنے سامنے کے دو دانت اس لحاظ سے توڑ ڈالے کہ رسول خدا کے بھی یہی دو دانت احد کی مشہور جنگ مین شہید ہو گئے تھے واجب الاحترام اور بزرگ اویس نے اگرچہ اپنے مریدون کی تعداد بڑھانے مین بہت کچھ کوشش کی لیکن وہ اپنے زمانہ زندگی مین زیادہ مرید بہم نہ پہنچا سکے اور انجام کار یمن ہی مین انتقال کر گئے۔

[illegible] ہجری مین شیخ الوان نے اول ہی اول خود ہی سے مستقل ضوابط کی بنیاد ڈالی اور قواعد کی تدوین کی چنانچہ اسوقت تک آپکے پیرو بکثرت موجود ہین جو الوانیہ کہلاتے ہین گو اسلام نے نفس پر زیادہ تشدد کرنے اور رہبانیت سے منع فرمایا ہے پھر بھی فقرا نے وہ وہ قواعد تشدد نفس اور خوفناک ریاضتون کے ضوابط ایجاد کیے جنپر آج بڑے بڑے عالم اور مولوی چلتے ہین۔

ہر صدی مین فقرا کے رسنے سے پیشوا ہوتے اور پھر سب کے گروہ علیحدہ علیحدہ ہو گئے جو آجتک موجود مین ان مین سے تین گروہ بسطامیہ نقشبندیہ بکتاشیہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سلسلہ مین اپنے تئین مشہور کرتے ہین اور باقی جس قدر فرقے ہین سب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نکلے ہین۔ ہر گروہ ان دو عظیم الشان بانیون تک اپنا سلسلہ پہنچاتا ہے نقشبندیہ جو خواجہ پیر محمد نقشبند کے معتقد و پیرو ہین اور جنسے سنہ [illegible] ہجری مین نشو و نما پایا مختلف طرق رکھتے ہین یہ لوگ اکثر ذکر خفی کرتے ہین اور بالکل یہی طریقہ انکے ہان رائج ہے ان کی خاص عبادت کو ختم خواجگان کہتے ہین ایک بار استغفار کہتے ہین سات بار سلامات سات دفعہ فاتحہ نو دفعہ سورہ الم نشرح پڑھتے ہین اور اسکے بعد سورہ اخلاص۔ ان عبادتی تقریبات کا نام ذکر ہے اس خاص ذکر کرنے کیلیے وہ ہفتہ مین ایک بار باہم ملتے ہین معمولی طور پر یہ دن جمعرات کا ہوتا ہے عشا کی نماز کے بعد سے یہ ذکر شروع ہوتا ہے اور تمام شب رہتا ہے ہر شہر اور شہر کے ہر ضلع مین اسکے ممبر مختلف سوسائٹیون مین منقسم ہین جہان وہ سب مل کے اپنے مرشد کے مکان پر جمع ہوتے ہین اور نہایت توجہ کے ساتھ ذکر کرتے ہین بعض شہرون مین نقشبندیہ کے خاص خاص وسیع مکان مقرر ہین جو صرف ذکر ہی کیلیے مخصوص کیے گئے ہین شیخ اپنے ممتاز عمامہ سے اپنے مریدون مین پہچانا جاتا ہے فرقہ بکتاشیہ کا بانی بکتاش کا بیٹا والا تھا جس نے جان نثاریون مین پرجوش روح پھونک کے بہت بڑی ناموری حاصل کی تھی اس گروہ کے فقیر کی نشانی ایک پتھر ہے جسے چند فقرے لکھکر جو انکے ہان رائج ہین اپنی کمر سے باندھ لیتے ہین۔

مولویہ فرقہ سلطنت ترکی مین بکثرت موجود ہین اس گروہ کے بانی مولوی جلال الدین رومی ساکن کنعراج تھے جو مشہور مثنوی کے مصنف ہین اور جنھون نے [illegible] ہجری مین اس طریقہ مین روح پھونکی یہ فقیر لمبی لمبی گول ٹوپیان پہنتے ہین اور ان کا لباس جامہ کے طور پر ہوتا ہے جامہ کی صورت بالکل راجپوتون کے مشابہ ہوتی ہے جو مسلمان عورتین پہنتی ہین یہ لوگ ذکر کرتے کرتے اپنے جامے اُتار ڈالتے ہین اور صرف جاکٹ اور نیچے نیچے کوٹ پہنے رہتے ہین کبھی اُچھلتے اور کبھی سر کو گردش دیتے ہین اور گاہی غیر معمولی جوش مین چکر کھانے لگتے ہین۔

فرقہ قادریہ کے بانی شیخ عبدالقادر جیلانی باشندہ بغداد ہین یہ لوگ ذکر جلی اور ذکر خفی دونون کرتے ہین چشتیہ خواجہ معین الدین چشتی

| نمبر شمار | نام کتاب | کس زبان میں ہے | کس فن سے متعلق ہے | مختصر کیفیت |
|---|---|---|---|---|
| " | " | " | " | کہ جس مقام کو دیکھا جاتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ مضامین کا دریا لہریں لے رہا ہے یہ حضرت مصنف ہی کا کام تھا کہ ایک ایسے طول طویل سلسلہ کو مختصر اوراق میں ٹھیک ٹھیک لکھ گئے |

(بقیہ صفحہ گزشتہ) کے پیرو ہیں جن کا لقب گیسو دراز ہے آپ کا مزار کلبرگہ میں ہے یہ لوگ ذکر جلی کرتے ہیں اور ساتھ ہی راگ راگنی سے شوق رکھتے ہیں کیونکہ اس گروہ کے بانی کا مقولہ ہے کہ گانا روح کی خوراک ہے گروہ جلالیہ اسکے بانی سید جلال الدین بخاری ہیں جنکا مزار وسط ایشیا میں بکثرت پائے جاتے ہیں سہروردیہ یہ لوگ شیخ شہاب الدین باشندہ سہرورد کے پیرو ہیں قرداریہ نقشبندیہ فقرا کا بانی زندہ مردار شامی ہوا ہے جسکا مزار مکنپور میں ہے ملنگ فقیر اسی گروہ سے نکلے ہیں جو ہندوستان کے بازاروں میں بکثرت دکھائی دیتے ہیں نقشبندیہ گروہ کے فقرا بھی ہندوستان میں بے شمار ہیں یہ لوگ اپنے نفس پر بہت سختیاں توڑتے اور تکالیف شاقہ جھیلتے ہیں قلندریہ یہ بھی فقرا کا ایک گروہ ہے جس کا بانی قلندر یوسف اندلسی تھا جو اسپین کا باشندہ تھا کچھ زمانہ تک تو یہ نقشبندیہ رہا لیکن جب اس گروہ سے علحدہ کردیا گیا تو اسنے بطور خود ایک مذہب کی بنیاد ڈالی۔ ان کے علاوہ صوفیوں کے اور بھی بہت سے فرقے ہیں جنکے ذکر میں بجز تطویل کے اور کوئی فائدہ نہیں البتہ صوفیوں کے مجمل اصول اس مقام پر قابل ذکر ہیں فاضل مذکور اپنی بیش بہا تالیف میں صوفیوں کے اصول یوں بیان کرتا ہے ۔

(۱) خداوند توانا ہے وہ ہر چیز میں ہے اور اس میں سب چیزیں موجود ہیں۔

(۲) تمام ظاہری اور چھپی ہوئی مخلوق اسی سے نکلی ہے اور ان میں اپنے خالق سے کوئی اصلی فرق نہیں ہے

(۳) مذاہب اختلافات کے اسباب ہیں مگر وہ نفس الامر کی طرف رہنمائی کرتے ہیں بعض اس مطلب کیلئے بہت ہی زیادہ مفید ہیں مثلاً اسلام جسکا سچا فلسفہ تصوف ہے

(۴) نیک و بد میں کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ یہ دونوں چیزیں خدا ہی کی ذات سے نکلی ہیں اور خدا انسانی افعال کا سچا خالق ہے۔

(۵) یہ خدا ہے جو انسان کی مرضی قایم اور مستحکم کرتا ہے اسلئے انسان اپنے افعال میں آزاد نہیں ہے۔

(۶) روح جسم سے پہلے ہی زندہ تھی اور آخر الذکر کے پنجرہ میں مثل انسان بند کردیجاتی ہے اسلئے موت صوفی کی خواہشات کا خاص مدعا ہوتی ہے یہ اسلئے ہے کہ وہ الوہیت کے سینہ میں چلا جاتا ہے۔

(۷) اگر کوئی روح ایک جسم میں اپنی پاکی اور تقدس کے مدارج اعلے طے نہیں کرلیتی تو اسے پھر تناسخ کی رو سے دنیا میں آنا پڑتا ہے اور پھر اپنی حالت درست کرکے وہ خدا کی ذات کیساتھ ملجاتی ہے۔

(۸) خدا کی بغیر توفیق کے جسے صوفی فضل اللہ کہتے ہیں کوئی روح اس کی ذات میں نہیں مل سکتی لیکن پھر بھی روح خدا کی ذات میں سرگرمانہ طور پر اس سے اجازت لیکے مل سکتی ہے۔

(۹) صوفی کا اپنی دنیاوی زندگی میں وحدانیت میں استغراق رکھنا فرض ہے خدا کا ذکر کرتا رہے اور طریقت میں برابر ترقی کناں رہے یہانتک کہ اسے سب سے برتر ذات سے وصل نصیب ہوجائے

| نمبر شمار | نام کتاب | کس زبان میں ہے | کس فن سے متعلق ہے | مختصر کیفیت |
|---|---|---|---|---|
| ١٣ | الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم | عربی مین | متعلق اصول تصوف | اس کتاب مین جناب عارف باللہ مولنا شاہ ولی اللہ صاحب نے خود اپنے عجیب غریب حالات اور نہایت دلچسپ واقعات ایک عمدہ اور نئی طرز کے ساتھ لکھے ہین اور ساتھ ہی اپنے والد بزرگوار حضرت شیخ عبدالرحیم صاحب اور واجب الاحترام عم بزرگوار جناب شیخ ابوالرضا محمد کے وہ واقعات قلمبند کیے ہین جو انھون نے جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک سے حاصل کیے ہین۔ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ رسالہ اپنے فن مین اپنی آپ ہی نظیر ہے۔ |
| ١٤ | تاویل الاحادیث | ،، | ،، | اس کتاب مین جناب شاہ صاحب نے حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر جناب نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک تک کے اُن تمام انبیاء علیہم السلام کے قصص بیان کیے ہین جنکا ذکر قرآن مجید مین آیا ہے اور اسکے ساتھ ہی اُن حوادثات کے وجوہ بطریق رموز بیان کیے ہین جو انہین پیش آئے بالغ نظر اس کتاب کو دیکھکر شاہ صاحب کے تبحر کا پورا پورا اندازہ کرسکتے ہین۔ |
| ١٥ | انفاس العارفین | فارسی مین | متعلق تاریخ | اس کتاب کے چند حصے ہین پہلے حصہ مین جناب شاہ صاحب نے اپنے والد بزرگوار حضرت شیخ عبدالرحیم صاحب کے علمی حالات باطنی تصرفات وکرامات۔ ملفوظات ومکتوبات۔ غرضکہ ابتدائے زمانہ سے تاریخ وفات تک کے تمام واقعات بطریق اجمال وسرسری ذکر کیے ہین دوسرے حصہ مین اپنے عم بزرگوار شیخ ابوالرضا محمد کے ابتدائی حالات اور اُن کے عام اخلاق وعادات اور تصرفات واشراقات اور ملفوظات معرفت سمات مکتوبات ومسودات اور انتقال وغیرہ کے حالات کسی قدر بسط وشرح کے ساتھ تحریر کیے ہین تیسرے حصہ مین اپنے اجداد عظام |

| نمبر شمار | نام کتاب | کس زبان مین ہے | کس فن متعلق ہے | مختصر کیفیت |
| --- | --- | --- | --- | --- |
| | | | | کا ذکر کیا ہے اور کچھ اُن علما رحمین محترمین کا بیان کیا ہے جن سے آپ کو سند سلوک حاصل ہوئی تھی خاتمہ کتاب مین خود اپنے حالات نہایت اختصار کے ساتھ ذکر کیے ہین حقیقت مین یہ ایک نہایت ہی عجیب وغریب کتاب ہو جس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عظیم الشان خاندان کا ہر ایک ممبر ظاہری علوم اور باطنی کمالات مین لاثانی اور بے نظیر تھا اور آسمان علم کا ایک نہایت درخشان وتابان آفتاب تھا حیات ولی کی دوران تالیف مین یہ بیش بہا کتاب میری پیش نظر تھی مین نے اکثر واقعات وروایات اسی کتاب سے ماخوذ کر کے حیات ولی مین درج کیے ہین اسی بنا پر نہایت یہ دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہون کہ جس قدر حالات وواقعات مین نے اس کتاب مین قلمبند کیے ہین میری رائے مین غالباً نہایت درست و نفس الامری ہین اور مین معزز ناظرین کو پورا پورا اطمینان دلاتا ہون کہ حیات ولی مین کوئی روایت وواقعہ ایسا نہین ہے جس کی مستند شہادت میرے پاس موجود نہ ہو۔ |
| ۱۶ | شرح رباعیتین | " | متعلق تصوف | یہ ایک نہایت مختصر سا رسالہ ہے جسمین جناب شاہ صاحب نے حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کی دو رباعیون کی شرح نہایت تفصیل کے ساتھ کی ہے اور اس طرز روش کیا تک ہی کہ دیکھنے والے حیرت زدہ ہو جاتے ہین اثنا رشرح مین اُن مصطلح رموز ونکات کو بھی بیان کیا ہے کہ جن پر تصوف کے سمجھنے کا دار مدار ہے اور جن کے مطالعہ کرنے والون کو اس فن کی تحصیل پر ایک گونہ قدرت حاصل ہوتی ہے |
| ۱۷ | قصیدۃ الحبیب المنعم فی مدح سید العرب والعجم | عربی مین | متعلق فن نظم | یہ ایک بڑا قصیدہ ہے جسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ جناب شاہ صاحب کو علم ادب اور شاعری مین جو علوم عربیہ کے عنصرین |

| نمبر شمار | نام کتاب | کس زبان میں ہے | کس فن سے متعلق ہے | مختصر کیفیت |
| --- | --- | --- | --- | --- |
| | | | | کس درجہ لیاقت تھی اور آپ نے ان علوم کو کس عروج پر پہنچا یا تھا قطع نظر ادب اور شاعری کے یہ بھی بدیہی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو جناب نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے انتہا درجہ کی محبت تھی اور اُسی سے خوشانہ حالت مین آپکے قلم و زبان سے وہی الفاظ نکل رہے ہین جو آپکے دل مین تھے ۔ |
| ۱۸ | سطعات | فارسی مین | متعلق سلوک و تصوف | اس رسالہ مین طلسم الٰہی او ر اصطلاحات صوفیہ کا ذکر ہے اور تصوف کے اُن رموز و اشارات کی توضیح ہے جنہین دیکھکر مبتدی اور فن تصوف سے ناواقف لوگ بہت جلد اُسپر عبور کرجاتے اور معلومات کو وسیع کرسکتے ہین حقیقت مین یہ ایک نہایت ہی مفید اور منفعت بخش کتاب ہے سلوک و تصوف کے جلیل القدر علوم کے اُن عریض و طویل مباحث اور مصطلحات کو اس اختصار سے بیان کرنا آپ ہی کا کام تھا ۔ |
| ۱۹ | انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ | " | " | اس کتاب کے نام سے خود معلوم ہوتا ہے کہ اسمین اولیاء اللہ کے حالات و واقعات مذکور ہین اگرچہ اس مضمون کی اور بھی چند کتابین دیکھنے مین آئی ہین اور مختلف لوگون نے متعدد زبانون مین لکھی ہین لیکن اس کتاب کا ڈھنگ سب سے نرالا اور رنگ سب سے انوکھا ہے اس سے بہتر اس فن مین دوسری کتاب نہین لکھی گئی اور جو مضامین اس کتاب مین ملتے ہین دوسری مین نہین ملتے ۔ |
| ۲۰ | چہل حدیث | عربی مین | متعلق حدیث | اس چھوٹی سی کتاب مین شاہ صاحب نے وہ حدیثین جمع کی ہین جو اسلام کی مدار علیہ ہین اگرچہ اس نام کی اور نہ صرف نام بلکہ اس مضمون کی چند کتابین اور علماء نے بھی لکھی ہین جو آج ہمارے پیش نظر ہین لیکن جب اُن مین اور اس مین صحیح اندازہ اور پورا موازنہ کیا جاتا ہے |

| نمبرشمار | نام کتاب | کس زبان مین ہی | کس فن سے متعلق ہے | مختصر کیفیت |
|---|---|---|---|---|
| | | | | توآسمان وزمین کا فرق معلوم ہوتا ہے شاہ صاحب نے نہایت مختصر مختصر حدیثین جو ہر شخص کے لحاظ سے مفید اور سود مند ہین درج کی ہین اور تمام مضامین کا احاطہ کرلیا ہے سچ پوچھیے تو اپنے اہل اسلام کی سچی ہمدردی و خیر اندیشی مد نظر رکھکر وہ کام کیا ہے جو ایک اعلےٰ درجہ کا مقتدا قوم اپنی عزیز قوم کے لیئے نہایت دلسوزی کے ساتھ کیا کرتا ہے مضامین سے قطع نظر کرکے اسکی حسن نظمی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ |
| ۲۱ | فیوض الحرمین | ” | متعلق تصوف | اس کتاب مین شاہ صاحب نے وہ مسائل درج کیئے ہین جو آپ نے جناب نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک سے حل کیے ہین یہ کتاب بہی باوجود قلیل الحجم ہونیکے ان گنت مسائل سے لبریز اور مطالب سے پر ہے۔ |
| ۲۲ | شرح حزب البحر | فارسی مین | متعلق ادعیہ | یہ شرح بہی عجیب و غریب پیرایہ مین لکھی گئی دعا حزب البحر کی ایسے بسط سے شرح کی ہے کہ آجتک دیکھنے مین تو کیا سننے مین بہی نہین آئی زکوٰۃ کا طریقہ اور ہر فقرے فقرے کے مطلب کے لیئے جدا جدا پڑہنے کا قاعدہ اور اعتصام و احتشام پڑہنے کی ممانعت اور ان کی وجہ بیان کی غرضکہ یہ کتاب عاملون کی روح اور حاجتمندون کی جان ہی |

| نمبرشمار | نام کتاب | کس زبان مین ہی | کس فن کے متعلق ہے | کیفیت | نمبرشمار | نام کتاب | کس زبان مین ہے | کس فن کے متعلق ہے | کیفیت |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۲۳ | حسن العقیدہ | عربی مین | متعلق عقاید | • | ۲۵ | قول الجمیل | عربی مین | متعلق تصوف و سلوک | |
| ۲۴ | سرور المحزون | فارسی مین | ” | | ۲۶ | انتباہ فی سلاسل الاولیاء | ” | متعلق علم اسناد | |
| | سر الامین المامون | | | | ۲۷ | تراجم بخاری | ” | متعلق علم الحدیث[1] | |

[1] علم الحدیث کو علم الروایت والاخبار بہی کہتے ہین اور علم الآثار بہی بولتے ہین لیکن خبر و اثر مین ذرا سا فرق ہی اور وہ یہ (بقیہ صفحہ آئندہ پر دیکھو

| نمبر شمار | نام کتاب | کس زبان میں ہے | کس فن سے متعلق ہے | نمبر شمار | نام کتاب | کس زبان میں ہے | کس فن سے متعلق ہے |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۲۸ | عجالہ عجیب حفظ الناظر | عربی میں | متعلق علم الحدیث | ۳۱ | بہجۃ الابرار فی تحفۃ العزیزیہ | فارسی میں | متعلق تاریخ |
| ۲۹ | عنوان العین فی وسائل بحر تفنن | فارسی میں | متعلق تاریخ | ۳۲ | عطیۃ الصمدیہ سفنے | ״ | ״ |
| ۳۰ | امداد فی مآثر الاجداد | ״ | ״ | | الانفاس الصمدیۃ | . | |

(بقیہ صفحہ گزشتہ) اگر خبر کا اطلاق جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے قول پر ہوتا ہے اور اثر کا اطلاق صحابہ اور سلف کے قول پر خبر بحث ہوتی ہی نہ اثر اس علم سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اقوال و احوال ودرافعال کی حرمت حاصل ہوتی ہی اس علم کا موضوع ظاہر ہی غایت تو وہ سعادت دارین پر کامیاب ہونا ہی یہ علم دو قسم پر منقسم ہی ایک علم روایت حدیث اسمین یہ بحث کی جاتی ہی کہ بلحاظ احوال رواۃ ضبطاً وعلامۃ آنحضرت کے ساتھ اتصال و انقطاع کے اعتبار سے سند کی کیفیت کیا ہی علم کا نام اصول حدیث ہی اس فن مین رسالہ **منہج الوصول الی اصطلاح** احادیث الرسول نہایت جامع رسالہ ہے دوسری علم درایۃ الحدیث ہی اس علم مین الفاظ حدیث کے مفہوم معنی سے بحث ہوتی ہی کہ قواعد عربیت اور قواعد شریعت کے لحاظ سے ان الفاظ سے کیا چیز مراد ہی اور کیا وہ مراد جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے احوال کے مطابق ہی یا نہین اس علم کا موضوع احادیث رسول ہین بحیثیت دلالت علے المعنی خواہ وہ معنی مفہوم ہون یا مراد۔ اور اس علم کی غایت آداب نبویہ سے آراستہ ہونا اور شرعی مکروہات و منہیات سے خالی ہونا ہی یہ علم بھی علم تفسیر کی طرح دراز دامن رکھتا ہی اور فضل و شرف مین علم کتاب اللہ کا ہم پہلو ہی قرآن و حدیث مین غور کرنیسے صرف اسیقدر فرق نکلتا ہی کہ قرآن مجید فرشتہ کے ذریعہ سے آنحضرت پر نازل ہوا ہے اور حدیث بواسطہ قلب کی آئی ہے لیکن وحی ہونے مین دونون برابر ہین جیسا کہ قرآنی نص سے ثابت ہوتا ہی کہ **وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی** دین اسلام کے اصول صرف یہی دو علوم ہین اور اجماع اسکی فرع اور فقہ اسکا نتیجہ ہے جب عالم کو کتاب و سنت کا علم نحوبی نہین ہی اسکا علم و فتوی دین مین لائق اعتماد اور قابل بھروسہ نہین ہی فقہ عرفی کا جو حکم کتاب و سنت کے دلائل کے خلاف ہوتا ہی یا بلادلیل قرآن و حدیث کے ہوتا ہے وہ رائے مجرد ہے اور دین کے لائق ہوتی ہے نہ قابل اخذ و تمکین۔ علم حدیث کی کتابین بیشمار و رانگنت ہین جن مین رطب و یابس سب کچھ ہی لیکن اس فن کی عمدہ کتابین جو مشہور و مقبول اور متداول ہین مکمل چھ کتابین ہین جناب شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ مین اور آن کے فرزند رشید جناب شاہ عبد العزیز صاحب نے عجالہ نافعہ مین کتب حدیث کے طبقات اور ان طبقات کا احوال نہایت اتقان کیساتھ لکھا ہے جن سے کتب حدیث کے اقسام اور کتب مذکورہ کا قوت وضعف بہت کچھ معلوم ہو سکتا ہی اور یہ بات بخوبی دریافت ہو سکتی ہی کہ کون کتاب اور حدیث لائق قبول اور قابل احتجاج ہے اور کون نہین ہی اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ صرف صحاح ستہ ہی علم حدیث مین اعلے درجہ کی کتابین ہین یہی وجہ ہے کہ جب سے یہ کتابین متداول اور متلقی بالقبول ٹھہری ہین اسوقت سے دیگر حدیث کی کتابون کا رواج کم بلکہ گم ہو گیا ہے اور بہت سی کتابین دائرہ گمنامی سے ابتک نہین نکلی ہین اگر انصاف و دیانت کی نگاہون سے دیکھا جاتا ہے تو حق بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ حدیث کی یہ چھ کتابین علم و عمل کیلئے کافی و وافی ہین بشرطیکہ کمال اتقان اور تمام اذعان سے دیکھی جائین اور شروح و غریب اللغات پر عبور ہو پھر اکثر اہل علم نے امہات ستہ کے مراتب بھی لکھے ہین۔ باستثناء قرآن مجید کے صحیحین کو روئے زمین کی تمام کتابون پر ترجیح و فوقیت دی ہی خصوصاً صحیح بخاری کو یہ کتاب قرآن کریم کے بعد دنیا مین خدا تعالی کی ایک حجت بالغہ ہی اور قبول و شہرت مین بہ نسبت اور کتابون کے نہایت اعلی درجہ رکھتی ہی اسکے بعد صحیح مسلم کا درجہ ہی جو تہذیب ترتیب و جمع طرق و سیاق متون مین بقیہ صفحہ آئندہ

| نمبر شمار | نام کتاب | کس زبان مین ہے | کس فن سے متعلق ہے | نمبر شمار | نام کتاب | کس زبان مین ہی | کس فن کے متعلق ہی |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ٣٣ | مکتوبات مع فضائل ابو عبداللہ اسمعیل البخاری | فارسی مین | متعلق علم الکتابت | ٤١ | شفاء القلوب | فارسی مین | متعلق تصوف |
| | | | | ٤٢ | بدور البازغہ | // | // |
| ٣٤ | وصیت نامہ | // | متعلق وصیت | ٤٣ | زہراوین | // | // |
| ٣٥ | فیض عام | // | متفرقات | ٤٤ | سائل تفہیمات | // | // |
| ٣٦ | مکتوب المعارف | // | متعلق تصوف | ٤٥ | انتباہ فی اسانید حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم | عربی مین | متعلق علم الحدیث |
| ٣٧ | رسالہ مکتوب مدنی | // | // | | | | |
| ٣٨ | ہمعات | // | // | | | | |
| ٣٩ | لمعات | // | // | ٤٦ | المقدمۃ السنیہ | // | متعلق عقائد |
| ٤٠ | خیر کثیر | // | // | ٤٧ | القالۃ الوضیہ | | متعلق وصیت |

(بقیہ صفحہ گزشتہ) کسی قدر اس سے بہتر ہے بخاری مسلم کے بعد سنن اربعہ ترمذی نسائی ابن ماجہ ابو داؤد کا مرتبہ ہی جن مین سے ہر ایک کتاب اپنے فن اور نفع خاص مین دوسرے سے ممتاز ہی رسالہ حطہ مین صحاح ستہ کی کیفیت نہایت بسط کیساتہ مشرح لکھی ہی جس سے امہات ستہ کے حالات کے حقائق مع تراجم مولفین بخوبی معلوم ہو سکتے ہین۔ مذاہب اربعہ اہل سنت کا ماخذ یہی کتابین ہین گو دوسری معاجم و مسانید و سنن بہی انہین داخل ہین لیکن جسقدر جزئیات فقہ ان کتابون سے مستنبط کی گئی ہین اسقدر دوسری کتابون سے مستنبط نہین ہوئی ہین اسلیئے محدثین نے یہ قاعدہ ٹہیرا لیا ہی کہ فقہاء اربعہ مین سے جس کسی کا قول یا فتوے یا اجتہاد ایسا ہی جسکی سند کسی صحیح یا حسن حدیث سے نہین ہے وہ محض ضعیف ہوتا ہے اور چونکہ مقلدین مذاہب اعتقاداً و عملاً اُسکے خلاف نہین کرتے لہذا فقہا و محدثین کے مابین اختلاف واقع ہوا اور یہی وجہ باہمی اختلاف کی قایم ہوئی ائمہ اربعہ مجتہدین رضی اللہ عنہم کا مراتب علم حدیث مین تفاوت بہی یہین سے ظاہر ہوتا ہی۔ امام مالک صاحب مؤطا قدیم زمانہ کے محدث ہین ان کی ساری کتاب بخاری مین داخل ہی موطا مین تین سو حدیثین علاوہ بلاغیات کے ہین۔ امام احمد صاحب مسند ہین ان کا مسند جملہ کتب حدیث کا اصل مستند ہی اصحاب سنن وغیرہم کا سلسلہ تلمذ ان ہی تک پہنچتا ہی امام احمد کا مسند مع زوائد اُنکے پچاس ہزار حدیثون کو شامل ہی۔ امام شافعی بہی عالم بالحدیث تھے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت بحسب تصریح ابن خلدون سترہ اٹھارہ حدیثین ہین اہل حجاز روایت حدیث مین ہمیشہ بہ نسبت اہل عراق کے زیادہ تھے بہرحال اہل سنت کے چارون امام اور حدیث کے چہوٹون امام منجملہ ان لوگون کے ہین جو مشہود لہا بالخیر کے قرنون مین ہین ائمہ فقہا و محدثین مین باہمی اختلاف کی ایک یہ بہی وجہ تہی کہ انکے وقت مین علم حدیث کی تدوین جیسی چاہیئے ویسی نہین ہوئی تہی اسلیئے اگر بعض حدیث پر انسے عمل نہین ہوا تو وہ اسمین معذور تہے لیکن جب علم حدیث مدون ہوگیا تو اب متاخرین کیلیئے کوئی محل عذر باقی نہین رہا اسوقت اگر کوئی شخص حدیث صحیح مرفوع غیر منسوخ کے خلاف پر کسی کے قول و فعل پر عمل کرے تو موجب شقاق اور مخالفت رسول ہی خصوصاً اسوقت مین جبکہ فقہ سنت بہی مدون ہو چکی ہو اور قوی مسائل ضعیف فروع سے علحدہ اور جدا کر دیئے گئے ہون ۱۲

یہ کتابین اور شاہ صاحب کے تمام تصنیفات افضل المطابع دہلی سے بقیمت مناسب ملسکتی ہین

| نمبر شمار | نام کتاب | کس زبان مین ہے | کس فن سے متعلق ہے | نمبر شمار | نام کتاب | کس زبان مین ہے | کس فن سے متعلق ہے |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۴۸ | فتح الودود لمعرفۃ الجنود | عربی مین | متعلق علم الخلائق | ۵۰ | عوارف | عربی مین | متعلق تصوف و سلوک |
| ۴۹ | مسلسلات | ″ | متعلق علم اسناد | ۵۱ | مکاتیب عربی | ″ | متعلق علم اسرار |

جناب شاہ ولی اللہ صاحب کے مصنفات کی بابت جو کچھ ہمین لکھنا تہا لکھ چکے اگرچہ آپکی تالیفات کے سلسلہ مین اور بھی بہت سی کتابین ہین جو قدیم کتبخانون مین موجود ہین مگر ہم نے صرف انہین کتابون کا ذکر کیا ہے جو مطبوع ہو کر شرق سے غرب تک نہایت وسعت کیساتھ مشہور ہوچکی ہین اور جو اسوقت ہماری پیش نظر ہین ان مین بعض کتابین ایسی بہی ہین جو بلحاظ جامعیت روایات دنیا مین اپنا نظیر نہین رکہتین اور جو شاہ صاحب کی خداداد قابلیت اور پولیٹکل لیاقت کا نمونہ سمجھی جاتی ہین۔ ان ہی بے نظیر تصنیفات کے باعث پہلی تاریخ نویسون نے آپ کو ائمہ متقدمین پر ترجیح دی ہے چنانچہ مین اس مقام پر علامہ ابو الطیب کا وہ مختصر ریمارک جو انہون نے شاہ صاحب کے حالات پر کیا ہے درج کرتا ہون جس سے آپکے علمی تبحر کا ثبوت بہت کچھ ہوتا ہے علامہ موصوف لکھتے ہین کہ اگر وجود او در صدر اول در زمانہ ماضی میبود امام الائمہ و تاج المجتہدین شمردہ میشد" یعنی اگر اس فرید عصر اور یگانہ روزگار کا وجود باوجود گذشتہ زمانہ کے صدر اول مین ہوتا تو اپنی ان بیش بہا اور عدیم النظیر تصانیف کی وجہ سے اماموں کا سرتاج اور مجتہدون کو مقتدا تسلیم کیا جاتا۔

چونکہ جناب عارف باللہ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ کی تاریخی زندگی مین اب کوئی اور ایسا واقعہ نہین رہا جو خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہو لہذا مین آپکے حالات وفات اور وہ بہی نہایت اختصار کیساتھ لکھکر اس حصہ کو ختم کرتا اور نہایت افسوس کے ساتھ شاہ صاحب سے رخصت ہوتا ہون۔

# شاہ صاحب کی وفات

معزز ناظرین! یہ امر بالکل مسلم ہے کہ جس نے دنیا مین قدم رکھا ہے اُسے ایک ایسا دن ضرور پیش آنے والا ہے جسمین موت کا تلخ اور زہر آلود ساغر منہ سے لگانے گا۔ کون نہین جانتا کہ دنیا اور اسکی تمام چیزین ایک دن صفحہ ہستی سے مٹجانیوالی ہین۔ ہر شخص بخوبی جانتا ہے کہ خود مین اور جو کچھ مین کر رہا ہون یا آئندہ کرون گا چند ہی روز مین اسکا نام و نشان تک مٹ جائیگا اور پہر صفحہ ہستی پر شمہ برابر بہی باقی نہین رہنے کا۔ کیونکہ دنیا کے عظیم الشان انقلابات اور حیرتناک تغیر و تبدل جو ہر وقت اُسکے پیش نظر رہتے ہین وہ اُن سے دنیا کی ناپایداری اور بے ثباتی کا استنباط کرتا ہے اور ساتھ ہی اسباب کا خیال

کرتا ہے کہ بڑے بڑے خدا کے پیارے اور برگزیدہ بندے دنیا مین آئے جنہین صرف چند روز مسافرانہ زندگی بسر کرکے
اپنے اصلی مرکز کی طرف رجوع کرنا پڑا ہزارون عظیم الشان سلاطین اور دنیا کے مشہور و نامور تاجدار جنکی سطوت و جبروت
کے پرشوکت و شان عالی جھنڈے دنیا کے چارون کونون مین گڑے نظر آتے تھے دیکھتے دیکھتے اسطرح غائب ہوگئے
کہ کوئی بھی نہین جانتا کہ کہان تھے اور کہان چلے گئے۔

اگرچہ دنیا کی بے ثباتی اور ناپائیداری کا المناک اور دل ہلا دینے والا نظارہ ہر وقت بلکہ تمام جہان مین ہوتا
رہتا ہے اور جہاندیدہ و مسن زمانہ اپنے انقلاب کے حیرتناک نمونے آناً فاناً مشاہدہ مین لاکے آئے دن یہ سبق پڑھاتا ہے
کہ دنیا حقیقت مین دو دروازون کا ایک مکان ہے جسمین ایک دروازہ سے داخل ہوکر دوسرے سے نکل جانا پڑتا
ہے اور جب یہ ہی تو جینا مرنا ایک معمولی بات ہوئی پھر خوش ہونے اور رنج کرنے کی کوئی وجہ نہین مگر خصوصاً جب
کوئی فخر خاندان و قوم اور ہردلعزیز شخص دنیا سے اٹھ جاتا ہے تو پتھر کا دل بھی بیساختہ دو آنسو ڈال ہی دیتا ہے
قلم کا مسافر باوجودیکہ پتھر کا جگرا اور لوہے کا سینہ رکھتا ہے لیکن یہ بھی اس المناک اور جانگداز سین مین قدم قدم پر
ٹھوکرین کھاتا اور ہر ہر گردش مین خونی آنسو بہاتا ہے حقیقت مین شاہ صاحب کا انتقال کوئی معمولی انتقال نہین جو دیکھنے
والے اور سننے والون کے دلون پر اپنا دائمی اثر نہ ڈالے لیکن ہمین یہ خیال کرکے اپنے دلون کو تسلی دینا چاہیئے کہ گو شاہ
صاحب اسوقت ہماری نظرون سے غائب ہین لیکن حقیقت مین ہمارے دلون مین موجود ہین اور ہر دم انکی مقدس
یادگارین ہمارے پیش نظر رہتی ہین اور جون جون زمانہ گذرتا جاتا ہے ان کی سچی زندگی زندہ جان پڑتی جاتی ہے ہمین افسوس
تو صرف اسبات کا ہے کہ آج اپنے قلم سے ایک ایسی قابل و لائق اور فخر روزگار کے دنیا سے غائب ہوجانے کا
واقعہ قلمبند کررہے ہین جس کی شریف و مقدس ذات سے تمام ہندوستان کو عموماً اور دلی کے باشندون کو خصوصاً
فخر و ناز حاصل تھا یہی ایک فرید عصر اور یگانہ روزگار تھا جس کی بدولت دلی کی چوکھٹ کو بوسہ دیا جاتا اور یہان کے
باشندون کے نام نہایت قدر و منزلت کیساتھ لئے جاتے تھے یہی اُس نخلستان علوم کا ایک ثمردار درخت تھا
جسکے پھل پھول سے دور دراز کے لوگ گودیان لبریز کرکے جاتے تھے یہی ان بحار فیوض کا ایک نہایت صاف
اور نتھرا ہوا چشمہ تھا جو دنیا کے اس سرے سے لیکر اس سرے تک بہتی ہوئی کولون کو برابر سیراب کرتا ہوا چلا گیا حیف صد حیف
اسے دنیائے دون انا للہ وانا الیہ راجعون۔

الغرض جب جناب شاہ ولی اللہ صاحب عمر کے تریسٹھ مرحلے طے کرچکے تو چند روز کی خفیف سی بیماری مین
مبتلا ہوکر ١١٧٦ھ ہجری مین عازم سفر آخرت ہوئے اور شاہجہان آباد کی جنوبی جانب پرانی دلی مین دفن کئے گئے

آپ کی تاریخ وفات اس **مصرع** سے نکلتی ہے ۔ع اوبود امام اعظم دین

جناب شاہ ولی اللہ صاحب کے چار مشہور و نامور فرزند تھے جو آپ کے پیچھے آپ کی محسوس یادگار تھے جیسا کہ ذیل کے شجرہ سے واضح ہوتا ہے ۔

شاہ ولی اللہ صاحب کی اولاد کا شجرہ نسب

# جناب شاہ ولی اللہ صاحب کی مشہور اولاد کا شجرہ نسب

شاہ ولی اللہ صاحب

| شاہ عبدالعزیز | شاہ رفیع الدین | شاہ عبدالقادر | شاہ عبدالغنی |
| --- | --- | --- | --- |
| آپکے ہاں اولاد ذکور نہیں ہوئی | | آپکی اولاد ذکور کا پتا نہیں لگا | |

شاہ رفیع الدین کی اولاد:

| محمد موسیٰ | محمد عیسیٰ | محمد مخصوص اللہ | حسن جان |
| --- | --- | --- | --- |

شاہ عبدالغنی کی اولاد:

شاہ محمد سمٰعیل شہید

# باب دوسرا

## جناب شاہ عبدالعزیز صاحب رح

عارف باللہ جناب مولانا شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ کے چار مشہور و نامور فرزند تھے جیسا کہ آپ کو شجرۂ نسب سے معلوم ہو چکا ہے۔ اگرچہ یہ چارون بزرگوار اپنے زمانے مین علم و عمل فہم و فراست قوت تقریر فصاحت تحریر تقوی و طہارت امانت و دیانت اور مراتب و لایت مین فرید و ہراور وحید عصر شمار کیے جاتے تھے اور ہر ایک بزرگ آسمان علم کا جہانتاب آفتاب تہا۔ لیکن ان سب مین جناب شاہ عبدالعزیز صاحب بالخصوص زیادہ نامور اور مجتہدین وقت کے زمرہ مین شمار کیے گئے ہین ہندوستان مین اسوقت جسقدر محدث ہین سب کا سلسلہ شاہ عبدالعزیز صاحب ہی کے واسطہ سے جناب شاہ ولی اللہ صاحب پر منتہی ہوتا ہی۔

جناب شاہ عبدالعزیز صاحب اپنے تمام بہائیون مین سب سے افضل اور عمر مین سب بڑے ہین۔ اور اگرچہ جناب شاہ عبدالقادر صاحب اور جناب شاہ رفیع الدین صاحب اور شاہ عبدالغنی صاحب آپکے تینون بہائیون نے بھی گمنامی کے دائرے سے نکلکر عمدہ طور پر تاریخی شہرت پیدا کرلی ہی۔ اور علمی شہرت مین ہر ایک دوسرے سے بڑھکر ہے لیکن ان سب مین بلحاظ شہرت عام اور باعتبار لیاقت علمی قابل انتخاب شاہ عبدالعزیز صاحب ہی ہین۔ یہی وہ معزز اور دنیا کے نامور مشہور شخص ہین جنہون نے اپنے خاندان کو تمام دنیا مین روشناس کر دیا ہے حقیقت مین اگر اس جلیل القدر اور محترم خاندان مین جناب شاہ عبدالعزیز صاحب کا وجود باجود نہوتا تو یہ خاندان گمنامی کے دایرہ سے کبھی نہین نکلتا۔ اور وہ تاریخی شہرت جو اُسے آج حاصل ہی کبھی حاصل نہین ہوتی۔

جناب شاہ عبدالعزیز صاحب ۱۱۵۹ھ ہجری مین پیدا ہوئے جیسا کہ آپکے تاریخی نام سے واضح ہوتا ہے ایک فاضل مورخ کا بیان ہی کہ جب شاہ عبدالعزیز صاحب پیدا ہوئے تو آپکے والد بزرگوار جناب شاہ ولی اللہ صاحب نے عبدالعزیز نام رکھا۔ لیکن آپکے بعض احباب اور رفقا نے غلام حلیم تاریخی نام نکالا۔

شاہ صاحب ہنوز شیر خوار بچے ہی تھے کہ آپ کی فراخ اور نصیبہ ور پیشانی عالمانہ تزک و احتشام کیساتھ روشن و منور تھی اور اُسمین ایک خاص قسم کی بزرگانہ متانت کا چمکارا اپنی پوری تابانی رکھتا تہا آپکی پیشانی کسیقدر چوڑی اور اُبھری ہوئی تھی۔ جسے دیکھکر مبصرین خوب سمجھتے تھے کہ کسی زمانہ مین یہی ہلال بدر کامل بن کر ملک مین چمکیگا۔ اور اس ہونہار اور بلند اقبال بچے کو وہ پائدار عزت اور دوامی آبرو نصیب ہوگی جو زمانہ مین بہت

ظہور پا نہ سکے تہجا وے گی۔

شاہ صاحب کا بچپن

شاہ صاحب کے بچپن کا زمانہ ایسا حیرت ناک اور تعجب خیز زمانہ تھا جسکا فوٹو کاغذی پیکر پر کھینچنا مشکل اور بہت مشکل ہے۔ آپکی بھولی بھولی صورت کا جلال خیز نظارہ پھر اسپر حیرت انگیز سادگی لاکھ لاکھ بناوٹوں سے بہتر تھی۔ آپکی وہ پیاری پیاری اور محبوبانہ حرکتیں جو ڈھائی تین برس کے بچے سے ظہور پذیر ہوتی ہیں قابل دید تہیں اور آپ کی طفلانہ اداؤن مین اس غضب کی مقناطیسی کشش اور اس بلا کا جذب تہا جو سارے خاندان کے بڑے چھوٹون کو بیخودانہ اپنی طرف کھینچے لیتا تہا۔ شاہ ولی اللہ صاحب جیسے متین اور سنجیدہ شخص ان ہی پیاری اداؤن کی وجہ سے آپ پر فریفتہ تھے اور نہایت درجہ کی محبت و الفت رکہتے تھے۔

اس شریف و نجیب بچہ نے اپنے والد ماجد کی آغوش محبت مین بڑی خوش اسلوبی سے پرورش پائی اور بچپن کا زمانہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب کے سایۂ عاطفت مین بسر کیا گو اسوقت تک علم کے خوش آیندہ جھونکون نے آپکے دماغ کو معطر نہ کیا تہا۔ لیکن آپ کی طبیعت مین چونکہ فطری طور پر علمی مذاق کا خمیر کر دیا گیا تہا۔ لہذا جون جون آپ بڑے ہوتے گئے علمی دنیا کی طرف بے روک قدم بڑھتے گئے جب آپ پانچ سال کے تھے تو

تعلیم

قرآن مجید پڑھنا شروع کیا تہا اور چونکہ آپ کو قدرتی طور پر علم سے زیادہ دلچسپی تہی اور آپ فطرتاً ایک نہایت ہی تیز ذہن سلیم الطبع۔ خوش فہم۔ طباع تھے اسلیئے بہت ہی نو عمری کے زمانہ مین قرآن شریف پڑہکر فارغ ہو گئے تھے اور اسکے ساتھ ہی اسی کم سنی کے زمانہ مین مقدس اسلام کے تمام اصول اور اکثر فروع کو تدریجاً حاصل کر لیا تہا اور ساتھ ساتھ نشست و برخاست کے طریقے اور گفتگو کرنیکے داب بھی حاصل ہو گئے تھے۔

جب شاہ صاحب قرآن پڑھکر فارغ ہو گئے تو فارسی کے مختصر رسالون کی تعلیم آپ کو دی جانے لگی جنہیں آپنے بہت تہوڑے عرصہ مین پڑھ لیا اور اسکے بعد دو تین ہی سال مین معمولی صرف و نحو کی کتابین نکال لین شاید گیارہ بارہ سال کی عمر ہو گی کہ آپ کو باقاعدہ تعلیم ملنے لگی۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنے خلفا مین سے ایک نہایت متین و رزین شخص کے ہاتہ مین آپ کی خدمت تعلیم سپرد کی جنہنے نہایت قابلیت اور دلسوزی سے اس خدمت کو ادا کیا اور بڑی جانکاہی اور محنت سے تعلیم دی۔ تقریباً دو سال کے عرصہ مین آپنے عربی کے مختلف فنون مین وہ بلا کی حیرت انگیز ترقی حاصل کی جو قابل اظہار نہین اور اسوقت طبیعت مین ایک ایسی جولانی اور تیزی پیدا ہوئی جسکی نظیر سے بڑے بڑے غواص بحر معانی کے حلقے خالی تھے۔

شاہ عبد العزیز صاحب جب تیرہ برس کے تھے تو آپ کی تمام معمولی درسی کتابین نکل چکی تہین۔ صرف نحو

فقہ۔ اصول۔ منطق۔ کلام۔ عقاید۔ ہندسہ۔ ہئیت۔ ریاضی وغیرہ وغیرہ مین کامل مہارت اور لیاقت
حاصل ہوگئی تھی۔ ان علوم کی تحصیل سے فارغ ہونیکے بعد آپ اپنے والد بزرگوار جناب شاہ ولی اللہ صاحب کی
درسگاہ مین جانے اور دیگر طلبہ کے زمرہ مین شریک ہوکر سماعت حدیث کرنے لگے۔ جب آپکو متواتر چند روز
درسگاہ مین جانے کا اتفاق ہوا اور جناب شاہ ولی اللہ صاحب کو اپنے طباع ذہین قابل فرزند کے مخفی جوہرون کی
جانچ ہوگئی تو آپنے ان پر مسیحایانہ نظرین ڈالنا شروع کین اور بڑی خوشی و مہربانی سے علم حدیث کا درس
دینے لگے۔

شاہ صاحب کی ذہانت وطباعی

شاہ ولی اللہ صاحب کے حلقۂ درس مین اسوقت وہ جفاکش اور محنتی طلبہ داخل تھے۔ جن کی ذہانت وحافظہ
کی دہوم تمام علما مین پھیلی ہوئی تھی اور جو معرکۃ الآرا مسائل کے حل کرنے مین اپنا نظیر نہ رکھتے تھے شاہ عبدالعزیز
صاحب بھی ان ہی طلبہ کے زمرہ مین شریک ہوکر تعلیم پاتے تھے۔ لیکن ذہانت وحافظہ کسی شخص کے اختیاری
وصف نہین ہین نہ کسی طرح کیتساً مخصوص محدود ہین بلکہ فطرت کی خاص بخششین ہین جو بعض بعض نفوس کو عطا ہوتی
ہین شاہ عبدالعزیز صاحب کا دل ودماغ پہلے ہی سے ان جوہرون سے آراستہ تہا جنہین فطرت کی خاص بخششین کہنا
چاہیئے۔ جب آپ علم حدیث کی دشوار گذار گھاٹیان جلد جلد طے کرنے لگے تو تمام طلبہ آپکی فطری لیاقت اور خداداد
قابلیت پر عش عش کرنے لگے اور آپ کی ذہانت وطباعی کو دیکھکر دنگ رہگئے۔ کوئی ایسا دقیق اور اہم مسئلہ درس
کے وقت پیش نہ کیا جاتا تہا جسے آپ پانی نہ کردیتے ہون۔

زور تقریر

ابتدا ہی سے آپ کی تقریر ایسی شستہ اور منجھی ہوئی تہی کہ جب آپ کسی اہم اور مشکل بحث کی تقریر کرتے تو
ایک ایسے رنگ مین ڈوبکر بیان کرتے جسے سنکر بڑے بڑے فضلا محو حیرت ہوجاتے۔ اور جناب شاہ ولی اللہ سمیت
تمام حاضرین درس کی متعجبانہ نظرین آپ کی پرمغز اور قیمتی تقریر پر پڑتین۔

شاہ صاحب کی ہمہ دانی

الغرض دو سال کے عرصہ مین جناب شاہ عبدالعزیز صاحب نے تمام حدیث کی کتابین اپنے والد بزرگوار سے پڑہ
لین اور اب آپکی عمر مشکل سے پندرہ سال کی ہوگی کہ تمام علوم وفنون کی تکمیل کرلی اور ہر فن کو معراج کمال پر پہنچادیا
شاہ صاحب کے سوانح عمری پڑھنے والون کو نہ صرف تعجب بلکہ سخت حیرت ہوگی کہ اتنی سی عمر مین شاہ صاحب جملہ علوم
کے بحار ذخار پر کیونکر عبور کرگئے اور ان سنگلاخ اور دشوار گذار گھاٹیون کو اسقدر جلد کسطرح طے کرگئے لیکن صاحبو!
یہ ذرا بہی مقام تعجب اور جائے حیرت نہین ہے۔ کیونکہ فطرت جس شخص کو اپنی بانگی اور ہنر کا نمونہ بنانا چاہتی ہے
اُسکے ضمیر کو اول ہی روز سے ربانی قابلیتون اور روحانی جوہرون سے آراستہ کردیتی ہے اور ہمیشہ وہ قوت جو

الہامی نکات کے دریافت کرنے مین یدطولیٰ رکھتی ہے اِس روشن ضمیر مین ادنے تحریک سے جو شن ہوجاتی ہی
عموماً دیکھا جاتا ہے کہ جس نونہال پودے کی آبیاری خود قدرت اپنے نازک اور دلفریب ہاتھون سے کیا کرتی ہی
اُسکا اُٹھان و اُبھار نہایت ہی حیرت خیز ہوا کرتا ہے۔ خودرو سبزہ قدرتی پانی سے جسقدر جلد اُگ کر سرسبز ہوتا
اور لہلہانے لگتا اور اپنے اُٹھتے ہوئے جوبن پر ناظرین کے دلون کو مائل کرلیتا ہے اظہر من الشمس ہے جناب
شاہ عبد العزیز صاحب کا ضمیر ہی کچھ ایسا قابل بنا تھا جسپر ربانی تجلیات کا پرتو بہت کچھ پڑ سکتا تھا۔ اور جب
آپ کی طبیعت مین قدرتی طور پر علمی مناسبت موجود تھی اور فطرت کے فیاضانہ ہاتھون سے آپ مین علمی جوہر کوٹ کوٹ
کر بھر دیے گئے تھے تو حقیقت مین آپکے لیئے ہر فن مین ایک اشارہ کافی و وافی تھا اور اتنی سی عمر مین علوم کی
اسقدر کڑی اور سخت منزلین طے کرلینا کچھ بھی مشکل نہ تھا۔

خلاصہ یہ کہ جو کچھ جناب شاہ عبد العزیز صاحب نے حاصل کیا وہ چودہ یا پندرہ برس کی عمر تک حاصل کیا
اسکے بعد آپ فارغ التحصیل ہوگئے اور اِسی چھوٹی سی عمر مین پیشوائے مذہبی اور مقتدائے علما تسلیم کیئے گئے
کچھ مولنا شاہ عبد العزیز صاحب ہی پر چودہ پندرہ سال کی عمر مین فارغ التحصیل ہونا منحصر نہ تھا بلکہ یہ خصوصیت
اِس جلیل القدر خاندان کے ہر عزیز و محترم ممبر کیساتھ مخصوص تھی۔ آپکے والد بزرگوار جناب شاہ ولی اللہ صاحب
اور جد امجد جناب شیخ عبد الرحیم صاحب بھی اِسی عمر مین علوم نقلیہ و عقلیہ کی تحصیل سے فارغ ہوگئے تھے جناب
شیخ ابو الرضا محمد صاحب آپکے جد بزرگوار اور شاہ اہل اللہ صاحب عم محترم۔ غرضکہ اِس واجب التعظیم خاندان کے
کل حضرات چودہ پندرہ ہی سال کی عمر مین پڑھ پڑھا کر فارغ ہو ہوگئے تھے۔

شاہ صاحب کی علوم سے فراغت

شاہ عبد العزیز صاحب کے خاندان مین علوم نقلیہ کیساتھ ساتھ علوم عقلیہ کا بھی رواج تھا۔ اور جناب شاہ
ولی اللہ صاحب کی درسگاہ مین جہان حدیث و تفسیر کو بڑے زور شور سے پڑھایا جاتا تھا وہان منطق
و ریاضی کی بھی تعلیم دیجاتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ شاہ عبد العزیز صاحب چھوٹی سی عمر مین ایک لایق ریاضی دان
اور قابل منطقی بنگئے تھے۔ اور تواریخ و جغرافیہ مین بھی اپنا نظیر نہ رکھتے تھے۔ جیساکہ آپ کی قابل قدر تصانیف سے
اِس بات کا بہت کچھ ثبوت مِلسکتا ہے اور یہ بخوبی تحقیق ہوگیا ہے کہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب کو اِن علوم سے
خاص دلچسپی تھی اور تواریخ و جغرافیہ کے جوہرون کی کنجیان آپ کے ہاتھ مین تھین جیساکہ آپکے اُس قصیدہ سے
ثابت ہوتا ہے جسمین آپنے سوڈان کے حالات و واقعات کا پورا فوٹو کھینچا ہے اور اُس ملک کی مفصل کیفیت
درج کی ہے۔

شاہ صاحب کی تواریخ و جغرافیہ دانی

شاہ صاحب کا تبحر

قطع نظر فنون الکتسابی اور علوم ظاہری کے آپ وہبی فیوض اور باطنی علوم سے بہی معزز و ممتاز تھے اگرچہ تمام علوم عقلیہ مثل حکمت منطق ہندسہ ہیئت وغیرہ مین مہارت تامہ رکہتے تھے لیکن اپنی تمام ہمت و اوقات حدیث نبوی کے غوامض کی تحقیق اور کلام الٰہی کی تفسیر اور حضرت رسالت پناہی کی مقدس و رنگ شریعت کی اشاعت و توسیع مین صرف فرماتے تھے۔ اور طالبان صافی نہاد کے ارشاد و تلقین کیطرف ہمیشہ متوجہ رہتے تھے۔ ورنہ علوم عقلیہ مین ایسا کونسا علم تہا جسمین آپ کو دعوے یکتائی اور یکہ فنی حاصل تہا۔ اور کون فن تہا جسمین آپکو تبحر و عبور نہ تہا۔

جس طرح سلاطین تیموریہ کے خاندان مین نسلاً بعد نسل سلطنت و حکمرانی چلی آتی ہے اُسیطرح آپکے عظیم الشان اور واجب التعظیم خاندان مین علوم و فنون بطناً بعد بطن اور صلباً بعد صلب چلا آتا ہے۔

شاہ عبد العزیز صاحب جب عقلی و نقلی علوم کی تحصیل اور باطنی کمالات کی تکمیل سے فارغ ہوے تو آپکے والد بزرگوار جناب شاہ ولی اللہ صاحب نے اسکے چند روز بعد سفر آخرت قبول کیا اور آپ کی فائض البرکات ذات سے مسند خلافت نے زینت اور سادہ ارشاد و ہدایت نے بے انتہا رونق حاصل کی کیونکہ مولٰنا رفیع الدین صاحب اور مولٰنا عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہما آپکے چھوٹے بہائی والد ماجد کے سامنے نہایت کم سن اور نوعمر تھے اور جناب شاہ عبد العزیز صاحب سے علوم و فیوض حاصل کرتے تھے۔

جناب شاہ ولی اللہ صاحب کے انتقال کیوقت آپ کی سترہ برس کی عمر تھی اس چھوٹی سی عمر مین لوگ آپکے پاس تعلیم پانیکے لیئے آنے لگے۔ اور سب نے آپ کو مقتدا تسلیم کرلیا۔ آپ نے والد کی جگہ بیٹھ کر نہایت مستعدی اور سرگرمی کیساتھ طلبہ کو پڑھانا شروع کیا اور حدیث و تفسیر کے علاوہ دیگر مروجہ علوم کا درس دینے لگے شوقین طلبہ دور دور سے آتے اور آپکے درسگاہ مین داخل ہونے کو ذریعہ فخر سمجھتے چونکہ آپ طلبہ کے ساتھ نہایت مہربانی اور کریمانہ اخلاق سے پیش آنے کے علاوہ بڑی محنت و جانکاہی سے پڑھاتے تھے۔ اسلیئے اب یہ مدرسہ انتہا درجہ کی شہرت پکڑ گیا تہا۔ ہر وقت آپکے درسگاہ اور مکان کے دروازے پر طلبہ کا ہجوم لگا رہتا۔ اور لوگ جوق جوق حاضر ہوتے۔

ہمین اس فقرے کے لکھنے مین کبھی تردد نہین ہوسکتا کہ ہندوستان مین علم و عمل کی ریاست کا دور آپ پر بعد آپکے لائق بہائیون پر خاتمہ ہوگیا۔ افسوس اس شریف و نجیب خاندان کے معزز ممبر دنیا سے کیا اُٹھے کہ دینی علوم یک لخت معدوم ہوگئے اور علوم و فنون کا صاف اور چکدار چشمہ علما کی بے توجہی سے جہل کی

خس وخاشاک سے بالکل پٹ گیا۔

---

صاحب اتحاف کا بیان ہے کہ "جناب شاہ عبد العزیز صاحب اپنے وقت کے نہایت زبردست عالم تھے اُس زمانہ کے تمام علما و مشائخ آپ کی طرف رجوع تھے۔ اور بڑے بڑے فضلا آپ کی خدمت تلمذ پر بیحد فخر کیا کرتے تھے آپ کا علوم متداولہ وغیرہ میں وہ پایہ تھا جو بیان میں نہیں آسکتا۔ کثرت حفظ علم تعبیر رؤیا سلیقہ وعظ انشاپردازی تحقیق نفائس علوم میں تمام ہمعصروں میں امتیازی نگاہوں سے دیکھے جاتے اور مخالفین اسلام کو ایسی سنجیدگی و متانت سے دندان شکن جواب دیتے تھے کہ وہ ہونٹ چاٹتے رہجاتے تھے آپ کی تقریر میں ایک بلا کا جادو تھا جسکا مخالف و موافق پر برابر اور یکساں اثر پڑتا تھا۔ آپ کی شستہ بیانی اور سلجھی ہوئی تقریر کی تمام ہندوستان میں دھوم مچی ہوئی تھی اور یہ بات تمام لوگوں میں مشہور تھی کہ شاہ عبد العزیز صاحب نے وہ طرز بیان اختیار کی ہے کہ اُن کی مجلس وعظ سے ہر مذہب ملت کا شخص خوش ہو کر اُٹھتا ہے متعصب اور ہٹ دھرم لوگ بھی آپ کی بات بلا تردد و تسلیم کرتے اور حسن تقریر کے آگے فوراً اطاعت کی گردنیں جُھکا دیتے ہیں۔

شستگی تقریر

موافق تو موافق مخالف کے دلمیں بھی آپ کا بے انتہا وقر و احترام تھا۔ آپنے اپنی عمر کا سارا حصہ طلبہ کی تدریس مریدوں کی ارشاد و تلقین۔ طالب العلموں کی تکمیل وعظ و نصیحت فصل خصومات میں صرف کیا۔ آپ ظاہری جاہ وعزت۔ صوری احترام و تمکنت باطنی کمالات کیساتھ فراہم رکھتے تھے۔ غرضکہ تقدس مذہبی کے علاوہ دنیاوی اعزاز میں کوئی مرتبہ ایسا نہ تھا جو فیاض ازل نے آپ سے دریغ رکھا ہو۔ آپ کی شاگردی پر بڑے بڑے فضلا کو فخر ہے اور آپ کی ترتیب دی ہوئی کتابوں پر علمائے فحول کو بہت کچھ اعتماد و بھروسہ ہے۔ الحاصل جناب شاہ عبد العزیز صاحب کا واجب الاحترام خاندان علوم حدیث اور حنفی فقہ کا مخزن اور رسمی فنون کا سرچشمہ ہی۔ اس مقدس شریف علم کی خدمت جسقدر اس اہل بیت سے وجود پذیر ہوئی ہی ہندوستان میں کیا دوسری ولایتوں میں بھی کسی خاندان کی نسبت نہیں سنی گئی۔

شاہ صاحب کی وقعت لوگوں کے دلوں میں کہاں تک تھی

درحقیقت عمل بالحدیث کا بیج ہندوستان کی بنجر اور ناقابل زمین میں آپکے والد بزرگوار جناب شاہ ولی اللہ صاحب نے بویا اور آپ نے اُسے پانی دیتے دیتے یہاں تک نوبت پہنچائی کہ اُس سے ایک نہایت خوشنما اور نونہال پودا پھوٹا جو چند روز میں سرسبز و شاداب ہو کر لہلہانے لگا۔ اور پھر تھوڑے ہی عرصہ میں دور دور کے لوگ اُس کے پھل و پھول سے گودیاں لبریز کر کے جانے لگے"!

ایک اور فاضل مورخ جناب شاہ عبد العزیز صاحب کے حالات لکھتے ہوئے یہ مختصر ریمارک کرتا ہے کہ

"ہندوستان مین حدیث وتفسیر اور دیگر دینی علوم کا چراغ جناب شاہ ولی اللہ صاحب کے بعد صرف آپکے فرزند رشید جناب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب سے روشن تہا۔ لیکن نہایت افسوس سے کہا جاتا ہے کہ آپکے انتقال کے بعد حدیث وتفسیر کے علوم کا چراغ گل ہوگیا۔ اور یہ علوم ہندوستان سے بالکل مفقود ہوگئے ہندوستان مین اسوقت جسقدر علما دیکھے جاتے ہین سب اسی سرگروہ علما کے خرمن کمال کے خوشہ چین ہین ماسوا اس دیار کے تمام علما اسی زبدہ ارباب حقیقت کے چاشنی گرفتہ ہین"۔

منصب وعظ گوئی

اس زمانے مین تمام ہندوستان مین عموماً اور دہلی مین خصوصاً جو یہ آفت وبائی ہوا کی طرح عام ہوگئی ہے کہ ہر عامی اپنے تئین عالم وفاضل سمجہتا ہے اور صرف اس بناپر کہ چند دینی مسائل کے اردو رسالے اور قرآن مجید کا ترجمہ کسینے استاد سے اور کسینے زور طبیعت سے پڑہ لیا ہے۔ اپنے کو فقیہ ومفسر سمجہکر وعظ گوئی مین جرأت کر بیٹہتا ہے شاہ صاحب کے زمانہ زندگی تک اسکا مطلق اثر نہ تہا بلکہ بڑے بڑے متبحر علما اور نہایت مستعد فضلا باوجودیکہ تمام علوم مین غائر نظر رکہتے اور جزئیات مسائل کے احاطہ پر پوری قدرت رکہتے تہے۔ لیکن تاوقتیکہ اپنا سمجہا ہوا شاہ صاحب کیخدمت مین عرض نہ کرلیتے اسکے اظہار کی کبہی جسارت نہ کرتے۔ اور بیان مین زبان کو جنبش تک نہین دیتے تہے۔

شاہ صاحب کا حافظہ

جناب شاہ عبدالعزیز صاحب کا حافظہ لوح تقدیر کا ان مٹ نسخہ تہا اکثر ایسا ہوا ہے کہ آپنے غیر مشہور کتابون کی طول طویل عبارتین صرف اپنی یاد کے بہروسہ پر طلبہ کو لکہوا دی ہین۔ لیکن جب کبہی اتفاق سے کتابین دستیاب ہوئین اور انکی لکہوائی ہوئی عبارتین اصل کتابون سے مطابق کی گئین تو سر مو فرق نہ تہا۔ باوجودیکہ آپ کی عمر شریف اسی سال کے قریب پہنچگئی تہی۔ اور جسمانی امراض کی کثرت خصوصاً قلت غذا کی وجہ سے بدن مبارک مین کچہ بہی طاقت باقی نہین رہی تہی۔ لیکن پہر بہی باطنی فیوض کی برکات اور قوائے روحانی کی حدت سے علمی دقائق ونکات اس گرمی اور مستعدی سے بیان فرماتے کہ سننے والیکو معلوم ہوتا تہا کہ ایک بحر زخار بڑے زور شور سے موج زن ہے اور سمندر مین تلاطم خیز موجین اٹہہ رہی ہین۔ جب آپ گفتگو کرنا شروع کرتے تو تمام حاضرین مجلس پر حالت استغراق ومحویت طاری ہوجاتی اور ان کے دل ربانی انوار سے منور ہوجاتے۔

ابتدائی زمانے مین فرقہ اثناعشریہ نے تمام ہندوستان مین ایک خوفناک دہوم مچا رکہی تہی جس سے بعض اہل تسنن کے عوام وجہال کے دلون مین ایک طرح کا تردد وتذبذب پیدا ہوگیا تہا قریب تہا کہ انکے عقیدے بگڑ جائین کہ جناب شاہ عبدالعزیز صاحب نے اکثر ممتاز ومعزز علما کی التماس سے کتاب تحفہ اثناعشریہ لکہی جو اپنی انتہا درجہ کی شہرت کی وجہ

محتاج بیان نہین ہے مگر یقیناً حیرت کی بات ہی کہ باوجود اِس کثرت ضخامت کے آپنے چند روز مین اِس کتاب کو
مرتب کر دیا کتاب کی پوری خوبی تو اُسکے مطالعہ سے ہی معلوم ہو سکتی ہی۔ لیکن مختصر یہ ہے کہ ایک ادنے درجہ کا
طالب علم بھی جو کچھ بھی علمی سرمایہ نہ رکھتا ہو اِسے دیکھکر علمائے شیعہ سے نہایت دلیری اور دلیری سے مباحثہ
اور مناظرہ کر سکتا ہے۔ چند معتبر اور ثقہ لوگون سے سنا گیا ہے کہ جب آپ تحفہ اثنا عشریہ کی تصنیف و تالیف مین مصروف
تھے تو کتابون کی عبارتین اور صفحہ تین اِسطرح زبانی ارشاد فرماتے تھے کہ گویا اِس فن کے متعلق تمام کتابین اور کتابون
کی عبارتین آپ کو ازبر ہین۔ اور ساتھ ہی مخالفون کو ملزم کرنے کیلئے کتب شیعہ کے حوالے جنھین شاید شیعی علمانے
بجز نام کے سُنا تک نہوگا اپنے حافظہ کے اعتماد پر بیان فرماتے تھے۔ باوجود ان تمام باتون کے عبارت کی
متانت اور لطائف و ظرائف جیسے کچھ ہین ناظرین پر واضح و ہویدا ہین۔

متانت وظرافت

شاہ صاحب کا وعظ اور طرز بیان

ہفتہ مین دو مرتبہ منگل و جمعہ کو دہلی کوچہ چیلان پرانے مدرسہ مین مجلس وعظ منعقد ہوتی تھی اور خواص و عوام
مین سے صادق العقیدت شائقین اور صافی نہاد معتقدین موروملخ سے زیادہ جمع ہوتے اور رشد و ہدایت کا طریقہ
استفاضہ کرتے آپ کی جادو بھری اور سحر آمیز تقریر مین وہ اثر ہوتا کہ مخالفین گھرون سے ارادہ کرکے جاتے تھے
کہ عین وعظ مین مولانا کی مخالفت کرین گے۔ لیکن وہان بجز سکوت و خاموشی کے کسی کو دم مارنیکی مجال نہوتی وعظ
کے ختم ہونے تک تمام مجلس پر سکوت حکومت کرتا اور خاموشی کی چادر سب طرف پھیل جاتی آپ کا طرز بیان
ایسا اچھا تھا کہ ہر مذہب ملت کا آدمی مجلس وعظ سے خوش ہوکر اٹھتا تھا اور آپ کی کوئی بات کسی پر گران نہین
گزرتی تھی۔

شاہ عبد العزیز صاحب کے اِن مختصر حالات پر اجمالی نظر ڈالنے سے صاف واضح ہوتا ہے کہ آپ کی عمر شریف
کا تمام حصہ درس تدریس ہی مین صرف ہوا اور یہین سے قیاس کیا جاتا ہے کہ آپکے بیشمار شاگرد اور انگنت تلامذہ
ہوگئے۔ جنکی تعداد کی کوئی مفصل اور بسیط فہرست افسوس اسوقت تک باوجود تحقیقات کے ہمین دستیاب نہین
ہوئی۔ لیکن پھر بھی جہان تک ہمین تحقیق ہوا ہی آپکے اُن مشہور و نامور شاگردون کی مجمل فہرست قلمبند کرتے ہین
جنھونے آپ کی خدمت مین حاضر ہوکر علم کے بیش قیمت جوہرون سے گودیان لبریز کین۔

شاہ صاحب کے تلامذہ کی مختصر فہرست

حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب۔ جناب عارف باللہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے نامور و بلند اقبال
فرزند اور حضرت شاہ عبد العزیز صاحب کے چھوٹے حقیقی بھائی جنھونے حنفی فقہ اور علم حدیث کی تحصیل آپ سے کی
اور کلام و عقائد کی تکمیل بھی آپ ہی کی خدمت مین ہوئی۔ حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب مہاجر۔ جناب شیخ محمد افضل کے

فرزند رشید اور آپکے حقیقی نواسے ہین۔ انہون نے حدیث وفقہ کے علاوہ اور علوم بھی آپ سے سبقاً سبقاً حاصل کیئے۔ جناب مفتی صدرالدین خانصاحب دہلوی۔ حضرت شاہ غلام علی صاحب۔ جناب مولوی مخصوص اللہ جو حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کے فرزند ارجمند اور آپکے حقیقی بھتیجے ہین۔ مولوی عبدالحی صاحب آپکے داماد مولانا رشید الدین خان صاحب دہلوی۔ مولوی کریم اللہ صاحب دہلوی۔ مولوی شاہ محمد اسمٰعیل صاحب شہید جناب شاہ عبدالغنی صاحب کے فرزند رشید اور آپکے بھتیجے۔ مولانا میر محبوب علی صاحب۔ مولوی محمد یعقوب صاحب شیخ محمد افضل صاحب کے چھوٹے صاحبزادے اور آپکے دوسرے نواسے۔ مولوی عبدالخالق صاحب۔ حضرات مذکورین اسی دہلی کی چار دیواری کے اندر کے باشندے تھے جنمین سے اکثر صاحب اسی زمین مین پاؤن پھیلائے بیٹھے نیند سورہے ہین انکے علاوہ اور بہت سے بیرونجات کے طلبہ بھی آپ کی درسگاہ مین رہا کرتے تھے شلاً مفتی الٰہی بخش صاحب کاندہلوی۔ مولوی فضل حق صاحب خیرآبادی۔ مولانا حسن علی صاحب لکھنوی۔ مولانا حسین احمد صاحب ملیح آبادی وغیرہ وغیرہ۔ ان حضرات مین کا ایک ایک شخص آسمان علم کا ایک ایسا جہانتاب آفتاب تھا جسکی علمی چمکارون سے دنیا جگمگا اٹھی تھی۔ اور علوم کے انوار وبرکات سے تمام اہل دنیا منور ومستفیض تھے آج جہان سے جہان تک علمار فضلا۔ محدث فقیہ دیکھے جاتے ہین سب انہین حضرات کے مائدہ افضال کے زلہ ربا اور خوشہ چین ہین جن کا سلسلۂ اسناد جناب شاہ عبدالعزیز صاحب کے واسطہ سے حضرت عارف باللہ جناب مولانا شاہ ولی اللہ صاحب تک منتہی ہوتا ہے۔

الحاصل جناب شاہ عبدالعزیز صاحب جامع علوم وفنون تھے علمی تبحر سے قطع نظر کرکے آپکی قادر الکلامی اور انشا عربی بڑے پایہ کی تھی۔ آپ کی عربی نظم ونثر علم ادب کی جان اور ادیبون کی روح ہے۔ لہٰذا اس مقام پر چند مسودے نقل کیئے جاتے ہین جنسے آپ کا زور قلم جولانی طبع تیزی ذہن بہت کچھ ثابت ہوتا ہے۔ آپ اپنے عم بزرگوار جناب شاہ اہل اللہ صاحب کو تحریر فرماتے ہین

## نظم

| | |
|---|---|
| سلام علی مولیٰ جسیم الفضائل | کریم الوری حاوی فنون الفواضل |
| حماہ اللہ العالمین عن الاذی | وعن کل شر فی الخلیقۃ نازل |
| وبعد فان العبد یحمد ربہ | علی ما حماہ عن صنوف الغوائل |
| لاغدو واتواب النعیم ملابسی | واسبغ ایدی الطیبات حمائل |
| ولکن اری الکفار ارباب ثروۃ | لقد افسدوا ما بین دہلی وکابل |

ولقد رفع الاشرار فوق خيارنا ... وكل امرا شر يلي بالشنا ظال

وكل بخيل لا يرام قناؤه ... وكل حسود مبغض ذى وغائل

ارى الخلق طرا مشتكين معانهم ... وامرهم ما بين فقر وعائل

لكل زمان من تقاسم رحمة ... الا اله نصيب لا يرد بحائل

وان زمانا ظلت فيه مسودا ... خلي من الخيرات ملاء الزلازل

فما الشغل فيه غير فسق وبدعة ... وما الناس الا كالجمال العباهل

جزى الله عنا قوم سكه ومرهٹ ... عقوبة شر عاجلا غير آجل

فقد قتلوا جمعا كثيرا من الورى ... وقد اوجعوا فى اهل شاء وجاهل

ولم يدعوا قوما مصونين عنهم ... وان وافقوهم بالذرى والكلاكل

هم كل عام نهبة فى بلادنا ... يخوضون فينا بالضحى والاصائل

لقد فسدت هذه الديار وقد خلت ... عن العدل حتى قلت بل كل قائل

فهل بعد هذا من معاذ لعائذ ... وهل من مغيث يتقى الله عادل

ايا قلب كم تشكو الزمان وانت ... عن مكارم لطف الله لاه وغافل

كفى الله سلوانا لوجع مفاصلى ... اليس بكاف عروة للاوائل

وكيف بهم الهم نحو قلبى بنا ... ولذنا الى من ليس عنا بغافل

وان كانت الاقوام لا خير فيهم ... فنحن تمسكنا بخير الوسائل

رسول اله العالمين فانه ... ثمال اليتامى عصمة للارامل

يلوذ به الآلاف من اهل حاجة ... فهم عنده فى نعمة وفواضل

يضم عفاة الطارقين جنابه ... كما ضم ام الراس شعث الفتائل

ويستهزم الجيش العرمرم باسمه ... وان كان جرارا كثير الصواهل

شاہ صاحب نے اس خط مین سکھ اور مرہٹون کی غارتگری اور اس ظالم وستمگار اقوام کی چیرہ دستی کا سچا فوٹو کھینچا ہے اور نہایت خوبصورتی کیساتھ اس مضمون کو نظم کے پیرایہ مین ادا کیا ہے۔

شاہ صاحب موصوف کا ایک اور خط مولوی محمد عثمان کشمیری کی طرف۔

| | |
|---|---|
| تالق برق موهنا من حمى هند | وهب نسیم سحرة من الی نجد |
| فمن شیم ذاك البرق اسبیت فی جوی | ومن شیم هذه الریح اصبحت لی تحد |
| کتبت لهذا عن نزول صحیفة | مکرمة عن قدوة العز والمجد |
| کتاب کعقدة الدر جودة نظمه | یکون لسان النطق واسطة العقد |
| فلما فککت الختم عنه وجدته | خطوط ریاحین علی صفحة الورد |

سلام قولا من رب رحیم وتحیة فضلا من بر کریم علی من حاز الفضائل طرادانیها وقاصیها وحوی المجالس اسرابادیها وخافیها سلالة الاکابر وخلاصة ارباب المفاخر مولوی محمد عثمان بن فاروق الکشمیری لازال قدره بین الاکارم علیا وبدره علی سماء المکارم جلیا وما برح مجلسه روضة من ریاض الصالحین ومنهجه منهاج العابدین وادام الله مهجته رونقا للعلوم والفضائل وزینة للفنون ومحاسن الشمائل وبعد فنحن بحمد الله تعالی علی ما اولانا من عافیة غیر عافیة ورفاهیة غیر واهیة وعلی ما تواتر الینا من الاحادیث الصحیحة المسندة الی مجلسکم العالی المرسلة بایدی الثقات والتوالی بعد ما کادت سلسلة الوداد ینقطع واثرما اوشکت شجرة الاتحاد تنقلع وبعد ذلك کل قد وصل الینا فی نفحات ایامنا وفتوحات شهورنا واعوامنا منکم کتاب عن تفسیر آیات الاشواق کشاف رائق ولبیان معانی بدیع الاشتیاق مفتاح فائق فیه تلخیص لاصول الاخبار السادة وتقریب للنجاة عن الهواجس المولمة الضارة مطالعه کافیة فی تنویر الصدر وضوء المصباح فی ایضاح المسطور مقاطعة شافیة عن التهاب القلوب الی فتوح الغیوب ولعمری انه سرور المحزون ونور العیون کنز من فصوص الوداد معدن لنصوص الاتحاد مقاصده فی ازالة الخفاجة بالغة تترشح منها هوامع وقت ربانیة موافقة فی کشف الغین وقرة العینین کانها شمس بازغة تنشعب منها لوامع ولمعات نورانیة مواقعه کمواقع النجوم من اهله الفهوم مراصده کالصحائف الالهیة فی تجرید الصدر عن وساوس الشیطین فیها خیر کثیر والطاف قدسیة تسلیة لنفوس المحبین فعند ذلك انصرف ضمیری لابراز ما استر فیه حیث لایحسن اسناد السرور الا بالاضافة الی ذویه ولا تجب معرفة جمیع الاسماء وترکیب الحروف الا لمن هو من ظروف الاسرار ومن له تمیز بین الاحوال المترادفة المتداخلة عند انقلاب الادوار فقلت له اهلا وسهلا ومرحبا بخیر کتاب جاء من خیر اودی لیهنك یا عثمان شامخ شرو

واتی بہ فاروق وبعد حمد اذا کان طبع المرء فی الاصل صالحا تداعت له الاوصاف من کل ممتد
هذا ولما فککنا عنه الختام المسکی واستنشقنا منه العرف الذکی وطرحنا النظر من اوله الی آخره
وقفنا منه علی مو لطیفة کما یقع المتوحش فی اللیلة الظلماء علی سامرة ووجدنا مداده کخافیة الغراب
وقرطاسه کو قراق السراب وخطه مثل موشی الثیاب والفاظه کایام الشباب ورأیناه یدل علی
تنبة
مطالب هی اصول المآرب منها التحسر علی فوات ما کان لکم من جانب شیخنا قدس سره مشافهة ومکا
فاعلموا انه غم عم تناسیص الاعضاء والم الم بتعاصیل الاجزاء وقد قلت فی التائیة منتناکر البعض
فیو منه وتجانسه ذاکر البعض مرابعه فانسه نعم ما یهوی الی اخر الابیات ومنها فرط الملال وضیق البال
من فقد الجاه والمال فلا یخفی علیکم ان اقبال الدنیا کالما بمضیف او سحابة صیف او زیارة طیف
والاجانب منها اغنی ودب واحلام منها جاذب فاوما تری الانسان فیها مبتهجة لکثرة الدراهم والدنانیر
فلا یمضی علیه زمان اقصر من ظمار الحمار الا وتراه قد انقلبت به الاطوار وهتکت علیه الاستار ولنعم
ما قیل منافسة الفتی فیما یزول علی نقصان همته دلیل ومختار القلیل اقل منه وکل فوائد الدنیا
قلیل وکان علی رضی الله عنه یتمثل ومن یصحب الدنیا یکن مثل قابض علی الماء خانته فروج الاصابع
علی ان المرجو من عمیم لطفه وجسیم فضله ان یفتح الله علیکم ما یسد به خلتکم ویقضی به حوائجکم
فعلیکم بالصبر فانه مفتاح الفرج وان من تانی ادرک ادرک ما یتمنی واما ابیاتکم اللامیة فاقرت فیهما
نا تبر النغمات فی الاسماع واخذت منها اشد انجاع وکیف لا ومن حوت الدهر المغرور بعثرة الی آخر الابیات
ومنها الاشتغال بالتصنیف والتالیف فهنیئا لکم هذه النعمة العظمی والمنحة الکبری فانها الغایة القصوی
من العلم وفی ذلک فلیتنافس المتنافسون ولذلک قیل ما خلدت العلوم الا بما دهر من تدوینها والتصنیف
فی افانینها والا لکانت انفاسا تمضی وریاحا تجری واصواتا تخفی واجراسا لا تبصی ولولا ما عنی به ذلک
لماتت رسومها وطمست مجیءها ولعفیت عن راتها وذوت فنانها ولقل الغابر منها فی ایدی الناس
والثابت علی مر الاخراس ولنشط علی طالب المراد وکبت علی مقتبسیه الزناد ولا نری للعالم علما ادل
منه علی کنه فضله والوح بما اولی من فاثر یریک حیا ناطقا وهو رمیم وما تلک بین یدیک وهو علیم
والسلام والاکرام +

ایک ور خط جو جناب شاہ عبدالعزیز صاحب نے شیخ عارف مولوی محمد عاشق صاحب کو فرزند کی تہنیت ومبارکبادی میں

شاہ عبدالعزیز صاحب کا
مولوی محمد عاشق کے
نام

لکھا تھا اور جو حروف معجمہ سے خالی ہے۔

شاہ صاحب کا غیر منقوط خط

مصدر المحامد والمکارم مرصد الاعالم والاکارم سالک مسالک الکرم ساعد مساعد الھمم ما اورد ھہ مصر حا لسموع کسماہ ادام اللہ عمرہ واصلح امرہ المحرر حصل اللہ وقالہ واصلح اعمالہ حامد للہ الہ لا الٰہ الا الٰہ لاولا لاواء الالا واء وسمک السماء ولا عمد لہ وامل العطاء ولا امد لہ وحصل لرسولہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم والہ ورحمائہ وموصل لکم السلام والاکرام والطمع الوصال لما ھو اھم الامال وملوح لما مدلولہ وصل مرسولکم للکرم ولما لام محصولہ وھو ولود مولود سرد کوا الحرّ سماعہ وادرا کہ مسرور دلاحد لہ ومرحالاعد لہ عمرھا واصلحھا الکرم مھلا مھلا والسلام والاکرام۔

شاہ عبد العزیز صاحب کا خط شاہ اہل اللہ کے نام

جناب شاہ عبد العزیز صاحب کا ایک اور خط جو آپ نے نظم و نثر سے آراستہ کر کے اپنے عم بزرگوار جناب شیخ اہل اللہ صاحب کے خط کے جواب میں لکھا تھا۔

سلام علی من فاق بالمجد والکرم ... واحرز اصناف البدائع والحکم
وشاق قلوب المخلصین بلطفہ ... وعز فلم یترک نقیرا من العظم
وبعد فان العبد مازال یحمد ... الالہ علی ما فاض بالفضل والنعم
وعافاہ عما یوجب الجھد والعنا ... وعن کل اطوار الشدائد والسقم
فاسئل رب الناس ان یجزل العلی ... ویحفظ احبابی من الشر والنقم
ولا سیما ذاک الجناب فانہ ... نھایۃ امامی وغایۃ مغتنم
وبعد فلما فزت منکم بروضۃ ... حوت کل ما اشمل من الورد والشیم
ادید بھا خطا کریما منورا ... قاطع الدجی عنی وقد کشف الظلم
تیقنت ان المجد والعزا قبلا ... الی وان الغم والھم یصطلم
ملتف ورش المسک فیہ مکانۃ ... لمد ادوان اللہ فیہ لمنتظم
والھما مما یبان عن فتی ... علیل غلیل القلب غائلۃ السدم
لعمرک ان الشوق نحوجنابکم ... لیعجز عن تبیانہ اللوح والقلم
لاخلاص ھذا العبد فیکم شواھد ... وآیات ایضاح کنار علی علم
جزی اللہ ایاکم عن العبد خیرا ... واھمی علیکم عارض الجود والکرم

وصان جناب العز عن سائر البلا ... وعن کل ما یخشی وما یوجب الهذم

وبعد فقد جاءت علینا بعائیل الرضا وامطرت سحائب العز والعلی فاطفئت لهیب قلوبنا وازالت عنا بیلالها جفاف کروبنا وتلجت بورودها صدورنا وزادت بورودها سرورنا اکنی بذلک کله عن صحیفة شریفة نزلت علینا من ذلک الجناب الذی هو تلتثم شفاه الاحباب ومعتصم ایدی الاصحاب وما تضمنت من بشارة التوجه السامی الی دعاء الشفاء واستدعاء زوال الداء العارض لقرة العین فلانة صانها الله عن موبقات الزمان فقد وقع بمکان واخذ منا اخذ جنان وکیف لا و بمثل هذا یرتجی انجاح المطالب واسعاف المآرب واما الامر بالتمشیة والمهاداة فقد سبقنا الی الامتثال به صدور الامر المطاع وورود الحکم اللائق بالاتباع هذا وقد اجزت الشیخ محمد میر بما فترض لوالدة الکبیر من نشوب الشوکة وورم القدم وشقها ـ وذکرته بما ورد فی الکتاب والسنة من مراعاة القرابة وحقها فاستعد بالرحلة وتاهب للسفرة ثم ان قرة العین فلانة حفظها الله بحمد الله خف مرضها وزال عرضها ووفقنا الله فی اثناء المعالجة لاستعمال الادویة المفیدة ففارقتها الحمی بحمد الله مفارقة سعیدة وذلک بعد حمیة شدیدة وملازقة لعرق عنب الثعلب واعواز السمن فی الطعام وتقلیله ملازمة اکیدة فسوء القنیة ایضا لیس لها بحمد الله تعالی علی کبدها ولا علی المعالیق اثر یحس او یعتد به وانما تعرضها عند رطوبة الهواء تهیج خفیف وعسی ان یرفع الله ذلک ایضا بمنه وکرمه ولطفه امین۔

شاہ صاحب کا ایک اور خط اپنے عم بزرگوار کی جانب۔

شاہ صاحب کا دوسرا خط شاہ اہل اللہ کی طرف

لاحت بروق الحمی والقلب مبتول ... والروح منفصل والدل بغ مهمول
فشمت منه سرورا لم یکن فرح ... اعز عندی منه فهو موصول
وطبت من بین اصحابی وما علموا ... بفرصتی ونسیم الروح معلول
وصرت ارفل فی اثوابی عافیتی ... والهم منهزم والغم مخذول
جزاک ربک فی الدارین خیرهما ... وطول عمرک فی الدنیا مسئول
وصاننا ولکم عن کل جائحة ... یفضی الینا اذا ما هو مشمول
ایا مریدات فالقلب منجزع ... من قوم سکهم وان الخوف معقول
افنا هم الله عن هذه الدیار فهم ... شر الاعادی وهم من جنة غول

| | الی الالٰہ وان الحفظ مامول | | فوضت امری فی امر الناس اجمعہم | |
|---|---|---|---|---|

الشفیق الحفیظ عبد العزیز یرفع السلام والغرام الی من فاق الکرام ویحمد اللہ علی العافیة والرفاہیة ویشکرہ علی ما وصل الیہ من الصحائف اللطائف تترٰی وحصل الیہ من مطالعة الاخبار السارّة مرة بعد اخرٰی ھذا واٰخر دعونا ان الحمد للہ رب العٰلمین ثم طلب العافیة والمعافاة فی ھذہ الایام التی ھی ایام الفتن ومواسم المحن عافانا اللہ تعالٰی وایاکم من سائر البلاء ورزقنا اللہ وایاکم ما یتمنّٰی من الخصب والرخاء اٰمین۔ والسلام۔

آپ کا ایک اور خط عم محترم شیخ اہل اللہ صاحب کی طرف

شیخ شاہ عبد العزیز کا خط شیخ اہل اللہ کی طرف

| | ومن ذری عزہ تقضی لبانا تی | | یا من الی وجھہ تصبو صباباتی | |
|---|---|---|---|---|
| | لذا اصعرت تشنّعیف التحیات | | لا خیل عندی اھدیھا ولا اخول | |
| | ولا یکدرہ شوب البلیات | | حیاک ربک فی عیش ورغد | |
| | رفوض الھم من اتیار والاٰتی | | وافی البشیکی فاعطی السمع منبہة | |
| | بدر الشرافة فی افق الکرامات | | بشری فقد طلعت شمس العلٰی وھدیٰ | |
| | نور تفتح من روض السعادات | | در من البحر بحر العلم قد ظھرا | |
| | وانبت اللہ سعد خیر انبات | | ابقاہ رب الورٰی بالصالحات معا | |

بعد عرض السلام ورفع الشوق والغرام فالداعی عبد العزیز الراجی الی رحمة ربہ المجید یحییکم بتحیات اصولھا ثابت فی ارض المحبة الخالصة وفروعھا فی السماء ویرفع الیکم دعوات لا یزال تزداد ابد الاٰباد فی القبول والنماء وبعد فانی احمد اللہ علی ما کسانی من سرابیل الصحة وقمص العافیة واطعمنی اقوات الامن وارزق الرفاھیة وانھا نعمة عظیمة ومنحة جسیمة کما قیل ؎

| | وعافیة تغدو بھا وتروح | | وما العیش الا فی الخمول مع الغنٰی | |
|---|---|---|---|---|

بید ان قرة العین عائشة سلمھا اللہ تعالٰی کانت ذات علة فتفضل اللہ تعالٰی بازالة اکثرھا وھو المرجو لازالة رغبرھا وقانا اللہ تعالٰی ھول المطلع وصرف عنا وعنکم سوء المضطجع واحسن الیناد الیکم فی المرجع اللھم انا نبات نعمک فلا تجعلنا حصائد نقمک اٰمین اٰمین اٰمین وان من لمحات رحمة اللہ فی ھذہ الایام ما تباشرنا بہ تباشر اھل الحرمین بلین الاسعار وتحادثنا بہ تحادث البدو

بنتبا ہم الامطار وھو الخبر السار الذی کتب فی الالواح وامتزج بالارواح وعد فی جملۃ انتشار العظام وجری فی العروق وسری فی العظام تغلغل حیث لم تبلغ شراب ولا حزن ولم یبلغ سرور فقلنا متوجھین الی ورودھا ماکانت تقوله اوائل العرب عند التھانی بمولودھا بارك الله فی الحیاة بدا حتی نری بنجلاك ھذا اجلا مورا حدہ من فی تقلدی مثل ما تقلدی کانہ انت اذ انت الشمائل محمودۃ دقنا ھنا کو اللہ تعالی مولدہ وقرن بالخیر موردہ واطال عمرہ واسعدہ وجعلہ مقرب جناب الالٰہ ورباہ فی ظلال اھل اللہ آمین الزیادۃ ترحب السآمۃ والسلام والاکرام

جناب شاہ عبدالعزیز صاحب کا ایک اور خط اپنے عم بزرگوار کی جانب۔

شاہ صاحب کا ایک اور خط شیخ اہل اللہ کی طرف

الی المجلس المحفوف بالمکارم والمعالی اعنی بہ سیدنا وسندنا ومعتمدنا ومکان الروح فی جسدنا وذخیرنا یومنا وغدنا سیدنا العم سلمہ اللہ تعالی اظلالہ عن الافول واحلہ محل القبول آمین ؎

بعد رفع السلام والاکرام — فیقول الفقیر ذو الآثام
ان ھذا الفقیر محفوظ — عن شرور الزمان والاسقام
یسئل اللہ بعد کل صلاۃ — ان یعافیہ فائض الانعام
و یعافی جمیع رفقۃ الارحام — من ذکور ونسوۃ وغلام
ثم ان البلاد فاسدۃ — عن ایادی الغشوم والظلام
غیر خافٍ علیك ما صنعت — قوم سکھ کا یت النوشام
خفضوا کل قریۃٍ ومضوا — یقتحون الحصون والآطام
ضیبعوا الامۃ من الارواح — فتلوا الامۃ من الاجسام
نھبوا اعدۃ من الاموال — اوتلقوا اعدۃ من الایتام
وسقوا کل من تعرضھم — من فئام الانام کاس الحمام
ذھلت کل مرضع عما — ارضعتہ وکل ذات فطام
ان ھذی الامور زمن جرۃ — فیہ فلتعتبر اولی الاحلام
کیف ما سلط الشرار علی الا — رض من حائك ومن حمام
والی اللہ نشتکی منھم — انہ ذو الجلال والاکرام

هذه حالهم من الرفعة ‏ ‏ ‏ كل يوم تزيد فى الاقدام

وخشى المسلمين غير خفى ‏ ‏ ‏ قد سرى فيهم نحول عظام

معهذا فليس عندهم ‏ ‏ ‏ همة يرتقى ذرى الاغرام

فاذا جاء عندهم فزع ‏ ‏ ‏ امروا ان تجهزوا بالخيام

ثم لمّا تمّا لثوا اجمعًا ‏ ‏ ‏ يستشيرون رائ كل حرام

لم يقيموا على مقررة ‏ ‏ ‏ ثم يستنفسون بالازلام

لم يُريدوا تداركًا لعدو ‏ ‏ ‏ بل يريدون سد باب ملام

دابهم ذالك لم يروا عرفا ‏ ‏ ‏ قط فى دهرهم لطيف منام

ان شكاهم اليهم احدٌ ‏ ‏ ‏ دفعوا الومة بزور كلام

والنصارى من الفرنج اتوا ‏ ‏ ‏ عرفوا بالوفاء دعى ذمام

ياخذون الخراج منتصفا ‏ ‏ ‏ بسم من دسموا باسم امام

ويريدون اقتطاع الملك ‏ ‏ ‏ من ذوى الارض صاحبي قوام

ويُبدون اقتلاد المال ‏ ‏ ‏ من ذوى المال اُولى الانعام

خرجت حربهم من الافكار ‏ ‏ ‏ خفيت صنعهم عن الادهام

قد عدى الامر عن حدّ داب ‏ ‏ ‏ وتعدى عن المقام كلام

ليس عند الاديب معتبرا ‏ ‏ ‏ من سهى عن محافظات مقام

لم يصل من جنابكم خط ‏ ‏ ‏ ومضت مدة من الايام

واشتياقى بقرب حضرتكم ‏ ‏ ‏ شرحها لا يتم بالاقلام

ساعة الهجر عندى الاشواق ‏ ‏ ‏ قد تفوق السنين والاعوام

لكن المسئول من جنابكم ‏ ‏ ‏ ان تواسوا بمن اليكم هام

وصلوا ربعة الوداد بما ‏ ‏ ‏ فيه طيب وفيه برد اوام

سلم الله ذاتكم ابدا ‏ ‏ ‏ ما افاد الضياء بدور تمام

لقد اوجزت خيفة الابرام ‏ ‏ ‏ وضممت السلام بالاكرام

## جناب شاہ عبد العزیز صاحب کا ریویو کتاب مناقب حیدریہ مصنفہ شیخ احمد[1] بن محمد انصاری الیمنی الشروانی

| | |
|---|---|
| رایت وریقات تدل نبذها | علی فضل تحریر المبه یسند |
| وممدوحه فی ذلک الطرس حیدر | سمی امیر المؤمنین المؤید |
| ولا غرو ان فاه الکرام بمدحه | اذا الفضل محسود ومنشیه احمد |
| له قدم فی النثر عالی وان ابوا | علیه براهین الراعة تشهد |
| وفی نظمه لطف وحسن سلاقة | یدل لدیه کل نظم ویسجد |
| قد امر علی من الدهور علاوة | یزید علی الاکیاس طرا ویزید |

### دہلی کے وصف میں آپکے چند ابیات

| | |
|---|---|
| یا من یسائل علی دهلی ورفعتها | علی البلاد وما حازته من شرف |
| ان البلاد اذا وهی سیدة | وانها درة والکل کالصدف |
| فاقت بلادا اولی ذی عزة ومنقبة | غیر الحجاز وغیر القدس والنجف |
| سکانها جبال الارض قاطبة | خلقا وخلقا بلا عجب ولا صلف |
| بها مدارس لو طاف البصیر بها | لم تنفتح عینه الا علی المصحف |
| کم مسجد زخرفت فیها منارته | لو قابلته شموس الضحی تنکسف |
| ولا غرو ان زینت الدنیا بزینتها | کم من اب قد علا بابن ذری شرف |
| وما رجون جری من تحتها فحکی | انهار خلد جرت فی اسفل الغرف |

معزز ناظرین! جناب شاہ عبد العزیز صاحب کے خطوط ورقعات میں سے جسقدر رقعات مجھکو نقل کرنے تھے لکھ چکا اگرچہ اسوقت آپکے خطوط کے بہت سے مسودات میرے زیر نظر ہیں۔ لیکن ہمنے حیات ولی کے طول پکڑ جانیکے خوف سے چند رقعات کا انتخاب کرکے آپکے سامنے پیش کیا ہے۔ جنسے شاہ صاحب کی جودت طبع اور علمی تبحر اور استعداد کا حال آپ پر بہت کچھ واضح ہوسکتا ہے اور صرف اسی سے آپ قیاس کرسکتے ہیں کہ جناب شاہ صاحب کا تبحر اور

[1] شیخ احمد بن محمد بن علی بن ابراہیم انصاری یمنی شروانی بہت بڑا عالم وسیاح تھا اکثر عمر سفر میں بسر کی۔ اور حجاز ویمن کا دورہ کرتا ہوا ہندوستان میں آیا اور اس ملک کے بہت سے شہروں میں پھرا چند تالیفات ورسائل چھپ کر شائع ومشہور ہوئے جو ہندوستان کے مدارس میں داخل درس ہیں ازانجملہ ایک کتاب نفحۃ الیمن ہے اور ایک حدیقۃ الافراح اور ایک عجب العجاب اور ایک مناقب حیدریہ جو سلطان حیدر بادشاہ لکھنو کی مدح میں لکھی ہے۔ علاوہ ازیں بہت سے قصائد وخطوط مشہور ومعروف ہیں منجملہ انکے چند شعر یہ ہیں جو انشاء اللہ خان کو لکھے تھے ؎ هیج الاشواق للصب اللبیب + ذکر هند دیة الحسن الغریب + من تعارت فی سحاب البعد عن + متها مشفق الوجه المذیب + فاذکری یا هند صبا دمعه + مذ خفرت العواد یا عینی صبیب + یجوك السفاك ابکی مقلتی + والجفا اضحك من یلیو الحبیب + کیف ارضاك الذی ارضی لعدای + ان هذا امنك زاد وحی عجیب +

ادب اور فضل وکمال کس پایہ کا تھا۔ اور آپ کی علمی استعداد کس عروج پر پہنچ گئی تھی۔

شاہ صاحب کی اولاد

جناب شاہ صاحب کے ہان بجز تین عصمت مآب اور باعفت صاحبزادیون کے اولاد ذکور نہین ہوئی اور وہ بھی بڑی اور صاحب اولاد ہو کر آپ کی حیات ہی مین رحلت کر گئین۔ سب سے بڑی صاحبزادی جناب مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کے بڑے فرزند مولوی عیسیٰ صاحب کے عقد نکاح مین تھین جو ایک فاضل اور نہایت بالیاقت آدمی تھے۔ دوسری صاحبزادی شیخ محمد افضل صاحب سے بیاہی گئی تھین جنسے جناب مولانا اسحاق صاحب[۱] جرا اور جناب مولوی محمد یعقوب صاحب[۲] پیدا ہوئے۔ مولانا اسحاق صاحب کی تاریخ ولادت ۶۔ ذیحجہ ۱۱۹۷ھ ہجری اور مولوی محمد یعقوب صاحب کی ۲۸۔ ذیحجہ سنہ ۱۲۰۰ھ ہجری ثابت ہوئی ہے۔ شاہ صاحب کی تیسری صاحبزادی مولوی عبد الحی صاحب کے عقد نکاح مین تھین جو ایک فاضل اجل اور نہایت شریف خلیق شخص تھے اور جو جناب سید صاحب کی معیت مین چند سال تک کوہستان اور اُسکے اطراف مین رہے اور پھر مرض بواسیر کی شدت سے سفر ناگزیر اختیار کیا۔

تصانیف

مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کی تصنیفات جو خاص خاص موقعون پر نہایت ضرورت کے وقت لکھی گئی ہین آپکی بے نظیر یادگارین ہین۔ آج جن کتابون کی عام شہرت دریائے جمنا سے فرات تک اور سندوستان سے کوہ ہمالیہ تک نہایت مقبولیت کیساتھ پھیلی ہوئی ہو اور جو بے انتہا توقیر وعظمت کی نگاہون سے دیکھی جاتی ہین وہ آپ ہی کی مصنفات ہین۔ شاہ صاحب کی تصانیف کا مفصل ذکر مشرح طور پر مینے حیات عزیزی مین کیا ہے جو میری پہلی تصنیف ہی اور جسکی قدر پبلک نے میری امید سے بہت زیادہ کی ہے مین اُس تمام بیان کو یہان ذکر کرکے حیات ولی کو طول دینا نہین چاہتا۔ ناظرین وہان اچھی طرح دیکھ سکتے ہین۔ لیکن چونکہ مین اس تذکرہ کو شاہ صا

---

[۱] مولانا محمد اسحاق صاحب مہاجر شیخ محمد افضل کے فرزند اور جناب مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کے نواسہ ہین آپنے علم حدیث شاہ صاحب سے حاصل کیا اور کامل بیس برس تک یہ شریف فن آپکے حضور مین بشکر جدید بالفکر طلبہ کو پڑھایا۔ آپ سنت نبوی کے پورے نمونے تھے اور کوئی کام خلاف سنت ظہور مین نہ آتا تھا چونکہ خدا تعالیٰ نے صورت وسیرت دونون عطا کی تھین لہذا آپ کی صورت سے آثار نجابت عیان ہوتے تھے اور دیکھنے والون کو یقین ہوتا تھا کہ جناب نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا فیض جنھون نے پایا ہوگا اُن کی یہی صورت وسیرت ہوگی جب جناب شاہ عبد العزیز صاحب نے سفر آخرت قبول کیا تو لوگون نے آپ کا فرق مبارک دستار خلافت سے مزین کیا اور تمام معتقدین کی رجوع آپ کی طرف ہوئی وہ خدا ہی کی نہایت لحاظ رکھنے کے قابل ہے جو شاہ صاحب مین موجود تھی آپنے باوجود اس شوکت وحشمت اور جاہ وجلال کے سب کچھ چھوڑ کر صرف خدا جوئی مین حجاز کا مبارک سفر کیا مع قبائل وعشائر وہان پہنچکر فرض منصبی ادا کیا حج سے فارغ ہوکر ہندوستان کیطرف مراجعت کی اور ایک مدت تک مواعظ ونصائح سے خلق کو راہ ہدایت دکھاتے رہے اس کے بعد چونکہ شعائر اسلام مین دن بدن ضعف اور کفر وبدعات کی رسوم مین ترقی ہوتی جاتی تھی اس لیئے آپ نے ہجرت کی نیت مصمم کرکے اور تمام قبائل کو ہمراہ لیکر روانہ مکہ معظمہ ہوئے۔ اگرچہ تمام شہر کے باشندے اور نیز سلطان وقت سماجت تمام مانع آئے مگر چونکہ آپ پر شوق حرم محترم غالب تھا لہذا آپ ممتنع نہین ہوئے اور مکہ معظمہ مین جاکر توطن اختیار کیا اور چھ سال کے بعد ۱۲۶۲ھ ہجری مین انتقال فرمایا ۱۲

[۲] مولوی محمد یعقوب صاحب شاہ محمد اسحاق صاحب مہاجر کے چھوٹے بھائی ہین علم وفضل مین اپنا نظیر نرکھتے تھے اور خلق جمیل صفات جزیل قناعت واستغنا مین آپکی مثال ہزار تلاش کے بعد بھی نہین ملتی تھی اکثر لوگ آپ کے پاس ہدایا اور تحفے لیکر حاضر ہوتے تھے لیکن آپ کسی چیز کو نگاہ قبول سے نہ دیکھتے تھے بلکہ جو سرمایہ اپنے پاس رکھتے تھے اسی مین قوت بسری کرتے تھے آپ نے بھی اپنے برادر عزیز کے ساتھ ہندوستان سے ہجرت کی اور مکہ مین توطن اختیار کیا اور انجام کار وہین رحلت فرمائی ۱۲

شاہ صاحب کی تصانیف کا نقشہ

کی تصنیفات سے خالی چھوڑنا مناسب نہین سمجھتا اسلیئے آپ کی تمام مصنفات کا ایک اجمالی نقشہ پیش کرتا ہون جس سے ناظرین کو آپ کی تصانیف کا سرسری نمونہ معلوم ہو سکتا ہے۔

| نمبرشمار | نام کتاب | کس زبان مین | کس فن کے متعلق | مختصر کیفیت |
|---|---|---|---|---|
| ۱ | تفسیر فتح العزیز المعروف بہ تفسیر عزیزی | فارسی مین | متعلق قرآن مجید | اس قابل قدر اور بے مثال تفسیر کی دو جلدین ہین پہلی جلد مین سورہ فاتحہ سے لیکر پارہ سیقول کے ربع تک سوا پارے کی تفسیر ہے اور دوسری مین اخیر کے دو پارون کی یہ تفسیر ایک ایسے نرالے ڈھنگ مین لکھی گئی ہے جسکی نظیر سے تمام متقدمین و متاخرین کے سلسلے خالی ہین اسمین تمام علوم و فنون کوٹ کوٹ کر بھرے ہین اور ہر علم کا کافی نمونہ دکھایا گیا ہے جس سے مؤلف کی شان علم اور علمی تبحر بہت کچھ ثابت ہوتا ہے۔ |
| ۲ | تحفۂ اثنا عشریہ | فارسی مین | متعلق مناظرہ | یہ کتاب اہل تشیع کے بطلان عقاید مین ایسی متانت و تہذیب اور شایستگی کیساتھ مدلل لکھی گئی ہے جسکا جواب آج تک علمائے شیعہ سے بن نہین پڑا۔ انصاف پسند طبیعتین خوب جانتی ہین کہ یہ لاجواب کتاب کس پایہ کی ہے اور مصنف نے کن کن آبدار جواہر سے اسے آراستہ کیا ہے یہ کتاب شاہ صاحب نے اسوقت تصنیف کی جبکہ دہلی مین شیعون کا ایک بہت بڑا زور مچا رکھا تھا اور یہ طبقہ مختلف خیالات و عقاید کا بازیگاہ بنا ہوا تھا متعصب شیعہ حشرات الارض کی طرح چارون طرف پھیلے ہوے تھے اور ہر طرف طوفان بے تمیزی کا اندھا دھند جھکڑ چل رہا تھا ایسے فتنہ زا اور پرآشوب زمانے مین جناب شاہ صاحب نے ایک ایسی معرکۃ الآرا کتاب کا تصنیف کرنا ضروری سمجھا جس سے ہزارہا بندگان خدا کے شکوک مٹ گئے اور وہ پکے مسلمان بنگئے۔ |
| ۳ | بستان المحدثین | فارسی مین | فن تاریخ مین | یہ لاجواب کتاب بھی اپنے فن مین بے نظیر ہے جسمین تمام کتب حدیث اور انکے مصنفین و مؤلفین کے تاریخی حالات نہایت بسط و شرح کیساتھ لکھے ہین اس کتاب کا طرز بیان قابل دید اور مصنف کی علمی تحقیقات در تاریخ دانی لایق تعریف ہے بارھوین صدی کے بعد جو کتابین سلف کی یادگار مین لکھی گئی ہین ان مین |

| نمبر شمار | نام کتاب | کس زبان مین | کس فن کے متعلق | مختصر کیفیت |
|---|---|---|---|---|
| ٤ | شرح میزان المنطق | عربی مین | فن منطق مین | یہ ایک نہایت مختصر رسالہ میزان المنطق کی شرح ہی جو ہنوز قالب طبع مین ڈھالا نہین گیا۔ عاجز مولف نے ایک قومی کتبخانہ مین اسکی زیارت کی ہے حقیقت مین نہایت ہی عجیب و غریب کتاب ہے منطق کے ابتدائی مسائل و اصطلاحات کو اس خوبی سے بیان کیا ہی کہ قابل اظہار نہین۔ رسالہ مذکورہ کے دیکھنے سی معلوم ہوتا ہی کہ مصنف کو علم منطق مین بہت ہی کمال حاصل تھا اور اُسنے اس فن کو عروج کمال پر پہنچا دیا تھا۔ |
| ٥ | حواشی بدیع المیزان | ایضاً | ایضاً | یہ حواشی بھی ابھی تک چھپی نہین بلکہ ایک قلمی نسخے پر لکھے ہوئے ہین ان حواشی مین شاہ صاحب نے بدیع المیزان کے مطالب کو اسقدر حل کیا ہے کہ ادنی درجہ کا طالب العلم بغیر استاد کی مدد کے مسائل منطقیہ سی بخوبی واقف ہو سکتا ہے اور جو اشکال اس راہ مین پیش آتے ہین سب کے سب آگے پانی ہوجاتے ہین۔ مین نے بدیع المیزان کی اور بھی چند شروح کا مطالعہ کیا ہی لیکن جو خوبی اسمین پاتا ہون کسی دوسری شرح مین نہین پاتا۔ |
| ٦ | حواشی شرح عقاید | ایضاً | متعلق عقاید | شرح عقاید کے اگرچہ بہت سے حواشی اور تراجم میری نظر سے گزرے ہین لیکن یہ حواشی اپنی طرز مین بالکل نرالے اور انوکھے ہین شاہ صاحب نے ان مین وہ طرز بیان اختیار کیا ہی جس سے شرح عقاید کے مشکل اور لاینحل مسائل بالکل پانی ہوگئے ہین یہ حواشی مین نے اپنے ایک دوست کے پاس کہنہ مسودات مین دیکھے ہین۔ |
| ٧ | غرر الاقتباس فی فضائل اجلاء الناس | ایضاً | متعلق تاریخ | یہ ایک نہایت ہی لاجواب کتاب ہے جو خلفائے اربعہ کے فضائل مین بڑی تحقیق سے لکھی گئی ہی خلفائے اربعہ کی سوانح عمریان اور انکے تاریخی حالات جسقدر اب تک لکھے گئے ہین غالباً اسی کتاب سے اقتباس کئے گئے ہین افسوس کہ مینے اول سے آخر تک اس کتاب کا بنظر غور مطالعہ نہین کیا اور یہی وجہ ہے کہ اسکی پوری کیفیت بیان نہین کر سکتا البتہ سرسری اور اجمالی نظر ڈالنے سی اسقدر ضرور ثابت ہوا |

| نمبر | نام کتاب | کس زبان مین | کس فن کے متعلق | مختصر کیفیت |
| --- | --- | --- | --- | --- |
| | | | | کہ اس کتاب مین کتب احادیث کا بہت کچھ تتبع کیا گیا ہی اور خلفائے اربعہ کے تاریخی واقعات حتی الامکان احادیث مشہورہ اور متواترہ سے اخذ کیئے گئے ہین۔ |
| ۸ | عجالۂ نافعہ | فارسی مین | متعلق اصول | یہ بھی ایک نہایت مختصر رسالہ ہے جو اصول حدیث کے متعلق لکہا گیا ہی اسمین شاہ صاحب نے مصطلحات حدیث اور اسکے اقسام و مراتب نہایت اختصار کیساتھ بیان کیئے ہین۔ |
| ۹ | سر الشہادتین | عربی مین | متعلق تاریخ | شاہ صاحب نے اس رسالہ مین امامین ہمامین حضرات حسنین کی شہادت کے دردانگیز اور پر ملال واقعات کی ہوبہو تصویر کہینچی ہی اگرچہ کربلا کے پر درد حالات اور لوگون نے بھی جمع کیے ہین لیکن اُن مین سے اکثر پر تو افسانہ رنگ آمیزی اور مبالغہ کا پوڈر پہیر گیا ہے جس نے اصلی واقعات کی چمک کو بھی مٹا دیا اور بعض پر اُن مصنوعی روایات کا روغن چڑھا گیا ہی جو محققین کے نزدیک فضول قصون سے زیادہ وقعت نہین رکہتے شاہ صاحب نے اس کتاب مین وہ صحیح اور معتبر واقعات لکھکر جو بالکل مسلم الثبوت و مستند اور حدیثون سے ثابت ہوتے ہین دونون فریقون کے دہوکے کو کہولدیا اور صاف طور پر بتا دیا کہ امامین ہمامین کے اصلی واقعات یہ ہین۔ |

اِن کتابون کے علاوہ اور بہت سے رسالے شاہ صاحب کی تصنیف سے ہین جو مختلف فنون مین زمانہ کی ضرورتین رفع کرنے کی غرض سے لکھے گئے ہین اور جو ہنوز چھپ کر شائع نہین ہوئے بلکہ آپ کے قلمی مسودات مین موجود ہین۔ چونکہ کتابون کے عنوان سے اُن کے نامون کا سراغ نہین چلا۔ اسلیئے مین اُنہین داخل نقشہ نہین کر سکا۔ نظم مین ایک عربی دیوان بھی آپ کی تالیف سے ہے جو دہلی مین بعض لوگون کے پاس موجود ہی۔ اور جس سے شاہ صاحب کی جودت طبع اور تیزی ذہن اور فصاحت و بلاغت بہت کچھ ثابت ہوتی ہے۔ اسمین آپ نے وہ وہ معرکہ کے مضامین نہایت مختصر اور سادے لفظون مین ادا کئے ہین جنکے دیکھنے سے سخت تعجب آتا ہے الغرض جو کتابین مولانا موصوف نے حسب ضرورت لکھی ہین وہ آپکی زمین مین محسوس یادگارین ہین جنکی چمک اسوقت شرق سے غرب تک بڑی تابانی کے ساتھ پڑ رہی ہی اور انشاءاللہ قیامت

تک پڑے گی۔

چونکہ شاہ صاحب کے تمام واقعات نہایت بسط و شرح کیساتھ حیات عزیزی مین لکھ چکا ہون اسلیے صرف آپکے انتقال کا حال لکھکر اس عنوان کو ختم کرتا ہون۔ ناظرین سوانح۔ آپکے باقی حالات حیات عزیزی مین پڑھ سکتے ہین شاہ صاحب نے ۷۔ شوال روز یکشنبہ بوقت صبح سنہ ۱۲۳۹ ہجری مین سفر آخرت قبول کیا۔ بعض موزون طبیعتون نے چند قطعے آپکی تاریخ وفات مین موزون کیے ہین جنمین سے مین تین قطعہ انتخاب کرکے ناظرین کیخدمت مین پیش کرتا ہون

## قطعہ اول

شاہ صاحب کی تاریخ وفات

## قطعہ تاریخ از جناب مولانا شاہ رؤف احمد صاحب نقشبندی

شاہ عبد العزیز فخر جہان — عالم علم آیت قرآن
صبح یک شنبہ ہفتمین شوال — ازبدن گشتہ روح او پران
سن ہجری چو جستم از ہاتف — گفت اے نکتہ سنج قاعدہ دان
سال فوتش ز ہر عدد پیداست — از احد تا الوف زین عنوان
خواہی از ہر عدد کہ تاریخش — اولًا چار چند کن پس ازان
یک بیفزا و ضرب کن ورده — پس بکن طرح بست بست ایجان
در صد و بست چار باقے را — ضرب فرما تو اے فہیم زمان
پس بنقصان در عدد دریاب — فوت آن مفخر زمین و زمان

## قطعہ تاریخ از جناب حکیم مومن خان صاحب دہلوی

انتخاب نسخۂ دین مولوی عبد العزیز — بے عدیل و بے نظیر و بے مثال و بے مثل
جانب ملک عدم تشریف فرما کیون ہوے — آگیا تھا کیا کہین مردون کے ایمان مین خلل
ہے ستم اے چرخ تو کسکو یہان سے لے گیا — کیا کیا یہ ظلم تو نے بے کسون پہ آے اجل
جب اُٹھائی نعش ایک عالم تہ و بالا ہوا — لوٹتا تھا خاک پر ہر قدسیے گردون محل
کیا کس و ناکس پہ تھا صدمہ کیا جسوقت دفن — ڈالتا تھا خاک سر پہ ہر عزیز دست تل

| | |
|---|---|
| مجلس درد افزای تعزیت مین بھی تھا | جب پڑھی تاریخ مومن نے یہ اکرب بدل |
| دست بیداد اجل سے بے سروپا ہوگئے | فقر و دین فضل و ہنر لطف و کرم علم و عمل |

## قطعۂ سوم

| | |
|---|---|
| حجت اللہ ناطق . گویا | شاہ عبدالعزیز مختشم زمن |
| روز شنبہ و ہفتم شوال | زین بیابان بہشت ساخت وطن |
| مہر ضعف النہار در عرفات | اہل بدر منیر در ہمہ فن |
| از سر لطف و حلم تاریخش | رضی اللہ عنہ گفت سخن ١٢ |

شاہ صاحب کا مرض وفات

شاہ صاحب کے مرض موت کی کیفیت مختصراً یہ ہے کہ ابتداءً آپ کو خفیف سی تبخیر ہوئی اور پھر رفتہ رفتہ اچھی تپ ہوگئی اور وقتاً فوقتاً اسمین اشتداد بڑھتا گیا اگرچہ مرض مین ناقاناً زیادتی ہوتی جاتی اور کرب بے چینی بڑھتی جاتی تھی لیکن پھر بھی آپکے ہوش حواس مین کسیطرح کا فرق نہ آیا تھا کرب و بے چینی کے زمانہ مین معمولی اوظائف و اوراد مین قدرے فرق ضرور آگیا تھا مگر فرائض و سنن ہمیشہ باجماعت گروہ سے ادا کیے جاتے تھے جیسا کہ صحت کیوقت آپ کو خلق اللہ کی ہدایت و تعلیم کا خیال ہر وقت پیش نظر تھا چنانچہ اشتداد مرض کے زمانہ مین جب آپکے وعظ کا دن آیا تو آپنے حاضرین سے فرمایا کہ مجھے اٹھا کر بٹھادو اور دو آدمی میرے مونڈھے پکڑے رہو لیکن جب بیان کرنا شروع کرون تو دونون شخص مجھے چھوڑ کر علیحدہ ہوجائین چنانچہ آپکے ارشاد کی فوراً تعمیل ہوئی اور آپ نہایت اطمینان سے وعظ فرماتے رہے گو اسوقت چہرے سے ناتوانی اور کمزوری کے آثار نمایان تھے لیکن استقلال ویسا ہی اپنا رنگ جمائے ہوئے تھا۔ وعظ ختم ہونیکے بعد آپنے خدائے ذوالجلال کے دربار مین ہاتھ اٹھائے اور اپنے اور نیز کل مسلمانون کیلئے نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ دعا کی۔ زان بعد آیہ ذوی القربی والیتٰمی والمسٰکین وابن السبیل زبان فیض ترجمان پر جاری ہوئی اور اپنے عزیز و اقارب کیطرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ میری ملکیت مین جسقدر نقد و اسباب ہے سب ایک جگہ جمع کردو اس ارشاد کی فوراً تعمیل ہوئی اور گھر والون نے آپ کا سارا اسباب اور نقد و جنس جسقدر تھا ایک جگہ جمع کردیا آپنے آیہ مذکورہ کی منشا کے مطابق تمام جائز وارثون کے حصے علیحدہ کردیے اور جو شخص جسقدر شرعی استحقاق رکھتا تھا آپنے اپنے ہاتھ سے اُسے تقسیم کردیا۔ اسکے بعد آپنے عربی فارسی کے چند اشعار جو معرفت الٰہی کے رنگ مین ڈوبے ہوئے تھے ایک ایسے دردناک لہجہ مین ادا کیے جس سے سُننے والونکے جسم مین سنسنی سی پیدا ہوگئی۔ اور بدن پر رونگٹے کھڑے ہوگئے۔

اسکے بعد آپنے حاضرین کو وصیت کی کہ میری تجہیز و تکفین مین زیادہ اہتمام نہ کیا جائے۔ بلکہ جس قسم کے کپڑے حالت زندگی مین میری تن پوشی کیا کرتے تھے اُن ہی سے مجھے کفنایا جائے۔ البتہ غسل کیوقت اس بات کی مزید احتیاط کرنا چاہیئے۔ کہ ارکان غسل مین سے کوئی رکن ترک نہو۔ تجہیز و تکفین کے بعد جب جنازہ تیار ہو تو نہایت آہستگی و وقار کیساتھ سے چلین اور شہر کے باہر صحرا مین نماز جنازہ ادا کرین۔ سلطان وقت کو میرے جنازے کی شمولیت اور شرکت نماز مین مدعو کیا جائے۔ ازان بعد آپ ذکر واذکار مین مشغول ہوئے۔ اور اسی حالت مین آپ کی روح جسم عنصری سے پرواز کر گئی۔ جسوقت روح نے جسم سے مفارقت کی ہے یہ الفاظ زبان مبارک پر جاری تھے توفنی مسلما والحقنی بالصلحین روح کے بدن سے مفارقت کرتے ہی گھر والون سے کلمہ انا للہ وانا الیہ راجعون کا نعرہ بلند ہوا صد آفرین آپکے متعلقین پر جنھون نے ایسے نازک اور مصیبت کیوقت مین اس درجہ کے ضبط و استقلال سے کام لیا اور ثابت قدمی کے عمدہ نمونے دکھلائے۔ اگرچہ پُرنم آنکھون سے آنسوون کی ندیان بہ رہی تھین۔ سینے اندوہ و رنج سے لبریز تھے بدن تھر تھر کانپ رہے تھے لیکن زبانین شکر الٰہی کیساتھ رطب اللسان تھین۔

شاہ صاحب کے انتقال کے بعد گھر والون نے آپ کی وصیت کے مطابق تجہیز و تکفین کی چونکہ آپ حالت زندگی مین ہمیشہ موٹی دھوتر کا کرتہ گاڑھے کا پاجامہ یا تہ بند زیب بدن فرمایا کرتے تھے۔ لہذا آپ کی تکفین اسی قسم کے کپڑون سے کی گئی۔ جب کفنا کر فارغ ہوئے تو شہر سے باہر نکلکر نماز جنازہ ادا کی۔ لوگ جوق جوق آتے اور نماز جنازہ پڑھتے کہتے ہین کہ پچپن مرتبے آپکے جنازے کی نماز پڑھی گئی۔

## مولانا شاہ رفیع الدین صاحب

یہ بزرگوار جناب شاہ ولی اللہ صاحب کے سعادتمند فرزند ہین عمر مین مولانا شاہ عبد العزیز صاحب سے چھوٹے اور حضرت شاہ عبد القادر صاحب سے بڑے ہین۔ آپنے تمام علوم بالخصوص علم حدیث و تفسیر کی سند اپنے والد بزرگوار حضرت عارف باللہ جناب مولانا شاہ ولی اللہ صاحب سے حاصل کی۔ علوم دینیہ اور فنون عقلیہ مین مجتہدانہ کمال رکھتے تھے اور ادب و شاعری مین مرجع ارباب استعداد تھے چونکہ آخری عمر مین جناب مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کو کبرسنی ضعف مزاجی نے نہایت کمزور کر دیا تھا۔ اور کثرت امراض کی وجہ سے آپ تعلیم و تدریس طلبہ کا دماغ نہ رکھتے تھے لہذا اسوقت تدریس کا سلسلہ آپ ہی کی مقدس ذات کیساتھ وابستہ تھا۔ نامی گرامی اور مشہور شہرون سے جو نامور فضلا اور زبردست علما یہان آکر آپ کی قدمبوسی حاصل کرتے باوجودیکہ وہ دنیا کے نامور و مشہور اہل کمال سے منشور

یکتائی اور فضل و کمال کی سند حاصل کر چکے تھے۔ لیکن پھر بھی آپکے فضل و کمال کی شان اور علمی تبحر دیکھکر دنگ رہجاتے اور آپ کی خدمت مین اپنے تئین طفل ابجد خوان او صبتدی محض سمجھکر ابتدا سے انتہا تک سبقاً سبقاً تمام علوم کی تحصیل پر از سر نو کمر بستہ ہوتے اور سر گرم طبیعتون مین آپسے تحصیل علوم کا جوش پیدا ہوجاتا ہے یہی ہے کہ دیار ہندوستان کے تمام نامی اور مشہور فضلا آپ ہی کے مستفیضون اور خوشہ چینون مین شمار کیے جاتے ہین۔

*شاہ صاحب کی سلامتی ذہن*

آپ کو ہر فن کے ساتھ ایک خاص قسم کی مناسبت تھی اور خدا نے وہ حافظہ و ذہن عطا کیا تھا کہ وقت واحد مین متعدد علوم اور مختلف فنون کا درس فرمایا کرتے تھے۔ جب ایک فن کی درس سے دوسرے فن کی طرف متوجہ ہوتے تو حضار مجلس کو معلوم ہوتا کہ اسی فن مین جامعہ یکتائی آپکے قامت استعداد پر قطع ہوا ہے غرضکہ آپ کا علم و فضل اور تبحر ہر طرح قابل تعریف ہے۔ اور متانت سنجیدگی راستبازی انصاف شعاری حلیمی عاجزی و انکساری حلم و بردباری اور بھی زیادہ لائق توصیف ہے۔

*شاہ صاحب کا باطنی فیض*

باوجود ان کمالات ظاہرہ کے آپکے فیض باطن کے افاضہ کا یہ حال تھا کہ اگر جنید بغدادی اور حسن بصری بھی آپکے مبارک زمانہ مین ہوتے تو آپکے پاک اور پر جوش دلولے دیکھکر عش عش کر جاتے۔ پھر ان تمام باتون کے علاوہ سخاوت و کرم آپ کی ذات اقدس مین کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ رحم بھی حد سے زیادہ تھا تواضع بھی بڑے درجہ کی تھی غرضکہ جو باتین ایک معزز و باکرامت ولی مین ہونی چاہیین وہ سب آپ مین جمع تھین۔ جب ہم آپکے تفصیلی واقعات پر اجمالی نظر ڈالتے ہین تو آپکے اوصاف لکھنے سے زبان و قلم دونون کو عاجز پاتے ہین۔ آپکے زمانہ طالب العلمی کے واقعات ہماری پیش نظر ہین جنسے آپکی بے لوث توکل اور پاک استقلال پر ایک بہت بڑی نظیر قایم ہوسکتی ہے اگر اختصار ہمین قدم بقدم مانع نہوتا تو ہم مولانا موصوف کی پوری لائف لکھکر بتا دیتے کہ آپ کس پایہ اور مرتبہ کے آدمی تھے گو آپ بظاہر بشریت کے جامہ سے آراستہ تھے لیکن حقیقت مین فرشتہ خصلت تھے۔

*شاہ صاحب کے ضبط اوقات*

اس مشہور فاضل نے اپنے تمام اوقات دنیاوی کاروبار اور عبادات اور طلبہ کی درس و تدریس مین تقسیم کر رکھے تھے۔ طلبہ کی تدریس نے اگرچہ آپ کی تصنیف و تالیف کیلیے بہت ہی کم وقت باقی چھوڑا تھا۔ مگر پھر بھی آپنے اکثر مفید کتابین تصنیف کین جو اسوقت تک مولنا کی بے نظیر یادگار ہین۔ قرآن مجید کا لفظی ترجمہ آپ ہی نے کیا ہے جو دریائے جمنا سے لیکر فرات تک نہایت مقبولیت کیساتھ پھیلا ہوا ہے اور جس سے عامہ خلائق مستفیض ہو رہی ہے۔ آپنے عربی زبان مین بہت سے پر معنی اور دلچسپ مضامین نظم و نثر کے پیرایے مین عجب شان و شوکت کیساتھ

لکھے ہین مین اُنہین سے یہان صرف ایک قصیدہ اور ایک خمسہ منتخب کرکے نمونۃً ہدیۂ ناظرین کرتا ہون جسسے آپ کی عربیت اور ادب کی شان اور علم وفضل کا پایہ بہت کچھ ثابت ہوتا ہے۔

شیخ بوعلی سینا جو چوتھی صدی مین ایک مشہور فاضل اور فن طبابت کا موجب گزرا ہے اُس نے ایک نہایت پرزور قصیدہ اِس بارے مین لکھا تھا کہ نفس کیا چیز ہے اور اُسکی حقیقت کیا ہے۔ فاضل اجل جناب مولنا شاہ ولی اللہ صاحب نے اُسکا ایک متین اور سنجیدہ جواب نظم کے پیرایے مین دیا تھا جسے مولنا شاہ رفیع الدین صاحب نے مخمس کیا چنانچہ مین اُس خمسہ کو بعینہٖ درج کرتا ہون اور وہ یہ ہے۔

نفس کی حقیقت مین شاہ ولی اللہ صاحب کا قصیدہ اور شاہ رفیع الدین صاحب کی تخمیس

سال الحکیم عن النفوس الرضع — وقعت فطارت لم تقف بالمطمع
فاجبت اکشف سرها عن منبع — هبط الوجود من المحل الارفع
مستدرجا بتجنس و تنوع

قد جل فی اطلاق غیب هویة — عن وصمة التقیید فی انیة
حتی اکتسی من نسبة علمیة — لزمت حقائق اولا الحقیقة
قصوی کمال الزوج عند الاربع

فهناک کل کان اسما سامیا — عن کسوة التخلیط خلوا عاریا
اضحی فی اثار التمثل حاویا — ثم اکتست تلک الحقائق ثانیا
بحقائق الاعراض کالمتقنع

فی اللوح قد خلت تظل بجملة — مما استکن بروزها فی وحدة
من کل معنی تقتضیه وصورة — ثم استقرت کلها بهویة
فیها تشعبت الشیون بمجمع

اوفت بها الناسوت حتی حاضرا — وبحر الآثار هلا حاضرا
ما قد حوته وافرا او قاصرا — متکثرا تلک الحقائق ظاهرا
متوحدا عند اللبیب الاورع

فید ورا امرا واحدا فی دورة — بشهادة او برزخ او غیبة
وقیام عین او تلاحق هیئة — والنفس عقد جامع لمشتتة

والنفس باطن جثة المتجهم

وكانها الشخصی يری فی بيته ۔۔۔ دينا و قبرا محصرا او جنة

و تری له نوعا و صنفا و سعة ۔۔۔ ايظنها ارايت الاقامة برهة

ثم استقرت بالديار البلقع

اوقاتها امر تحصص الله ۔۔۔ انسی و اشكيم البر سوء نوسه

كلا فان الوهم نكس راسه ۔۔۔ الظن ان الشیٔ يكرہ نفسه

هيهات ذالك من المحال الاشنع

شاہ صاحب کا قصیدہ معراج کے بیان میں

## حضرت مولٰنا شاہ رفیع الدین صاحب کا قصیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کے بیان میں

يا احمد المختار يا زين الورى ۔۔۔ يا خاتم الرسل ما اعلاكا

يا كاشف الدعاء من مستنجد ۔۔۔ يا منجی فی الحشر ما والاكا

هل كان غيرك فی الانام من استوی ۔۔۔ فوق البراق و جاوز الافلاكا

واستمسك الروح الامين ركابه ۔۔۔ فی سيره واستخدم الاملاكا

عرضت لك الدنيا و داعی ملته ۔۔۔ نبهت بنعتك طامعين رداكا

فرددتهم فی خيبة عن قصدهم ۔۔۔ الله صان عنهم ورقاكا

واختهن من لبن وخمر فطرة ۔۔۔ الاسلام بالهدی اليه هداكا

قدمت لك الرسل العظام ترقيا ۔۔۔ فعلوت مغبوطا لهم مسراكا

وامنهم فی القدس بعد تجاوز ۔۔۔ منهم بامر الله او دلاكا

وبكی الكليم لما رآك علوية ۔۔۔ وتنافسوك بحق فيهم ذاكا

وتزينت حور الجنان بشاشة ۔۔۔ بك سيدی شوقا الی لقياكا

خلفت روح القدس عند السدرة ۔۔۔ القصوی يخاف من الجلال ملاكا

اذ ماك ربك فی منازل قربة ۔۔۔ جلی لك الاكوان ثم حياكا

واتم نعمته عليك فلو تسل ۔۔۔ ان توتی الانفاق والا ما كا

القی الیك کنوز اسرار سمت — عن حیطة الافہام اذ ناجاکا

وسالت فینا العفو منه شفاعة — فاجابہ بك قد وہبت مناکا

حتی اذا تم الدنو تنزلت — منك الهویة فی سنا مولاکا

فرایته جهرا بعینی نوره — ما کان الا الله فی مجلاکا

فکساك نورا من اشعة ذاته — افناك عنك اذا به ابقاکا

فلك المناصب والسیادة للوری — وخلافة الرحمن یا بشراکا

جعلت لك الاقدار والانوار — الجنات والنیران فی مراکا

اعطاك تخفیفا وتیسیرا الی — دین قویم محکم لقراکا

وسواه من نعم جا مرالها — عد وحد ینتهی اولاکا

فرجعت مسرورا بها فی المحبة — وجمیع خلق الله قد هناکا

اجریت دین الله بعد لغنوبه — ومحوت راس الجهل والاشراکا

فلقد اتیتك سیدی مستجدیا — من سیئات المدرار حسن والاکا

یا لیتنی قد فزت منك بنظرة — فی بدر وجه نور الاملاکا

**شاہ رفیع الدین صاحب کی اولاد**

جناب مولنا شاہ رفیع الدین صاحب کے ہان چار ہونہار اور بلند اقبال فرزند پیدا ہوئے۔ مولوی موسیٰ صاحب مولوی مخصوص اللہ صاحب۔ مولوی عیسے صاحب۔ مولوی حسن جان صاحب۔ اگرچہ یہ حضرات علم وفضل مین اپنا نظیر نہ رکھتے تھے اور ہر ایک آسمان علم کا نہایت تابان آفتاب تھا لیکن مولوی مخصوص اللہ صاحب ان سب مین خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہین۔

**مولوی مخصوص اللہ صاحب**

مولوی مخصوص اللہ صاحب نے تمام علوم کی تحصیل اپنے عم بزرگوار جناب مولنا شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہٗ کی خدمت مین کی اور چند ہی روز مین اپنے ہمعصرون سے گوے سبقت لیگئے۔ فارغ التحصیل ہونیکے بعد ایک زمانہ دراز تک تدریس طلبہ مین مصروف رہے اور علوم دینی وفنون یقینی کے مشاغل مین اوقات گرامی شب وروز خرچ کرتے رہے چونکہ بیس پچیس سال تک برابر مولنا صاحب کی خدمت مین قرات کلام الٰہی اور حدیث رسالت پناہی کرتے رہے اور آپ کی تقاریر گوش ہوش کا ذخیرہ فرماتے رہے اس لیئے آپنے حدیث وتفسیر مین وہ کمال بہم پہنچایا تہاکہ ان دونون فنون کے جو بیش قیمت اور انمول جواہر آپ کے خزانہ سینے مین تھے وہ اور کہین نہ پائے جاتے تھے۔

علاوہ حدیث وتفسیر کے فقہ عقائد کلام اصول وغیرہ مین مجتہدانہ کمال رکھتے تھے اوران علوم کو عروج کمال پر پہنچا دیا تہا اور چونکہ آپ کی طبیعت زیادہ تر عبادت دوست اور مزاج زہادت پرست واقع ہوا تہا اسلیئے آخر عمر مین سررشتہ تدریس ہاتھ سے دیکر گوشہ نشینی اختیار کرلی تھی اور ہمیشہ عبادت الٰہی مین مصروف رہتے تھے۔ آپکے اوقات اسقدر مجموع تھے کہ شاید سلف صالحین کے زمرہ مین اولیائے کرام کے اوقات ایسے ہون گے۔ اور چونکہ آپ کی ساری ہمت عبادت الٰہی اور تقوائے شعاری مین مصروف تھی۔ لہذا نظم عربی اور انشاپردازی کی طرف آپ کا میلان طبع نہ تہا یہی وجہ ہے کہ آپ کا کوئی کلام باوجود تحقیقات کے مجھے دستیاب نہین ہوا۔

شاہ عبدالقادر صاحب

## جناب مولنا شاہ عبدالقادر صاحبؒ

آپ جناب شاہ ولی اللہ صاحب کے فرزند رشید اور مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب وشاہ رفیع الدین صاحب کے چھوٹے بھائی ہین۔ اس وحید العصر فرید الدہر کے علمی تبحر اور فطری جوہر کی خوبی کا اظہار کرنا بلا مبالغہ ایسا ہے جیسا آفتاب کی تابانی و درخشانی کی تعریف اسکی چمکیلی شعاعون اور تیز کرنون کے ساتھ کرنا اور آپکے فضل وکمال کی توصیف کا ذکر کرنا بالکل ایسا ہے جیسے آسمان کی مدح سرائی اسکی رفعت وبلندی کے ساتھ۔

شاہ عبدالقادر صاحب نے بچپن کا مسرت اندوز زمانہ اپنے ناز بردار اور مہربان والد کے سایۂ عاطفت مین بسر کیا اور تمام دینیات کی آپ ہی سے تحصیل کی لیکن باطنی فیض کے حاصل کرنے کیلئے والد بزرگوار کے علاوہ دیگر اکابرین اور اہل کمال کی خدمت مین بھی رہنے کا اتفاق ہوا۔ آپ اپنے زمانہ کے اہل کمال کے زمرہ مین نہایت وقعت وعزت کی نگاہون سے دیکھے جاتے تھے اور فضلا کے حلقہ مین ایسے ممتاز تھے جیسے جھلملاتے ستارون کی صف مین بدر کامل یا صبح کے ٹمٹماتے ہوئے چراغون مین برقی قوت کا لیمپ۔ آپکی پولیٹکل قابلیت اور خداداد لیاقت کے آگے علمائے وقت کے علوم بالکل بے رونق اور کم رواج تھے اور یہی وجہ تھی کہ علمائے زمانہ اور سلاطین وقت کی گردنین ہمیشہ آپکے سامنے جھکی رہتی تہین۔ مذہبی تقدس کے علاوہ دنیاوی اعزاز بھی آپ کو بہت کچھ حاصل تہا۔ جناب شاہ ولی اللہ صاحب کے بعد جسقدر گورنمنٹ قلعہ نے آپ کی عزت افزائی کی بیان سے باہر ہے قلعہ کے تمام شہزادے اور امرا ہمیشہ آپکے سامنے گردنین جھکائے کھڑے رہتے تھے۔ اور آپکے ارشاد کی تعمیل کو بہت بڑا ذریعہ فخر سمجھتے تھے۔ غرضکہ مذہبی تقدس اور دنیاوی اعزاز مین کوئی مرتبہ ایسا نہ تہا جو فیاض ازل نے آپ سے دریغ رکھا ہو۔

شاہ صاحب کا مکاشفہ اور تفرس ایسا صحیح اور درست تھا کہ اُس زمانہ مین کسی اہل کمال کو میسر نہین
ہوا اکثر معتبر اور ثقات اشخاص سے سنا گیا ہے کہ آپنے جس امر کی بابت ذہن دوڑایا یا اسکے بارہ مین ارشاد ہوا
خدا کی شان کہ بے کم و کاست ویسا ہی ظہور مین آیا۔ آپکے زہد و اتقا اور متواضعانہ اخلاق اور فیاضانہ ہمت کی بے نظیر
شہرت ہندوستان کی حدود سے نکلکر بخارہ مین تک پہیل گئی تھی۔ اور کرامات و روحانی جذبات کا چرچا ہر ادنی و اعلی
کی زبان نہایت وقعت کیساتھ جاری تہا اگرچہ آپ عام اخلاق اور فطری عجز و انکساری کیوجہ سے ہر ایک شخص سے
خواہ وہ کسی مرتبے کا آدمی ہوتا نہایت خندہ پیشانی اور خوش آیندہ مسکراہٹ کیساتھ گفتگو کرتے اور ہر شخص سے
بقدر مراتب دلدہی اور تسلی آمیز لہجہ مین منکسرانہ تبسم کی باتین کرتے۔ لیکن قدرتی طور پر لوگون کے دلون پر آپکا
وہ رعب چھایا ہوا تھا جو کسی بڑے مقتدر و قہار بادشاہ کا اُسکی رعیت پر چھا جاتا ہے یہی وجہ تھی کہ جب شہر کے
معزز و اولو العزم روسا کو آپ کی خدمت مین حاضر ہونے کا اتفاق پڑتا تو مجلس مبارک مین نہایت سکوت و خاموشی
کیساتھ گردنین جھکائے بیٹھے رہتے۔ ہر چند کہ اُنکے ذاتی اغراض و مقاصد دلون مین ایک نئی طرح کی گدگدی پیدا کر
آپسے ہمکلام ہونے اور اظہار مطلب کرنیکی جسارت و جرأت دلاتے۔ مگر آپ کا زبردست اور پر سطوت رعب اُن کے
مونہون پر خاموشی کی مہر لگادیتا جس سے وہ لوگ بغیر آپ کی تحریک اجازت کے دم مارنے کی قدرت نپاتے اور اجازت
دینے کے بعد بھی بجز ایک دو باتین عرض کرنے کے زیادہ گفتگو کی مجال نہوتی۔

شاہ صاحب کا رعب و ہیبت

مولانا موصوف کی حیرت انگیز اور عجیب و غریب کرامات کی روایات اس کثرت سے ہین کہ اگر فیصدی
پانچ کا بھی انتخاب کیا جائے تو حیات ولی اسکی گنجایش نہین رکھتی۔ لہذا تطویل کے خوف سے اُنہین نظر انداز
کیا جاتا اور صرف اس ایک شعر پر اکتفا جاتا ہے **بیت**

مردان خدا خدا نباشند     لیکن ز خدا جدا نباشند

استغنا

مولانا شاہ عبد القادر صاحب قدرتی طور پر مستغنی المزاج تھے۔ اور آپکی طبیعت مین استغنا کا مادہ کوٹ کوٹ کر
بھر دیا گیا تھا جس کا بدیہی نتیجہ یہ تھا کہ آپ ابتدا سے دم وفات تک دنیا کے فانی اور جلد مٹجانے والے ساز و
سامان سے متنفر رہے اور دنیاوی تجملات آپکے آگے سر سے زیادہ وقعت و قدر نہین رکھتے تھے آپ اہل دنیا
اور اُنکے تمام جھگڑون سے ہمیشہ الگ تھلگ رہے۔ اور فارغ التحصیل ہونیکے بعد آپنے اپنی عمر کا پورا حصہ اکبر آبادی
مسجد کے ایک حجرے مین بسر کر دیا۔ دنیا کی ملمع کار زینت اور اُسکے بیہودہ ساز و سامانون کو کبھی آنکھ اُٹھا کر نہین دیکھا
اور شب و روز خداوندی طاعت مین مصروف رہے غالباً ایک یہی وجہ ایسی تھی جس سے آپ کو تصنیفات کیطرف توجہ

مبذول فرمانے کی فرصت بہت کم ملی. قرآن مجید کے اردو ترجمے اور تفسیر موضح القرآن کے علاوہ آپ کی کوئی اور تصنیف مجھے دستیاب نہین ہوئی. لیکن بڑی خوشی سے لکھا جاتا ہے کہ آپ کی یہی دونون قابل قدر نبی تصنیفین ایسی مبارک اور نیک نتیجہ ہین جن پر سے ہزارہا تصنیفات قربان کیجا سکتی ہین۔

قرآن کا اردو ترجمہ

قرآن مجید کا سلیس اور ٹھیٹھ اردو ترجمہ جس خوش اسلوبی اور نوکھے پیرایے مین آپنے کیاہے نظر مشرشمس اس سے دیکھنے مین نہایت سہل و مختصر لیکن حقیقت مین دقیق و باریک مطالب سے لبریز. تلفظ مین نہایت آسان مگر عمیق مضامین سے پر چھوٹے چھوٹے مگر فصاحت و بلاغت مین ڈوبے ہوئے جملون سے وہ حیرت انگیز مضامین کا سمندر اُبل رہا ہے جو انسانی طاقت سے بالکل باہر نظر آتا ہے. قرآن مجید کے ادق اور غامض مسلون کو ایسے سہل اور آسان طریقے سے بیان کرنا جس سے عالم و جاہل دونون یکسان متمتع ہوسکین غیبی تائید نہین تو اور کیا ہے ؟

ہم اس موقع پر اسقدر کہنے سے کبھی باز نہین رہ سکتے کہ روز ازل سے جس شخص کی قسمت مین کلام آلہی کے مترجم ہونے کا معزز لقب لکھا تھا وہ جناب شیخ عبدالرحیم کے پوتے اور مولوی شاہ ولی اللہ صاحب کے نامور و بلند اقبال صاحبزادے شاہ عبدالقادر صاحب ہین. اسمین ذرا شک نہین کہ خیاط ازل نے اس موزونیت طبع اور ذہانت و فراست کا جامہ اپنے نازک ہاتھون سے قطع کرکے جناب مولانا شاہ عبدالقادر صاحب ہی کے جسم مبارک پر آراستہ کیا تھا جو اسوقت آپکے قد و قامت پر نہایت موزونیت کیساتھ سج گیا۔

اسوقت اردو کے بہت سے مختلف اور متعدد ترجمے ہمارے پیش نظر ہین جو خاص خاص مصلحتون کیوجہ سے وقتاً فوقتاً لکھے گئے اور ابھی لکھے جارہے ہین اور جنکی نسبت بظاہر کوئی نہ کوئی خاص بات ایسی ضرور بیان کی جاتی ہے جو دیکھنے والون کے رجھانے اور اُنکی طبیعتین اپنی طرف مائل کرنے کا کافی سامان کہتی ہی لیکن جب عمیق و بالغ نظر سے دیکھا جاتا ہے تو جو دلفریب خوبیان شاہ عبدالقادر صاحب کے ترجمے مین موجود ہین وہ ہرگز کسیکو اب تک نصیب ہوئین نہ آئندہ ہوسکتی ہین آپکے ترجمے مین ایک ایسا مقناطیسی جذب ہے جسکی طرف خود بخود دل کہنچا جاتا اور ایک بے اختیارانہ جوش کیساتھ دوڑا جاتا ہے. بعض ترجمے تفہیم عوام کے لیئے بسط و شرح کیساتھ لکھے گئے ہین اور جس اردو نے اس زمانہ مین نیا جنم لیا ہے ہر ہر فقرہ اُس پیرایہ کے قالب مین ڈھالا گیا ہے اور اسمین ذرا شک نہین ایک مختصر بات کو صاف اور سلجھے ہوئے لفظون کی مدد سے توضیح و تفصیل کے رنگ مین ڈبو کر بیان کرنا تفہیم عوام کا بہت بڑا ذریعہ ہے لیکن مبصرین خوب جانتے ہین کہ حقیقت مین قابل قدر وہی ترجمہ ہوسکتا ہے جس کے واقعی مطالب نہایت مختصر اور عام فہم لفظون مین ادا کیئے جائین کیونکہ اکثر اوقات دیکھا گیا ہے کہ تطویل اخلال مطالب کا

باعث ہوا کرتی ہے۔

مین ڈنکے کی چوٹ کہون گا۔ اور ضرور کہون گا کہ ٹھیٹھ اردو اور عام محاورات مین اس حسن خوبی کیساتھ قرآن مقدس کا ترجمہ کرنا صرف مولانا موصوف ہی کا حصہ تہا جس طرح خدا کا مقدس و پاک کلام جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ایک بڑا زبردست اور بہاری معجزہ ہے جسنے نہ صرف عرب کے فصحا و بلغا کو بلکہ تمام جن وانس کے بڑے بڑے گروہون کو اپنی مثل ایک آیت بنالانے سے تھکا کر بٹھا دیا۔ اسیطرح یہ نتیجہ خیز اور پر مغز ترجمہ جناب شاہ عبدالقادر صاحب کی ایک حیرت انگیز کرامت ہی جسکے سامنے تمام ہندوستانی علمانے سر تسلیم خم کر دیے ہین۔ اور اس جیسا ترجمہ لکھنے سے عاجز و قاصر ہین۔ ایک فاضل کا یہ قابل قدر قول بیشک آب زر سے لکھنے کے لائق ہے کہ اگر اردو زبان مین قرآن مجید نازل ہوتا تو ان ہی محاورات کے لباس سے آراستہ ہوتا جنکی رعایت جناب مولانا شاہ عبدالقادر صاحب نے اس ترجمے مین پیش نظر رکھی ہے۔

شاہ عبدالغنی صاحب

## جناب مولنا شاہ عبدالغنی صاحب رح

یہ بزرگوار جناب مولنا شاہ ولی اللہ صاحب کے چوتھے فرزند ہین جو علم و فضل اور باطنی فیض مین شہرت عام رکھتے تھے آپنے تمام علوم خاصکر فقہ و حدیث کی تحصیل اپنے والد بزرگوار اور جناب شاہ عبدالعزیز صاحب سے کی اتباع شریعت مین آپکے قدم پیشروان مسلک دین سے آگے بڑھا ہوا تھا وضع و لباس مین اپنے والد بزرگوار کے اسقدر مشابہ تھے کہ جسنے انہین نہ دیکھا تھا وہ آپ کو دیکھکر شاہ صاحب مرحوم کو یاد کرتا علمی کمال کے علاوہ اخلاق عامہ آپ مین ایسے تھے جو دوسرون مین بہت کم پائے جاتے تھے۔ توکل و قناعت مین اپنا نظیر نہ رکھتے تھے اور باوجود عیالداری اور تاہل کے دنیا اور اہل دنیا کی طرف بہت کم رجوع کرتے تھے۔ آپکے اکثر اوقات تدریس طلبہ مین مصروف اور عنان ہمت افادۂ طالبین کی طرف معطوف تھی۔

مجھے افسوس ہے کہ جناب شاہ عبدالغنی صاحب کے حالات زندگی کسی ایسے وسیلے سے دستیاب نہین ہوئے جنہین مین بے کم و کاست یقین کرسکتا اور یہی وجہ ہے کہ مین ان واقعات کو بالکل قلم انداز کرتا ہون جو لوگون کی زبانی سنے گئے ہین اور کسی تذکرہ یا تاریخ مین نہین دیکھے گئے۔

مولنا محمد اسمعیل صاحب

## جناب مولنا محمد اسمعیل صاحب شہید رح

روز ازل مین جس شخص کی قسمت مین قاطع بدعت ہونا لکھا تھا وہ شاہ عبد الغنی صاحب کے فرزند رشید اور جناب مولانا شاہ ولی اللہ صاحب کے پوتے مولٰنا محمد اسمٰعیل صاحب شہید ہین جو بیڑہ خداے ذوالجلال کی توحید پہیلانے اور شرک بدعت کو ہندوستان سے مٹانیکا جناب شاہ ولی اللہ صاحب نے اُٹھایا تھا خدا تعالے نے آپکے بزرگ ہاتھون سے اُسی اسدرجہ تقویت عطا کی کہ علم توحید کا عظیم الشان پھریرا دہلی کی سرزمین سے بلند ہوکر دور دور کی سرسبز سلطنتون تک بڑے زور شور سے پھرانے لگا۔

مولانا شہید کی تاریخ ولادت تربیت تعلیم

مولانا شہید کی تاریخ ولادت مین علما کا باہم اختلاف ہے۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ آپ ۱۲ ربیع الثانی ۱۱۹۳ھ کو پیدا ہوے۔ آپکے پیدا ہونیکے بعد آپ کی والدہ محترمہ نے جن کا نام بی بی فاطمہ تھا باوجودیکہ نہایت ضعیف و کمزور تھین خود حد شرع تک دودھ پلایا۔ اور نہایت عمدہ طور پر پرورش کی جب آپنے چھٹے سال مین قدم رکھا تو آپکے والد بزرگوار جناب شاہ عبد الغنی صاحب نے آپ کو قرآن مجید پڑہنے کیلئے بٹھایا اور یہ خدمت ایک بزرگ معلم کے سپرد کی۔ آٹھ سال کی عمر مین آپنے قرآن مجید حفظ کرلیا اور اسکے بعد صرف نحو کے مختصر رسالے پڑہنے شروع کیے۔ دو تین برس کے عرصہ مین صرف نحو کی معمولی درسی کتابین اپنے والد بزرگوار سے نکال لین اور اب آپ باقاعدہ تعلیم پانے لگے۔

صرف نحو اور معقول کی تمام کتابین اور فقہ آپنے اپنے والد بزرگوار ہی سے پڑہین اور جب آپکے والد بزرگوار کا انتقال ہوگیا تو جناب شاہ عبد العزیز صاحب نے اپنے ہونہار اور بلند اقبال بھتیجے کو اپنے سایہ عاطفت مین لیلیا اور بجاے فرزندون کے پرورش کی روز و شب آپ کی تکمیل مین ساعی رہے اور تسلی دلدہی کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا۔

یہ امر عموماً تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ جوہر قابل محتاج تربیت اور نیازمند تعلیم نہین ہوتا اور جسے فطرت ہنر کا نمونہ بنانا چاہتی ہے اُسکے دل کو پہلے ہی ربانی قابلیتون سے آراستہ و پیراستہ کردیتی ہے یہی حال بعینہ مولانا شہید کا تھا کہ آپکے ضمیری جوہرون نے تائید آلہی سے ایسی صفا اور جلا حاصل کی تھی جس کی وجہ سے ازلی اسرار بے حجاب آپ پر منکشف ہوگئے تھے اور فطری ضمیری جوہر خود بخود اپنی اصلی تابانی اور درخشانی دکھا رہے تھے یہی وجہ تھی کہ آپ ابتدائی زمانہ مین کتابون کے مطالعہ کیطرف چندان ملتفت نہ تھے اور جب آپ حضرت مبرور کیخدمت مین کتاب کھولکر بیٹھتے تو استغنا کی وجہ سے آپ کو یہ محفوظ نہ رہتا تھا کہ سبق کہان سے شروع ہوگا۔ اور جب آپکو سبق کا پتا نہ لگتا تھا تو کبھی اُسکی بعد کی عبارت سے شروع کردیتے۔ جب

شاہ صاحب ہان سے امتناع فرماتے تو آپ کہتے ہین سنے اس مطلب کو آسان سمجھکر نہین پڑھا - اگرچہ وہ مقام نہایت مشکل و صالانحل ہوتا - لیکن جناب شاہ عبدالعزیز صاحب کی تنبیہ پر آپ اُس مقام کو اس عمدگی اور صفائی سے چٹکیون مین سلجھا دیتے اور اس بلا کی سحر آمیز تقریر کرتے کہ حاضرین جلسہ حیرت کا پتلہ بنجاتے اور بڑے بڑے ذہین و طباع طلبہ عشعش کرنے لگتے - علی ہذا القیاس کبھی ایسا ہوتا کہ کل کے پڑھے ہوئے مقام سے آغاز کرتے - اور جب حضرتِ مغفور اُس پر متنبہ فرماتے تو آپ اُسمین فوراً کوئی شبہہ پیدا کردیتے اور حقیقت مین وہ شبہہ ایسا قوی ہوتا کہ جناب شاہ عبدالعزیز صاحب جیسے علامہ دہر کو اُس کے دفعیہ مین توجہ کی بہت کچھ حاجت پڑتی -

مولنا شہید کا علم حدیث مین کمال

مولانا شہید جب تمام علوم نقلیہ اور فنون عقلیہ سے فارغ ہوگئے تو جناب شاہ عبدالعزیز صاحب سے حدیث پڑہنا شروع کی - علم حدیث ایک نہایت ہی اہم اور دشوار گزار علم ہے - اسکی اہمیت کو وہی شخص خوب جانتا ہے - جو اسکی سنگلاخ گھاٹیون کو طے کرتا ہے - لیکن ہمارے مولنا شہید کے زور طبیعت کے آگے یہ علم بھی نہایت آسان تھا - آپنے چند روز کی ادنے توجہ سے یہ علم بھی حاصل کرلیا اور دوسرے علوم کیطرح اسمین بھی آپنے وہ کمال پیدا کیا کہ بڑے بڑے مشاق و تجربہ کار آپکے سامنے زانوے شاگردی طے کرنے کو اپنا فخر سمجھتے تھے -

مولنا شہید کی ذہانت و طباعی

الغرض اس خداداد استعداد اور پولیٹکل قابلیت کی رعایت سے پندرہ سولہ برس کی عمر مین جناب مولنا شہید کو کتب معقول و منقول سے فراغت حاصل ہوگئی اور اسی نوعمری کے زمانہ مین آپ پیشوائے مذہبی اور مقتدائے عالم تسلیم کیے گئے چونکہ آپ کی ذہانت و طباعی کی دہوم تمام شہر مین مچی ہوئی تھی اور علمی تبحر کا چرچا زبان زد خاص و عام ہورہا تھا اکثر شہر کے فضلا اور اہل کتاب جو کتاب دانی اور دقیقہ شناسی کے دعویدار تھے اور علوم کے نکات و دقائق کے سمجھنے مین اپنی نظیر سے تمام علمائے کے حلقے خالی خیال کرتے تھے وہ چند اس قسم کے باریک و نازک مقامات جنکے حل کرنے مین زمانہ دراز تک فکر کرنے کی ضرورت ہوتی آپسے سر راہ ملاقی ہو بطریق مناظرہ دریافت کرتے اِس لحاظ سے کہ اگر آپکے درگاہ مین جاکر دریافت کرینگے تو ممکن ہے کہ آپ مطالعہ کتب یا شروح و حواشی کی اعانت کی وجہ سے اُسے بیان کردین - لیکن بڑی خوشی سے لکھاجاتا ہے کہ مولنا شہید اُن غامض اور دقیق مسائل کو اسطرح چٹکیون مین سلجھاتے اور ایسی شستہ اور منجھی ہوئی تقریر کرتے کہ سائلین کو اس جرأت و دلیری سے کمال ندامت و پشیمانی حاصل ہوتی اور وہ آپ کی

شیوا بیانی اور تبحر علمی پر عش عش کرنے لگتے۔

مولنٰنا شہید کی فقہ دانی

مولنٰنا شہید کی فقہ کا یہ حال تھا کہ ہر مسئلہ کو آیات وحدیث کے ساتھ مستند فرماتے تھے اور وہ جزئیات فقہیہ بیان کرتے تھے کہ بڑے بڑے نامور اور مشہور فقیہ سنکر دنگ ہو جاتے تھے آپنے معقول کی اکثر کتابون پر نہایت وزنی حواشی چڑھائے ہین جنھین دیکھکر آپ کی علمیت وقابلیت کا پورا اندازہ ہو سکتا ہے اغلباً آپ کی طبیعت اس علم کی طرف زیادہ مائل تھی لہٰذا آپنے ایک پرزور رسالہ منطق مین لکھا اور اُسمین شکل اول کے بعید الطبائع اور شکل رابعہ کے بدیہی الانتاج ہونے کا دعویٰ کیا اور اسکے دلائل اس قوت واستحکام کے ساتھ بیان فرمائے کہ بلامبالغہ اگر معلم اول موجود ہوتا تو اپنے دلائل وبراہین تار عنکبوت سے زیادہ سست وکمزور سمجھتا اور میرا [illegible] زانوے شاگردی طے کرتا۔

مولنٰنا شہید کی بعض تصنیفات

آپنے اثبات رفع یدین مین بھی ایک رسالہ تصنیف کیا جس کا نام تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین ہے اور جس کی شہرت دریائے جمنا سے فرات تک نہایت مقبولیت کے ساتھ پھیلی ہوئی ہے یہ رسالہ ایک عجیب دلچسپ پیرائے مین لکھا گیا ہے اور حقیقت مین اس بیہودہ شور وشر کے مٹانے کی غرض سے تالیف کیا گیا ہے جو دہلی کے مولویون مین رفع یدین کی بابت مدت سے پڑا ہوا تھا متعصب اور ہٹ دہرم مولویون کے ایک بڑے گروہ نے صرف اس فروعی اختلافی مسئلہ مین یہانتک تشدد کیا کہ ایک دوسرے کو بلا دریغ کافر کہنے لگا جو شخص رفع یدین کرتا تھا وہ اپنے اس مسلمان بھائی کو بے درنگ اسلام سے خارج کرتا تھا جو رفع یدین کیا کرتا تھا علیٰ ہذا القیاس رفع یدین کرنے والا شخص نہ کرنے والے کو کافر بتاتا تھا۔ مولنٰنا شہید نے اس فضول شور وشر اور بیہودہ وہولناک غلط فہمی کو اُڑا دیا اور اثبات رفع یدین مین نہایت قوی اور مشہور حدیثون سے استدلال کیا اور اسی پر اکتفا نہین کیا بلکہ فقہا کے دلائل جو اُسکے مقابل تھے اپنے سوالات سے اسطرح اُٹھا دیا کہ غیر متعصب منصف کو بجز تسلیم کے اور کچھ بن ہی نہین آتا۔ اسکے علاوہ اور چند رسائل مختلف فنون مین آپ کی تالیف سے ہین جو مولنٰنا شہید کی محسوس یادگارین ہین

چونکہ مولنٰنا شہید کو ابتدائی زمانہ سے کسب فیض باطن کا بہت خیال تھا لہٰذا جناب غفران مآب زبدۂ اولاد حضرت خیر الانام جناب سید احمد قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین اعتقاد بہم پہنچایا اور اُنسے فیض باطن کسب کیا ازان بعد پیر کی رفاقت مین سفر حجاز اختیار کیا۔ اور مناسک حج ادا کرکے ہندوستان کی طرف مراجعت کی اور حضرت پیر مرشد کی خدمت مین اطراف وجوانب مین زندگی بسر کی اور مخلوق خدا

کی گودیان ارشاد و ہدایت سے لبریز کردین۔ مولنٰنا شہید کے اِس زمانہ کے واقعات اِس کثرت سے میری نظر مین ہین جن سے مین فیصدی پانچ کے انتخاب مین بھی گنجائش نہین دیکھتا اور جنکے تصور سے قلم کی زبان شق ہوئی جاتی ہے لہذا مین انہین یہین چھوڑکر آپکے آخری حالات نہایت اختصار کے ساتھ قلمبند کرتا ہون۔

مولنٰنا شہید حجاز کے متبرک سفر اور ہندوستان کے اطراف وجوانب کے باشندون کو اپنے رشد وہدایت سے فیضیاب کرکے اپنے پیر کے ارشاد کے مطابق دہلی شاہجہان آباد کیطرف متوجہ ہوئے اور ملکی ہمدردی کے اصول پیش نظر کرکے یہان کے لوگون کیلیے رشد وہدایت کا دروازہ کھولا اور وعظ ونصائح سے اہل غفلت کے کان کھولدیے جو مسائل کہ ضروریات دین مین شمار کیے جاتے تھے اور جن پر مداومت ومواظبت کرنا اہل اسلام پر فرض تھا۔ اور علماء وقت کی سستی وکاہلی کی وجہ سے عوام تو الگ رہے خواص کے بھی گوش وہم تک نہ پہنچے تھے مولنٰنا کی انتہا درجہ کی کوششون سے سب پر کھل گئے اور اب شرک وبدعت کی بنیادین متزلزل ہوکر ڈھے پڑین اور اعلام سنت کا آوازہ ہر وضیع وشریف کے کان تک پہنچ گیا جن ارباب مشیخت اور صاحبان تشخیص کے ساتھ خاص وعام کی ارادت کا سررشتہ اور سلسلۂ اعتقاد مضبوط ومستحکم تھا۔ اور کسیکو اُن کی مداہنت کا گمان نہ ہوتا تھا۔ اُنہین سخت خلجان پیدا ہوا اور دنیا طلب مولویون کے گروہ مین ایک بہت بڑا تہلکہ پڑ گیا۔ اُنہین خیال ہوا کہ اگر مسائل حقہ عوام کے کان تک پہنچ گئے تو ہمارے حق مین ضعف اعتقاد کا موجب ہوگا اور رفتہ رفتہ ہماری روزی کی عمارتین ڈھا دیجائینگی جہلا قبضہ مین نہ آئینگے اور وہ بات بات مین بحث کرنے کو طیار ہو جائینگے اس بیہودہ خیال نے اُن کے دلون مین ایک آگ مشتعل کردی اور علاوہ کفر کے فتوے دینے کے مولنٰنا موصوف کے جانی دشمن ہوگئے اور منازعت ومخالفت کے جھنڈے اونچے کرکے درپے اذیت واہانت ہوئے۔

لیکن چونکہ تائید ایزدی مولنٰنا کے شامل حال تھی اور روز ازل سے قاطع بدعت ہونا آپ کی قسمت مین لکھا گیا تھا۔ آپ اس ہدایت وارشاد سے باز نہ آئے اور کٹ ملانون کا کسی قسم کا فریب نہین چل سکا آپکے وعظ ونصائح مین اس درجہ اثر تھا کہ خلق کو یہانتک اختیار سنت نبوی کی توفیق اور ترک بدعات کا ولولہ پیدا ہوا کہ چند روز مین ایک اور ہی طرح کا نور ہر شخص کی پیشانی احوال سے چمکنے لگا اور

مفسدون کا بازار باطل کاسد و بے رونق ہو گیا تمام لوگون پر یہ بات اظہر من الشمس ہو گئی کہ جنہین ہم آجتک مذہبی پیشوا سمجھتے تھے اور جنکے آگے ہر وقت گردنین جھکا ئے کھڑے رہتے تھے وہ حقیقت مین دین کے راہزن تھے جو مال و دولت کے طمع مین امور حق کو چھپاتے اور ہمیشہ سبز باغ دکھاتے رہتے۔

مولانا شہید کا وعظ

حقیقت مین جو باتین اسوقت مسلمانون مین شائع تھین اور جن سے اسلام شرک و بدعت مین کھی کھچڑی ہو رہا تھا مولانا شہید نے انہین اسطرح علیحدہ کرکے دکھا دیا اور قرآن و حدیث سے اُن کی ایسی تردید کی کہ ہوا کا رخ ادہر سے اُدھر ہو گیا اور بجائے شرک و بدعت کے ہر شخص کے دل مین سچے اسلام کی روشنی چمکنے لگی دہلی کے تمام بے نمازی لوگ پابندی کے ساتھ نمازین پڑھنے لگے اور ہزار دنیا دنیا والے کو ایسی نماز کی توفیق ہوئی کہ جامع مسجد مین نماز جمعہ کے لیئے وہ کثرت ہونے لگی جو عیدگاہ مین نماز عیدین کیلیئے ہوا کرتی ہے اور جس کی مثال آجتک قائم ہے۔ یہ تائید الٰہی اور مولنا کی صدق نیت وخلوص کا بدیہی اثر ہے جو اس وقت تک ایک حال پر دیکھا جاتا ہے۔ بیشک اس احیاء سنت کا ثواب آپکے اعمال کے رجسٹر مین آجتک لکھا گیا اور انشاء اللہ آئندہ قیامت تک لکھا جائیگا۔ الحمدللہ علےٰ ذالک۔

مولنا شہید کی عادت تہی کہ جمعہ اور سہ شنبہ کو جامع مسجد مین مجلس وعظ مرتب کرتے اور ہزارہا لوگ غول کے غول آآکے جمع ہوتے تھے اس چار روز کے عرصہ مین عوام الناس کو تو چندان خیال نہ ہوتا لیکن لکھے پڑھون کے گروہ مین ایک عام تحریک پھیلجاتی اور ہر شخص کہتا کہ دیکھیئے مولنا آئندہ وعظ مین کیا فرماتے ہیں۔ عام طلبہ ضلالت نہاد مفسدیون کے اغواسے طرح طرح کے شبہے پیدا ہوتے اور ہر طالب علم اپنے خیال مین فلاطون اور ارسطو بنا رہتا اور یہ سمجھتا کہ آج کے وعظ مین مولوی اسمٰعیل کو ایک بات مین بند کر دونگا۔ لیکن تعجب اور نہ صرف تعجب بلکہ حیرت سے دیکھا جاتا ہے کہ مولنا کی سموئی ہوئی مذہبی پولیسی دہلی کے تمام علماء پر عجیب و غریب اثر ڈال رہی تھی۔ اور آپ کی تقریر مین وہ جادو بھرا ہوا تہا کہ لوگ گھرون سے ارادہ کرکے جاتے تھے کہ عین وعظ مین مولنا شہید کی مخالفت کرینگے۔ لیکن وہان بجز خاموشی کے اور کچھ بن نہ آتا تہا۔ آپ ابتدائے وعظ مین چند جملہ تمہید کے طور پر فرماتے اور انکی جامعیت سے وہ چیزین مذکور ہوتین کہ ہر شخص اپنے شبہہ کا جواب پالیتا اور کسیطرح کا خدشہ باقی نہ رہتا۔ حتیٰ کہ اختتام وعظ کے بعد کسی کو یہ خلجان نہ رہتا کہ ان شبہات کو پھر اپنی زبان سے بیان کرکے طالب دلیل ہو۔ ہر وعظ مین عمدہ مقاصد اور اعلیٰ مطالب شرک و بدعت کی تردید اور احیائے سنت کی نسبت ہوتے تھے۔ آپ کی تقریر نہایت صاف اور منجھی ہوئی تہی

اور اسمین وہ کمال حاصل تہا کہ جو دقیق و غامض مسائل رد و قدح کے بعد طالب علمون کے ذہن نشین ہوتے عالی جُہلا کے دلون مین سنتے ہی بیٹھ جاتے اور اسطرح منقوش خاطر ہوتے کہ مخالفین مین سے بعض عالم جو چاہتے کہ علمی دلائل سے اُنہین رد کر کے ذہن سے نکال ڈالین۔ ممکن نہ تہا۔ جب یہ مطالب اچھی طرح چمک گئے اور شرک و بدعت کی گھٹا جو دہلی اور اُسکی اطراف مین چھائی ہوئی تھی مولٰنا شہید کے انفاس متبرکہ کی وجہ سے کائی کیطرح پہٹ گئی تو اب آپنے سید اصفیا یعنے پیر طریقت کے ارشاد کے مطابق تقریر وعظ کی اسطرح بنیاد ڈالی کہ اثنائے وعظ مین بیشتر مسائل جہاد فی سبیل اللہ کے متعلق بیان ہوتے۔ یہان تک کہ بہت تہوڑے عرصہ مین آپکے صیقل تقریر سے مسلمانون کا باطنی آئینہ نہایت مصفا و مجلا ہو گیا اور سرگرم طبیعتون مین جہاد کا وہ ولولہ و شوق پیدا ہوا کہ ہر شخص بے اختیار چاہتا تہا کہ میرا سر راہ خدا مین قربان ہو اور لوائے دین محمدی کے نیچے میری جان صرف کیجائے۔

جب یہ شوق دہلی کے باشندون مین اچھی طرح پک گیا تو جناب سید احمد صاحب نے مولٰنا شہید کو طلب کیا اور آپ معتقدین کو تشنہ چھوڑ کر اُن کی خدمت مین روانہ ہوئے اور بالاتفاق حضرت ممدوح نے نہایت مستعدی کیساتھ جہاد فی سبیل اللہ پر کمر باندھی۔ کوہستان مین تشریف لیجاکر اطراف ہندوستان مین خطوط طلب روانہ کیے اور شائقین جہاد جوق جوق آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ کوہستانیون کے علاوہ ہندوستان کے باشندون کی ایک بہت بڑی جمعیت آپ کے پاس جمع ہو گئی۔ اور ایک لاکھ سے زیادہ ہندوستانی اپنی جانین قربان کرنیکے لیے مستعد ہو گئے اور نہایت بانتیجہ اور نمایان کام راہ خدا مین ظہور پذیر ہوئے۔

تائید آلہی سے مولٰنا شہید کا رعب کفار کے دلون مین اسدرجہ بیٹھ گیا کہ جس جگہ غزاۃ مسلمین کا قلیل گروہ اور مٹھی بھر آدمی بھی متوجہ ہوتے اور اُنکے جنرل مولٰنا شہید مقرر کیے جاتے تو کافرون کا لشکر اگرچہ مور و ملخ سے زیادہ ہوتا بے سروپا فراری ہوتا۔ اور یہ سُنکر کہ مولٰنا اسمٰعیل آتے ہین بڑے بڑے تجربہ کار اور خونخوار لشکرون کے دل کانپ اُٹھتے تھے۔ قوم افاغنہ باوجودیکہ وحشی جانورون سے کسی طرح کم نہ تھے۔ مولٰنا شہید کے اسدرجہ معتقد ہوئے کہ آپکے پیر کے ہاتھ پر بیعت امامت کی اور مستحکم عہد کیا کہ آپ جہاد کرینگے تو ہم لوگ سر فروشی کو حاضر ہین۔

مولانا سید احمد صاحب نے سکھون کی اقوام پر جہاد قایم کیا اور قوم افاغنہ کے علاوہ ایک لاکھ سے زیادہ

جہاد

ہندوستانی جمع ہوگئے۔ آپکے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ اور سب نے اپنا امام و معتقد اتسلیم کیا۔ اب آپنے فوج کی آراستگی کیطرف عنان توجہ مبذول فرمائی اور مولنا شہید لشکر اسلام کے جنرل مقرر ہوئے۔ اس لشکر نے اپنے بہادر جنرل کے حکم سے حرکت کی اور پنجتار سے نکلکر آہستہ آہستہ آگے قدم بڑھایا چند روز تک عشر جو طریقہ اسلام مین خراج کی ایک قسم ہے آپکے پاس آنے لگا۔ اور پشاور اور بعض مقام دیگر سکھون کی عملداری سے نکلکر غازیان اسلام کے تصرف مین آگئے۔

مولانا شہید کا رعب سکھون پر اسقدر چھایا ہوا تھا کہ وہ کچھ ملک دینے پر بخوشی راضی ہوگئے لیکن چونکہ آپ کو ترویج اسلام پیش نظر تھی اس لیئے آپنے اس بات کو قبول نہین کیا اور کئی سال تک جنگ کا سلسلہ یون ہی چلا گیا۔ قوم افاغنہ چونکہ نہایت لالچی اور بندہ زر تھے۔ سکھون کے اغوا سے منحرف ہوگئے۔ اور عین معرکہ جنگ مین آپسے دغا کی۔ روز ازل سے آپکی قسمت مین دولت شہادت لکھی تھی اور یہ عظیم الشان درجہ آپکو ملنا تھا اسلیئے آپ بالکل مطمئن اور بیخوف تھے۔ افاغنہ کے یون منحرف ہوجانے اور ایک ایسے نازک موقع پر ساتھ چھوڑ دینے سے کچھ تشویش دل مبارک مین نہین ہوئی۔ اور جس طرح جان توڑ توڑ کر آپ سکھون سے لڑے ہین حد سے زیادہ داد دینے کے قابل ہے۔

الغرض بعد سخت خونریزی کے مولنا محمد اسمٰعیل صاحب اور مولنا سید احمد صاحب مع اکثر صاف اعتقاد مسلمانون کے بالاکوٹ کے قریب شہید ہوئے۔ اور یہ جانکاہ واقعہ بقول ایک مورخ کے ماہ مئی ۱۸۳۱ع کو وقوع مین آیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

**تمام شد**

## خاتمہ کتاب

آن چشم دارم از نظر بندہ پرورت     کز عین التفات برین عرض بنگری

معزز ناظرین! تاریخانہ واقعات لکھنے اور گزشتہ حالات کی ہو بہو اور دلچسپ تصویر کھینچنی کوئی مشکل امر نہین لیکن اُن واقعات کی تلاش و جستجو کرنا جنھین مورخون نے عام جزئیات اور معمولی حالات سمجھکر نظر انداز کر دیئے ہون اور پھر ہر واقعہ کی نسبت غیر معمولی چھان بین کرکے انھین زمانہ کی طرز رفتار کے مطابق تاریخی جامہ پہنانا نہایت اہم اور مشکل بات ہے۔ اس اہمیت اور اشکال کا وہی شخص اندازہ کر سکتا ہے جس نے کبھی یہ کام کیا ہو۔ ایک ایسے صاف باطن تذکرہ نویس سے جس نے مذکورہ امور کا التزام اپنا منصبی فرض قرار دیا ہے پوچھنا چاہیئے کہ اس قسم کے واقعات قلمبند کرتے وقت اُسے کن کن مشکلات اور دقتون کا سامنا کرنا پڑتا

در حقیقت یہ ایسا پیچ در پیچ اور خطرناک میدان ہے جس میں قدم کا مسافر باوجودیکہ لوہے کا سینہ اور پتھر کا جگر رکھتا ہے اُن سنگلاخ اور دشوار گزار گھاٹیوں کے طے کرنے کا تصور کر کے جو اس کے بیچ میں پڑتی ہیں قدم رکھتے ہوئے تھرّاتا ہے۔

حیات ولی کے لکھنے کا خیال ایک مدت سے میرے دماغ میں گونج رہا تھا۔ لیکن بے بضاعتی بے سرو سامانی اور بے سروسامانی سے قطع نظر کرتے ہوئے ناقابلیت اور ہیچمدانی کی وجہ سے اس پُرخار وادی میں قدم رکھتے ہچکچاتا تھا اور طبیعت خود بخود رکی جاتی تھی [illegible] اس قدر جرأت نہیں دیتی تھی کہ جس طرح بن پڑے اس خیال کی تکمیل کرنی چاہیے۔ اُدھر اتنی بڑی مشکلات کا خیال [illegible] تھا۔ غرض اسی کشمکش میں ایک عرصہ گزر گیا اور کچھ کوئی شق اختیار کرتے نہ بن پڑی [illegible] میں نے اس میدان میں قدم رکھا اور آہستہ آہستہ آگے بڑھا۔ میں خدا کے شکر سے سبکدوش نہیں ہو سکتا کہ اس نے میرے قدم [illegible] ایک ضعیف سا خیال رہ گیا تھا۔ [illegible] تحریک اور [illegible] تکمیل کی روح پھونک دی اور [illegible] مجھ ناچیز کے ہاتھ سے انجام کو پہنچا دیا اور نہایت عمدگی اور خوش اسلوبی کے ساتھ اسکا انجام ہوا۔

حیات ولی کے دوران تالیف میں علاوہ تاریخی سرمایہ کے خود جناب شاہ ولی اللہ صاحب اور اُن کے محترم خاندان کے تمام تراجم و تصانیف کا سلسلہ میری پیش نظر تھا۔ چونکہ تواریخ سے مجھے بہت کم [illegible] میں نے اکثر واقعات و روایات اسی سلسلے سے منتخب کرکے حیات ولی میں درج کیے۔ اس بنا پر میں نہایت بھروسے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جسقدر حالات و واقعات آپ اسمیں پائینگے غالبًا نہایت درست و نفس الامری ہونگے۔ اور میں آپکو پورا اطمینان دلاتا ہوں کہ اسمیں آپ کو ایک واقعہ بھی ایسا دستیاب نہو گا جسکی مستند شہادت اور تاریخی ثبوت میرے پاس موجود نہو۔

یہ سب کچھ ہے لیکن مجھے پھر بھی اپنی ناقابلیت اور بے بضاعتی کا بدل اعتراف ہے اسلیئے میں آخر میں اپنے معزز ناظرین سے التماس کرتا ہوں کہ اگر آپ میری غلطی پر متنبہ ہوں تو ازراہ کرم خطا پوشی کو عمل میں لائیں اور کمترین کو دعائے خیر سے یاد فرمائیں ؎ شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا۔

آپکا خادم قدیم

محمد رحیم بخش۔ دہلوی

# اعلان

بہاں

کو اطلاع دیجاتی ہے کہ

اس کتاب مسمی حیات ولی کے جملہ حقوق

تصنیف تالیف بحیثیت مشتہر کے نام محفوظ ہیں اور

مشتہر نے بموجب قانون نمبر ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ء درج فہرست رجسٹری گورنمنٹ

انڈیا بھی کرادیا ہے لہذا خدمت جملہ تاجران کتب و اہل مطابع جمیع الدیار

کی جاتی ہے کہ کوئی صاحب اس کتاب کے جزو یا کل کے چھاپنے کے مجاز

نہیں جب تک کہ میری تحریری اجازت حاصل نہ کرلیں ہاں جس قدر

جلدیں مطلوب ہوں وہ مشتہر سے طلب فرمائیں ۔ بابت ایسے

نقصان نہ اٹھائیں فقط بر رسولاں بلاغ باشد و بس

**المشتہر مرزا عبد الغفار بیگ مالک**

و مہتمم افضل المطابع و افضل الاخبار

دہلی حویلی

اعظم خان بماہ شوال

۱۳۱۹ھ